

# روحانی خزائن

تصنیفات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

۱۹

ISLAM  
INTERNATIONAL  
PUBLICATIONS LTD

## روحانی خزائن

مجموعہ کتب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی  
مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام  
(جلد نوزدہم)

### Ruhaani Khazaa'in

(Volume 19)

Collection of the books of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian,  
The Promised Messiah and Mahdi (1835-1908), peace be upon him.  
Volumes 1-23

© Islam International Publications Ltd.

First Published in Rabwah, Pakistan in the 1960s

Reprinted in the UK in 1984

Reprinted in 1989

Second edition (with computerized typesetting) published in 2008

Reprinted in the UK in 2009

Published in Qadian, India in 2008 (Vol. 1-10)

Present edition published in the UK in 2021

Published by:

Islam International Publications Ltd  
Unit 3, Bourne Mill Business Park,  
Guildford Road, Farnham, Surrey, GU9 9PS UK

Printed in Turkey at:

Levent Offset

ISBN: 978-1-84880-134-9 (Set Vol. 1-23)

10 9 8 7 6 5 4 3 2 1





حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب  
کے مطالعہ کے متعلق

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس  
ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کا

احبابِ جماعت کے نام

پیغام

روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن ۲۰۰۸ء

کی اشاعت کے موقع پر



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ  
وَعَلٰی عِبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ  
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ  
هوالتاصر



لندن

10-8-2008

## پیغام

وہ خزان جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار اللہ تعالیٰ نے وَاٰخِرِيْنَ مِنْهُمْ کے مصداق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانے کے امام اور مہدی کے طور پر مبعوث فرمایا کہ تا اس کی توحید کا دنیا میں بول بالا ہو اور ہمارے پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی اور قرآن کریم کی صداقت دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے۔

قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب اسلام کی اشاعت اور تبلیغ ساری دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے سامان اس خدائے قادر مطلق نے پہلے سے مقرر کر رکھے تھے۔ اسی لئے اس زمانے میں سائنسی ایجادات اتنی تیزی اور کثرت سے ہوئی ہیں کہ انسانی عقل وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا کے مصداق حیران ہو جاتی ہے۔ یہی وہ زمانہ ہے کہ جس کے بارے میں وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی پیشگوئی فرما کر یہ بتلا دیا کہ اس زمانے میں ایسی ایسی ایجادات ہوں گی کہ کتابوں اور رسالوں کی نشر و اشاعت عام ہو جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”اور نشر و اشاعت سے اس کے وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر

پر لیں ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلانے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچانے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۴۷۳)

ایک اور کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

”کامل اشاعت اس پر موقوف تھی کہ تمام ممالک مختلفہ یعنی ایشیا اور یورپ اور افریقہ اور امریکہ اور آبادی دنیا کے انتہائی گوشوں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی تبلیغ قرآن ہو جاتی اور یہ اس وقت غیر ممکن تھا بلکہ اس وقت تک تو دنیا کی کئی آبادیوں کا ابھی پتا بھی نہیں لگا تھا اور دور دراز سفروں کے ذرائع ایسے مشکل تھے کہ گویا معدوم تھے..... ایسا ہی آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اور ہدایت کا ذخیرہ کامل ہو گیا مگر ابھی اشاعت ناقص ہے اور اس آیت میں جو **مِنْهُمْ** کا لفظ ہے وہ ظاہر کر رہا تھا کہ ایک شخص اس زمانہ میں جو تکمیل اشاعت کے لئے موزوں ہے مبعوث ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں ہوگا..... اس لئے خدا تعالیٰ نے تکمیل اشاعت کو ایک ایسے زمانہ پر ملتوی کر دیا جس میں قوموں کے باہم تعلقات پیدا ہو گئے اور بری اور بحری مرکب ایسے نکل آئے جن سے بڑھ کر سہولت سواری کی ممکن نہیں۔ اور کثرت مطالع نے تالیفات کو ایک شیرینی کی طرح بنا دیا جو دنیا کے تمام مجمع میں تقسیم ہو سکے۔ سواس وقت حسب منطوق آیت **وَآخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ** اور حسب منطوق آیت **قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے بعثت کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور گن بوٹ اور

مطالع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک زبان مشترک ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بزبان حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل و جان سرگرم ہیں۔ آپ تشریف لائیے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام کافرانس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں قرآنی تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں۔ مگر میں ملک ہند میں آؤں گا۔ کیونکہ جوش مذاہب و اجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمع ملل و نحل اور امن اور آزادی اسی جگہ ہے۔

(تحفہ گوڑویہ، روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۶۰-۲۶۳)

سوا س زمانے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام ساری دنیا تک پہنچانے اور اسلام کی سچائی کو ساری دنیا پر ثابت کرنے اور خدائے واحد و یگانہ کی توحید کا پرچار کرنے کے لئے اسلام کا یہ بطل جلیل، جری اللہ، سیف کا کام قلم سے لیتے ہوئے قلمی اسلحہ پہن کر سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اتر اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا ایسا کرشمہ دکھایا کہ ہر مخالف کے پر نچے اڑا دیے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا پرچم پھر سے ایسا بلند کیا کہ آج بھی اس کے پھریرے آسمان کی رفعتوں پر بلند سے بلند تر ہو رہے ہیں اور ساری دنیا پر اسلام کا یہ پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کے ذریعہ پھیل رہا ہے اور پھیلتا رہے گا۔ مسیح محمدی کی زندگی بخش تحریرات کی ہی یہ برکت ہے کہ ایک جہان روحانی اور جسمانی احیاء کی نوید سے مستفیض ہو رہا ہے اور صدیوں کے مردے ایک دفعہ پھر زندہ ہو رہے ہیں اور ایسا کیوں

نہ ہوتا کہ اسلام کی گزشتہ تیرہ صدیوں میں صرف آپ کا ہی کلام ایسا تھا جسے کبھی خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے ”مضمون بالا رہا“ کی سند نصیب ہوئی تو کبھی الہاماً یہ نوبہ عطا ہوئی کہ:

”در کلام تو چیزے است کہ شعراء را در اں دخل نیست۔ کلام اُفصحَتْ مِنْ لَدُنْ رَبِّ کَرِيمٍ“۔ (کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۶۲۔ تذکرہ صفحہ ۵۰۸)

ترجمہ: ”تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔“ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۶)

چنانچہ ایسی ہی عظیم الہی تائیدات سے طاقت پا کر آپ فرماتے ہیں:

”میں بڑے دعویٰ اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے۔ اور جہاں تک میں دور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشی ہے۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں:

”میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پر دازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔“ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۳۴)

پس یہ آپ کی دلی خواہش تھی کہ وہ آب حیات جو آپ کے مبارک قلم سے آپ کی کتابوں کی شکل میں دنیا کی روحانی اور علمی پیاس بجھانے کے لئے نکلا ہے اس سے سارا عالم فیضیاب ہو۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں اور وہ حکمت جو میرے منہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

عزیزو! یہی وہ چشمہ رواں ہے کہ جو اس سے پئے گا وہ ہمیشہ کی زندگی پائے گا اور ہمارے سید و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی یفیض السمال حتی لا یقبلہ احد (ابن ماجہ) کے مطابق یہی وہ مہدی ہے جس نے حقائق و معارف کے ایسے خزانے لٹائے ہیں کہ انہیں پانے والا کبھی ناداری اور بے کسی کا منہ نہ دیکھے گا۔ یہی وہ روحانی خزانے ہیں جن کی بدولت خدا جیسے قیمتی خزانے پر اطلاع ملتی ہے اور اس کا عرفان نصیب ہوتا ہے۔ ہر قسم کی علمی اور اخلاقی، روحانی اور جسمانی شفا اور ترقی کا زینہ آپ کی یہی تحریرات ہیں۔ اس خزانے سے منہ موڑنے والا دین و دنیا، دونوں جہانوں سے محروم اٹھنے والا قرار پاتا ہے اور خدا کی بارگاہ میں متکبر شمار کیا جاتا ہے، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔“

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ ۳۶۵)

اسی طرح آپ نے فرمایا کہ:

”وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے

نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تاکہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔“

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۳)

پھر آپ نے ایک جگہ یہ بھی تحریر فرمایا کہ:

”سب دوستوں کے واسطے ضروری ہے کہ ہماری کتب کم از کم ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں، کیونکہ علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۶۱)

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں اس امام مہدی اور مسیح محمدی کو ماننے کی توفیق ملی اور ان روحانی خزائن کا ہمیں وارث ٹھہرایا گیا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم ان بابرکت تحریروں کا مطالعہ کریں تاکہ ہمارے دل اور ہمارے سینے اور ہمارے ذہن اس روشنی سے منور ہو جائیں کہ جس کے سامنے دجال کی تمام تاریکیاں کا فور ہو جائیں گی۔ اللہ کرے کہ ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی زندگیوں ان بابرکت تحریرات کے ذریعہ سنوار سکیں اور اپنے دلوں اور اپنے گھروں اور اپنے معاشرہ میں امن و سلامتی کے دئے جلانے والے بن سکیں اور خدا اور اس کے رسول کی محبت اس طرح ہمارے دلوں میں موجزن ہو کہ اس کے طفیل ہم کل عالم میں بنی نوع انسان کی محبت اور ہمدردی کی شمعیں فروزاں کرتے چلے جائیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خزائن

خليفة المسيح الخامس



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرض ناشر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور راہنمائی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ تصانیف کا سیٹ ”روحانی خزائن“ پہلی بار کمپیوٹرائزڈ شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس سیٹ کی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاکیدی ارشاد کی تعمیل میں ہر کتاب فیسٹ ایڈیشن کے عین مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایک سے زائد ایڈیشن چھپے ہیں تو آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۲۔ پورے سیٹ میں یہ التزام کیا گیا ہے کہ صفحہ کی سائیڈ پر ایڈیشن اول کا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔

۳۔ ایڈیشن اول میں اگر سہو کتابت واقع ہوا ہے تو متن میں اس لفظ کو اسی طرح کمپوز کیا گیا ہے۔ البتہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ متن میں سہو کتابت معلوم ہوتا ہے اور غالباً صحیح لفظ یوں ہے۔

۴۔ یہ ایڈیشن روحانی خزائن کے سابقہ ایڈیشن کے صفحات کے عین مطابق ہے تاکہ جماعتی لٹریچر میں گزشتہ نصف صدی سے آنے والے حوالہ جات کی تلاش میں سہولت رہے۔

۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس سیٹ میں مندرجہ ذیل اضافے کئے گئے ہیں۔

(ا) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مضمون جو آپ نے منشی گردیال صاحب مدرس ٹڈل اسکول چنیوٹ کے استفسار کے جواب میں تحریر فرمایا تھا اور روحانی خزائن میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔ اسے روحانی خزائن کے نئے ایڈیشن میں جلد نمبر ۲ میں شامل اشاعت کر دیا گیا ہے۔

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مضمون ”ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات“ جو پہلے ”تصدیق النبی“ کے نام سے سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے آخر میں شامل اشاعت کر لیا گیا ہے۔

(ج) روحانی خزائن جلد ۴ میں الحق مباحثہ دہلی کے عنوان سے ایک کتاب شامل ہے۔ اس کے صفحہ ۲۲۱ پر مراسلت نمبر اما بین مولوی محمد بشیر صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب ہے۔ اس کے بعد مراسلت نمبر ۲ مابین منشی بوبہ صاحب و منشی محمد اسحاق و مولوی سید محمد احسن صاحب کسی وجہ سے روحانی خزائن میں شامل ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

ہونے سے رہ گئی ہے۔ اسے روحانی خزائن جلد نمبر ۴ کے نئے ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(د) روحانی خزائن جلد نمبر ۵ آئینہ کمالات اسلام کے آخر میں ”التبلیغ“ کے نام سے جو عربی خط شامل ہے اس کے آخر میں عربی قصیدہ درج ہے۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ کے بعد ایک عربی نظم شائع شدہ ہے جو کسی وجہ سے روحانی خزائن جلد ۵ میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔ نئے ایڈیشن میں یہ نظم شامل کر دی گئی ہے۔

(ہ) جلسہ اعظم مذاہب ۱۸۹۶ء کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تحریر فرمودہ بے مثال مضمون جو ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ کے نام سے اردو اور دوسری زبانوں میں چھپ چکا ہے اس کے اصل مسودہ کے کچھ صفحات کسی وجہ سے شامل اشاعت نہیں ہو سکے تھے انہیں اصل مسودہ سے جو خلافت لائبریری میں موجود ہے نقل کر کے جلد نمبر ۱۰ میں شامل کیا گیا ہے۔

(و) ریویو آف ریلیجنز اردو کا پہلا شمارہ ۹ جنوری ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس میں صفحہ ۳۳ تا ۳۴ پر مشتمل ”گناہ کی غلامی سے رہائی پانے کی تدابیر کیا ہیں؟“ کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بصیرت افروز مضمون شائع ہوا تھا۔ اس مضمون کو روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ کے آخر میں کتاب نزول المسیح کے بعد شامل کیا جا رہا ہے۔

(ز) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک سے لکھا ہوا ”عصمت انبیاء“ کے عنوان سے ایک اور مضمون بھی ریویو آف ریلیجنز اردو مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷۵ تا ۷۹ میں شائع ہوا تھا۔ یہ مضمون اب تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہوا۔ اسے بھی روحانی خزائن جلد ۱۸ کے آخر میں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

والسلام  
سید عبدالحی  
ناظر اشاعت

اکتوبر ۲۰۰۸ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اپنی ساری زندگی اشاعت و تبلیغ اسلام کے جہاد میں صرف کی اور اس مقصد کے لئے آپ نے نہ صرف کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں بلکہ اشتہارات و تقاریر کے ذریعہ بھی خدمت اسلام کے اس فریضہ کا حق ادا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی جملہ تصانیف کو روحانی خزائن کی تین جلدوں کے سیٹ میں طبع کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح آپ کے پُر معارف کلمات و تقاریر و مجالس علم و عرفان کو ملفوظات کی دس جلدوں میں، جبکہ آپ کے تحریر فرمودہ اشتہارات کو مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں تیار کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کی روشنی میں علوم و فیوض روحانی سے لبریز اس لٹریچر (روحانی خزائن، ملفوظات اور مجموعہ اشتہارات) کے نئے ایڈیشن تیار کئے گئے ہیں جن کی اب سیدنا حضور اقدس کی منظوری سے یہاں انگلستان سے طباعت کی جا رہی ہے تاکہ بیرون ممالک میں قائم جماعتوں کی بھی علمی و روحانی ترقی دور ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جملہ تصانیف منیفہ جو روحانی خزائن کے نام سے ۲۳ جلدوں میں شائع شدہ ہیں، اس کے کمپیوٹر ایڈیشن میں بعض مقامات پر کتابت کے سہو اور اغلاط کی نشاندہی ہوئی تھی۔

امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کے نئے ایڈیشن کی تیاری کا ارشاد فرماتے ہوئے بعض درج ذیل ہدایات سے نوازا:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کی صحت کو قائم اور برقرار رکھنے کے لئے لازم ہے کہ ان کو اول ایڈیشن کے عین مطابق اور اسی حال میں برقرار رکھا جائے۔ اگر اول ایڈیشن میں کہیں سہو کتابت ہے تو اس کو بعینہ

قائم رکھا جائے۔ البتہ واضح سہو اور غلطی کی ناشر کی طرف سے حاشیہ میں وضاحت دی جائے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات مبارکہ میں اس کے ایک سے زیادہ ایڈیشنز شائع ہوئے تھے تو آپ کی زندگی میں مطبوعہ آخری ایڈیشن کو پیش نظر رکھا جائے۔

غرضیکہ اول ایڈیشن سے تقابل کر کے اگر مابعد کسی سہو یا کتابت کی غلطی کی درستگی کی گئی ہے تو اسے نظر انداز کر کے اول ایڈیشن کے بالکل مطابق کر دیا جائے اور متن میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔“

اول ایڈیشن کے وقت اس زمانہ کی طرز کتابت کے مطابق ”ے“ اور ”ی“ کو اکثر و بیشتر ”ی“ لکھا گیا ہے۔ پہلے قارئین خود سمجھ جاتے تھے کہ فقرہ کی ترتیب کے لحاظ سے یہاں یائے معروف ہے یا یائے مجهول۔ لیکن اب اس تفریق کو سمجھنے میں قاری کو دقت اور مشکل درپیش ہوتی ہے۔ اس لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے کہ فقرہ کی مناسبت سے یائے معروف اور یائے مجهول کو ظاہر کر دیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”روحانی خزائن کے پہلے ایڈیشن کے مطابق صفحات نمبر اور عبارات رکھی جائیں۔“ چنانچہ اس ہدایت کی پابندی کی گئی ہے۔ اس لئے ناشر کی طرف سے اگر کوئی وضاحت ضروری سمجھی گئی تو اس کو بارڈر سے باہر رکھا گیا ہے۔

ایسے انگریزی الفاظ، اسماء وغیرہ جو اردو رسم الخط میں تحریر شدہ ہیں اور جن کو صحیح تلفظ سے پڑھنا مشکل ہے سہولت کی غرض سے ان کو انگریزی طرز میں بھی حاشیہ میں دے دیا گیا ہے۔

الحق مباحثہ دہلی کا ایک حصہ ”مراسلت نمبر ۲“ جو روحانی خزائن کی تدوین کے وقت دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے شامل نہ ہو سکا۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن کے وقت یہ مراسلت مل گئی اور اسے جلد ۴ کے آخر پر صفحہ ۴۸۳ پر دے دیا گیا۔ اس ایڈیشن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے الحق مباحثہ دہلی کے آخر پر مراسلت نمبر ۱ کے بعد شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

محمود کی آئین تو جلد ۱۲ میں آچکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی آئین بھی لکھی تھی۔ یہ نظم ۱۹۰۱ء میں شائع ہوئی جو روحانی خزائن کی کسی جلد میں شامل نہیں۔

اب روحانی خزائن کی نظر ثانی کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر اسے اپنے زمانی اعتبار سے روحانی خزائن جلد ۱ میں شامل کیا گیا ہے، مگر جلد کے آخر پر تاکہ صفحات کی ترتیب میں فرق نہ آئے۔

روحانی خزائن میں جو فارسی اشعار، عبارات اور رقوم بیان ہوئی ہیں ان کا ترجمہ اس ایڈیشن میں متن کے اختتام پر دے دیا گیا ہے تاکہ قارئین کو مفہوم سمجھنے میں سہولت ہو۔ یہاں انگلستان میں متعدد مرتبہ خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر مختلف امور میں راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی اور ان ہدایات کی تعمیل کروائی۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام نے بارہا ان بیش بہا علوم کو پڑھنے اور پھیلانے کی نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ ہم سب ان سے کما حقہ فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ آمین

خاکسار  
مینیر الدین شمس  
ایڈیشنل وکیل التصنیف

فروری ۲۰۲۱ء



# ترتیب

روحانی خزائن جلد ۱۹

۱	..... کشتی نوح
۸۹	..... تحفۃ الندوہ
۱۰۵	..... اعجاز احمدی
۲۰۶	..... ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی
۲۱۷	..... مواہب الرحمن
۳۶۱	..... نسیم دعوت
۴۶۵	..... سناتن دھرم





## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

### تعارف

(از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس)

روحانی خزائن کی یہ انیسویں جلد ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل کتب و رسائل پر مشتمل ہے۔

کشتی نوح، تختہ الندوة، اعجاز احمدی، مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعودؑ حگم ربانی کارویو، مواہب الرحمن، نسیم دعوت اور سنا تن دھرم۔

### کشتی نوح

کشتی نوح ۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوئی۔ اس کا دوسرا نام دعوت الایمان اور تیسرا تقویۃ الایمان ہے اور اس سے متعلق ٹائٹل پیج پر یہ بھی لکھا ہے:

”رسالہ آسمانی نیکہ جو طاعون کے بارے میں اپنی جماعت کے لئے تیار کیا گیا۔“  
اور مندرجہ ذیل دو شعر بھی لکھے ہیں:

جہاں را دل ازیں طاعون دو نیم است  
نہ ایں طاعون کہ طوفانِ عظیم است  
بیا بشتاب سوئے کشتی ما  
کہ ایں کشتی ازاں ربّ علیم است

## وجہ تالیف

۶ فروری ۱۸۹۸ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:- میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بد شکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک چھوٹے قد کے ہیں۔ میں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو میں نے دیکھا۔ اور فرمایا:- مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے:-

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ . إِنَّهُ أَوَى الْقَرْيَةَ

(تذکرہ صفحہ ۲۶۱ ایڈیشن چہارم)

اس پیشگوئی کے مطابق پنجاب میں طاعون پھیلی اور ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں جبکہ طاعون زوروں پر تھی گورنمنٹ نے پنجاب میں طاعون کے ٹیکے کی سکیم وسیع پیمانہ پر شروع کی اور تقریر و تحریر کے ذریعے سے یہ پروپیگنڈا کیا کہ ہر شخص کے لئے ٹیکہ لگانا ضروری ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ٹیکا لگوانے سے انکار کیا اور ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ”کشتی نوح“ کتاب شائع فرمائی جس میں آپ نے گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکا کے انتظامات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ:-

”یہ وہ کام ہے جس کا شکر گزاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے۔“

اور اپنے اور اپنی جماعت کے متعلق فرمایا:-

”اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکہ کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تُو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے۔ لیکن وہ

جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواریں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں..... الٰہی آخر

(دیکھو کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱ و صفحہ ۲۲)

اور فرمایا:-

”اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطر میں نیچے لکھ دیتا ہوں۔“ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۰)

اس سے آگے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تعلیم لکھی ہے اور وہ ایسی پاک اور عمدہ تعلیم ہے کہ اگر ہماری جماعت کے سب افراد اس پر کماحقہ عمل پیرا ہو جائیں تو ان کا نمونہ دنیا میں ایک عظیم الشان روحانی انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔

## تحفة الندوة

یہ رسالہ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا۔ اس رسالہ کا پیش لفظ زیر عنوان ”التبلیغ“ عربی زبان میں ہے جس میں اہل دارالندوہ کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ قرآن مجید کو حکم بنائیں اور اپنے مسیح موعود ہونے کا ذکر کیا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے پر حلف اٹھائی ہے اور آخر میں اس رسالہ کو اپنے نمائندوں کے ہاتھ علماء ندوہ کے پاس بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

## وجہ تالیف

اس رسالہ کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ندوۃ العلماء نے ۹-۱۰-۱۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو امرتسر میں جلسہ کے انعقاد کا اعلان کیا اور حافظ محمد یوسف صاحب پٹنہ نے جن کا ذکر اربعین نمبر ۳ میں آچکا ہے ۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام ایک اشتہار دیا جس کا ذکر کر کے حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس اشتہار میں وہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ زبانی اس بات کا اقرار کر چکا ہوں کہ جن لوگوں نے نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ ایسے افترا کے ساتھ جس سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود تھا تیئیس برس تک (جو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام بعثت کا کامل زمانہ ہے) زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور پھر حافظ صاحب اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اُن کے اس قول کی تائید میں اُن کے ایک دوست ابوالفتح محمد دین نام نے قطع الوتین نام ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس میں مدعیانِ کاذب کے نام مع مدّتِ دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں۔

(تختہ الندوہ، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۹۲)

نیز اس اشتہار میں حافظ صاحب نے حضرت اقدس علیہ السلام سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ یہ اقرار لکھ دیں کہ اگر ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ میں جو ابتداءً ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے بمقام امرتسر منعقد ہوگا شریک ہونے والے ہندوستان کے مشاہیر علماء رسالہ ”قطع الوتین“ میں پیش کردہ نظائر کو صحیح قرار دے دیں تو ایسی صورت میں آپ کو اسی جلسہ میں توبہ کرنی چاہئے۔ آپ نے اس مطالبہ کے جواب میں فرمایا کہ ”میرا ان لوگوں پر حسن ظن نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نہ تو ان لوگوں کو متقی سمجھتا ہوں..... اور نہ عارفِ حقائق قرآن خیال کرتا ہوں..... پھر میں اُن کا حگم ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند منتخب مولوی اُن میں سے بطور طالبِ حق قادیان میں آجائیں تو میں زبانی ان کو تبلیغ کر سکتا ہوں۔“

اور لکھا کہ ”رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کی نسبت بے سرو پا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابلِ اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور اُن کا کسی اُس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی تمام عمر کے مفتریات جن کو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں۔“

(تختہ الندوہ، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۹۴، ۹۵)

حافظ صاحب کے اشتہار کا جواب دینے کے بعد آپ نے ندوہ کے علماء پر اتمامِ حجت کے لئے اپنے مسیح موعود ہونے کے دعویٰ کو مع دلائل پیش کیا اور قادیان سے ایام جلسہ میں امرتسر ایک وفد بھیجا جو مولوی سید محمد احسن صاحب امر وہی، مولوی ابو یوسف محمد مبارک صاحب سیالکوٹی، مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب ہزاروی، مولوی محمد عبداللہ صاحب کشمیری اور شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم پر مشتمل تھا۔ امرتسر پہنچ کر

وفد کو معلوم ہوا کہ حافظ محمد یوسف صاحب نے ندوہ والوں سے مشورہ کئے بغیر از خود اشتہار شائع کیا تھا۔ ندوہ کے سیکرٹری سے اس سے متعلق کوئی اجازت یا مشورہ نہیں لیا گیا تھا۔ لہذا وفد نے انفرادی رنگ میں لوگوں تک سلسلہ کا پیغام پہنچایا اور تحفۃ الندوہ لوگوں میں تقسیم کر کے اس کی خوب اشاعت کی۔

## اعجاز احمدی

”اعجاز احمدی“ ضمیمہ کتاب ”نزول المسیح“ مرقومہ ۶ شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۰۲ء جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار ہے ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء کو شائع کی گئی۔

### وجہ تالیف

مدّٰ ضلع امرتسر میں ایک گاؤں ہے۔ میاں محمد یوسف صاحب احمدی اپیل نوٹس بکٹ گنج مردان جو اس گاؤں کے رہنے والے تھے جب اُن کے بھائی میاں محمد یعقوب صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو گاؤں والوں نے اُن کی سخت مخالفت کی اور ان کا مکمل بائیکاٹ کر دیا تو انہوں نے اپنے بھائی میاں محمد یوسف صاحب کو مردان سے بلوایا اور آخر کار گاؤں والوں کے ساتھ یہ طے پایا کہ وہاں ۲۹۔۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مباحثہ ہو اور میاں محمد یوسف صاحب کے اصرار پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب اور مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو وہاں بھجوادیا اور دوسری طرف سے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مناظر مقرر ہوئے۔ مدّٰ کی آبادی اُن دنوں دو اڑھائی سو کے قریب تھی مگر اردگرد دیہات سے شامل ہونے والے غیر احمدیوں کی تعداد چھ سات سو تک پہنچ گئی۔ مگر احمدی صرف تین چار تھے۔

مباحثہ ہوا۔ مباحثہ کے دو دن بعد مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب مع اپنے دوستوں کے ۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو واپس قادیان پہنچ گئے اور مباحثہ کی مفصل روئیداد حضرت اقدس کوناد دی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے دورانِ مباحثہ میں ایک یہ اعتراض کیا تھا کہ مرزا صاحب کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں۔ دوسرے یہ کہا تھا کہ میں مرزا صاحب سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تیسرے حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کے اس مطالبہ کے جواب میں کہ اگر حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھتے ہو تو اعجاز المسیح کا جواب کیوں نہ لکھا کہا تھا کہ میں چاہوں تو بڑی آسانی سے اس

کا جواب لکھ سکتا ہوں۔ اس لئے حضرت اقدس نے مناسب خیال فرمایا کہ ان باتوں کا جواب دیا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشگوئیوں کی تکذیب میں دروغ گوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا اس لئے خدا نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی تا سیرہ رُوئے شود ہر کہ دروغش باشد“

(روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۰۷)

اور فرمایا:-

”نیز یہ بھی خیال آیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیونکر ثابت ہو کہ ستر دن کے اندر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے۔ اور اگر وہ یہ حجت پیش کریں کہ یہ کتاب دو برس میں بنائی گئی ہے اور ہمیں بھی دو برس کی مہلت ملے تو مشکل ہوگا کہ ہم صفائی سے ان کو ستر دن کا ثبوت دے سکیں۔ ان وجوہات سے مناسب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک سادہ قصیدہ بنانے کے لئے رُوح القدس سے مجھے تائید فرماوے جس میں مباحثہ مدد کا ذکر ہو..... سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دُعا میری منظور ہوگی اور رُوح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا..... مباحثہ ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو جمع اس اردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لا جواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔“

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹، صفحہ ۱۴۶)

اور فرمایا:-

”اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت اُن کے پاس پہنچے چوداں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دوں گا۔ اُن کو اختیار ہوگا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے مدد لیں یا کسی اور صاحب سے مدد لے لیں۔ اور نیز اس وجہ سے بھی اُن کو کوشش کرنی چاہئے کہ میرے ایک اشتہار میں پیشگوئی کے طور پر خبر دی گئی ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی خارق عادت نشان ظاہر ہوگا اور گو وہ نشان اور صورتوں میں بھی ظاہر ہو گیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ اور اس اردو مضمون کا جواب نہ لکھایا نہ لکھوایا تو یہ نشان اُن کے ذریعہ سے پورا ہو جائے گا۔“

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۳۷)

اور اس کتاب کے آخر میں دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار شائع کیا جس میں آپ نے چودہ دن کی بجائے بیس دن مدت کر دی۔ اور فرمایا:-

”انشاء اللہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لے کر جائیں گے اور اسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کر دوں گا..... ۱۷-۱۸-۱۹ نومبر ۱۹۰۲ء ان دنوں تک بہر حال اُن کے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائے گا۔ اب ان کی میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں۔ لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عہد اکنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں اُن کا ازلی حصہ ہوگا۔“

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۴، ۲۰۵)

مگر حضرت اقدس علیہ السلام نے بطور پیشگوئی تحریر فرمایا:-  
 ”دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر  
 حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی  
 ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور اُن کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں  
 اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ اُن کی قلموں کو توڑ دے گا اور اُن کے دلوں  
 کو غبی کر دے گا۔“ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۴۸)

اسی طرح قصیدہ میں آپ فرماتے ہیں۔

فان اک کذباً فیأتی بمثلها وان اک من ربی فیغشی و یشر  
 پس اگر میں جھوٹا ہوں تو ایسا قصیدہ بنا لائے گا اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں پس اس کی سمجھ پر  
 پردہ ڈال دیا جائے گا اور روکا جائے گا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۶)  
 میعاد گذر گئی اور علماء سے نہ انفرادی طور پر اور نہ اجتماعی طور پر اس کا جواب بن سکا اور پیشگوئی کے  
 مطابق سچ مچ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل غبی کر دیئے اور اُن کے قلم توڑ دیئے اور پیشگوئی (مندرجہ اشتہار  
 تریاق القلوب) کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ایک بڑا نشان ظہور میں آئے گا بڑی آب و تاب سے پوری ہو گئی۔

## مُدّ پرتاہی

مقام مُدّ جہاں مباحثہ ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی گئیں اور تکذیب اور استہزاء کا  
 نشانہ بنایا گیا مباحثہ سے پانچ چھ ماہ بعد وہاں طاعون کا سخت حملہ ہوا اور دو اڑھائی سو کی آبادی میں سے ایک سو  
 بیس افراد طاعون سے ہلاک ہو گئے اور اس گاؤں کی عورتوں نے ملائوں کو سخت سُست کہا کہ انہوں نے  
 مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو بلوا کر مرزا صاحب کے حق میں سخت گوئی کی اور بوا پھیلی (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء) اور اس  
 کے متعلق قصیدہ میں حضرت اقدس علیہ السلام نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔

اری ارض مدّ قد ارید تبارها و غادرهم ربی کغصن تجذر

میں مُد کی زمین دیکھتا ہوں اس کی تباہی نزدیک آگئی اور میرے رب نے ان کو کٹی

ہوئی تہی کی طرح کر دیا۔ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۶)



## دعوتِ مباہلہ کا جواب

اور مولوی ثناء اللہ صاحب کی دعوتِ مباہلہ کا حضرت اقدس علیہ السلام نے (صفحہ ۱۲۱-۱۲۵ جلد ۱۹)

تفصیلی جواب دیا اور فرمایا:-

”اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور وہ پہلے

مریں گے۔“ (اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۲۸)

## مولوی ثناء اللہ صاحب کا ایک ناکام مکر

۱۹۲۳ء میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے ”اعجاز احمدی“ کے عظیم الشان نشان کو مشتبہ کرنے کے لئے

یہ چال چلی کہ ایک کتاب ”شہادات مرزا“ لکھی اور ایک ہزار روپیہ انعام کے ساتھ چھ ماہ اس کے جواب کے

لئے مدت مقرر کی۔ کتاب پر ماہ اکتوبر لکھ دیا۔ لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ اکتوبر کی کس تاریخ کو شائع ہوئی اور

احمدیوں سے اُسے مخفی رکھا گیا اور کسی احمدی کو نہ بھیجی۔ اور جب اُس کا دسمبر ۱۹۲۳ء کے آخر میں مجھ راقم الحروف

کو علم ہوا تو میں نے قادیان آ کر اس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قادیان میں بھی کسی کو یہ کتابچہ نہیں

بھیجا گیا۔ جب مجھے کتاب ملی تو میں نے چند روز میں اُس کا جواب لکھ کر قائم گنج (یو۔ پی) سے مکرم و محترم

قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کو بھیج دیا۔ اُس وقت آپ ماہنامہ ریویو آف ریلیجیونز کے ایڈیٹر تھے۔ یہ

جواب ماہ اپریل ۱۹۲۴ء کے رسالہ میں شائع ہوا اور ”عرض حال“ کے زیر عنوان آپ نے تحریر فرمایا:-

”برادر عزیز القدر خواجہ شمس فاضل سیکھوانی انسداد ارتداد ماکانہ میں حسب الارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز مصروف ہیں۔ وہاں سے آپ دو چار روز کے

لئے دارالامان تشریف لائے تو مجھ سے ذکر کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے رسالہ

”شہادات مرزا“ کا ایک دوست نے ریل میں ذکر کیا تھا۔ اگر آپ کے پاس ہو تو

مجھے دے دیں میں اس کا جواب لکھوں گا۔ میں نے کہا یہاں قادیان میں کسی کے پاس

نہیں نہ مؤلف نے بھیجا ہے۔ خواجہ شمس نے کہا اچھا اگر مجھے مل گیا اور ذرا بھی فرصت

پائی تو آپ کو جواب لکھ کر بھیج دوں گا۔ چنانچہ برادر موصوف نے ۳۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو

مجھے مسودہ جواب پہنچا دیا۔ جن لوگوں کو ذاتی طور پر خواجہ شمس صاحب کی مصروفیات کا علم ہے کہ دن رات وہ سفر اور بے اطمینانی اور بے سروسامانی کی حالت میں رہتے ہیں وہ خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر تائیدِ ربانی میرے فاضل دوست کے شامل حال تھی۔ نہ اپنے وقت پر اختیار رکھتے ہیں کیونکہ جس وقت حکم ہو اور جہاں بھی حکم ہو فوراً ان کو اکثر پیادہ چل کر پہنچنا پڑتا ہے پاس نہ کوئی کتاب رکھ سکتے ہیں۔ ایسی حالت میں سلسلہ احمدیہ کے پُرانے دشمن کے مایہ ناز سرمایہ عمر گذشتہ اعتراضات کا اس خوبی سے قلع قمع کرنا خراجِ تحسین لئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء“

(ریویو آف ریلیجنز اردو ماہ اپریل ۱۹۲۳ء)

یہ رسالہ مارچ میں چھپ گیا اور اس کی ایک کاپی رجسٹری کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب کو بھیج دی گئی۔ یکم۔ دوم۔ سوم اپریل کو غیر احمدیوں کا قادیان میں جلسہ تھا۔ اس جلسہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فخریہ انداز میں ”شہادات مرزا“ کا ذکر کیا کہ ایک ہزار روپیہ انعام مقرر ہے اور اب تک کسی نے اس کا جواب نہیں لکھا۔ اسی وقت رسید رجسٹری دکھائی گئی اور میر قاسم علی صاحب نے باوا بلند کہا کہ جواب بھیجا جا چکا ہے۔ بس پھر گھگھی بندھ گئی اور ایسا دم بخود ہوا کہ کچھ بات نہ بن آئی۔“

(الفضل ۱۸ اپریل ۱۹۲۳ء)

”کمالات احمدیہ“ کا مولوی ثناء اللہ سے جواب طلب کیا گیا مگر انہیں جواب لکھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن اپنی نھت اور ندامت کو کم کرنے کے لئے ”کمالات احمدیہ“ کی اشاعت کے آٹھ ماہ بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے ”ابحدیث“ ۵ دسمبر میں ”ایک کھلی چٹھی“ شائع کی جس میں انہوں نے لکھا:-

۱۔ ”چونکہ راقم مضمون نے اب تک انعام کا مطالبہ نہیں کیا اور نہ ہی طریق فیصلہ بتایا ہے

اور نہ ہی مجھ سے پوچھا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ وہ خود ہی اپنے جواب کو کمزور سمجھتے ہیں۔“

۲۔ اور لکھا ”کیا ممکن ہے کہ آپ ہی حلیفہ مؤکد بعد اب تا ایک سال فیصلہ کر دیں کہ

جواب صحیح ہے یا غلط ہے؟“

”الفضل“ ۲۶ دسمبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۴ میں میں نے اس کھلی چٹھی کا جواب دیتے ہوئے نمبر اکے متعلق

لکھا کہ:-

”مولوی صاحب کو معلوم ہوگا کہ جواب کی اشاعت سے پہلے اخبار فاروق کے ذریعہ مکرمی جناب میر قاسم علی صاحب نے دریافت کیا تھا کہ وہ شرائط جواب جن کے ماتحت وہ موعودہ رقم دینے والے ہیں لکھ کر یا بذریعہ ”الہدایت“ طبع کر کے جلد میرے پاس بھیج دیں نیز منصف وغیرہ کے متعلق بھی لکھیں کہ کس کو منصف مقرر کیا جائے گا اور کن شرائط کے ماتحت وہ فیصلہ دے گا۔“ (فاروق ۱۳/۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء)

مگر مولوی صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد ہم نے گذشتہ تجربات کی بناء پر اور نیز مرتے ہوئے کو مارنا مناسب نہ سمجھ کر انعام لینے کے مطالبہ پر اصرار نہ کیا۔ غور تو کرو کہ وہ شخص جو ایک انعامی کتاب لکھتا ہے اور پھر اسے اپنے ہمنواؤں میں چھپا کر رکھتا ہے اور بار بار مطالبہ کرنے پر بھی بھیجنے سے دریغ کرتا ہوا خلاف واقعہ لکھ دیتا ہے کہ میں نے ایک رسالہ قادیان بھیج دیا تھا جس کے جواب میں قسم دی جاتی ہے (فاروق ۲/۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء) تو جواب کچھ نہیں دیتا۔ آخر لکھا جاتا ہے کہ:-

”اگر یہ رسالہ بزم خود لا جواب ہے تو کیوں بھیجتا۔ اب اگر جرٹی کرا کر نہیں بھیجتا تو بذریعہ وی۔ پی بھیج دے۔“ (الفضل ۴/۲۰ مارچ ۱۹۲۴ء)

پھر ۶/۲۰ مارچ کے فاروق میں مکرر لکھا جاتا ہے تو مخلوق خدا سے شرم کر کے ۲۰/۲۰ مارچ کو وی۔ پی نمبر ۹۵۰۸ آٹھ آنے کو رسالہ بھیجتا ہے۔ تو ایسے شخص سے ایک ہزار کا مطالبہ کرنا چیل کے گھونسلے سے گوشت تلاش کرنے والی بات نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر مولوی صاحب کو یاد ہوگا کہ اس سے پہلے بھی انہوں نے حدیث یسخرج فی اخر الزمان دجال پر ”الہدایت“ ۶/ جنوری ۱۹۲۲ء میں ایک انعام مقرر کیا تھا۔

”کہ اگر تم مرزا صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ تختہ گولڈویہ صفحہ ۷۳ کسی کتاب سے دکھا دو تو لدھیانہ کا تین سو روپیہ تم سے لیا ہوا واپس کرنے کا وعدہ لکھا لو۔“

جب الفضل ۹/ جنوری ۱۹۲۲ء میں مکرمی و مخدومی جناب قاضی محمد اکمل صاحب کی طرف سے یہ چیلنج منظور کیا گیا تو انہیں بغلیں جھانکنے اور ادھر ادھر کی باتیں اور چیلنج کے الفاظ تبدیل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں سوچا تھا۔ مولوی صاحب خدا تعالیٰ کے پہلوان کی طرح انعام مقرر کرنا چاہتے ہیں جن سے ان کو کوئی نسبت

نہیں ”چہ نسبت خاک را با عالم پاک“ دیکھو حضرت حجة الله على الارض نے جب ”عجاز احمدی“ پر دس ہزار روپیہ انعام مقرر کیا تو ایک خاص شخص کے ہاتھ کتاب کو مولوی صاحب کے پاس پہنچایا اور پھر ساتھ ہی اس کے صفحہ ۳۷ پر لکھ دیا:-

”خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔“

یعنی مدتِ معینہ کے اندر وہ کچھ بھی اس کتاب کا جواب نہیں لکھ سکیں گے۔ پس اس وقت مولوی صاحب اور ان کے رفقاء سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ غلط صحیح جواب لکھ دیں۔

پس مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر ہم نے مطالبہ انعام پر زور نہیں دیا اور اس سے ہمارے جواب کی کمزوری نہیں بلکہ مضبوطی ظاہر ہوتی ہے کیونکہ ہم نے پہلک پر چھوڑا ہے کہ وہ دونو کتابوں کو پڑھ کر خود فیصلہ کریں کہ کس کی کتاب میں اصل حقیقت پائی جاتی ہے اور کس نے مزورانہ کارروائی کی ہے۔ اگر مولوی صاحب کو اپنی کتاب کے لاجواب ہونے پر اعتماد تھا اور انعام کا فیصلہ کروانا چاہتے تھے تو آٹھ مہینے تک کیوں خاموش رہے اور اب نو مہینے میں آ کر کس چیز نے ان کے اندر قلق اور اضطراب پیدا کر دیا جس کی وجہ سے وہ مذکورہ بالا چند کلمات لکھنے پر مجبور ہوئے۔

پھر مولوی صاحب کو چاہئے تھا کہ آپ اُس وقت یہ عذر پیش کرتے جب خاکسار نے الحکم ۷ اگست ۱۹۲۲ء میں لکھا تھا:-

”اب ہم مولوی صاحب کو کمالاتِ احمدیہ کے جواب کی طرف مکر توجہ دلاتے ہیں

اور چیلنج دیتے ہیں کہ اگر ان میں کچھ جرأت و ہمت باقی ہے تو اس کا جواب لکھیں۔“

اُس وقت بھی آپ نے مقابلہ ایک حرف نہ لکھا۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اس بات پر حسرت ہے کہ ہم نے کیوں چھ ماہ کے اندر ان کے زعم کے برخلاف اور ان کی تمام تدبیروں پر پانی پھیرتے ہوئے مکمل و مدلل جواب شائع کر کے ان کے پاس پہنچا دیا اور شائع کرنے سے پہلے اس تھوڑی سی مدت کو جس میں ہمیں وہ رسالہ ملامتِ منصف وغیرہ کی شرائط طے کرنے میں کیوں ضائع نہ کر دیا۔

اور نمبر ۲ یعنی حلف مؤکد بعد اب اٹھانے کا میں نے یہ جواب دیا:-

”حضرت دوسروں سے حلف اٹھوانے کی ضرورت نہیں۔ اعتراضات آپ کے

ہیں جو اب بات میرے ہیں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ ہی حلف مؤکد بعد اب

ایک سال تک اس بات پر اٹھائیں کہ جو بات غلط ہیں اور ان جو ابوں سے اعتراضات سارے کے سارے ویسے ہی قائم ہیں جن سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کا غلط ثابت ہوتا ہے اور یہ کہ آپ نے خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔

نیز میں نے تو آپ کی کتاب کا جواب دیتے ہوئے کمالات احمدیہ کے صفحہ ۳۶ پر الہامات کے اصل الفاظ لکھ کر مباہلہ کے لئے لکھا تھا جس سے آپ کی رُوح قبض ہوتی ہے۔ اگر آپ اپنے آپ کو صادق و راستباز سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ الہام میں (نعوذ باللہ) مفتری خیال کرتے ہیں تو کیوں مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں آتے یا کیوں حلف مؤکد بعد از حسب شرائط نہیں کھاتے۔“

مولوی صاحب کو آخر دم تک ”کمالات احمدیہ“ کا رد لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اس طرح ”اعجاز احمدی“ کے نشان کو مشتبہ کرنے کے لئے اُن کا مکر رایگاں گیا۔ اور اس سے صادق اور کاذب میں ایک نمایاں فرق ظاہر ہو گیا۔

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی

کے مباحثہ پر

## مسیح موعود حکم ربّانی کا ریویو

نومبر ۱۹۰۲ء میں بٹالوی اور چکڑالوی کے مابین مباحثہ ہوا۔ (مباحثہ کی تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو اشاعت السنۃ جلد ۱۹ نمبر ۵ صفحہ ۱۴۱-۲۳۱) مولوی عبداللہ صاحب چکڑالہ ضلع میانوالی کے رہنے والے تھے اور اپنے آپ کو اہل قرآن کہتے تھے اور حجیت حدیث کے منکر تھے۔ اُن کے مد مقابل مولوی محمد حسین بٹالوی حدیث کو قرآن پر بھی قاضی ٹھہراتے تھے گویا چکڑالوی صاحب نے احادیث کے بارے میں تفریط کا اور مولوی بٹالوی صاحب نے افراط کا راستہ اختیار کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن کے مباحثہ پر محاکمہ کرتے ہوئے اس رسالہ میں تحریر فرمایا:-

”مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں۔

(۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے.....

(۲) دوسری سنت..... سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تو اترا رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی.....

(۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس کے بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے.....

پس مذہبِ اسلام یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہلحدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں..... اور نہ حدیثوں کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہئے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اس کو بسرو چشم قبول کیا جاوے۔ یہی صراطِ مستقیم ہے۔“ (صفحہ ۲۰۹ تا ۲۱۳ جلد ۱۹)

### فقہ احمدیہ کا بنیادی اصول:

حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں۔ ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو

معارض پاویں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں..... اور چاہئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف بھگیں اور نہ عبداللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں۔ بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں۔“

(صفحہ ۲۱۲-۲۱۳ جلد ۱۹)

## مواہب الرحمن

مصری جریدہ ”الواء“ کے ایڈیٹر مصطفیٰ کمال پاشا کو انگریزی زبان میں ایک اشتہار ملا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور آپ کے اور آپ کے کامل متبعین کے طاعون سے حفاظت سے متعلق وعدہ الہی کا ذکر تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ حفاظت کی بناء پر آپ نے فرمایا کہ مجھے اور میرے الدار میں رہنے والوں کو طاعون کے ٹیکا کے لگوانے کی ضرورت نہیں۔ اس پر اس مصری اخبار کے ایڈیٹر نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے ٹیکا کی ممانعت کر کے ترک اسباب کیا ہے اور دوا نہ کرنے کو مدار توکل قرار دیا ہے اور یہ امر قرآن مجید کے مخالف اور آیت لا تعلقوا بایدیکم الی التهلكة کے منافی ہے اور توکل کے بھی خلاف ہے۔ اس اعتراض کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے عربی زبان میں ”مواہب الرحمن“ کے نام سے کتاب تصنیف فرمائی جو جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب میں ایڈیٹر مذکور کے اعتراض کا مفصل و مدلل جواب دیتے ہوئے اپنے عقائد اور جماعت کے لئے تعلیم اور ان نشانات کا بھی ذکر فرمایا ہے جو گذشتہ تین سال میں ظاہر ہوئے تھے اور عقائد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:-

”ومن عقایدنا ان عیسیٰ و یحییٰ قد وُلدا علی طریق خرق العادة.“ (صفحہ ۲۸۹ جلد ۱۹)

یعنی ہمارے عقائد میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ خرق عادت کے طور پر پیدا ہوئے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بلا باپ ولادت اور اس کی حکمت کا تفصیل سے ذکر فرما کر آخر میں یہ فیصلہ دیا کہ اہل بصیرت کے نزدیک قرآن اور انجیل کی شہادت کی رُو سے دو میں سے ایک بات ماننے کے سوا چارہ نہیں۔

”اما ان یقال ان عیسیٰ خلق من کلمة اللہ العلام او یقال و نعوذ باللہ منه انه من

الحرام“ (صفحہ ۲۹۶ جلد ۱۹)

یعنی یا تو یہ مانا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے پیدا ہوئے ہیں یا نعوذ باللہ یہ کہا جائے کہ آپ کی پیدائش ناجائز تھی اور ان لوگوں پر آپ نے تعجب کا اظہار فرمایا ہے جو حضرت عیسیٰ کی بلا باپ پیدائش کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور یوسف کے نطفہ سے اس کی ولادت مانتے ہیں حالانکہ اُن کی بلا باپ پیدائش ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک علامت کے طور پر تھی۔

## نسیم دعوت

اوائل ۱۹۰۳ء میں قادیان کے بعض نو مسلم دوستوں نے محض ہمدردی اور خیر خواہی کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مشورہ کئے بغیر ”آریہ سماج اور قادیان کا مقابلہ“ کے عنوان سے ایک اشتہار شائع کیا جس میں نہایت تہذیب اور متانت اور شائستگی سے آریوں ہندوؤں اور سکھ اصحاب کو دعوت دی گئی تھی کہ وہ دُعا اور مبالغہ یا ایک مذہبی کانفرنس کے ذریعہ سے اپنے اپنے مذہب کی صداقت کا اظہار کریں۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم، بحوالہ الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۳ء)

۸ فروری کو آریہ سماج نے اس اشتہار کے جواب میں ایک اشتہار نہایت گندہ اور گالیوں سے بھرا ہوا شائع کیا۔ اس اشتہار میں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ میں توہین و تحقیر کے سخت الفاظ لکھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے معزز احباب کی نسبت زبان درازی کی اور گندی گالیاں استعمال کیں جن کا نمونہ حضرت اقدس علیہ السلام نے نسیم دعوت میں دیا ہے۔ (دیکھو صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۹)

ان کے سخت الفاظ اور گندی گالیوں کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس علیہ السلام کا دل تو یہی چاہتا تھا کہ ایسے گندہ دہن لوگوں سے خطاب نہ کیا جائے مگر وحی خاص سے آپ کو اس کا جواب لکھنے کے لئے حکم دیا گیا۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور میں جواب دینے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تب مجھے اس مبشر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے میں میں اکیلا نہیں۔ سو میں اپنے خدا سے قوت پا کر اٹھا اور اس



کی روح کی تائید سے میں نے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدا نے مجھے تائید دی میں نے یہی چاہا کہ ان تمام گالیوں کو جو میرے نبیؐ مطاع کو اور مجھے دی گئیں نظر انداز کر کے نرمی سے جواب لکھوں اور پھر یہ کاروبار خدا تعالیٰ کے سپرد کر دوں۔“

(صفحہ ۳۶۴ جلد ۱۹)

اشتہار میں آریہ سماجیوں نے نو مسلموں کے متعلق یہ اعتراض کیا تھا کہ ان کا مسلمان ہونا اس وقت صحیح ہوتا جب وہ چاروں وید پڑھ کر آریہ دھرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے۔ حضرت اقدسؒ نے اس اعتراض کا مسکت و مدلل اور الزامی جواب دیتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالی کہ تبدیلی مذہب کے لئے کس قدر علم ہونا ضروری ہے؟ فرمایا کہ تبدیلی مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اُس کی توحید، قدرت، علم، کمال اور عظمت، سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان کیا ہے۔ دوم ہر نفس انسانی نیز بنی نوع اور قوم کے بارے میں وہ کیا تعلیم دیتا ہے۔ سوم کیا وہ مذہب کوئی مردہ اور فرضی خدا تو نہیں پیش کرتا جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے پر مانا گیا ہو۔

(دیکھو صفحہ ۳۷۳-۳۷۴ جلد ۱۹)

ان اصولی امور کا ذکر کرنے کے بعد حضرت اقدس علیہ السلام نے بڑی تفصیل سے عیسائیوں اور آریہ سماج کے عقائد کا اسلام کے عقائد سے مقابلہ کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ تینوں قسم کی خوبیاں صرف اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ پھر آریہ سماج کے بعض دیگر اعتراضات کا بھی جواب دیا ہے اور مسئلہ نیوگ پر بھی بحث کی ہے۔ یہ رسالہ ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو ایک ہفتہ کے اندر اندر تصنیف و طبع ہو کر عین اس وقت شائع ہوا جبکہ قادیان کی آریہ سماج کا سالانہ جلسہ (۲۸ فروری اور یکم مارچ ۱۹۰۳ء) ہو رہا تھا۔

## سناتن دھرم

یکم مارچ ۱۹۰۳ء کو پنڈت رام بھجوت صاحب پریذیڈنٹ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب لاہور نے ”نسیم دعوت“ میں مسئلہ نیوگ کے متعلق پڑھ کر اپنی آخری تقریر میں حضرت اقدسؒ کا ذکر کر کے کہا کہ ”اگر وہ مجھ سے اس بارے میں گفتگو کرتے تو جو کچھ نیوگ کرانے کے فائدے ہیں میں سب ان کے پاس بیان کرتا۔“ (روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۳۶۷)

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نیوگ کے بارے میں ایک ذمہ دار آریہ سماجی لیڈر کی یہ رائے سُن کر ۱۸ مارچ ۱۹۰۳ء کو یہ مختصر رسالہ ”سناتن دھرم“ شائع فرمایا اور مسئلہ نیوگ کے خلاف غیرت اور خلاف فطرت انسانی ہونے اور اس کی قباحتوں کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی سناتن دھرمیوں کی ان الفاظ میں تعریف فرمائی:-

”اور اس جگہ مجھے محض سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اس قدر اور کہنا پڑا ہے کہ سناتن دھرم والے ان کی چند باتوں کو الگ کر کے آریہ سماجیوں سے ہزار ہا درجہ بہتر ہیں۔ وہ اپنے پر میشر کی اس طرح بے حرمتی نہیں کرتے کہ ہم انادی اور غیر مخلوق ہونے کی وجہ سے اس کے برابر ہیں۔ وہ نیوگ کے قابل شرم مسئلہ کو نہیں مانتے۔ وہ اسلام پر بے ہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں۔ وہ اکثر ملنسار ہیں۔ اُن میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے.....! بعض آریہ صاحبوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے۔ یہی شوخی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جس کی جڑھ نہیں۔“ (صفحہ ۴۷-۴۵ جلد ۱۹)

اور فرماتے ہیں:-

”سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے محبت نہیں رکھتے بلکہ اس کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کر دے گا۔ پس کیا تعجب ہے کہ کسی وقت خدا کے نشا نوں کو دیکھ کر سعادت مندان کے خدا کے اس آسمانی سلسلہ کو قبول کر لیں کیونکہ اُن میں خدا اور بھٹ دھرمی بہت ہی کم ہے۔“

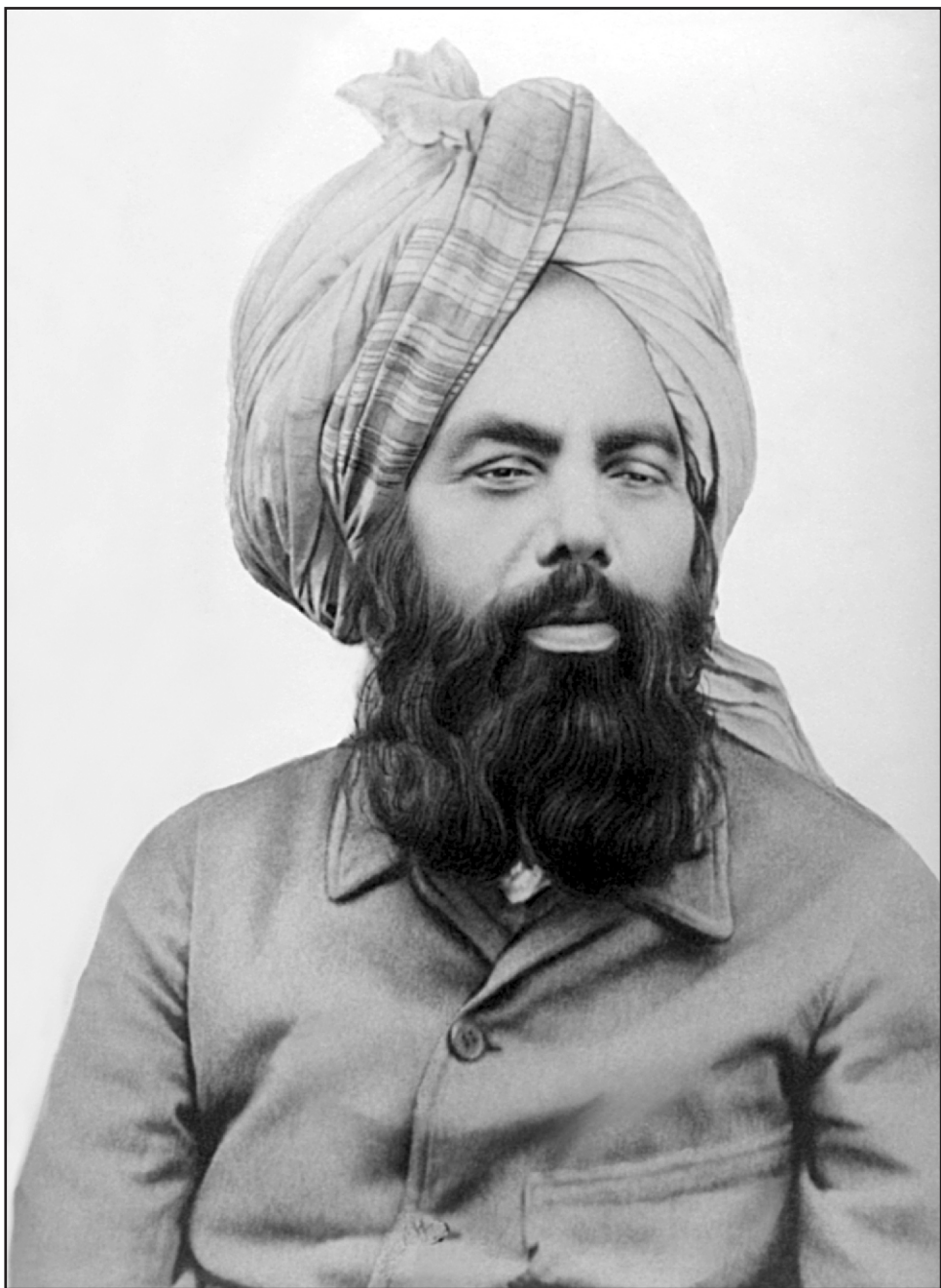
(حاشیہ صفحہ ۴۷ جلد ۱۹)

پھر تبدیلی مذہب کے لئے جن تین باتوں کا ”نسیم دعوت“ میں ذکر ہے اُن کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا ہے۔ سو یہ مختصر رسالہ درحقیقت رسالہ ”نسیم دعوت“ کا تتمہ ہے۔

خاکسار

جلال الدین شمس

۲۳ ستمبر ۱۹۶۶ء



حضرت مرزا غلام احمد دانی  
سیح موعود و مهدی موعود علیہ السلام





اور دوسرا نام

# عزت الایمان

اور تیسرا نام

## تقویت الایمان

وَمَا كُنَّا بِمُعْذِيبِكُمْ لَشَاكِرِينَ  
 اے اللہ! شکر علیاً اجرہ اے اللہ!

اے اللہ! ہمیں ایمان عطا فرما اور ہمارے دل کو ایمان سے مالا مال کر۔  
 اے اللہ! ہمیں ایمان عطا فرما اور ہمارے دل کو ایمان سے مالا مال کر۔  
 اے اللہ! ہمیں ایمان عطا فرما اور ہمارے دل کو ایمان سے مالا مال کر۔

۵- التوبہ ۱۰۲

بعد و جلد... ۵



رسالہ کشتی نوح

تقویۃ الایمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## طاعون کا ٹیکا

لَنْ يُصِيبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۗ هُوَ مَوْلَانَا ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۳

ترجمہ۔ ہمیں کوئی مصیبت ہرگز نہیں پہنچ سکتی بجز اس مصیبت کے جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دی ہے وہی ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے اور مومنوں کو چاہیے کہ بس اسی پر بھروسہ رکھیں۔

شکر کا مقام ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کے لئے ٹیکا کی تجویز کی اور بندگان خدا کی بہبودی کے لئے کئی لاکھ روپیہ کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا درحقیقت یہ وہ کام ہے جس کا شکرگذاری سے استقبال کرنا دشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکا کے بارے میں بدظنی کرے کیونکہ یہ بارہا تجربہ میں آچکا ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عملدرآمد کرنا نہیں چاہتی بلکہ بہت سے تجارب کے بعد ایسے امور میں جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اُسی کو پیش کرتی ہے سو یہ بات اہلیت اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس سچی خیر خواہی کے لئے لکھو کھہا روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور کر چکی ہے اُس کی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سرزدی اور صرف زر سے اپنا کوئی خاص مطلب ہے وہ رعایا بدقسمت ہے کہ بدظنی میں اس درجہ تک پہنچ جائے کچھ شک نہیں کہ اس وقت تک جو تدبیر اس عالم اسباب میں اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلیٰ سے اعلیٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کرایا جائے اس سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ تدبیر مفید پائی گئی ہے اور پابندی رعایت اسباب تمام رعایا کا فرض ہے کہ اس پر کاربند ہو کر وہ غم جو گورنمنٹ کو ان کی جانوں کے لئے ہے اس سے اُس کو سبکدوش کریں لیکن ہم بڑے ادب سے اس محسن گورنمنٹ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر ہمارے لئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے

ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہریک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی آگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گووہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو ان پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلہً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مر جاتے



﴿۳﴾

وہ عجیب قادر ہے اور اُس کی پاک قدرتیں عجیب ہیں۔ ایک طرف نادان مخالفوں کو اپنے دوستوں پر کتوں کی طرح مسلط کر دیتا ہے اور ایک طرف فرشتوں کو حکم کرتا ہے کہ اُن کی خدمت کریں ایسا ہی جب دنیا پر اُس کا غضب مستولی ہوتا ہے اور اُس کا قہر ظالموں پر جوش مارتا ہے تو اُس کی آنکھ اُس کے خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو اہل حق کا کارخانہ درہم برہم ہو جاتا اور کوئی ان کو شناخت نہ کر سکتا۔ اُس کی قدرتیں بے انتہا ہیں مگر بقدر یقین لوگوں پر ظاہر ہوتی ہیں جن کو یقین اور محبت اور اُس کی طرف انقطاع عطا کیا گیا ہے اور نفسانی عادتوں سے باہر کئے گئے ہیں انہیں کے لئے خارق عادت قدرتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے مگر خارق عادت قدرتوں کے دکھلانے کا اُنہیں کے لئے ارادہ کرتا ہے جو خدا کے لئے اپنی عادتوں کو پھاڑتے ہیں۔ اس زمانہ میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو اس کو جانتے ہیں اور اس کی عجائب قدرتوں پر ایمان رکھتے ہیں بلکہ ایسے لوگ بہت ہیں جن کو ہرگز اس قادر خدا پر ایمان نہیں جس کی آواز کو ہر ایک چیز سنتی ہے جس کے آگے کوئی بات اُن ہونی نہیں۔ اس جگہ یاد رہے کہ اگر چہ طاعون وغیرہ امراض میں علاج کرنا گناہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہیں جس کے لئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی۔ لیکن میں اس بات کو معصیت جانتا ہوں کہ خدا کے اُس نشان کو ٹیکا کے ذریعہ سے مشتبہ کر دوں جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور میں اس کے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کر کے ٹیکا کی طرف رجوع کرنا نہیں چاہتا اور اگر میں ایسا کروں تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ میں خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھ سے کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکر گزار اُس طیب کا ہونا چاہیے جس نے یہ نسخہ ٹیکا کا نکالا نہ خدا کا شکر گزار جس نے مجھے وعدہ دیا کہ ہر ایک جو اس چار دیواری کے اندر ہے میں اُسے بچاؤں گا۔

میں بصیرت کی راہ سے کہتا ہوں کہ اُس قادر خدا کے وعدے سچے ہیں اور میں آنے والے دنوں کو ایسا دیکھتا ہوں کہ گویا وہ آچکے ہیں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے لوگ نجات پائیں اور اگر گورنمنٹ کو آئندہ کسی وقت طاعون سے نجات پانے

کے لئے ٹیکا سے بہتر کوئی تدبیر مل جائے تو وہ خوشی سے اسی کو قبول کرے گی اس صورت میں ظاہر ہے کہ یہ طریق جس پر خدا نے مجھے چلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہیں ہے اور آج سے بیس برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین احمدیہ میں بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لئے خاص برکات کا وعدہ بھی موجود ہے۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۸ و صفحہ ۵۱۹۔ پھر ماسوا اس کے یہ بڑے زور سے خدا تعالیٰ کی طرف سے پیشگوئی ہے کہ خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے اور اس کے مامور کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا اور نسبتاً و مقابلاً اس سلسلہ پر اُس کا خاص فضل رہے گا گو کسی کی ایمانی قوت کے ضعف یا نقصان عمل یا اجل مقدر یا کسی اور وجہ سے جو خدا کے علم میں ہو کوئی شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں بھی کیس ہو جائے سو شاذ نادر حکم معدوم کارکھتا ہے ہمیشہ مقابلہ کے وقت کثرت دیکھی جاتی ہے جیسا کہ گورنمنٹ نے خود تجربہ کر کے معلوم کر لیا ہے کہ ٹیکا طاعون کا لگانے والے بہ نسبت دوسروں کے بہت ہی کم مرتے ہیں۔ پس جیسا کہ شاذ و نادر کی موت ٹیکا کے قدر کو کم نہیں کر سکتی اسی طرح اس نشان میں اگر مقابلہ بہت ہی کم درجہ پر قادیان میں طاعون کی وارداتیں ہوں یا شاذ و نادر کے طور پر اس جماعت میں سے کوئی شخص اس مرض سے گزر جائے تو اس نشان کا مرتبہ کم نہیں ہوگا وہ الفاظ جو خدا کی پاک کلام سے ظاہر ہوتے ہیں اُن کی پابندی سے یہ پیشگوئی لکھی گئی ہے عقلمند کا کام نہیں ہے کہ پہلے سے آسمانی باتوں پر ہنسی کرے یہ خدا کا کلام ہے نہ کسی منجم کی باتیں۔ یہ روشنی کی چشم سے ہے نہ تاریکی کی انکل سے یہ اس کا کلام ہے جس نے طاعون نازل کی اور جو اُس کو دور کر سکتا ہے۔ ہماری گورنمنٹ بلاشبہ اُس وقت اس پیشگوئی کا قدر کرے گی جبکہ دیکھے گی کہ یہ حیرت انگیز کیا کام ہوا کہ ٹیکا لگانے والوں کی نسبت یہ لوگ عافیت اور صحت میں رہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اس پیشگوئی کے مطابق کہ دراصل برابر میں بائیس برس سے شہرت پا رہی ہے ظہور میں نہ آیا تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں میرے منجانب اللہ ہونے کا یہ نشان ہوگا کہ میرے گھر کے چار دیوار کے اندر رہنے والے مخلص لوگ اس بیماری کی موت سے محفوظ رہیں گے اور میرا تمام سلسلہ نسبتاً و مقابلاً

طاعون کے حملہ سے بچا رہے گا اور وہ سلامتی جوان میں پائی جائے گی اُس کی نظیر کسی گروہ میں قائم نہیں ہوگی اور قادیان میں طاعون کی خوفناک آفت جو تباہ کرنے والی آئی گی الا کم اور شاذ و نادر۔ کاش اگر یہ لوگ دلوں کے سیدھے ہوتے اور خدا سے ڈرتے تو بالکل بچائے جاتے کیونکہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں عذاب کسی پر نازل نہیں ہوتا اُس کا مواخذہ قیامت کو ہوگا۔ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں اور کثرتِ گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ تورات کے بعض صحیفوں<sup>☆</sup> میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشگوئیاں ٹل جائیں اور نیز یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں اس الہی وعدہ کے مقابل اس لئے انسانی تدبیروں سے پرہیز کرنا لازم ہے تائشان الہی کو کوئی دشمن دوسری طرف منسوب نہ کرے لیکن اگر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ اپنی کلام کے ذریعہ سے خود کوئی تدبیر سمجھاوے یا کوئی دوا بتلاوے تو ایسی تدبیر یا دوا اس نشان میں کچھ حارج نہیں ہوگی کیونکہ وہ اس خدا کی طرف سے ہے جس کی طرف سے وہ نشان ہے۔ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہو جائے تو نشان کے قدر و مرتبہ میں کوئی خلل آئے گا کیونکہ پہلے زمانوں میں موسیٰ اور یشوع اور آخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تھا کہ جن لوگوں نے تلوار اٹھائی اور صد ہا انسانوں کے خون کئے ان کو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور یہ نبیوں کی طرف سے ایک نشان تھا جس کے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ بمقابلہ مجرمین کے اہل حق بھی ان کی تلوار سے قتل ہوتے تھے مگر بہت کم اور اس قدر نقصان سے نشان میں کچھ فرق نہیں آتا تھا پس ایسا ہی اگر شاذ و نادر کے طور پر ہماری جماعت میں سے بعض کو باعث اسباب مذکورہ طاعون ہو جائے تو ایسی طاعون نشان الہی میں کچھ بھی حرج انداز نہیں ہوگی۔ کیا یہ عظیم الشان نشان نہیں کہ میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس پیشگوئی کو ایسے طور سے ظاہر کرے گا کہ ہر ایک طالب حق کو کوئی شک نہیں رہے گا اور وہ سمجھ جائے گا کہ معجزہ کے طور پر خدا نے اس جماعت سے معاملہ کیا ہے بلکہ بطور

☆ مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ ذکر یا ۱۱، انجیل متی ۲۴، مکاشفات ۲۲۔

نشان الہی کے نتیجہ یہ ہوگا کہ طاعون کے ذریعہ سے یہ جماعت بہت بڑھے گی اور خارق عادت ترقی کرے گی اور ان کی یہ ترقی تعجب سے دیکھی جائے گی اور مخالف جو ہر ایک موقعہ پر شکست پاتے رہے ہیں جیسا کہ کتاب نزول المسیح میں میں نے لکھا ہے اگر اس پیشگوئی کے مطابق خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں اب تک جو انہوں نے تکذیب کی ہے اس میں تو صرف ایک لعنت کو خریدتا ہے مثلاً بار بار شور مچایا کہ آتھم پندرہ مہینہ کے اندر نہیں مرا۔ حالانکہ پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پندرہ مہینہ میں نہیں مرے گا سو اس نے عین جلسہ مباحثہ پر ستر معزز آدمیوں کے روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اس نے پندرہ مہینہ تک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنا رجوع ثابت کر دیا۔ اور پیشگوئی کی بناء یہی تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا لہذا اس نے رجوع سے صرف اس قدر فائدہ اٹھایا کہ پندرہ مہینے کے بعد مرا مگر مر گیا یہ اس لئے ہوا کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کے رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا سو وہ مجھ سے پہلے مر گیا اسی طرح وہ غیب کی باتیں جو خدا نے مجھے بتلائی ہیں اور پھر اپنے وقت پر پوری ہوئیں وہ دس ہزار سے کم نہیں مگر کتاب نزول المسیح میں جو چھپ رہی ہے نمونہ کے طور پر صرف ڈیڑھ سو ان میں سے مع ثبوت اور گواہوں کے لکھی گئی ہیں۔ اور کوئی ایسی پیشگوئی میری نہیں ہے کہ وہ پوری نہیں ہوئی یا اُس کے دو حصوں میں سے ایک حصہ پورا نہیں ہو چکا۔ اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اس کو نہیں ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی مگر بے شرمی سے یا بے خبری سے جو چاہے کہے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری ایسی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں جو نہایت صفائی سے پوری ہو گئیں جن کے لاکھوں انسان گواہ ہیں ان کی نظیر اگر گذشتہ نبیوں میں تلاش کی جائے تو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور جگہ ان کی مثل نہیں ملے گی اگر میرے مخالف اسی طریق سے فیصلہ کرتے تو کبھی سے ان کی آنکھیں کھل جاتیں اور میں ان کو ایک کثیر انعام دینے کو تیار تھا اگر وہ دنیا میں کوئی

نظیر ان پیشگوئیوں کی پیش کر سکتے محض شرارت سے یا حماقت سے یہ کہنا کہ فلاں پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہم بجز اس کے کیا کہیں کہ ایسے اقوال کو خباثت اور بدظنی کی طرف منسوب کریں اگر کسی مجمع میں اسی تحقیق کے لئے گفتگو کرتے تو ان کو اپنے قول سے رجوع کرنا پڑتا یا بے حیا کہلانا پڑتا۔ ہزار ہا پیشگویوں کا ہو بہو پورا ہو جانا اور ان کے پورا ہونے پر ہزار ہا گواہ زندہ پائے جانا یہ کچھ تھوڑی بات نہیں ہے گویا خدا نے عز و جل کو دکھلا دینا ہے۔ کیا کسی زمانہ میں باستانائے زمانہ نبوی کے کبھی کسی نے مشاہدہ کیا کہ ہزار ہا پیشگوئیاں بیان کی گئیں اور وہ سب کی سب روز روشن کی طرح پوری ہو گئیں اور ہزار ہا لوگوں نے ان کے پورے ہونے پر گواہی دی۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں جس طرح خدا تعالیٰ قریب ہو کر ظاہر ہو رہا ہے اور صد ہا امور غیب اپنے بندہ پر کھول رہا ہے اس زمانہ کی گذشتہ زمانوں میں بہت ہی کم مثال ملے گی۔ لوگ عنقریب دیکھ لیں گے کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا چہرہ ظاہر ہوگا گویا وہ آسمان سے اترے گا اُس نے بہت مدت تک اپنے تئیں چھپائے رکھا اور انکار کیا گیا اور چپ رہا لیکن وہ اب نہیں چھپائے گا اور دنیا اُس کی قدرت کے وہ نمونے دیکھے گی کہ کبھی اُن کے باپ دادوں نے نہیں دیکھے تھے یہ اس لئے ہوگا کہ زمین بگڑ گئی اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے پر لوگوں کا ایمان نہیں رہا ہونٹوں پر اس کا ذکر ہے لیکن دل اس سے پھر گئے ہیں اس لئے خدا نے کہا کہ اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ زمین مرگئی یعنی زمینی لوگوں کے دل سخت ہو گئے گویا مر گئے کیونکہ خدا کا چہرہ اُن سے چھپ گیا اور گذشتہ آسمانی نشان سب بطور قصوں کے ہو گئے سو خدا نے ارادہ کیا کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بناوے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین وہ پاک دل ہیں جن کو خدا اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے جو خدا سے ظاہر ہوئے اور خدا اُن سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے بندے کے ہاتھ سے اُسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن افسوس کہ دنیا نے خدا کی اس نئی تجلّی سے دشمنی کی۔ ان کے ہاتھ میں بجز قصوں کے اور کچھ نہیں اور ان کا خدا ان کے اپنے ہی تصورات ہیں دل ٹیڑھے ہیں اور ہمتیں تھکی ہوئی ہیں اور آنکھوں پر پردے ہیں۔ دوسری قومیں تو خود حقیقی خدا کو

کھوٹھی ہیں ان کا کیا ذکر ہے جنہوں نے انسانوں کے بچوں کو خدا بنا لیا۔ مسلمانوں کا حال دیکھو کہ وہ کس قدر اس سے دور ہو گئے ہیں۔ سچائی کے پکے دشمن ہیں راہ راست کے جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں مثلاً ندوۃ العلماء نے اسلام کے لئے جو کچھ دعویٰ کیا ہے اور یا انجمن حمایت اسلام لاہور جو اسلام کے نام پر مسلمانوں کا مال لیتی ہے کیا یہ لوگ خیر خواہ اسلام ہیں؟ کیا یہ لوگ صراط مستقیم کی حمایت کر رہے ہیں؟ کیا ان کو یاد ہے کہ اسلام کن مصیبتوں کے نیچے کچلا گیا اور دوبارہ تازہ کرنے کے لئے خدا کی عادت کیا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان کے اسلامی حمایت کے دعوے کسی قدر قابل قبول ہو سکتے لیکن اب یہ لوگ خدا کے الزام کے نیچے ہیں کہ حمایت کا دعویٰ کر کے جب آسمان سے ستارہ نکلا تو سب سے پہلے منکر ہو گئے۔

اب وہ اُس خدا کو کیا جواب دیں گے جس نے عین وقت پر مجھے بھیجا ہے مگر ان کو تو کچھ پروا نہیں۔ آفتاب دوپہر کے نزدیک آ گیا ابھی اُن کے نزدیک رات ہے۔ خدا کا چشمہ پھوٹ پڑا مگر ابھی وہ بیابان میں رو رہے ہیں۔ اُس کے آسمانی علوم کا ایک دریا چل رہا ہے لیکن ان لوگوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ اس کے نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن یہ لوگ بالکل غافل ہیں اور نہ صرف غافل بلکہ خدا کے سلسلہ سے دشمنی رکھتے ہیں۔ پس یہی حمایت اسلام اور ترویج اسلام اور تعلیم اسلام ہے جو ان کے ہاتھوں سے ہو رہی ہے۔ مگر کیا یہ لوگ اپنی روگردانی سے خدا کے سچے ارادہ کو روک دیں گے جو ابتدا سے تمام نبی اس پر گواہی دیتے آئے ہیں۔ نہیں بلکہ خدا کی یہ پیشگوئی عنقریب سچی ہونے والی ہے کہ **كَتَبَ اللَّهُ لَأَعْلَبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي** خدا نے جیسا کہ آج سے دس برس پہلے اپنے بندہ کی تصدیق کیلئے آسمان پر رمضان میں خسوف کسوف کیا اور **نِيرَ النَّهَارِ** اور **نِيرَ اللَّيْلِ** کو میرے لئے گواہ بنا کر دونشان ظاہر فرمائے۔ ایسا ہی اُس نے نبیوں کی پیشگوئی کے موافق زمین پر بھی دونشان ظاہر کئے۔ ایک وہ نشان جس کو تم قرآن شریف میں پڑھتے ہو **وَإِذَا الْعِشَاءُ عَطَلَتْ** اور حدیث میں پڑھتے ہو **وَلِيْتَرَ كُنَ الْفَلَاصِ فَلَإِيسَعِي** علیہا جس کی تکمیل کے لئے ارض حجاز میں یعنی مدینہ اور مکہ کی راہ میں ریل بھی طیار ہو رہی ہے۔

دوسرا نشان۔ طاعون کا جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ **وَإِنْ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا** سو خدا نے ملک میں ریل بھی جاری کر دی اور طاعون بھی بھیج دی تا زمین بھی گواہ ہو اور آسمان بھی۔ سو خدا سے مت لڑو خدا سے لڑنا بیوقوفی ہے۔ اس سے پہلے خدا نے جب آدم کو خلیفہ بنانا چاہا تو فرشتوں نے روکا مگر کیا خدا ان کے قول سے رک گیا۔ اب خدا نے دوسرا آدم پیدا کرنے کے وقت فرمایا۔ **أَرَدْتُ أَنْ أَسْتَخْلِفَ فَخَلَفْتُ أَدَمَ** یعنی میں نے ارادہ کیا جو خلیفہ بناؤں پس میں نے اس آدم کو پیدا کیا اب بتلاؤ کہ کیا تم خدا کے ارادہ کو روک سکتے ہو۔ پس کیوں تم ظنی باتوں کا خس و خاشاک پیش کرتے ہو اور یقین کی راہ اختیار نہیں کرتے۔ امتحان میں نہ پڑو یقیناً یاد رکھو کہ خدا کے ارادہ کو روکنے والا کوئی نہیں اس قسم کی لڑائیاں تقویٰ کا طریق نہیں البتہ اگر شک ہے تو یہ طریق ہو سکتا ہے کہ جیسا کہ میں نے خدا سے الہام پا کر ایک گروہ انسانوں کے لئے جو میرے قول پر چلنے والے ہیں عذاب طاعون سے بچنے کے لئے خوشخبری پائی ہے اور اس کو شائع کر دیا ہے ایسا ہی اگر اپنی قوم کی بھلائی آپ لوگوں کے دل میں ہے تو آپ لوگ بھی اپنے ہم مذہبوں کے لئے خدا تعالیٰ سے نجات کی بشارت حاصل کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے اور اس بشارت کو میری طرح بذریعہ چھپے ہوئے اشتہاروں کے شائع کریں تا لوگ سمجھ لیں کہ خدا آپ کے ساتھ ہے بلکہ یہ موقعہ عیسائیوں کے لئے بھی بہت ہی خوب ہے وہ ہمیشہ کہتے ہیں کہ نجات مسیح سے ہے۔ پس اب ان کا بھی فرض ہے کہ ان مصیبت کے دنوں میں عیسائیوں کو طاعون سے نجات دلاویں ان تمام فرقوں سے جس کی زیادہ سنی گئی وہی مقبول ہے۔ اب خدا نے ہر ایک کو موقعہ دیا ہے کہ خواہ مخواہ زمین پر مباحثات نہ کریں اپنی قبولیت بڑھ کر دکھلاویں تا طاعون سے بھی بچیں اور ان کی سچائی بھی کھل جائے بالخصوص پادری صاحبان جو دنیا اور آخرت میں مسیح ابن مریم کو ہی منجی قرار دے چکے ہیں وہ اگر دل سے ابن مریم کو دنیا و آخرت کا مالک سمجھتے ہیں تو اب عیسائیوں کا حق ہے کہ ان کے کفارہ سے نمونہ نجات دیکھ لیں اس طرح پر گورنمنٹ عالیہ کو بھی بہت آسانی ہو سکتی ہے کہ برٹش انڈیا کے مختلف فرقے جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی پر بھروسہ رکھتے ہیں

اپنے گروہ کے چھڑانے کے لئے اور طاعون سے نجات دلانے کے لئے یہ انتظام کریں کہ اپنے اس خدا سے جس پر وہ ایمان رکھتے ہیں یا اپنے کسی اور معبود سے جس کو انہوں نے بجائے خدا سمجھ لیا ہے ان مصیبت زدوں کی شفاعت کریں اور اس سے کوئی پختہ وعدہ لے کر اشتہارات کے ذریعہ سے شائع کر دیں جیسا کہ ہم نے یہ اشتہار شائع کر دیا ہے۔ اس میں تو سراسر مخلوق کی بھلائی اور اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت ہے اور نیز گورنمنٹ کی مدد ہے۔ گورنمنٹ بجز اس کے کیا چاہتی ہے کہ اس کی رعایا طاعون کی بلا سے بچ جائے گو کسی طرح بچ جائے۔ بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار میں اپنی جماعت کو جو مختلف حصوں پنجاب اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہیں کرتے جن لوگوں کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہو ان کو ضرور ٹیکا کرانا چاہیے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیے اور جن کو اپنی رضا مندی پر چھوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قائم نہیں ہیں جو ان کو دی گئی ہے تو ان کو بھی ٹیکا کرنا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کھائیں اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگوں کو دھوکا نہ دیں اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جس کی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو میں بطور مختصر چند سطریں نیچے لکھ دیتا ہوں۔

## تعلیم

واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ کی کلام میں یہ وعدہ ہے اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ یعنی ہر ایک جو تیرے گھر کی چاردیوار کے اندر ہے میں اس کو بچاؤں گا اس جگہ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہی لوگ میرے گھر کے اندر ہیں جو میرے اس خاک و خشت کے گھر میں بود و باش رکھتے ہیں بلکہ وہ لوگ بھی جو میری پوری پیروی کرتے ہیں میرے روحانی گھر میں داخل ہیں پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر اور قیوم اور خالق الکل خدا ہے جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا نہ کوئی اس کا بیٹا وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر



چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ وہ ایسا ہے کہ باوجود دور ہونے کے نزدیک ہے اور باوجود نزدیک ہونے کے وہ دور ہے اور باوجود ایک ہونے کے اس کی تجلیات الگ الگ ہیں انسان کی طرف سے جب ایک نئے رنگ کی تبدیلی ظہور میں آوے تو اس کے لئے وہ ایک نیا خدا بن جاتا ہے اور ایک نئی تجلی کے ساتھ اس سے معاملہ کرتا ہے اور انسان بقدر اپنی تبدیلی کے خدا میں بھی تبدیلی دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ خدا میں کچھ تغیر آجاتا ہے بلکہ وہ ازل سے غیر متغیر اور کمال تام رکھتا ہے لیکن انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اُس کے کل تعلقات پر اُس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اُس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضاء و قدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گواپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گواہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے

بھیڑیئے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہیے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کورات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے تم ریا کاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ

آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے بدکار خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ متکبر اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ ظالم اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ خائن اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور ہر ایک جو اس کے نام کیلئے غیرت مند نہیں اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ جو دنیا پرکتوں یا چیونیوں یا گدوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے وہ جو اس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات دیا جائے گا وہ جو اس کے لئے روتا ہے وہ ہنسے گا۔ وہ جو اس کے لئے دنیا سے توڑتا ہے وہ اس کو ملے گا تم سچے دل سے اور پورے صدق سے اور سرگرمی کے قدم سے خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔ تم ماتخوں پر اور اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ تم سچ مچ اس کے ہو جاؤ۔ تا وہ بھی تمہارا ہو جاوے۔ دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے جن میں سے ایک طاعون بھی ہے سو تم خدا سے صدق کے ساتھ پنجہ مارو تا وہ یہ بلائیں تم سے دور رکھے کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوتی جب تک آسمان سے حکم نہ ہو اور کوئی آفت دور نہیں ہوتی جب تک آسمان سے رحم نازل نہ ہو سو تمہاری عقلمندی اسی میں ہے کہ تم جڑ کو پکڑو نہ شاخ کو۔ تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مجبور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر

تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریحی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اُس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۗ مَوْسَىٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جب کہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو ۵۰۰ میں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اُس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اُس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان

یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھواں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا

تھا۔ دیکھو یہودیوں کی تاریخ۔ منہ



آفتوں کے دنوں میں میری روح اُس کی شفاعت کرے گی۔ سوائے وہ تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی بیخ وقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے مومنوں کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے جب کبھی تم اپنا نقصان کرو گے تو اپنے ہاتھوں سے نہ دشمن کے ہاتھوں سے۔ اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو اور ضرور ہے کہ تم دکھ دئے جاؤ اور اپنی کئی امیدوں سے بے نصیب کئے جاؤ۔ سو ان صورتوں سے تم دلگیر مت ہو کیونکہ تمہارا خدا تمہیں آزما تا ہے کہ تم اس کی راہ میں ثابت قدم ہو یا نہیں اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔ ہر ایک جو تم میں سست ہو جائے گا وہ ایک گندی چیز کی طرح جماعت سے باہر پھینک دیا جائے گا اور حسرت سے مرے گا اور خدا کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا دیکھو میں بہت خوشی سے خبر دیتا ہوں کہ تمہارا خدا درحقیقت موجود ہے اگرچہ سب اُسی کی مخلوق ہے لیکن وہ اُس شخص کو چین لیتا ہے جو اُس کو چنتا ہے وہ اُس کے پاس آجاتا ہے جو اُس کے پاس جاتا ہے جو اُس کو عزت دیتا ہے وہ اس کو بھی عزت دیتا ہے۔

تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آ جاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا عقیدہ کے رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اُس کا

نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دونوں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سوا ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہو گا یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دو رنگی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانپار میں اس کی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ** <sup>۱</sup> سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي** کے یہ معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اٹھالیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

نوٹ: عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے دیکھو کتاب سوپر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تھنڈ گولڈ ویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منہ

★

اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑ ہا عیسائیوں کو دیکھا جو اس کو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ منہ

✽

کے خیال نے لاکھوں کو ہلاک کر دیا گویا خدا نے اس کو ہمیشہ کے لئے اس لئے زندہ رہنے دیا کہ تا لوگ مشرک اور بے دین ہو جائیں اور گویا یہ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ خدا نے یہ سب کچھ خود کیا تا لوگوں کو گمراہ کرے خوب یاد رکھو کہ بجز موت مسیح صلیبی عقیدہ پر موت نہیں آسکتی سو اس سے فائدہ کیا کہ برخلاف تعلیم قرآن اس کو زندہ سمجھا جائے اس کو مرنے دو تا یہ دین زندہ ہو۔ خدا نے اپنے قول سے مسیح کی موت ظاہر کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اُس کو مردوں میں دیکھ لیا اب بھی تم ماننے میں نہیں آتے۔ یہ کیسا ایمان ہے کیا انسانوں کی روایتوں کو خدا کی کلام پر مقدم رکھتے ہو یہ کیا دین ہے ☆ اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف گواہی دی کہ میں نے مردہ روجوں میں عیسیٰ کو دیکھا بلکہ خود مر کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ اس سے پہلے کوئی زندہ نہیں رہا۔ پس ہمارے مخالف جیسا کہ قرآن کو چھوڑتے ہیں ویسا ہی سنت کو بھی چھوڑتے ہیں کیونکہ مرنا ہمارے نبی کی سنت ہے اگر عیسیٰ زندہ تھا تو مرنے میں ہمارے رسول کی بے عزتی تھی سو تم نہ اہل سنت ہونہ اہل قرآن جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کا منکر نہیں گو خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ مسیح محمدی مسیح موسوی سے افضل ہے لیکن تا ہم میں مسیح ابن مریم کی بہت عزت کرتا ہوں کیونکہ میں روحانیت کی رو سے اسلام میں خاتم الخلفاء ہوں جیسا کہ مسیح ابن مریم اسرائیلی سلسلہ کے لئے خاتم الخلفاء تھا موسوی کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں مسیح موعود ہوں سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہم نام ہوں اور مفسد اور مفتری ہے

☆ نوٹ۔ قرآن شریف میں ایک آیت میں صریح کشمیر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مسیح اور اس کی والدہ صلیب کے واقعہ کے بعد کشمیر کی طرف چلے گئے جیسا کہ فرماتا ہے۔ **وَ اَوَيْنَاهُمَا اِلَى رَبْوَةٍ اِلَى قَدْرٍ وَّ مَحِينٍ** <sup>۱</sup> یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلے پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا سو اس میں خدا تعالیٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے اور اوی کا لفظ لغت عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کے لئے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اُس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گزر جس سے پناہ دی جاتی پس متعین ہوا کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ اور اُس کی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اُس ٹیلے پر پہنچایا تھا۔ منہ

وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں ☆ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمیشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گولوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد زوج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض۔

آن سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے بچو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لالچ میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے

☆ حاشیہ: یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ یہودا، یعقوب، شمعون، یوزس اور دو بہنوں کے نام یہ تھے۔ آسیا، لیدیا۔ دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گایلز مطبوعہ لندن ۱۸۸۶ء صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۶۔ منہ



اور خیانت سے، رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدر فیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو نہیں مانتا اور ان کی تعہد خدمت سے لاپرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معبود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امور معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو بیچ در بیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پاسکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے

دلوں کو صاف کرتے ہیں اور اپنے دلوں کو ہر ایک آلودگی سے پاک کر لیتے ہیں اور اپنے خدا سے وفاداری کا عہد باندھتے ہیں کیونکہ وہ ہرگز ضائع نہیں کئے جائیں گے ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے کیونکہ وہ خدا کے ہیں اور خدا ان کا وہ ہر ایک بلا کے وقت بچائے جائیں گے۔ احمق ہے وہ دشمن جو ان کا قصد کرے کیونکہ وہ خدا کی گود میں ہیں اور خدا ان کی حمایت میں کون خدا پر ایمان لایا؟ صرف وہی جو ایسے ہیں۔ ایسا ہی وہ شخص بھی احمق ہے جو ایک بے باک گنہگار اور بد باطن اور شریر النفس کے فکر میں ہے کیونکہ وہ خود ہلاک ہوگا جب سے خدا نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیکیوں کو تباہ اور ہلاک اور نیست و نابود کر دیا ہو بلکہ وہ ان کے لئے بڑے بڑے کام دکھلاتا رہا ہے اور اب بھی دکھلائے گا وہ خدا نہایت وفادار خدا ہے اور وفاداروں کے لئے اُس کے عجیب کام ظاہر ہوتے ہیں دنیا چاہتی ہے کہ ان کو کھا جائے اور ہر ایک دشمن ان پر دانت پیتا ہے مگر وہ جو ان کا دوست ہے ہر ایک ہلاکت کی جگہ سے ان کو بچاتا ہے اور ہر ایک میدان میں ان کو فتح بخشتا ہے کیا ہی نیک طالع وہ شخص ہے جو اُس خدا کا دامن نہ چھوڑے۔ ہم اُس پر ایمان لائے ہم نے اُس کو شناخت کیا۔ تمام دنیا کا وہی خدا ہے جس نے میرے پر وحی نازل کی جس نے میرے لئے زبردست نشان دکھلائے جس نے مجھے اس زمانہ کے لئے مسیح موعود کر کے بھیجا اس کے سوا کوئی خدا نہیں نہ آسمان میں نہ زمین میں جو شخص اُس پر ایمان نہیں لاتا وہ سعادت سے محروم اور خدا لان میں گرفتار ہے۔ ہم نے اپنے خدا کی آفتاب کی طرح روشن وحی پائی ہم نے اُسے دیکھ لیا کہ دنیا کا وہی خدا ہے اُس کے سوا کوئی نہیں کیا ہی قادر اور قیوم خدا ہے جس کو ہم نے پایا۔ کیا ہی زبردست قدرتوں کا مالک ہے جس کو ہم نے دیکھا سچ تو یہ ہے کہ اُس کے آگے کوئی بات ان ہونی نہیں مگر وہی جو اُس کی کتاب اور وعدہ کے برخلاف ہے سو جب تم دعا کرو تو ان جاہل نیچریوں کی طرح نہ کرو جو اپنے ہی خیال سے ایک قانون قدرت بنا بیٹھے ہیں جس پر خدا کی کتاب کی مہر نہیں کیونکہ وہ مردود ہیں ان کی دعائیں ہرگز قبول نہیں ہوں گی وہ اندھے ہیں نہ سوجا کھے وہ مردے ہیں نہ زندے۔ خدا کے سامنے اپنا تراشیدہ قانون

پیش کرتے ہیں اور اُس کی بے انتہا قدرتوں کی حد بست ٹھہراتے ہیں اور اُس کو کمزور سمجھتے ہیں سو ان سے ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا جیسا کہ ان کی حالت ہے لیکن جب تو دعا کے لئے کھڑا ہو تو تجھے لازم ہے کہ یہ یقین رکھے کہ تیرا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے تب تیری دعا منظور ہوگی اور تو خدا کی قدرت کے عجائبات دیکھے گا جو ہم نے دیکھے ہیں اور ہماری گواہی روایت سے ہے نہ بطور قصہ کے۔ اُس شخص کی دعا کیونکر منظور ہو اور خود کیونکر اس کو بڑی مشکلات کے وقت جو اُس کے نزدیک قانون قدرت کے مخالف ہیں دعا کرنے کا حوصلہ پڑے جو خدا کو ہر ایک چیز پر قادر نہیں سمجھتا مگر اے سعید انسان تو ایسا مت کر تیرا خدا وہ ہے جس نے بی شمار ستاروں کو بغیر ستون کے لٹکا دیا اور جس نے زمین و آسمان کو محض عدم سے پیدا کیا۔ کیا تو اُس پر بدنظمی رکھتا ہے کہ وہ تیرے کام میں عاجز آجائے گا <sup>☆</sup> بلکہ تیری ہی بدنظمی تجھے محروم رکھے گی۔ ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں۔ وہ غیروں پر جو اس کی قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے اور اُس کے صادق و فادار نہیں ہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود دکھونے سے حاصل ہو۔ اے محروم! اس چشمہ کی طرف دوڑو

☆ خدا کسی کام میں عاجز نہیں آتا۔ ہاں خدا کی کتاب نے دعا کے بارہ میں یہ قانون پیش کیا ہے کہ وہ نہایت رحم سے نیک انسان کے ساتھ دوستوں کی طرح معاملہ کرتا ہے یعنی کبھی تو اپنی مرضی کو چھوڑ کر اس کی دعا سنتا ہے جیسا کہ خود فرمایا **أَدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ** <sup>۱</sup> اور کبھی کبھی اپنی مرضی ہی منوانا چاہتا ہے جیسا کہ فرمایا **وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ** <sup>۲</sup> ایسا اس لئے کیا کہ تا کبھی انسان کی دعا کے موافق اس سے معاملہ کر کے یقین اور معرفت میں اس کو ترقی دے اور کبھی اپنی مرضی کے موافق کر کے اپنی رضا کی اس کو خلعت بخشے اور اس کا مرتبہ بڑھاوے اور اس سے محبت کر کے ہدایت کی راہوں میں اس کو ترقی دیوے۔ منہ

کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اُسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسے کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے خدا ایک پیارا خزانہ ہے اُس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اُس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔ غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بلکی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گد اور کتے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح اُن میں سے ایسی نکل گئی جیسا کہ ایک گھونسلے سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں پس تم اُس جذام سے ڈرو۔ میں تمہیں حد اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اُس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔ تم نہ ہاتھ لمبا کر سکتے ہو اور نہ اٹھا کر سکتے ہو مگر اُس کے اذن سے۔ ایک مردہ اس پر ہنسی کرے گا مگر کاش اگر وہ مر جاتا تو اس ہنسی سے

﴿۲۱﴾

اس کے لئے بہتر تھا۔ خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے آؤ ہم بھی انہیں کے قدم پر چلیں۔ سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے ان کا خدا کیا چیز ہے صرف ایک عاجز انسان اس لئے وہ غفلت میں چھوڑے گئے۔ میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا مگر تم ان لوگوں کے پیرومت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے چاہئے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے بلکہ چاہئے کہ تمہارا سچ مجھ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اُترتی ہے تم راست باز اُس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لئے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور جو لوگ خدا سے بگلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لئے وہ منہ سے انشاء اللہ بھی نہیں نکالتے ان کے پیرومت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ یکدم گریں گی۔ اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ اُس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اُسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے

جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے مگر مؤخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے بہر حال یہ دونوں فریق مغضوب علیہم ہیں۔ سچی خوش حالی کا سرچشمہ خدا ہے پس جبکہ اس حسی و قیوم خدا سے یہ لوگ بے خبر ہیں بلکہ لاپرواہ ہیں اور اس سے منہ پھیر رہے ہیں تو سچی خوشحالی اُن کو کہاں نصیب ہو سکتی ہے مبارکی ہو اُس انسان کو جو اس راز کو سمجھ لے اور ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اس راز کو نہیں سمجھا۔ اسی طرح تمہیں چاہیے کہ اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو اور ان کو عزت کی نگہ سے مت دیکھو کہ یہ سب نادانیاں ہیں۔ سچا فلسفہ وہ ہے جو خدا نے تمہیں اپنی کلام میں سکھلایا ہے۔ ہلاک ہو گئے وہ لوگ جو اس دنیوی فلسفہ کے عاشق ہیں اور کامیاب ہیں وہ لوگ جنہوں نے سچے علم اور فلسفہ کو خدا کی کتاب میں ڈھونڈا۔ نادانی کی راہیں کیوں اختیار کرتے ہو کیا تم خدا کو وہ باتیں سکھلاؤ گے جو اُسے معلوم نہیں۔ کیا تم اندھوں کے پیچھے دوڑتے ہو کہ وہ تمہیں راہ دکھلاویں۔ اے نادانو! وہ جو خود اندھا ہے وہ تمہیں کیا راہ دکھائے گا بلکہ سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ تم روح کے وسیلہ سے ان پاک علوم تک پہنچائے جاؤ گے جن تک غیروں کی رسائی نہیں اگر صدق سے مانگو تو آخر تم اُسے پاؤ گے تب سمجھو گے کہ یہی علم ہے جو دل کو تازگی اور زندگی بخشتا ہے اور یقین کے مینار تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ جو خود مردارِ خوار ہے وہ کہاں سے تمہارے لئے پاک غذائے گا۔ وہ جو خود اندھا ہے وہ کیونکر تمہیں دکھاوے گا۔ ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے پس تم زمینی لوگوں سے کیا ڈھونڈتے ہو جن کی روئیں آسمان کی طرف جاتی ہیں وہی حکمت کے وارث ہیں جن کو خود تسلی نہیں وہ کیونکر تمہیں تسلی دے سکتے ہیں مگر پہلے دلی پاکیزگی ضروری ہے پہلے صدق و صفا ضروری ہے پھر بعد اس کے یہ سب کچھ تمہیں ملے گا۔ یہ خیال مت کرو کہ خدا کی وحی آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے اور

☆ قرآن شریف پر شریعت ختم ہو گئی مگر وحی ختم نہیں ہوئی کیونکہ وہ سچے دین کی جان ہے جس دین میں وحی الہی کا سلسلہ جاری نہیں وہ دین مُردہ ہے اور خدا اُس کے ساتھ نہیں۔ منہ

روح القدس اب اتر نہیں سکتا بلکہ پہلے زمانوں میں ہی اتر چکا۔ اور میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر ایک دروازہ بند ہو جاتا ہے مگر روح القدس کے اترنے کا کبھی دروازہ بند نہیں ہوتا تم اپنے دلوں کے دروازے کھول دو تا وہ ان میں داخل ہو تم اُس آفتاب سے خود اپنے تئیں دوڑا لیتے ہو جبکہ اُس شعاع کے داخل ہونے کی کھڑکی کو بند کرتے ہو۔ اے نادان اٹھ اور اس کھڑکی کو کھول دے تب آفتاب خود بخود تیرے اندر داخل ہو جائے گا جبکہ خدا نے دنیا کے فیوض کی راہیں اس زمانہ میں تم پر بند نہیں کیں بلکہ زیادہ کیں تو کیا تمہارا ظن ہے کہ آسمان کے فیوض کی راہیں جن کی اس وقت تمہیں بہت ضرورت تھی وہ تم پر اُس نے بند کر دی ہیں ہرگز نہیں بلکہ بہت صفائی سے وہ دروازہ کھولا گیا ہے۔ اب جب کہ خدا نے اپنی تعلیم کے موافق جو سورہ فاتحہ میں سکھلائی گئی گذشتہ تمام نعمتوں کا تم پر دروازہ کھول دیا ہے تو تم کیوں ان کے لینے سے انکار کرتے ہو اس چشمہ کے پیا سے بنو کہ پانی خود بخود آجائے گا اس دودھ کے لئے تم بچہ کی طرح رونما شروع کرو کہ دودھ لیستان سے خود بخود اتر آئے گا۔ رحم کے لایق بنو تا تم پر رحم کیا جائے اضطراب دکھلاؤ تا تسلی پاؤ بار بار چلاؤ تا ایک ہاتھ تمہیں پکڑ لے کیا ہی دشوار گزار وہ راہ ہے جو خدا کی راہ ہے۔ پر اُن کے لئے آسان کی جاتی ہے جو مرنے کی نیت سے اس اتھاہ گڑھے میں پڑتے ہیں وہ اپنے دلوں میں فیصلہ کر لیتے ہیں کہ ہمیں آگ منظور ہے ہم اس میں اپنے محبوب کے لئے جلیں گے پھر وہ آگ میں اپنے تئیں ڈال دیتے ہیں پس کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بہشت ہے، یہی ہے جو خدا نے فرمایا

وَأِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۗ اٰلِخ یعنی اے بُرو اور اے نیکو تم میں سے کوئی بھی نہیں جو جہنم کی آگ پر گزرنہ کرے مگر وہ جو خدا کے لئے اُس آگ میں پڑتے ہیں وہ نجات دئے جائیں گے لیکن وہ جو اپنے نفس امارہ کے لئے آگ پر چلتا ہے وہ آگ اُسے کھا جائے گی۔ پس مبارک وہ جو خدا کے لئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بد بخت وہ جو اپنے نفس کے لئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے جو شخص اپنے نفس کے لئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہوگا سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا

ایک شمشیر قرآن شریف کا بھی تم پر گواہی نہ دے تا تم اسی کے لئے پکڑے نہ جاؤ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کار عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ جو شام نزدیک ہے جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

میں نے سنا ہے کہ بعض تم سے حدیث کو بکلی نہیں مانتے اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو سخت غلطی کرتے ہیں میں نے یہ تعلیم نہیں دی کہ ایسا کرو بلکہ میرا مذہب یہ ہے کہ تین چیزیں ہیں کہ جو تمہاری ہدایت کے لئے خدا نے تمہیں دی ہیں۔ سب سے اول قرآن ہے ☆ جس میں خدا کی توحید اور جلال اور عظمت کا ذکر ہے اور جس میں ان اختلافات کا فیصلہ کیا گیا ہے جو یہود اور نصاریٰ میں تھے جیسا کہ یہ اختلاف اور غلطی کہ عیسیٰ بن مریم صلیب کے ذریعہ قتل کیا گیا اور وہ لعنتی ہو اور دوسرے نبیوں کی طرح اُس کا رفع نہیں ہو اسی طرح قرآن میں منع کیا گیا ہے کہ بجز خدا کے تم کسی چیز کی عبادت کرو نہ انسان کی نہ حیوان کی نہ سورج کی نہ چاند کی اور نہ کسی اور ستارہ کی اور نہ اسباب کی اور نہ اپنے نفس کی۔ سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے ساتھ سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے

☆ دوسرا ذریعہ ہدایت کا سنت ہے یعنی وہ پاک نمونے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل اور عمل سے دکھائے مثلاً نماز پڑھ کے دکھلانی کہ یوں نماز چاہئے اور روزہ رکھ کر دکھلایا کہ یوں روزہ چاہئے اس کا نام سنت ہے یعنی روش نبوی جو خدا کے قول کو فعل کے رنگ میں دکھلاتے رہے سنت اسی کا نام ہے۔ تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آپ کے بعد آپ کے اقوال جمع کئے گئے اور حدیث کا رتبہ قرآن اور سنت سے کمتر ہے کیونکہ اکثر حدیثیں ظنی ہیں لیکن اگر ساتھ سنت ہو تو وہ اس کو یقینی کر دے گی۔ منہ



مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اَلْحَيْسِرُ كُتْلُهُ فِي الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں یہی بات سچ ہے افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے تورات کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضعہ کی طرح تھی قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں بیچ ہیں۔ انجیل کے لانے والا وہ روح القدس تھا جو کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا جو ایک ضعیف اور کمزور جانور ہے جس کو بلی بھی پکڑ سکتی ہے اسی لئے عیسائی دن بدن کمزوری کے گڑھے میں پڑتے گئے اور روحانیت ان میں باقی نہ رہی کیونکہ تمام ان کے ایمان کا مدار کبوتر پر تھا مگر قرآن کا روح القدس اس عظیم الشان شکل میں ظاہر ہوا تھا جس نے زمین سے لے کر آسمان تک اپنے وجود سے تمام ارض و سما کو بھر دیا تھا۔ پس کجا وہ کبوتر اور کجا یہ تجلی عظیم جس کا قرآن شریف میں بھی ذکر ہے قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کر سکتا ہے اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کر سکتا ہے اگر تم خود اس سے نہ بھاگو۔ بجز قرآن کس کتاب نے اپنی ابتدا میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعا سکھلائی اور یہ امید دی کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ<sup>۱</sup> یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے پس اپنی ہمتیں بلند کر لو اور قرآن کی دعوت کو رد مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔ کیا اُس نے بنی اسرائیل کا

ملک اور بنی اسرائیل کا بیت مقدس تمہیں عطا نہیں کیا جو آج تک تمہارے قبضہ میں ہے پس اے سست اعتقادو اور کمزور ہمتو کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ تمہارے خدا نے جسمانی طور پر تو بنی اسرائیل کے تمام املاک کا تمہیں قائم مقام کر دیا مگر روحانی طور پر تمہیں قائم مقام نہ کر سکا بلکہ خدا کا تمہاری نسبت ان سے زیادہ فیض رسائی کا ارادہ ہے خدا نے ان کے روحانی جسمانی متاع و مال کا تمہیں وارث بنایا مگر تمہارا وارث کوئی دوسرا نہ ہوگا جب تک کہ قیامت آ جاوے خدا تمہیں نعمت وحی اور الہام اور مکالمات اور مخاطبات الہیہ سے ہرگز محروم نہیں رکھے گا وہ تم پر وہ سب نعمتیں پوری کرے گا جو پہلوں کو دی گئیں لیکن جو شخص گستاخی کی راہ سے خدا پر جھوٹ باندھے گا اور کہے گا کہ خدا کی وحی میرے پر نازل ہوئی حالانکہ نہیں نازل ہوئی اور یا کہے گا کہ مجھے شرف مکالمات اور مخاطبات الہیہ کا نصیب ہوا حالانکہ نہیں نصیب ہوا تو میں خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ وہ ہلاک کیا جائے گا کیونکہ اُس نے اپنے خالق پر جھوٹ باندھا اور فریب کیا اور سخت بیباکی اور شوخی ظاہر کی سو تم اس مقام میں ڈرو۔ لعنت ہے ان لوگوں پر جو جھوٹی خواہیں بناتے ہیں اور جھوٹے مکالمات اور مخاطبات کا دعویٰ کرتے ہیں گویا وہ دل میں خیال کرتے ہیں کہ خدا نہیں، پر خدا کا عقاب ان کو سخت پکڑے گا اور ان کا بُرا دن ان سے ٹل نہیں سکتا۔ سو تم صدق اور راستی اور تقویٰ اور محبت ذاتیہ الہیہ میں ترقی کرو اور اپنا کام یہی سمجھو جب تک زندگی ہے پھر خدا تم میں سے جس کی نسبت چاہے گا اس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے بھی مشرف کرے گا تمہیں ایسی تمنا بھی نہیں چاہیے تا نفسانی تمنا کی وجہ سے سلسلہ شیطانیہ شروع نہ ہو جائے جس سے کئی لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں پس تم خدمت اور عبادت میں لگے رہو تمہاری تمام کوشش اسی میں مصروف ہونی چاہیے کہ تم خدا کے تمام احکام کے پابند ہو جاؤ اور یقین میں ترقی چاہو نجات کے لئے نہ الہام نمائی کے لئے۔ قرآن شریف نے تمہارے لئے بہت پاک احکام لکھے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ تم شرک سے بکلی پرہیز کرو کہ مشرک سرچشمہ نجات سے بے نصیب ہے۔ تم جھوٹ نہ بولو کہ جھوٹ بھی ایک حصہ شرک ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بد نظری اور

شہوت کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھ اور بجز اس کے دیکھنا حلال بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھ نہ بد نظری سے اور نہ نیک نظری سے کہ یہ سب تمہارے لئے ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت تیری آنکھ خوابیدہ رہے تجھے اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر اسی قدر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پی ورنہ تجھے خدا کی راہ نہیں ملے گی اور خدا تجھ سے ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے تم اس سے بچو۔ قرآن تمہیں انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ **تَوَاصُوا بِالْمَرْحَمَةِ** پر عمل بھی کرو اور دوسروں کو بھی کہتا رہ کہ ایسا کریں اور نہ صرف خود رحم کر بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت بھی کر۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کی ہریک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو بلکہ وہ کہتا ہے **الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ** قرآن کا یہ منشا ہے کہ ناپاک پاک کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تیری بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی ہے اور اُن سے بغل گیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اُس سے صادر ہوتے ہیں گوا بھی تکمیل نہیں ہوئی اور غیر کو اپنی برہنگی دکھلا دیتی ہے اور مشرکہ اور مفسدہ ہے اور جس پاک خدا پر تو ایمان رکھتا ہے اُس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آوے تو تو اُسے طلاق دے سکتا ہے کیونکہ وہ اپنے اعمال میں تجھ سے علیحدہ ہو گئی اب تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں رہی۔ پس تیرے لئے اب جائز نہیں ہے کہ تو دیوثی سے اس کے ساتھ بسر کرے کیونکہ اب وہ تیرے جسم کا ٹکڑہ نہیں ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور تو مر جاوے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھا بلکہ بیہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس سے اُس کی حکمت تلف ہوتی ہے یہ طبعی امر ہے کہ

جب کوئی انسان ایک تنازعہ فیہ امر میں گواہی نہ دے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور تم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔ اور قرآن تمہیں انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ وہ کہتا ہے جَزَاؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ یعنی بدی کا بدلہ اُسی قدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اُسے اُس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیے اور چاہیے کہ انتقام اور عفو کی سیرت پابندی محل اور مصلحت ہونہ بے قیدی کے رنگ میں یہی قرآن کا مطلب ہے اور قرآن انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیے کہ نفسانی رنگ میں تیرا کوئی بھی دشمن نہ ہو اور تیری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو مگر جو تیرے خدا کا دشمن تیرے رسول کا دشمن اور کتاب اللہ کا دشمن ہے وہی تیرا دشمن ہوگا سو تو ایسوں کو بھی دعوت اور دعا سے محروم نہ رکھ اور چاہیے کہ تو اُن کے اعمال سے دشمنی رکھے نہ ان کی ذات سے اور کوشش کرے کہ وہ درست ہو جائیں اور اس بارے میں فرماتا ہے۔

﴿۲۸﴾

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ ۗ یعنی خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم اُن کے حقیقی رشتہ دار ہو جیسا کہ مائیں اپنے بچوں سے پیش آتی ہیں کیونکہ احسان میں ایک خود نمائی کا مادہ بھی مخفی ہوتا ہے اور احسان کرنے والا کبھی اپنے احسان کو جتلا بھی دیتا ہے لیکن وہ جو ماں کی طرح طبعی جوش سے نیکی کرتا ہے وہ کبھی خود نمائی نہیں کر سکتا۔ پس آخری درجہ نیکیوں کا طبعی جوش ہے جو ماں کی طرح ہو اور یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرنا اور خدا سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا

اس کو دیکھ رہا ہے اور خدا سے اِتِّسَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ یہ ہے کہ اُس کی عبادت نہ تو بہشت کے طمع سے ہو اور نہ دوزخ کے خوف سے۔ بلکہ اگر فرض کیا جائے کہ نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے تب بھی جوشِ محبت اور اطاعت میں فرق نہ آوے۔ اور انجیل میں لکھا گیا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں اُن کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا کی تجلیات کا گھر ہے فتویٰ پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیے پس اگر خدا تمہارے دل میں ڈالے کہ یہ لعنت کرنے والا قابلِ رحم ہے اور آسمان میں اُس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو لیکن اگر تمہارا کائنات اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں جھوٹیاں ہیں اور بہتیری لعنتیں اپنے ہی پر پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کوئی کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ۔ اور صادق کو کاذب خیال کرو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کر دو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جائیں۔

﴿۲۹﴾

ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسبِ مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جب کہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کے لئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جب کہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا تمہیں دو بدلے ملیں اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے وہ بھی تمہاری پیروی سے اُس نیک کام کو کر لیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا۔ سِرًّا وَ عَلَانِيَةً یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت اُس نے خود فرما دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ

ہر ایک جگہ قول اثر نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھری میں جا۔ مگر قرآن سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقع پر پوشیدہ مت کرو بلکہ تم لوگوں کے روبرو اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلے کھلے طور پر دعا کیا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لئے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت کریں۔

ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش۔ اور جس طرح ہم اپنے قرض داروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ بُرائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔ مگر قرآن کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے **وَإِنَّ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ**۔<sup>۱</sup> **يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ**۔<sup>۲</sup> یعنی ذرہ ذرہ زمین کا اور آسمان کا خدا کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہ تحمید اور تقدیس میں مشغول ہے پہاڑ اُس کے ذکر میں مشغول ہیں دریا اُس کے ذکر میں مشغول ہیں درخت اُس کے ذکر میں مشغول ہیں اور بہت سے راستباز اُس کے ذکر میں مشغول ہیں اور جو شخص دل اور زبان کے ساتھ اس کے ذکر میں مشغول نہیں اور خدا کے آگے فروتنی نہیں کرتا اس سے طرح طرح کے شکنجوں اور عذابوں سے قضا و قدر الہی فروتنی کر رہی ہے اور جو کچھ فرشتوں کے بارے میں خدا کی کتاب میں لکھا ہے کہ وہ نہایت درجہ اطاعت کر رہے ہیں یہی تعریف زمین کے پات پات اور ذرہ ذرہ کی نسبت قرآن شریف میں موجود ہے کہ ہر ایک چیز اُس کی اطاعت کر رہی ہے ایک پتہ بھی بجز اُس کے امر کے نہیں سکتا اور بجز اس کے حکم کے نہ کوئی دوا شفاء دے سکتی ہے اور نہ کوئی غذا موافق ہو سکتی ہے اور ہر ایک چیز غایت درجہ کی تذلل اور عبودیت سے خدا کے آستانہ پر گری ہوئی ہے اور اُس کی فرمانبرداری میں مستغرق ہے۔

﴿۳۰﴾

پہاڑوں اور زمین کا ذرہ اور دریاؤں اور سمندروں کا قطرہ قطرہ اور درختوں اور بوٹیوں کا پات پات اور ہر ایک جز اُن کا اور انسان اور حیوانات کے کل ذرات خدا کو پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اس کی تحمید و تقدیس میں مشغول ہیں اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** یعنی جیسے آسمان پر ہر ایک چیز خدا کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ویسے زمین پر بھی ہر ایک چیز اُس کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے۔ پس کیا زمین پر خدا کی تحمید و تقدیس نہیں ہوتی ایسا کلمہ ایک کامل عارف کے منہ سے نہیں نکل سکتا بلکہ زمین کی چیزوں میں سے کوئی چیز تو شریعت کے احکام کی اطاعت کر رہی ہے اور کوئی چیز قضا و قدر کے احکام کے تابع ہے اور کوئی دونوں کی اطاعت میں کمر بستہ ہے کیا بادل کیا ہوا کیا آگ کیا زمین سب خدا کی اطاعت اور تقدیس میں محو ہیں اگر کوئی انسان الہی شریعت کے احکام کا سرکش ہے تو الہی قضا و قدر کے حکم کا تابع ہے۔ ان دونوں حکومتوں سے باہر کوئی نہیں کسی نہ کسی آسمانی حکومت کا جو اہر ایک کی گردن پر ہے۔ ہاں البتہ انسانی دلوں کی صلاح اور فساد کے لحاظ سے غفلت اور ذکر الہی نوبت بہ نوبت زمین پر اپنا غلبہ کرتے ہیں مگر بغیر خدا کی حکمت اور مصلحت کے یہ مدد و جزر خود بخود نہیں خدا نے چاہا کہ زمین میں ایسا ہوسو ہو گیا سو ہدایت اور ضلالت کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ خود بخود باوجود اس کے ہر ایک چیز اس کی آواز سنتی ہے اور اس کی پاکی یاد کرتی ہے مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے؟ اس کا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ابھی اُس میں خدا کی بادشاہت نہیں آئی اس لئے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی ایسے طور سے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کی تعلیم سراسر اس کے برخلاف ہے وہ تو صاف لفظوں میں کہتا ہے کہ کوئی چور، خونی، زانی، کافر، فاسق، سرکش، جرائم پیشہ، کسی قسم کی بدی زمین پر نہیں کر سکتا جب تک کہ آسمان پر سے اُس کو اختیار نہ دیا جائے۔ پس کیونکر کہا جائے کہ آسمانی بادشاہت زمین پر نہیں کیا کوئی مخالف

قبضہ زمین پر خدا کے احکام کے جاری ہونے سے مزاحم ہے سبحان اللہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ خدا نے خود آسمان پر فرشتوں کے لئے جدا قانون بنایا اور زمین پر انسانوں کے لئے جدا اور خدا نے اپنی آسمانی بادشاہت میں فرشتوں کو کوئی اختیار نہیں دیا بلکہ اُن کی فطرت میں ہی اطاعت کا مادہ رکھ دیا ہے وہ مخالفت کر ہی نہیں سکتے اور سہو و نسیان اُن پر وارد نہیں ہو سکتا لیکن انسانی فطرت کو قبول، عدم قبول کا اختیار دیا گیا ہے اور چونکہ یہ اختیار اوپر سے دیا گیا ہے اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ فاسق انسان کے وجود سے خدا کی بادشاہت زمین سے جاتی رہی بلکہ ہر رنگ میں خدا کی ہی بادشاہت ہے ہاں صرف قانون دو ہیں۔ ایک آسمانی فرشتوں کے لئے قضا و قدر کا قانون ہے کہ وہ بدی کر ہی نہیں سکتے اور ایک زمین پر انسانوں کے لئے خدا کے قضاء و قدر کے متعلق ہے اور وہ یہ کہ آسمان سے اُن کو بدی کرنے کا اختیار دیا گیا ہے مگر جب خدا سے طاقت طلب کریں یعنی استغفار کریں تو روح القدس کی تائید سے ان کی کمزوری دور ہو سکتی ہے اور وہ گناہ کے ارتکاب سے بچ سکتے ہیں جیسا کہ خدا کے نبی اور رسول بچتے ہیں اور اگر ایسے لوگ ہیں کہ گنہگار ہو چکے ہیں تو استغفار اُن کو یہ فائدہ پہنچاتا ہے کہ گناہ کے نتائج سے یعنی عذاب سے بچائے جاتے ہیں کیونکہ نور کے آنے سے ظلمت باقی نہیں رہ سکتی۔ اور جرائم پیشہ جو استغفار نہیں کرتے یعنی خدا سے طاقت نہیں مانگتے وہ اپنے جرائم کی سزا پاتے رہتے ہیں۔ دیکھو آجکل طاعون بھی بطور سزا کے زمین پر اُتری ہے اور خدا کے سرکش اس سے ہلاک ہوتے جاتے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں یہ خیال مت کرو کہ اگر زمین پر خدا کی بادشاہت ہے تو پھر لوگوں سے جرائم کیوں ظہور میں آتے ہیں کیونکہ جرائم بھی خدا کے قانون قضاء و قدر کے نیچے ہیں سوا گرچہ وہ لوگ قانون شریعت سے باہر ہو جاتے ہیں مگر قانون تکوین یعنی قضاء و قدر سے وہ باہر نہیں ہو سکتے پس کیونکر کہا جائے کہ جرائم پیشہ لوگ الہی سلطنت کا جو اپنی گردن پر نہیں رکھتے دیکھو اس ملک برٹش انڈیا میں چوریاں



بھی ہوتی ہیں خون بھی ہوتے ہیں زنا کار اور خائن اور مرثی وغیرہ ہر ایک قسم کے جرائم پیشہ بھی پائے جاتے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں سرکار انگریزی کا راج نہیں کیونکہ راج تو ہے مگر گورنمنٹ نے عمداً ایسے سخت قانون کو مناسب نہیں سمجھا جس کی دہشت سے لوگوں پر زندگی مشکل ہو جائے ورنہ اگر گورنمنٹ تمام جرائم پیشہ کو ایک تکلیف دہ زندان میں رکھ کر ان کو جرائم سے روکنا چاہے تو بہت آسانی سے وہ رُک سکتے ہیں یا اگر قانون میں سخت سزائیں رکھی جائیں تو ان جرائم کا انسداد ہو سکتا ہے پس تم سمجھ سکتے ہو کہ جس قدر اس ملک میں شراب پی جاتی ہے فاحشہ عورتیں بڑھتی جاتی ہیں چوری اور خون کی وارداتیں ہوتی ہیں یہ اس لئے نہیں کہ گورنمنٹ انگریزی کا یہاں راج نہیں بلکہ گورنمنٹ کے قانون کی نرمی نے جرائم میں کثرت پیدا کر دی ہے نہ یہ کہ گورنمنٹ انگریزی اس جگہ سے اٹھ گئی ہے بلکہ سلطنت کا اختیار ہے کہ قانون کو سخت کر کے اور سنگین سزائیں مقرر کر کے ارتکاب جرائم سے روک دے جبکہ انسانی سلطنت کا یہ حال ہے کہ جو الہی سلطنت کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہیں تو الہی سلطنت کس قدر اقتدار اور اختیار رکھتی ہے اگر خدا کا قانون ابھی سخت ہو جائے اور ہر ایک زنا کرنے والے پر بجلی پڑے اور ہر ایک چور کو یہ بیماری پیدا ہو کہ ہاتھ گل سٹر کر گرائیں اور ہر ایک سرکش خدا کا منکر اس کے دین کا منکر طاعون سے مرے تو ایک ہفتہ گزرنے سے پہلے ہی تمام دنیا راستبازی اور نیک بختی کی چادر پہن سکتی ہے۔ پس خدا کی زمین پر بادشاہت تو ہے لیکن آسمانی قانون کی نرمی نے اس قدر آزادی دے رکھی ہے کہ جرائم پیشہ جلدی نہیں پکڑے جاتے ہاں سزائیں بھٹی ملتی رہتی ہیں۔ زلزلے آتے ہیں۔ بجلیاں پڑتی ہیں۔ کوہ آتش فشاں آتش بازی کی طرح مشتعل ہو کر ہزاروں جانوں کا نقصان کرتے جاتے ہیں جہاز غرق ہوتے ہیں ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے صد ہا جانیں تلف ہوتی ہیں۔ طوفان آتے ہیں مکانات گرتے ہیں سانپ کاٹتے ہیں درندے پھاڑتے ہیں وبائیں پڑتی ہیں اور فنا کرنے کا نہ ایک دروازہ بلکہ ہزار ہا

دروازے کھلے ہیں جو مجرمین کی پاداش کے لئے خدا کے قانون قدرت نے مقرر کر رکھے ہیں پھر کیونکر کہا جائے کہ خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ سچ یہی ہے کہ بادشاہت تو ہے ہر ایک مجرم کے ہاتھ میں ہتکڑیاں پڑی ہیں اور پاؤں میں زنجیر ہیں مگر حکمت الہی نے اس قدر اپنے قانون کو نرم کر دیا ہے کہ وہ ہتکڑیاں اور وہ زنجیریں فی الفور اپنا اثر نہیں دکھاتی ہیں اور آخر اگر انسان باز نہ آوے تو دائمی جہنم تک پہنچاتی ہیں اور اُس عذاب میں ڈالتی ہیں جس سے ایک مجرم نہ زندہ رہے اور نہ مرے۔ غرض قانون دو ہیں ایک وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ وہ محض اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی اطاعت محض فطرت روشن کا ایک خاصہ ہے وہ گناہ نہیں کر سکتے مگر نیکی میں ترقی بھی نہیں کر سکتے (۲) دوسرا قانون وہ ہے جو انسانوں کے متعلق ہے یعنی یہ کہ انسانوں کی فطرت میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ گناہ کر سکتے ہیں مگر نیکی میں ترقی بھی کر سکتے ہیں یہ دونوں فطرتی قانون غیر متبدل ہیں اور جیسا کہ فرشتہ انسان نہیں بن سکتا ہے ایسا ہی انسان بھی فرشتہ نہیں ہو سکتا ہے یہ دونوں قانون بدل نہیں سکتے ازلی اور اٹل ہیں اس لئے آسمان کا قانون زمین پر نہیں آ سکتا اور نہ زمین کا قانون فرشتوں کے متعلق ہو سکتا ہے۔ انسانی خطا کاریاں اگر توبہ کے ساتھ ختم ہوں تو وہ انسان کو فرشتوں سے بہت اچھا بنا سکتی ہیں کیونکہ فرشتوں میں ترقی کا مادہ نہیں انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں اور حکمت الہی نے بعض افراد میں سلسلہ خطا کاروں کا باقی رکھا ہے تا وہ گناہ کر کے اپنی کمزوری پر اطلاع پائیں اور پھر توبہ کر کے بخشے جاویں یہی قانون ہے جو انسان کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اسی کو انسانوں کی فطرت چاہتی ہے سہو و نسیان انسانی فطرت کا خاصہ ہے فرشتہ کا خاصہ نہیں پھر وہ قانون جو فرشتوں کے متعلق ہے انسانوں میں کیونکر نافذ ہو سکے۔ یہ خطا کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف کمزوری منسوب کی جاوے صرف قانون کے نتائج ہیں جو زمین پر جاری ہو رہے ہیں نعوذ باللہ کیا خدا ایسا کمزور ہے جس کی بادشاہت اور قدرت اور جلال صرف آسمان تک ہی محدود ہے

یازمین کا کوئی اور خدا ہے جو زمین پر مخالفانہ قبضہ رکھتا ہے اور عیسائیوں کو اس بات پر زور دینا اچھا نہیں کہ صرف آسمان میں ہی خدا کی بادشاہت ہے جو ابھی زمین پر نہیں آئی کیونکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان کچھ چیز نہیں اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان کچھ چیز نہیں جس پر خدا کی بادشاہت ہو اور زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت آئی نہیں تو گویا خدا کی بادشاہت کسی جگہ بھی نہیں۔ ماسوا اس کے ہم خدا کی زمینی بادشاہت کو بچشم خود دیکھ رہے ہیں اُس کے قانون کے موافق ہماری عمریں ختم ہو جاتی ہیں اور ہماری حالتیں بدلتی رہتی ہیں اور صد ہا رنگ کے راحت اور رنج ہم دیکھتے ہیں ہزار ہا لوگ خدا کے حکم سے مرتے ہیں اور ہزار ہا پیدا ہوتے ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں نشان ظاہر ہوتے ہیں زمین ہزار ہا قسم کے نباتات اور پھل اور پھول اس کے حکم سے پیدا کرتی ہے تو کیا یہ سب کچھ خدا کی بادشاہت کے بغیر ہو رہا ہے بلکہ آسمانی اجرام تو ایک ہی صورت اور منوال پر چلے آتے ہیں اور اُن میں تغیر تبدیل جس سے ایک مغیر مبدل کا پتہ ملتا ہو کچھ محسوس نہیں ہوتی مگر زمین ہزار ہا تغیرات اور انقلابات اور تبدلات کا نشانہ ہو رہی ہے ہر روز کروڑ ہا انسان دنیا سے گزرتے ہیں اور کروڑ ہا پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک پہلو اور ہر ایک طور سے ایک مقتدر صانع کا تصرف محسوس ہو رہا ہے تو کیا ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں اور انجیل نے اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی کہ کیوں ابھی تک خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں آئی۔ البتہ مسیح کا باغ میں اپنے بیج جانے کے لئے ساری رات دعا کرنا اور دعا قبول بھی ہو جانا جیسا کہ عبرانیاں ۵۔ آیت ۷ میں لکھا ہے مگر پھر بھی خدا کا اُس کے چھڑانے پر قادر نہ ہونا یہ بزم عیسائیاں ایک دلیل ہو سکتی ہے کہ اُس زمانہ میں خدا کی بادشاہت زمین پر نہیں تھی مگر ہم نے اس سے بڑھ کر ابتلا دیکھے ہیں اور اُن سے نجات پائی ہے ہم کیونکر خدا کی بادشاہت کا انکار کر سکتے ہیں کیا وہ خون کا مقدمہ جو میرے قتل کرنے کے لئے مارٹن کلارک کی طرف سے عدالت کپتان ڈگلس میں پیش ہوا تھا وہ اُس مقدمہ سے کچھ خفیف تھا جو محض مذہبی اختلاف کی وجہ سے نہ کسی خون کے اتہام سے یہودیوں کی طرف سے عدالت

پیلطوس میں دائر کیا گیا تھا مگر چونکہ خدازمین کا بھی بادشاہ ہے جیسا کہ آسمان کا اس لئے اُس نے اس مقدمہ کی پہلے سے مجھے خبر دے دی کہ یہ ابتلا آنے والا ہے اور پھر خبر دے دی کہ میں تم کو بری کروں گا اور وہ خبر صد ہا انسانوں کو قبل از وقت سنائی گئی اور آخر مجھے بری کیا گیا پس یہ خدا کی بادشاہت تھی جس نے اس مقدمہ سے مجھے بچا لیا جو مسلمانوں اور ہندوؤں اور عیسائیوں کے اتفاق سے مجھ پر کھڑا کیا گیا تھا ایسا ہی نہ ایک دفعہ بلکہ بیسیوں دفعہ میں نے خدا کی بادشاہت کو زمین پر دیکھا اور مجھے خدا کی اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۗ۱ یعنی زمین پر بھی خدا کی بادشاہت ہے اور آسمان پر بھی۔ اور پھر اس آیت پر ایمان لانا پڑا کہ اِثْمًا اَمْرُهٗۙ اِذَا اَرَادَ شَيْئًاۙ اَنْ يَقُوْلَ لَهٗۙ سَمْنٌۙ فَيَكُوْنُ ۗ۲ یعنی تمام زمین و آسمان اُس کی اطاعت کر رہی ہے جب ایک کام کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا تو فی الفور وہ کام ہو جاتا ہے اور پھر فرماتا ہے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۗ۳ یعنی خدا اپنے ارادہ پر غالب ہے مگر اکثر لوگ خدا کے قہر اور جبروت سے بے خبر ہیں غرض یہ تو انجیل کی دعا ہے جو انسانوں کو خدا کی رحمت سے نومید کرتی ہے اور اس کی ربوبیت اور افاضہ اور جزا سزا سے عیسائیوں کو بے باک کرتی ہے اور اس کو زمین پر مدد دینے کے قابل نہیں جانتی جب تک اس کی بادشاہت زمین پر نہ آوے لیکن اس کے مقابل پر جو دعا خدا نے مسلمانوں کو قرآن میں سکھلائی ہے وہ اس بات کو پیش کرتی ہے کہ زمین پر خدا مسلوب السلطنت لوگوں کی طرح بے کار نہیں ہے بلکہ اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مجازات زمین پر جاری ہے اور وہ اپنے عابدوں کو مدد دینے کی طاقت رکھتا ہے اور مجرموں کو اپنے غضب سے ہلاک کر سکتا ہے وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مُلْكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ۔ آمِیْن۔

ترجمہ۔ وہ خدا ہی ہے جو تمام تعریفوں کا مستحق ہے یعنی اس کی بادشاہت میں کوئی نقص نہیں اور

﴿۳۶﴾

اس کی خوبیوں کے لئے کوئی ایسی حالت منتظرہ باقی نہیں جو آج نہیں مگر کل حاصل ہوگی اور اس کی بادشاہت کے لوازم میں سے کوئی چیز بے کار نہیں تمام عالموں کی پرورش کر رہا ہے بغیر عوض اعمال کے رحمت کرتا ہے اور نیز بعض اعمال رحمت کرتا ہے جزا سزا وقت مقرر پر دیتا ہے اُسی کی ہم عبادت کرتے ہیں اور اُسی سے ہم مدد چاہتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ہمیں تمام نعمتوں کی راہیں دکھلا اور غضب کی راہوں اور ضلالت کی راہوں سے دور رکھ۔

یہ دعا جو سورۃ فاتحہ میں ہے انجیل کی دعا سے بالکل نفیض ہے کیونکہ انجیل میں زمین پر خدا کی موجودہ بادشاہت ہونے سے انکار کیا گیا ہے پس انجیل کے رو سے نہ زمین پر خدا کی ربوبیت کچھ کام کر رہی ہے نہ رحمانیت نہ رحیمیت نہ قدرت جزا سزا کیونکہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آئی مگر سورۃ فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لئے سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت کے بیان کئے گئے ہیں ظاہر ہے کہ بادشاہ میں یہ صفات ہونی چاہئیں کہ وہ لوگوں کی پرورش پر قدرت رکھتا ہو سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا گیا ہے۔ پھر دوسری صفت بادشاہ کی یہ چاہیے کہ جو کچھ اُس کی رعایا کو اپنی آبادی کے لئے ضروری سامان کی حاجت ہے وہ بغیر عوض ان کی خدمات کے خود رحم خسر وانہ سے بجلاوے سو الرحمن کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کر دیا ہے۔ تیسری صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جن کاموں کو اپنی کوشش سے رعایا انجام تک نہ پہنچا سکے ان کے انجام کے لئے مناسب طور پر مدد دے۔ سو الرحیم کے لفظ سے اس صفت کو ثابت کیا ہے چوتھی صفت بادشاہ میں یہ چاہیے کہ جزا سزا پر قادر ہو تا سیاست مدنی کے کام میں خلل نہ پڑے سو مالک یوم الدین کے لفظ سے اس صفت کو ظاہر کر دیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ سورۃ موصوفہ بالانے تمام وہ لوازم بادشاہت پیش کئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت اور بادشاہی تصرفات موجود ہیں چنانچہ اُس کی ربوبیت بھی موجود اور رحمانیت بھی موجود اور رحیمیت بھی موجود اور سلسلہ امداد بھی موجود اور سلسلہ سزا بھی موجود غرض جو کچھ بادشاہت کے لوازم میں سے ہوتا ہے زمین پر سب کچھ خدا کا موجود ہے اور ایک ذرہ بھی اُس کے حکم سے باہر نہیں



ابھی تک خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں۔ دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑ ہا اُس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں اور کروڑ ہا اُس کی مرضی سے فقیر سے امیر اور امیر سے فقیر ہو جاتے ہیں پھر کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی تک زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں آسمانوں پر تو صرف فرشتے رہتے ہیں مگر زمین پر آدمی بھی ہیں اور فرشتے بھی جو خدا کے کارکن اور اس کی سلطنت کے خادم ہیں جو انسانوں کے مختلف کاموں کے محافظ چھوڑے گئے ہیں اور وہ ہر وقت خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ خدا سب سے زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے ہی بچنا ناگیا ہے کیونکہ ہر ایک شخص خیال کرتا ہے کہ آسمان کا راز مخفی اور غیر مشہود ہے بلکہ حال کے زمانہ میں قریباً تمام عیسائی اور اُن کے فلاسفر آسمانوں کے وجود کے ہی قائل نہیں جن پر خدا کی بادشاہت کا انجیلوں میں سارا مدار رکھا گیا ہے مگر زمین تو فی الواقع ایک گڑھ ہمارے پاؤں کے نیچے ہے اور ہزار ہا قضا و قدر کے امور اس پر ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جو خود سمجھ آتا ہے کہ یہ سب کچھ تغیر و تبدل اور حدوث اور فنا کسی خاص مالک کے حکم سے ہو رہا ہے پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر ابھی خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ ایسی تعلیم ایسے زمانہ میں جب کہ عیسائیوں میں آسمانوں کا بڑے زور سے انکار کیا گیا ہے نہایت نامناسب ہے کیونکہ انجیل کی اس دعا میں تو قبول کر لیا گیا ہے کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں اور دوسری طرف تمام محققین عیسائیوں نے سچے دل سے یہ بات مان لی ہے یعنی اپنی تحقیقات جدیدہ سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ آسمان کچھ چیز ہی نہیں اُن کا کچھ وجود ہی نہیں پس ما حاصل یہ ہوا کہ خدا کی بادشاہت نہ زمین میں ہے نہ آسمان میں۔ آسمانوں سے تو عیسائیوں نے انکار کیا اور زمین کی بادشاہت سے ان کی انجیل نے خدا کو جواب دیا تو اب بقول ان کے خدا کے پاس نہ زمین کی بادشاہت رہی نہ آسمان کی مگر ہمارے خدائے عز و جل نے سورۃ فاتحہ میں نہ آسمان کا نام لیا نہ زمین کا نام اور یہ کہہ کر حقیقت سے

ہمیں خبر دے دی کہ وہ رب العالمین ہے یعنی جہاں تک آبادیاں ☆ ہیں اور جہاں تک کسی قسم کی مخلوق کا وجود موجود ہے خواہ اجسام خواہ ارواح اُن سب کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا خدا ہے جو ہر وقت ان کی پرورش کرتا ہے اور ان کے مناسب حال ان کا انتظام کر رہا ہے۔ اور تمام عالموں پر ہر وقت ہر دم اس کا سلسلہ ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور جزا سزا کا جاری ہے اور یاد رہے کہ سورہ فاتحہ میں فقرہ مالک یوم الدین سے صرف یہ مراد نہیں ہے کہ قیامت کو جزا سزا ہوگی بلکہ قرآن شریف میں بار بار اور صاف صاف بیان کیا گیا ہے کہ قیامت تو مجازات کُبریٰ کا وقت ہے مگر ایک قسم کی مجازات اسی دنیا میں شروع ہے جس کی طرف آیت يَجْعَلُ لَكُمْ فُرْقَانًا اشارہ کرتی ہے۔ اب یہ بات بھی سنو کہ انجیل کی دعائیں تو ہر روزہ روٹی مانگی گئی ہے جیسا کہ کہا کہ ”ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش“ مگر تعجب کہ جس کی ابھی تک زمین پر بادشاہت نہیں آئی وہ کیونکر روٹی دے سکتا ہے ابھی تک تو تمام کھیت اور تمام پھل نہ اُس کے حکم سے بلکہ خود بخود پکتے ہیں اور خود بخود بارشیں ہوتی ہیں اُس کا کیا اختیار ہے کہ کسی کو روٹی دے جب بادشاہت زمین پر آجائے گی تب اُس سے روٹی مانگنی چاہیے ابھی تو وہ ہر ایک زمینی چیز سے بے دخل ہے جب اس جاندار پر پورا قبضہ پائے گا تب کسی کو روٹی دے سکتا ہے اور اس وقت اس سے مانگنا بھی نازیبا ہے اور پھر اس کے بعد یہ قول کہ جس طرح ہم اپنے قرض داروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اس صورت میں یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ زمین کی بادشاہت ابھی اُس کو حاصل نہیں اور ابھی عیسائیوں نے کچھ اس کے ہاتھ سے لے کر رکھا یا نہیں تو پھر قرضہ کونسا ہوا۔ پس ایسے تہی دست خدا سے قرضہ بخشوانے کی کچھ ضرورت نہیں اور نہ اس سے کچھ خوف ہے کیونکہ زمین پر ابھی اس کی بادشاہت نہیں اور نہ اُس کی حکومت کا تازیا نہ کوئی رعب بٹھلا سکتا ہے۔

☆ دیکھو یہ لفظ رب العالمین کیسا جامع کلمہ ہے اگر ثابت ہو کہ اجرام فلکی میں آبادیاں ہیں تب بھی وہ

آبادیاں اس کلمہ کے نیچے آئیں گی۔ منہ



﴿۲۰﴾

کیا مجال کہ وہ کسی مجرم کو سزا دے سکے یا موسیٰ کے زمانہ کی نافرمان قوم کی طرح طاعون سے ہلاک کر سکے یا قوم لوط کی طرح ان پر پتھر برسائے یا زلزلہ یا بجلی یا کسی اور عذاب سے نافرمانوں کو نابود کر سکے کیونکہ ابھی خدا کی زمین پر بادشاہت نہیں پس چونکہ عیسائیوں کا خدا ایسا ہی کمزور ہے جیسا کہ اس کا بیٹا کمزور تھا اور ایسا ہی بے دخل ہے جیسا اس کا بیٹا بے دخل تھا تو پھر اُس سے ایسی دعائیں مانگنا لا حاصل ہیں کہ ہمیں قرض بخش دے اُس نے کب قرض دیا تھا جو بخش دے کیونکہ ابھی تک تو اس کی زمین کی بادشاہت نہیں جب کہ اس کی زمین پر بادشاہت ہی نہیں تو زمین کی روئیدگی اُس کے حکم سے نہیں اور زمینی چیزیں اس کی نہیں بلکہ خود بخود ہی ہیں کیونکہ اُس کا زمین پر حکم نافذ نہیں اور جبکہ زمین پر وہ فرمانروا اور بادشاہ نہیں اور کوئی زمینی آسائش اُس کے شاہانہ حکم سے نہیں تو اُس کو سزا کا نہ اختیار ہے نہ حق حاصل۔ لہذا ایسا کمزور اپنا خدا بنانا اور اس سے زمین پر رہ کر کسی کارروائی کی امید رکھنا حماقت ہے کیونکہ ابھی اُس کی زمین پر بادشاہی نہیں لیکن سورۃ فاتحہ کی دعا ہمیں سکھلاتی ہے کہ خدا کو زمین پر ہر وقت وہی اقتدار حاصل ہے جیسا کہ اور عالموں پر اقتدار حاصل ہے اور سورۃ فاتحہ کے سر پر خدا کے اُن کامل اقتداری صفات کا ذکر ہے جو دنیا میں کسی دوسری کتاب نے ایسی صفائی سے ذکر نہیں کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ رحمان ہے وہ رحیم ہے وہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ ہے پھر اس سے دعا مانگنے کی تعلیم کی ہے اور دعا جو مانگی گئی ہے وہ مسیح کی تعلیم کردہ دعا کی طرح صرف ہر روزہ روٹی کی درخواست نہیں بلکہ جو جو انسانی فطرت کو ازل سے استعداد بخش گئی ہے اور اس کو پیاس لگا دی گئی ہے وہ دعا سکھائی گئی ہے اور وہ یہ ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۱ یعنی اے ان کامل صفتوں کے مالک اور ایسے فیاض کہ ذرہ ذرہ تجھ سے پرورش پاتا ہے اور تیری رحمانیت اور رحیمیت اور قدرت جزا سزا سے تمتع اٹھاتا ہے تو ہمیں گزشتہ راست بازوں کا وارث بنا اور ہر ایک نعمت جو ان کو دی ہے ہمیں بھی دے اور ہمیں بچا کہ ہم نافرمان ہو کر مورد غضب نہ ہو جائیں اور ہمیں بچا کہ ہم تیری مدد سے

بے نصیب رہ کر گمراہ نہ ہو جائیں۔ آمین

اب اس تمام تحقیقات سے انجیل کی دعا اور قرآن کی دعا میں فرق ظاہر ہو گیا کہ انجیل تو خدا کی بادشاہت آنے کا ایک وعدہ کرتی ہے مگر قرآن بتلاتا ہے کہ خدا کی بادشاہت تم میں موجود ہے نہ صرف موجود بلکہ عملی طور پر تم پر فیض بھی جاری ہیں غرض انجیل میں تو صرف ایک وعدہ ہی ہے مگر قرآن نہ محض وعدہ بلکہ قائم شدہ بادشاہت اور اس کے فیوض کو دکھلا رہا ہے اب قرآن کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ وہ اُس خدا کو پیش کرتا ہے جو اسی زندگی دنیا میں راست بازوں کا منجی اور آرام دہ ہے اور کوئی نفس اُس کے فیض سے خالی نہیں بلکہ ہر ایک نفس پر حسب اس کی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت کا فیض جاری ہے مگر انجیل اس خدا کو پیش کرتی ہے جو ابھی اس کی بادشاہت دنیا میں نہیں آئی صرف وعدہ ہے اب سوچ لو کہ عقل کس کو قابل پیروی سمجھتی ہے حافظ شیرازی نے سچ کہا ہے۔

مرید پیر مغانم زمن مرنج اے شیخ

چرا کہ وعدہ تو کر دی و ابجا آورد

اور انجیلوں میں حلیموں، غریبوں، مسکینوں کی تعریف کی گئی ہے اور نیز ان کی تعریف جو ستائے جاتے ہیں اور مقابلہ نہیں کرتے مگر قرآن صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو اور شرک مقابلہ نہ کرو بلکہ کہتا ہے کہ حلم اور مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے مگر اگر بے محل استعمال کیا جائے تو بُرا ہے پس تم محل اور موقع کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو کیونکہ وہ نیکی بدی ہے جو محل اور موقع کے برخلاف ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ بینہ کس قدر عمدہ اور ضروری چیز ہے لیکن اگر وہ بے موقع ہو تو وہی تباہی کا موجب ہو جاتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ایک ہی سرد غذا یا گرم غذا کی مداومت سے تمہاری صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی کہ جب موقع اور محل کے موافق تمہارے کھانے اور پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دعا اور بددعا اور دوسرے اخلاق میں جو تمہارے لئے مصلحت وقت ہے وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتی ہے اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو لیکن

نہ بے محل اور بے موقع اور ساتھ اس کے یہ بھی یاد رکھو کہ حقیقی اخلاق فاضلہ جن کے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی زہریلی آمیزش نہیں وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں سو تم ان اخلاق فاضلہ کو محض اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم کو اوپر سے وہ اخلاق عنایت نہ کئے جائیں اور ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور اس کے پانی کے نیچے بہت سا کیچڑ ہے اور بہت سا گوبر ہے جو نفسانی جوشوں کے وقت ظاہر ہوتا ہے سو تم خدا سے ہر وقت قوت مانگو جو اُس کیچڑ اور اُس گوبر سے تم نجات پاؤ اور روح القدس تم میں سچی طہارت اور لطافت پیدا کرے یاد رکھو کہ سچے اور پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے جن میں کوئی غیر شریک نہیں کیونکہ وہ جو خدا میں محو نہیں ہوتے وہ اوپر سے قوت نہیں پاتے اس لئے اُن کے لئے ممکن نہیں کہ وہ پاک اخلاق حاصل کر سکیں سو تم اپنے خدا سے صاف ربط پیدا کرو۔ ٹھٹھا، ہنسی، کینہ وری، گندہ زبانی، لالچ، جھوٹ، بدکاری، بد نظری، بد خیالی، دنیا پرستی، تکبر، غرور، خود پسندی، شرارت، کج جوشی، سب چھوڑ دو۔ پھر یہ سب کچھ آسمان سے تمہیں ملے گا۔ جب تک وہ طاقت بالا جو تمہیں اوپر کی طرف کھینچ کر لے جائے تمہارے شامل حال نہ ہو اور روح القدس جو زندگی بخشا ہے تم میں داخل نہ ہو تب تک تم بہت ہی کمزور اور تاریکی میں پڑے ہوئے ہو بلکہ ایک مردہ ہو جس میں جان نہیں اس حالت میں نہ تو تم کسی مصیبت کا مقابلہ کر سکتے ہو نہ اقبال اور دولت مندی کی حالت میں کبر اور غرور سے بچ سکتے ہو اور ہر ایک پہلو سے تم شیطان اور نفس کے مغلوب ہو سو تمہارا علاج تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے اترتی ہے تمہارا امن نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے سو تم ابناء السماء بنوہ ابناء الارض اور روشنی کے وارث بنوہ تاریکی کے عاشق تا تم شیطان کی گذرگا ہوں سے امن میں آ جاؤ کیونکہ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے دن سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ پرانا چور ہے جو تاریکی میں قدم رکھتا ہے۔

سورۃ فاتحہ نری تعلیم ہی نہیں بلکہ اس میں ایک بڑی پیشگوئی بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا نے

اپنی چاروں صفات ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت یوم الدین یعنی اقتدار جزا و سزا کا ذکر کر کے اور اپنی عام قدرت کا اظہار فرما کر پھر اس کے بعد کی آیتوں میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ خدایا ایسا کر کہ گزشتہ راستباز نبیوں رسولوں کے ہم وارث ٹھہرائے جائیں ان کی راہ ہم پر کھولی جائے ان کی نعمتیں ہم کو دی جائیں خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے ہو جائیں جن پر دنیا میں ہی تیرا عذاب نازل ہوا یعنی یہود جو حضرت عیسیٰ مسیح کے وقت میں تھی جو طاعون سے ہلاک کی گئی۔ خدایا ہمیں اس سے بچا کہ ہم اس قوم میں سے ہو جائیں جن کے شامل حال تیری رہنمائی نہ ہوئی اور وہ گمراہ ہو گئی یعنی نصاریٰ۔ اس دعا میں یہ پیشگوئی مخفی ہے کہ بعض مسلمانوں میں سے ایسے ہوں گے کہ وہ اپنے صدق و صفا کی وجہ سے پہلے نبیوں کے وارث ہو جائیں گے اور نبوت اور رسالت کی نعمتیں پائیں گے اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ یہودی صفت ہو جائیں گے جن پر دنیا میں ہی عذاب نازل ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ وہ عیسائیت کا جامہ پہن لیں گے کیونکہ خدا کے کلام میں یہ سنت مستمرہ ہے کہ جب ایک قوم کو ایک کام سے منع کیا جاتا ہے تو ضرور بعض ان میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ خدا کے علم میں اس کام کے مرتکب ہونے والے ہوتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ وہ نیکی اور سعادت کا حصہ لیتے ہیں ابتدائے دنیا سے اخیر تک جس قدر خدا نے کتابیں بھیجیں ان تمام کتابوں میں خدا تعالیٰ کی یہ قدیم سنت ہے کہ جب وہ ایک قوم کو ایک کام سے منع کرتا ہے یا ایک کام کی رغبت دیتا ہے تو اس کے علم میں یہ مقدر ہوتا ہے کہ بعض اس کام کو کریں گے اور بعض نہیں۔ پس یہ سورۃ پیشگوئی کر رہی ہے کہ کوئی فرد اس امت میں سے کامل طور پر نبیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا تا وہ پیشگوئی جو آیت صِرَاطِ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ<sup>۱</sup> سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکمل اور اتم طور پر پوری ہو جائے اور کوئی گروہ ان میں سے ان یہودیوں کے رنگ میں ظاہر ہوگا جن پر حضرت عیسیٰ نے لعنت کی تھی اور وہ عذاب الہی میں مبتلا ہوئے تھے تا وہ پیشگوئی جو آیت غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ<sup>۲</sup> سے مستنبط ہوتی ہے

﴿۲۳﴾

ظہور پذیر ہو۔ اور کوئی گروہ ان میں سے عیسائیوں کے رنگ میں ہو جائے گا عیسائی بن جائے گا جو خدا کی رہنمائی سے بوجہ اپنی شراب خواری اور اباحت اور فسق و فجور کے بے نصیب ہو گئے تا وہ پیشگوئی جو آیت وَلَا الضَّالِّينَ سے مترشح ہو رہی ہے ظاہر ہو جائے۔ اور چونکہ یہ بات مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہے کہ آخری زمانہ میں ہزار ہا مسلمان کہلانے والے یہودی صفت ہو جائیں گے اور قرآن شریف کے کئی ایک مقامات میں بھی یہ پیشگوئی موجود ہے اور صد ہا مسلمانوں کا عیسائی ہو جانا یا عیسائیوں کی سی بے قید اور آزاد زندگی اختیار کرنا خود مشہود اور محسوس ہو رہا ہے بلکہ بہت سے لوگ مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ وہ عیسائیوں کی طرز معاشرت پسند کرتے ہیں اور مسلمان کہلا کر نماز روزہ اور حلال اور حرام کے احکام کو بڑی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ دونوں فرقے یہودی صفت اور عیسائی صفت اس ملک میں پھیلے ہوئے نظر آتے ہیں سو یہ دو پیشگوئیاں سورۃ فاتحہ کی تو تم پوری ہوتی دیکھ چکے ہو اور نچشم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ کس قدر مسلمان یہودی صفت اور کس قدر عیسائیوں کے لباس میں ہیں۔ تو اب تیسری پیشگوئی خود ماننے کے لائق ہے کہ جیسا کہ مسلمانوں نے یہودی عیسائی بننے سے یہود نصاریٰ کی بدی کا حصہ لیا ایسا ہی ان کا حق تھا کہ بعض افراد ان کے اُن مقدس لوگوں کے مرتبہ اور مقام سے بھی حصہ لیں جو بنی اسرائیل میں گزر چکے ہیں یہ خدائے تعالیٰ پر بدظنی ہے کہ اُس نے مسلمانوں کو یہود نصاریٰ کی بدی کا تو حصہ دار ٹھہرا دیا ہے یہاں تک کہ اُن کا نام یہود بھی رکھ دیا مگر اُن کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس اُمت کو کوئی حصہ نہ دیا پھر یہ اُمت خیر الامم کس وجہ سے ہوئی؟ بلکہ شر الامم ہوئی کہ ہر ایک نمونہ شر کا ان کو ملا مگر نیکی کا نمونہ نہ ملا۔ کیا ضرور نہیں کہ اس اُمت میں بھی کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے جو بنی اسرائیل کے تمام نبیوں کا وارث اور اُن کا ظل ہو؟ کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت سے بعید ہے کہ وہ اس اُمت میں اس زمانہ میں ہزار ہا یہودی صفت لوگ تو پیدا کرے اور ہزار ہا عیسائی مذہب میں داخل کرے مگر ایک شخص بھی ایسا

ظاہر نہ کرے جو انبیائے گزشتہ کا وارث اور ان کی نعمت پانے والا ہوتا پیشگوئی جو آیت  
 اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ<sup>۱</sup> سے مستنبط ہوتی  
 ہے وہ بھی ایسی ہی پوری ہو جائے جیسا کہ یہودی اور عیسائی ہونے کی پیشگوئی پوری ہوگئی اور جس  
 حالت میں اس اُمت کو ہزار ہا بُرے نام دئے گئے ہیں اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت  
 ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی ان کے نصیب میں ہے تو اس صورت میں خدا کے فضل کا خود یہ مقتضا  
 ہونا چاہیے تھا کہ جیسے گزشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لیں اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی  
 وارث ہوں اسی لئے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں آیت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ میں  
 بشارت دی کہ اس اُمت کے بعض افراد انبیائے گزشتہ کی نعمت بھی پائیں گے نہ یہ کہ زے یہودی ہی  
 بنیں یا عیسائی بنیں اور ان قوموں کی بدی تو لے لیں مگر نیکی نہ لے سکیں۔ اسی کی طرف سورۃ تحریم  
 میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد اُمت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں  
 گے جس نے پارسائی اختیار کی تب اُس کے رحم میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور عیسیٰ اس سے پیدا ہوا  
 ۔ اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس اُمت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ  
 اُس کو ملے گا پھر اُس میں عیسیٰ کی روح پھونکی جاوے گی تب مریم میں سے عیسیٰ نکل آئے گا یعنی وہ  
 مریخی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائے گا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ  
 ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائے گا جیسا کہ براہین احمدیہ میں اوّل میرا نام  
 مریم رکھا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ اَنَّى لِكِ هَذَا یعنی  
 اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی؟ اور اسی کی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنی اس الہام  
 میں کہ هز اليك بجذع النخلة یعنی اے مریم کھجور کے تیز کو ہلا۔ اور پھر اُس کے بعد صفحہ ۴۹۶  
 براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فيك من  
 لدنى روح الصديق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو میں نے تجھ میں

اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی خدا نے اس آیت ☆ میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفْخْنَا فِيهِ مِنْ دُونِنَا۔ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسیٰ جو مریم کے پیٹ میں تھا اُس کے پیدا ہونے کے بارہ میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیّ یوم القیامة اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جس کے روح کا نَفْخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نَفْخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس اُمت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس اُمت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس اُمت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائے گا گویا اس میں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اُتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش

☆ یہاں آیت سے مراد الہام ہے جیسا کہ اس سے چند سطریں پہلے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے الہام قرار دیا ہے (ناشر)

کیا جائے کہ تمہیں کیوں ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی طرف سے الہام تراش کر اوّل اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چل کر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھ میں بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں یہ لکھ دیتا کہ اب میں مریم میں سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو! غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہیں یہ باریک اور دقیق حکمتیں انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہیں اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جس پر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو میں اسی براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اس لئے گو اُس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا پھر جب اُس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح تجھ میں نفع کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سرخفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تھی میرے پر نازل ہوئی اور براہین میں درج ہوئی مگر مجھے اُس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسی واسطے میں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کے لئے قابل استناد نہیں کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعویٰ نہیں جب تک کہ خود خدا تعالیٰ مجھے نہ سمجھاوے۔ سو اس وقت تک حکمت الہی کا یہی



تقاضا تھا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھ میں نہ آتے مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے۔ اس جگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں اور مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار میں شائع کیا ہے یا نہیں لیکن یہ یاد ہے کہ صد ہا لوگوں کو میں نے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات میں موجود ہے اور وہ اُس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نوحؑ کا الہام کیا۔ پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تھا فاجاءها المخاض الی جذع النخلة قالت یا لیتنی مت قبل هذا و کنت نسیا منسیا یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دروڑہ تینہ کھجور کی طرف لے آئی یعنی عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جن کے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دیں اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہ ہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اُس وقت جو کرب اور قلق نا سمجھوں کا شور و غوغا دیکھ کر میرے دل پر گذرا اُس کا اس جگہ خدا تعالیٰ نے نقشہ کھینچ دیا ہے اور اس کے متعلق اور بھی الہام تھے جیسا لقد جمئت شیئا فریا۔

ماکان ابوک امرء سوء وما کانت أمک بغیا اور پھر اس کے ساتھ الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللہ بکاف عبده ولنجعلہ ایة للناس ورحمة منا وکان امرامقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمتمرون دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ (ترجمہ) اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکھلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ☆ اور تیری ماں تو ایسے نہ تھے

﴿۲۸﴾

☆ نوٹ: اس الہام پر مجھے یاد آیا کہ بٹالہ میں فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تھے جو میرے والد صاحب سے بہت

مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دیں گے اور یہ بات ابتدا سے مقدر تھی اور ایسا ہی ہونا تھا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جس میں لوگ شک کر رہے ہیں یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل میں آیات قرآنی ہیں جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہیں۔ ان آیتوں میں جس عیسیٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو اپنا نشان بنائیں گے اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نا فہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہیں سمجھتے اور صورت پرست ہیں حقیقت پران کی نظر نہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان مقاصد میں سے یہ دعا ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ۔ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اور جس طرح انجیل کی دعا میں روٹی مانگی گئی ہے اس دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تھیں یہ مقابلہ بھی قابل نظارہ ہے اور جس طرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچھ مل گیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اختیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹھہرائے گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس اُمت میں سے پیدا ہونا یہ بھی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اختیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی

محبت رکھتے تھے اور بہت تعلق تھا جب میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی کسی نے ان کو خبر دی تو وہ بہت روئے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچھے آدمی تھے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افزا کے کاموں سے دور اور سیدھا اور صاف دل مسلمان تھا ایسا ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ

لگایا کہ ایسا دعویٰ کیا۔ منہ

مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس اُمت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ آ جائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہریک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہاں تک کہ اس ابن مریم پر ابلا بھی اسرائیلی ابن مریم کی طرح آئے اول جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم محض خدا کے نفع سے پیدا کیا گیا اسی طرح یہ مسیح بھی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفع سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا اور جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم کی پیدائش پر بہت شور اُٹھا اور اندھے مخالفوں نے مریم کو کہا لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا اسی طرح اس جگہ بھی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت مخالفوں کو عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا وَلِنَجْعَلَهَا آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا یہی جواب خدا تعالیٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تھا مخالفوں کو دیا اور کہا کہ تم اپنے فریبوں سے اس کو ناپا بونہیں کر سکتے میں اس کو لوگوں کے لئے رحمت کا نشان بناؤں گا اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تھا۔ اور پھر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتاء طیار کیا اور دوسرے فاضلوں نے اس پر فتویٰ دیا یہاں تک کہ بیت المقدس کے صد ہا عالم فاضل جو اکثر اہلحدیث تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہر لگا دیں یہی معاملہ مجھ سے ہوا اور پھر جیسا کہ اُس تکفیر کے بعد جو حضرت عیسیٰ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقتے تھے مگر جو حق پر سمجھے جاتے تھے وہ دوفرقتے ہو گئے تھے (۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تھے اُسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تھے (۲) دوسرا فرقہ اہلحدیث تھا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجھتے تھے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پھیل گئے تھے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تھے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تھیں اور ان کی یہ حجت تھی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں ان پر حدیثوں کی رو سے اطلاع

کی نسبت کی گئی تھی اُن کو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیاں دی گئیں تھیں، جو اور بدگوئی میں کتابیں لکھی گئی تھیں یہی صورت اس جگہ پیش آئی گویا اٹھارہ سو برس کے بعد وہی عیسیٰ پھر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پھر پیدا ہو گئے۔ آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تھے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ جو خدا نے پہلے سے سمجھا دیا تھا مگر ان لوگوں نے صبر نہ کیا جب تک یہودیوں کی طرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگا دی کہ مجھے عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا مسیح الاسلام کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ اُن کا مقابلہ کرے اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے گا مگر یہ اینٹ جب اُس پر پڑے گی تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے تیار کر کے اس کے مقابل پر رکھ دی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اس وقت کے یہودیوں نے کئے تھے یہاں تک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے

﴿۵۱﴾

ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تھا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تھیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے ان میں کچھ موضوعات کا حصہ بھی مل گیا تھا اور باعث اس کے کہ اس وقت یہودیوں کے بہتر فرقے ہو گئے تھے اور ہر ایک فرقہ اپنی اپنی حدیثیں جدا جدا رکھتا تھا اور محدثین نے تو ریت کی طرف توجہ چھوڑ دی تھی اکثر حدیثوں پر عمل تھا اور توریت گویا متروک اور مجبور کی طرح تھی اگر حدیث کے مطابق آئی تو اُس کو مانا ورنہ اس کو رد کیا۔ پس اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُن کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تھے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تھے اور نبیوں کے نوشتوں میں پہلے خبر دی گئی تھی کہ جب یہود کئی فرقوں پر منقسم ہو جائیں گے اور خدا کی کتاب کو چھوڑ کر اس کے برخلاف حدیثوں پر عمل کریں گے تب ان کو ایک حکم عدل دیا جائے گا جو مسیح کہلائے گا اور اُس کو وہ قبول نہ کریں گے آخر سخت عذاب اُن پر نازل ہوگا اور وہ طاعون عذاب تھا نعوذ باللہ۔ منہ

ایک خون کا مقدمہ بھی بنایا گیا جس کی میرے خدا نے مجھے پہلے خبر دے دی تھی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تھا کیونکہ حضرت عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تھی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تھی بلکہ کچھ بھی نہ تھی مگر میرے پر جو مقدمہ کھڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعویٰ تھا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تھی ضرور تھا کہ اس مقدمہ میں بھی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اس لئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تھا یہ بھی موجود ہوئے صرف فرق اس قدر تھا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تھی کیونکہ یہودیوں کے معزز بزرگوں کو گورنمنٹ رومی میں کرسی ملتی تھی اور بعض ان میں سے آنریری مجسٹریٹ بھی تھے اس لئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قواعد کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تھا۔ لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تھا مجھے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ بااخلاق ثابت ہوا کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اُس نے کچھ بھی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بھی اس میں کچھ تغیر پیدا نہ کیا اور اس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکھایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجھا جائے تو بے جا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جب تک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹھے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا۔ اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تھا اس فرض کو اچھے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اس کی

بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیف کا نشانہ بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے جب تک کہ دنیا قائم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکھوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسی ویسی تعریف کے ساتھ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہے گا اور یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسی کو چنا۔ ایک حاکم کے لئے کس قدر یہ امتحان کا موقع ہے کہ دو فریق اس کے پاس آویں کہ ایک ان میں سے اس کے مذہب کا مشنری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اُس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اُس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اس کو ان کتابوں کے مقام دکھلائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجھے گئے تھے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تھی مگر اس کے چہرہ پر کچھ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کائنات کی وجہ سے حقیقت تک پہنچ گیا تھا اور چونکہ اُس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اس لئے خدا نے اس کی مدد کی اور اُس کے دل پر سچائی کا الہام کیا اور اس پر واقعی حقیقت کھولی گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اُس کو نظر آگئی اُس نے مجھے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کی طرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تھا مجھے کرسی پر بیٹھا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکھنے کے لئے میری نسبت اُس کی آنکھ شوق رکھتی تھی اُس ذلت کو اُس نے نہ دیکھا تب مساوات کو غنیمت سمجھ کر وہ بھی اُس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اُس پیلاطوس نے اُسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجھے اور تیرے باپ کو کبھی کرسی نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں۔ اب یہ فرق بھی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تھے کھڑا رکھا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیر خواہ تھا بلکہ مریدوں کی طرح تھا اور اس کی بیوی مسیح کی خاص مرید تھی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہاں تک حرکت صادر کرائی کہ ناحق

بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالہ کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تھا صرف معمولی طور پر مذہبی اختلاف تھا لیکن وہ رومی پیلاطوس دل کا قوی نہ تھا اس بات کو سن کر ڈر گیا کہ قیصر کے پاس اُس کی شکایت کی جائے گی۔ اور پھر ایک اور مماثلت پہلے پیلاطوس اور اس پیلاطوس میں یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے اس وقت جو مسیح ابن مریم عدالت میں پیش کیا گیا یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا ایسا ہی جب آخری مسیح اس آخری پیلاطوس کے روبرو پیش ہوا اور اس مسیح نے کہا کہ مجھے چند روز تک جواب کے لئے مہلت دینی چاہیے کہ مجھ پر خون کا الزام لگایا جاتا ہے تب اس آخری پیلاطوس نے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام نہیں لگاتا یہ دونوں قول دونوں پیلاطوسوں کے بالکل باہم مشابہ ہیں اگر فرق ہے تو صرف اس قدر ہے کہ پہلا پیلاطوس اپنے اس قول پر قائم نہ رہ سکا اور جب اس کو کہا گیا کہ قیصر کے پاس تیری شکایت کریں گے تو وہ ڈر گیا اور حضرت مسیح کو اس نے عمداً خونخوار یہودیوں کے حوالہ کر دیا گو وہ اس سپردگی سے غمگین تھا اور اس کی عورت بھی غمگین تھی کیونکہ وہ دونوں مسیح کے سخت معتقد تھے لیکن یہودیوں کا سخت شور و غوغا دیکھ کر بزدلی اُس پر غالب آگئی ہاں البتہ پوشیدہ طور پر اس نے بہت سعی کی کہ مسیح کی جان کو صلیب سے بچایا جاوے اور اس سعی میں وہ کامیاب بھی ہو گیا مگر بعد اس کے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا گیا اور شدت درد سے ایک ایسی سخت غشی میں آ گیا کہ گویا وہ موت ہی تھی۔ بہر حال پیلاطوس رومی کی کوشش سے مسیح ابن مریم کی جان بچ گئی اور جان بچنے کے لئے پہلے سے مسیح کی دعا منظور ہو چکی تھی۔ دیکھو عبرت انیاں

باب ۵ آیت ۷۔ بعد اس کے مسیح اُس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں

☆ مسیح نے بطور پیشگوئی خود بھی کہا کہ بجز یونس کے نشان کے اور کوئی نشان دکھایا نہیں جائے گا پس مسیح نے اپنے اس قول میں یہ اشارہ کیا کہ جس طرح یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں داخل ہوا اور زندہ ہی نکلا ایسا ہی میں بھی زندہ ہی قبر میں داخل ہوں گا اور زندہ ہی نکلوں گا سو یہ نشان بجز اس کے کیونکر پورا ہو سکتا تھا کہ مسیح زندہ صلیب سے اُتارا جاتا اور زندہ قبر میں داخل ہوتا اور یہ جو حضرت مسیح نے کہا کہ کوئی اور نشان نہیں دکھایا جائے گا اس فقرہ میں گویا مسیح ان لوگوں کا رد کرتا ہے کہ جو کہتے ہیں کہ مسیح نے یہ نشان بھی دکھلایا کہ آسمان پر چڑھ گیا۔ منہ

فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلہ خان یار میں اُس کی قبر ہے یہ سب پیلاطوس کی سعی کا نتیجہ تھا لیکن تاہم اُس پہلے پیلاطوس کی کارروائی بزدلی کی رنگ آمیزی سے خالی نہ تھی اگر وہ اپنے اس قول کا پاس کر کے کہ میں اس شخص کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا مسیح کو چھوڑ دیتا تو اس پر کچھ مشکل نہ تھا اور وہ چھوڑنے پر قادر تھا مگر وہ قیصر کی دوہائی سن کر ڈر گیا۔ لیکن یہ آخری پیلاطوس پادریوں کے ہجوم سے نہ ڈرا حالانکہ اس جگہ بھی قیصرہ کی بادشاہی تھی لیکن یہ قیصرہ اُس قیصر سے بدرجہا بہتر تھی اس لئے کسی کے لئے ممکن نہ تھا کہ حاکم پر دباؤ ڈالنے کے لئے اور انصاف چھڑانے کے لئے قیصرہ سے ڈراوے بہر حال پہلے مسیح کی نسبت آخری مسیح پر بہت شور اور منصوبہ اٹھایا گیا تھا اور میرے مخالف اور ساری قوموں کے سرگروہ جمع ہو گئے تھے مگر آخری پیلاطوس نے سچائی سے پیار کیا اور اپنے اس قول کو پورا کر کے دکھلایا کہ جو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا تھا کہ میں تم پر خون کا الزام نہیں لگاتا سو اس نے مجھے بہت صفائی اور مردانگی سے بری کیا اور پہلے پیلاطوس نے مسیح کے بچانے کے لئے حیلوں سے کام لیا مگر اس پیلاطوس نے جو کچھ عدالت کا تقاضا تھا اُس طور سے اس تقاضا کو پورا کیا جس میں بزدلی کا رنگ نہ تھا۔ جس دن بری ہوا اُس دن اس عدالت میں مکتی فوج کا ایک چور بھی پیش ہوا یہ اس لئے وقوع میں آیا کہ پہلے مسیح کے ساتھ بھی ایک چور تھا لیکن اس آخری مسیح کے ساتھ کے چور کو جو پکڑا گیا اُس پہلے چور کی طرح جو پہلے مسیح کے ساتھ پکڑا گیا صلیب پر نہیں چڑھایا اور نہ اس کی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ صرف تین ماہ کی قید ہوئی۔

اب پھر ہم اپنے بیان کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ میں اس قدر حقائق و دقائق و معارف جمع ہیں کہ اگر ان سب کو لکھا جائے تو وہ باتیں ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہو سکتیں اسی ایک حکیمانہ دعا کو دیکھئے کہ جو اس سورہ میں سکھائی گئی ہے یعنی اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ یہ دعا ایک ایسا مفہوم کئی اپنے اندر رکھتی ہے جو تمام دین



﴿۵۵﴾

اور دنیا کے مقاصد کی یہی ایک کنجی ہے ہم کسی چیز کی حقیقت پر اطلاع نہیں پاسکتے اور نہ اُس کے فوائد سے منفعہ ہو سکتے ہیں جب تک کہ ہمیں اس کے پانے کے لئے ایک مستقیم راہ نہ ملے۔ دنیا کے جس قدر مشکل اور پیچیدہ امور ہیں خواہ وہ سلطنت اور وزارت کے ذمہ واریوں کے متعلق ہوں اور خواہ سپہ گری اور جنگ و جدال سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ طبعی اور ہیئت کے دقیق مسائل کے متعلق ہوں اور خواہ صناعت طب کے طریق تشخیص اور علاج کے متعلق اور خواہ تجارت اور زراعت کے متعلق ان تمام امور میں کامیابی ہونا مشکل اور غیر ممکن ہے جب تک کہ ان کے بارہ میں ایک مستقیم راہ نہ ملے کس طور سے اس کام کو شروع کرنا چاہیے اور ہر ایک عقلمند انسان مشکلات کے وقت میں یہی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اس مشکل سر بستہ کے بارے میں ایک لمبے وقت تک رات کو اور دن کو سوچتا رہے تاہو کہ اس مشکل کشائی کے لئے کوئی راہ نکل آوے اور ہر ایک صنعت اور ہر ایک ایجاد اور ہر ایک پیچیدہ اور الجھے ہوئے کام کو چلانا اس بات کو چاہتا ہے کہ اُس کام کے لئے راہ نکل آوے پس دنیا اور دین کی اغراض کے لئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے جب سیدھی راہ کسی امر کے متعلق ہاتھ میں آجائے تو یقیناً وہ امر بھی خدا کے فضل سے حاصل ہو جاتا ہے خدا کی قدرت اور حکمت نے ہر ایک مدعا کے حصول کے لئے ایک راہ رکھی ہے مثلاً کسی بیمار کا ٹھیک ٹھیک علاج نہیں ہو سکتا جب تک اُس مرض کی حقیقت سمجھنے اور نسخہ کے تجویز کے لئے ایک ایسی راہ نہ نکل آوے کہ دل فتویٰ دے دے کہ اس راہ میں کامیابی ہوگی بلکہ کوئی انتظام دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس انتظام کے لئے ایک راہ پیدا نہ ہو پس راہ کا طلب کرنا طالب مقصد کا فرض ہوا اور جیسا کہ دنیا کی کامیابی کا صحیح سلسلہ ہاتھ میں لینے کے لئے پہلے ایک راہ کی ضرورت ہے جس پر قدم رکھا جائے ایسا ہی خدا کا دوست اور مورد محبت اور فضل بننے کے لئے قدیم سے ایک راہ کی ضرورت پائی گئی ہے اسی لئے دوسری سورۃ میں جو سورۃ البقرہ ہے جو اس سورۃ کے بعد ہے سورۃ کے شروع میں ہی فرمایا گیا ہے هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ یعنی انعام پانے کی یہ راہ ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔ <sup>☆</sup> پس یہ دعا یعنی دعا

☆ سورۃ فاتحہ میں راہ راست کے لئے دعا کی گئی اور دوسری سورۃ میں گویا وہ دعا قبول ہو کر راہ راست بتلائی گئی ہے۔ منہ

إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ایک جامع دعا ہے کہ جو انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ مشکلات دینی اور دنیوی کے وقت میں اوّل جس چیز کی تلاش انسان کا فرض ہے وہ یہی ہے کہ اس امر کے حصول کے لئے وہ صراطِ مستقیم تلاش کرے یعنی کوئی ایسی صاف اور سیدھی راہ ڈھونڈے جس سے آسانی اس مطلب تک پہنچ سکے۔ اور دل یقین سے بھر جائے شکوک سے نجات ہو لیکن انجیل کی ہدایت کے موافق روٹی مانگنے والا خدا جوئی کی راہ اختیار نہ کرے گا اُس کا مقصد تو روٹی ہے جب روٹی مل گئی تو پھر اس کو خدا سے کیا غرض یہی وجہ ہے کہ عیسائی صراطِ مستقیم سے گر گئے اور ایک نہایت قابلِ شرم عقیدہ جو انسان کو خدا بنانا ہے ان کے گلے پڑ گیا ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مسیح ابن مریم میں دوسروں کی نسبت کیا زیادتی تھی جس سے اس کی خدائی کا خیال آیا معجزات میں پہلے اکثر نبی اس سے بڑھ کر تھے جیسا کہ موسیٰ اور الیسع اور ایلیا نبی اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھلا نہ سکتا ☆ اور خدا کا فضل اپنے سے زیادہ مجھ پر پاتا۔ جب کہ میں ایسا ہوں تو اب سوچو کہ کیا مرتبہ ہے اُس پاک رسول کا جس کی غلامی کی طرف میں منسوب کیا گیا۔ ذَالِكْ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ اِس جگہ کوئی حسد اور رشک پیش نہیں جاتا خدا جو چاہے کرے جو اس کے ارادہ کی مخالفت کرتا ہے وہ صرف اپنے مقاصد میں نامراد ہی نہیں بلکہ مرکر جہنم کی راہ لیتا ہے ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے عاجز مخلوق کو خدا بنایا۔ ہلاک ہو گئے

☆ اس تصدیق کے لئے کتاب نزولِ مسیح کو عنقریب دیکھو گے جو چھپ رہی ہے اور دس جزو تک چھپ چکی ہے اور عنقریب شائع ہونے والی ہے یہ کتاب پیر مہر علی گولڑی کی کتاب تنبورِ چشتیائی کے رد میں لکھی گئی ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ پیر صاحب نے محمد حسن مُردہ کے مضمون کو چرا کر ایسی قابلِ شرم غلطیوں کا ارتکاب کیا ہے کہ اب اطلاع پانے سے اُن پر زندگی تلخ ہو جائے گی وہ بد بخت تو ہماری پیشگوئی مندرجہ اعجازِ المسیح کے موافق فوت ہو گیا اور یہ دوسرا بد بخت ناحق کتاب بنا کر پیشگوئی اِنْسِيْ مُهِيْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ كَانْشَانْهْ بِنْ گِیَا فَاغْتَبِرُوْا يَا اَوْلِيَ الْاَبْصَارِ۔ منہ

وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں۔ اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بد قسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔

دوسرا ذریعہ ہدایت کا جو مسلمانوں کو دیا گیا ہے سنت ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی کارروائیاں جو آپ نے قرآن شریف کے احکام کی تشریح کے لئے کر کے دکھائیں مثلاً قرآن شریف میں بظاہر نظر پنجگانہ نمازوں کی رکعات معلوم نہیں ہوتیں کہ صبح کس قدر اور دوسرے وقتوں میں کس کس تعداد پر لیکن سنت نے سب کچھ کھول دیا ہے یہ دھوکہ نہ لگے کہ سنت اور حدیث ایک چیز ہے کیونکہ حدیث تو سوڈیڑھ سو برس کے بعد جمع کی گئی مگر سنت کا قرآن شریف کے ساتھ

﴿۵۷﴾

ہی وجود تھا مسلمانوں پر قرآن شریف کے بعد بڑا احسان سنت کا ہے خدا اور رسول کی ذمہ داری کا فرض صرف دو امر تھے اور وہ یہ کہ خدا نے قرآن کو نازل کر کے مخلوقات کو بذریعہ اپنے قول کے اپنے منشاء سے اطلاع دے یہ تو خدا کے قانون کا فرض تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرض تھا کہ خدا کی کلام کو عملی طور پر دکھلا کر بخوبی لوگوں کو سمجھا دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گفتنی باتیں کر دنی کے پیروا میں دکھلا دیں اور اپنی سنت یعنی عملی کارروائی سے معضلات اور مشکلات مسائل کو حل کر دیا یہ کہنا بے جا ہے کہ یہ حل کرنا حدیث پر موقوف تھا کیونکہ حدیث کے وجود سے پہلے اسلام زمین پر قائم ہو چکا تھا ☆ کیا جب تک حدیثیں جمع نہ ہوئی تھیں لوگ نماز نہ پڑھتے تھے یا زکوٰۃ نہ دیتے تھے یا حج نہ کرتے تھے یا حلال و حرام سے واقف نہ تھے۔ ہاں تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے کیونکہ بہت سے اسلام کے تاریخی اور اخلاقی اور فقہ کے امور کو حدیثیں کھول کر بیان کرتی ہیں اور نیز بڑا فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ وہ قرآن کی خادم اور سنت کی خادم ہے جن لوگوں کو ادب قرآن

☆ اہل حدیث فعل رسول اور قول رسول دونوں کا نام حدیث ہی رکھتے ہیں ہمیں ان کی اصطلاح سے کچھ غرض نہیں دراصل سنت الگ ہے جس کی اشاعت کا اہتمام خود آنحضرت نے بذات خود فرمایا اور حدیث الگ ہے جو بعد میں جمع ہوئی۔ منہ

نہیں دیا گیا وہ اس موقع پر حدیث کو قاضی قرآن کہتے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے اپنی حدیثوں کی نسبت کہا مگر ہم حدیث کو خادم قرآن اور خادم سنت قرار دیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ آقا کی شوکتِ خادموں کے ہونے سے بڑھتی ہے قرآن خدا کا قول ہے اور سنت رسول اللہ کا فعل اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے۔ نعوذ باللہ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے اگر قرآن پر کوئی قاضی ہے تو وہ خود قرآن ہے۔ حدیث جو ایک ظنی مرتبہ پر ہے قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی صرف ثبوت مؤید کے رنگ میں ہے قرآن اور سنت نے اصل کام سب کر دکھایا ہے اور حدیث صرف تائیدی گواہ ہے حدیث قرآن پر کیسے قاضی ہو سکتی ہے قرآن اور سنت اُس زمانہ میں ہدایت کر رہے تھے جب کہ اس مصنوعی قاضی کا نام و نشان نہ تھا یہ مت کہو کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے بلکہ یہ کہو کہ حدیث قرآن اور سنت کے لئے تائیدی گواہ ہے البتہ سنت ایک ایسی چیز ہے جو قرآن کا منشاء ظاہر کرتی ہے اور سنت سے وہ راہ مراد ہے جس راہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی طور پر صحابہ کو ڈال دیا تھا سنت ان باتوں کا نام نہیں ہے جو سوڈ پڑھ سو برس بعد کتابوں میں لکھی گئیں بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتدا سے چلا آیا ہے جس پر ہزار ہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اُس کا ظن کے مرتبہ پر ہے مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے اور مؤید قرآن و سنت ہے اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے یا مثلاً ایک ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ اس کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں رد کرنا پڑتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کوئی پرہیزگار اس پر جرأت نہیں کرے گا کہ ایسی حدیث پر عقیدہ رکھے کہ وہ قرآن اور سنت کے برخلاف اور ایسی حدیثوں کے

مخالف ہے جو قرآن کے مطابق ہیں بہر حال احادیث کا قدر کرو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہیں اور جب تک قرآن اور سنت ان کی تکذیب نہ کرے تم بھی ان کی تکذیب نہ کرو بلکہ چاہیے کہ احادیث نبویہ پر ایسے کاربند ہو کہ کوئی حرکت نہ کرو اور نہ کوئی سکون اور نہ کوئی فعل کرو اور نہ ترک فعل مگر اس کی تائید میں تمہارے پاس کوئی حدیث ہو لیکن اگر کوئی ایسی حدیث ہو جو قرآن شریف کے بیان کردہ قصص سے صریح مخالف ہے تو اس کی تطبیق کے لئے فکر کرو شاید وہ تعارض تمہاری ہی غلطی ہو اور اگر کسی طرح وہ تعارض دور نہ ہو تو ایسی حدیث کو پھینک دو کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے اور اگر کوئی حدیث ضعیف ہے مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس حدیث کو قبول کر لو کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے محدثوں اور راویوں کو غلطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو ایسی حدیثیں صد ہا ہیں جن میں پیشگوئیاں ہیں اور اکثر ان میں سے محدثین کے نزدیک مجروح یا موضوع یا ضعیف ہیں پس اگر کوئی حدیث ان میں سے پوری ہو جائے اور تم یہ کہہ کر ٹال دو کہ ہم اس کو نہیں مانتے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے یا کوئی راوی اس کا متدین نہیں ہے تو اس صورت میں تمہاری خود بے ایمانی ہوگی کہ ایسی حدیث کو رد کرو جس کا سچا ہونا خدا نے ظاہر کر دیا۔ خیال کرو کہ اگر ایسی حدیث ہزار ہو اور محدثین کے نزدیک ضعیف ہو اور ہزار پیشگوئی اس کی سچی نکلے تو کیا تم ان حدیثوں کو ضعیف قرار دے کر اسلام کے ہزار ثبوت کو ضائع کر دو گے پس اس صورت میں تم اسلام کے دشمن ٹھہرو گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَلَا يَظْهَرُ عَلٰی غَيْبِہٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَن اِذْ تَضٰی مِنْ رَّسُوْلِہٖ** پس سچی پیشگوئی بجز سچے رسول کے کس کی طرف منسوب ہو سکتی ہے کیا ایسے موقعہ پر یہ کہنا مناسب حالت ایمانداری نہیں ہے کہ صحیح حدیث کو ضعیف کہنے میں کسی محدث نے غلطی کھائی اور یا یہ کہنا مناسب ہے کہ جھوٹی حدیث کو سچی کر کے

خدا نے غلطی کھائی۔ اور اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی احادیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے ہر ایک فرقہ اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں میں کر دیا ہے کوئی آمین بالجہر کرتا ہے کوئی پوشیدہ کوئی خلف امام فاتحہ پڑھتا ہے کوئی اس پڑھنے کو مفسد نماز جانتا ہے کوئی سینہ پر ہاتھ باندھتا ہے کوئی ناف پر اصل وجہ اس اختلاف کی احادیث ہی ہیں کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ قَرِحُونَ<sup>۱</sup> ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا پھر روایات کے تداخل نے اس طریق کو جنبش دے دی۔ اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ شیعہ بھی اسی سے ہلاک ہوئے اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے تو ایک سورۃ نور ہی ان کو نور بخش سکتی تھی مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا اسی طرح حضرت مسیح کے وقت وہ یہودی ہلاک ہو گئے☆ جو اہلحدیث کہلاتے تھے کچھ مدت سے ان لوگوں نے توریت کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ آج تک ان کا عقیدہ ہے ان کا یہ مذہب تھا کہ حدیث توریت پر قاضی ہے۔ سو ان میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود تھیں کہ جب تک ایلیا دوبارہ آسمان سے اپنے غمضری وجود کے ساتھ نازل نہ ہو تب تک ان کا مسیح موعود نہیں آئے گا ان حدیثوں نے ان کو سخت ٹھوکر میں ڈال دیا اور وہ لوگ ان حدیثوں پر تکیہ کر کے حضرت مسیح کی اس تاویل کو قبول نہ کر سکے کہ الیاس سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے جو الیاس کی خواہر طبیعت پر آیا اور بروزی

﴿۶۰﴾

☆ انجیل میں نہایت سخت مخالفت ان خیالات کی کی گئی تھی جو کہ طالمود کی حدیثوں اور روایتوں میں ظاہر کئے گئے تھے۔ یہ حدیثیں سینہ بہ سینہ حضرت موسیٰ تک پہنچائی جاتی تھیں اور کہا جاتا تھا کہ یہ حضرت موسیٰ کے الہامات ہیں۔ بالآخر یہ حال ہو گیا تھا کہ توریت کو چھوڑ کر تمام وقت احادیث کے پڑھنے پر لگایا جاتا تھا۔ بعض امور میں طالمود توریت کے مخالف ہے تب بھی یہود طالمود کی بات پر عمل کرتے تھے۔ طالمود مؤلفہ یوسف بارکلے مطبوعہ لنڈن ۱۸۷۸ء۔

طور پر اُس کا وجود لیا ہے پس تمام ٹھوکران کی حدیثوں کے سبب سے تھی جو آخر کار ان کے بے ایمان ہونے کا موجب ہو گئی اور ممکن ہے کہ وہ لوگ ان حدیثوں کے معنوں میں بھی غلطی کرتے ہوں یا حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے ہوں۔ غرض شاید مسلمانوں کو اس واقعہ کی خبر نہیں ہوگی کہ یہودیوں میں حضرت مسیح کے منکر اہل حدیث ہی تھے انہوں نے ان پر شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ لکھا اور اُن کو کافر قرار دیا اور کہا کہ یہ شخص خدا کی کتابوں کو مانتا نہیں خدا نے الیاس کے دوبارہ آنے کی خبر دی اور یہ اس پیشگوئی کی تاویلیں کرتا اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے ان خبروں کو کسی اور طرف کھینچ کر لے جاتا ہے☆ اور حضرت مسیح کا نام انہوں نے صرف کافر ہی نہیں بلکہ لحد بھی رکھا اور کہا کہ اگر یہ شخص سچا ہے تو پھر دین موسوی باطل ہے وہ ان کے لئے فیج اعوج کا زمانہ تھا جھوٹی حدیثوں نے اُن کو دھوکا دیا۔ غرض حدیثوں کے پڑھنے کے وقت یہ خیال کر لینا چاہیے کہ ایک قوم پہلے اس سے حدیث کو تو ریت پر قاضی ٹھہرا کر اس حالت تک پہنچ چکی ہے کہ ایک سچے نبی کو انہوں نے کافر اور دجال کہا اور اُس سے انکار کر دیا۔ تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے یہ وہی کتاب ہے جس میں صاف طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔ ایسا ہی مسلم اور دوسری احادیث کی کتابیں بہت سے معارف اور مسائل کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہیں اور اس احتیاط سے

☆ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اُس وقت وہ پولوس بھی مکفرین کی جماعت میں داخل تھا جس نے بعد میں اپنے تئیں رسول مسیح کے لفظ سے مشہور کیا یہ شخص حضرت مسیح کی زندگی میں آپ کا سخت دشمن تھا جس قدر حضرت مسیح کے نام پر انجیلیں لکھی گئیں ہیں ان میں سے ایک میں بھی یہ پیشگوئی نہیں ہے کہ میرے بعد پولوس تو بہ کر کے رسول بن جائے گا اس شخص کے گزشتہ چال چلن کی نسبت لکھنا ہمیں کچھ ضرورت نہیں کہ عیسائی خوب جانتے ہیں افسوس ہے کہ یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت مسیح کو جب تک وہ اس ملک میں رہے بہت دکھ دیا تھا اور جب وہ صلیب سے نجات پا کر کشمیر کی طرف چلے آئے تو اس نے ایک جھوٹی خواب کے ذریعے سے حواریوں میں اپنے تئیں داخل کیا اور تثلیث کا مسئلہ گھڑا اور عیسائیوں پر سؤر کو جو توریت کے رو سے ابدی حرام تھا حلال کر دیا اور شراب کو بہت وسعت دے دی اور انجیلی عقیدہ میں تثلیث کو داخل کیا تا ان تمام بدعتوں سے یونانی بُت پرست خوش ہو جائیں۔ منہ

ان پر عمل واجب ہے کہ کوئی مضمون ایسا نہ ہو جو قرآن اور سنت اور ان احادیث سے مخالف ہو جو قرآن کے مطابق ہیں۔

اے خدا کے طالب بندو! کان کھولو اور سنو کہ یقین جیسی کوئی چیز نہیں یقین ہی ہے جو گناہ سے چھڑاتا ہے۔ یقین ہی ہے جو نیکی کرنے کی قوت دیتا ہے یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے کیا تم گناہ کو بغیر یقین کے چھوڑ سکتے ہو۔ کیا تم جذبات نفس سے بغیر یقینی نجاتی کے رُک سکتے ہو۔

کیا تم بغیر یقین کے کوئی تسلی پا سکتے ہو۔ کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی تبدیلی پیدا کر سکتے ہو کیا تم بغیر یقین کے کوئی سچی خوشحالی حاصل کر سکتے ہو۔ کیا آسمان کے نیچے کوئی ایسا کفارہ اور ایسا فدیہ ہے جو تم سے گناہ ترک کر اسکے کیا مریم کا بیٹا عیسیٰ ایسا ہے کہ اس کا مصنوعی خون گناہ سے چھڑائے گا۔ اے

عیسائیو ایسا جھوٹ مت بولو۔ جس سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے یسوع خود اپنی نجات کے لئے یقین کا محتاج تھا اور اُس نے یقین کیا اور نجات پائی۔ افسوس ہے اُن عیسائیوں پر جو یہ کہہ کر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح کے خون سے گناہ سے نجات پائی ہے حالانکہ وہ سر سے پیر تک گناہ میں

غرق ہیں وہ نہیں جانتے کہ اُن کا کون خدا ہے بلکہ زندگی تو غفلت آمیز ہے شراب کی مستی اُن کے دماغ میں ہے مگر وہ پاک مستی جو آسمان سے اُترتی ہے اُس سے وہ بے خبر ہیں اور جو زندگی خدا کے ساتھ ہوتی ہے اور جو پاک زندگی کے نتائج ہوتے ہیں وہ اُس سے بے نصیب ہیں پس تم یاد رکھو کہ

بغیر یقین کے تم تاریک زندگی سے باہر نہیں آ سکتے اور نہ روح القدس تمہیں مل سکتا ہے۔ مبارک وہ جو یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ مبارک وہ جو شہادت اور شہادوں سے نجات پا گئے ہیں کیونکہ وہی گناہ سے نجات پائیں گے۔ مبارک تم جب کہ تمہیں یقین کی دولت دی جائے کہ اس کے

بعد تمہارے گناہ کا خاتمہ ہوگا۔ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے کیا تم ایسے سوراخ میں ہاتھ ڈال سکتے ہو جس میں تم ایک سخت زہریلے سانپ کو دیکھ رہے ہو کیا تم ایسی جگہ کھڑے رہ سکتے ہو جس جگہ کسی کو آتش افشاں سے پتھر برستے ہیں یا بجلی پڑتی ہے یا ایک خونخوار شیر کے حملہ کرنے کی جگہ ہے



یا ایک ایسی جگہ ہے جہاں ایک مہلک طاعون نسل انسان کو معدوم کر رہی ہے پھر اگر تمہیں خدا پر ایسا ہی یقین ہے جیسا کہ سانپ پر یا بکلی پر یا شیر پر یا طاعون پر تو ممکن نہیں کہ اس کے مقابل پر تم نافرمانی کر کے سزا کی راہ اختیار کر سکو یا صدق و وفا کا اُس سے تعلق توڑ سکو۔

اے وے لوگو جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشتی اُس وقت تم میں پیدا ہوگی اور اُس وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جبکہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے شائد تم کہو گے کہ ہمیں یقین حاصل ہے سو یاد رہے کہ یہ تمہیں دھوکا لگا ہوا ہے یقین تمہیں ہرگز حاصل نہیں کیونکہ اُس کے لوازم حاصل نہیں وجہ یہ کہ تم گناہ سے باز نہیں آتے تم ایسا قدم آگے نہیں اٹھاتے جو اٹھانا چاہیے تم ایسے طور سے نہیں ڈرتے جو ڈرنا چاہیے خود سوچ لو کہ جس کو یقین ہے کہ فلاں سوراخ میں سانپ ہے وہ اس سوراخ میں کب ہاتھ ڈالتا ہے اور جس کو یقین ہے کہ اس کے کھانے میں زہر ہے وہ اس کھانے کو کب کھاتا ہے اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ اس فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اُس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے۔ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جب کہ تم ایک بھسم کرنے اور کھا جانے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اُس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا ہر ایک جو پاک ہو وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے۔ اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جو یقینی وسائل سے خدا کو دکھا نہیں سکتا

وہ جھوٹا ہے ہر ایک مذہب جس میں بجز پرانے قصوں کے اور کچھ نہیں وہ جھوٹا ہے۔ خدا جیسے پہلے تھا وہ اب بھی ہے اور اس کی قدرتیں جیسی پہلے تھیں وہ اب بھی ہیں اور اُس کا نشان دکھلانے پر جیسا کہ پہلے اقتدار تھا وہ اب بھی ہے پھر تم کیوں صرف قصوں پر راضی ہوتے ہو وہ مذہب ہلاک شدہ ہے جس کے معجزات صرف قصے ہیں جس کی پیشگوئیاں صرف قصے ہیں اور وہ جماعت ہلاک شدہ ہے جس پر خدا نازل نہیں ہو اور جو یقین کے ذریعہ سے خدا کے ہاتھ سے پاک نہیں ہوئی۔ جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر اُن کی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اُس کو سراسر رُدی دکھائی دیتی ہیں اور انسان اُسی وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جب کہ وہ خدا اور اس کے جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے ہر ایک بیباکی کی جڑ بے خبری ہے جو شخص خدا کی یقینی معرفت سے کوئی حصہ لیتا ہے وہ بیباک نہیں رہ سکتا۔ اگر گھر کا مالک جانتا ہے کہ ایک پُر زور سیلاب نے اس کے گھر کی طرف رخ کیا ہے اور یا اس کے گھر کے ارد گرد آگ لگ چکی ہے اور صرف ایک ذرہ سی جگہ باقی ہے تو وہ اس گھر میں ٹھہر نہیں سکتا۔ تو پھر تم خدا کی جزا سزا کے یقین کا دعویٰ کر کے کیونکر اپنی خطرناک حالتوں پر ٹھہر رہے ہو سو تم آنکھیں کھولو اور خدا کے اُس قانون کو دیکھو جو تمام دنیا میں پایا جاتا ہے چوہے مت بنو جو نیچے کی طرف جاتے ہیں بلکہ بلند پرواز کو تو بنو جو آسمان کے فضا کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ تم توبہ کی بیعت کر کے پھر گناہ پر قائم نہ رہو اور سانپ کی طرح مت بنو جو کھال اُتار کر پھر بھی سانپ ہی رہتا ہے موت کو یاد رکھو کہ وہ تمہارے نزدیک آتی جاتی ہے اور تم اُس سے بے خبر ہو۔ کوشش کرو کہ پاک ہو جاؤ کہ انسان پاک کو توبہ پاتا ہے کہ خود پاک ہو جاوے مگر تم اس نعمت کو کیونکر پاسکو اس کا جواب خود خدا نے دیا ہے جہاں قرآن میں فرماتا ہے **وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ** یعنی نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح تحمید تقدیس اور استغفار

اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا ہو کہ تمہارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ بچگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے۔ (۱) پہلے جب کہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہو یا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے جب کہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جب کہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اُس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے۔ اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہی ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرار داد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جب کہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

(۵) پھر جب کہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پانچ نمازیں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلّ ہیں۔ نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضاء و قدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

اے امیر و اور بادشاہو! اور دو متمندو!! آپ لوگوں میں ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جو خدا سے ڈرتے اور اس کی تمام راہوں میں راستباز ہیں۔ اکثر ایسے ہیں کہ دنیا کے ملک اور دنیا کے املاک سے دل لگائے ہیں اور پھر اسی میں عمر بسر کر لیتے ہیں اور موت کو یاد نہیں رکھتے۔ ہر ایک امیر جو نماز نہیں پڑھتا اور خدا سے لاپرواہ ہے اُس کے تمام نوکروں چاکروں کا گناہ اس کی گردن پر ہے۔ ہر ایک امیر جو شراب پیتا ہے اُس کی گردن پر ان لوگوں کا بھی گناہ ہے جو اس کے ماتحت ہو کر شراب میں شریک ہیں۔ اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجا، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ

کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزار بار تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں☆ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بد قسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بگلی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متنی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

☆ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کسی کی بیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

اور غصہ کے ساتھ گزریں گے خدا اُن لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اُس کے ساتھ ہو جاتے ہیں سو خدا کی طرف آ جاؤ اور ہر ایک مخالفت اُس کی چھوڑ دو اور اُس کے فرائض میں سستی نہ کرو اور اُس کے بندوں پر زبان سے یا ہاتھ سے ظلم مت **☆** کرو اور آسمانی قہر اور غضب سے ڈرتے رہو کہ یہی راہ نجات کی ہے۔

اے علماء اسلام میری تکذیب میں جلدی مت کرو کہ بہت اسرار ایسے ہوتے ہیں کہ انسان جلدی سے سمجھ نہیں سکتا۔ بات کو سن کر اسی وقت رد کرنے کے لئے تیار مت ہو جاؤ کہ یہ تقویٰ کا طریق نہیں ہے اگر تم میں بعض غلطیاں نہ ہوتیں اور اگر تم نے بعض احادیث کے اُلئے معنی نہ سمجھے ہوتے تو مسیح موعود کا جو حکم ہے آنا ہی لغو تھا تم سے پہلے یہ عبرت کی جگہ موجود ہے کہ جس بات پر تم نے زور مارا ہے اور جس جگہ تم نے قدم رکھا ہے اُسی جگہ یہودیوں نے رکھا تھا یعنی جیسا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آنے کے منتظر ہو وہ بھی الیاس نبی کے دوبارہ آنے کے منتظر تھے اور کہتے تھے کہ مسیح تب آئے گا جب کہ پہلے الیاس نبی جو آسمان پر اُٹھا یا گیا دوبارہ دنیا میں آ جائے گا اور جو شخص الیاس کے دوبارہ آنے سے پہلے مسیح ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور وہ نہ صرف احادیث کی رو سے ایسا خیال رکھتے تھے بلکہ خدا کی کتاب کو جو صحیفہ ملاکی نبی ہے

**☆** جو شخص بنی نوع پر قوت غضبی کو بڑھاتا ہے وہ غضب سے ہی ہلاک کیا جاتا ہے اس لئے خدا نے سورۃ فاتحہ میں یہود کا نام مغمضوب علیہم رکھا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ قیامت کو تو ہر ایک مجرم خدا کے غضب کا مزہ چکھے گا مگر جو ناحق دنیا میں غضب کرتا ہے وہ دنیا میں ہی الہی غضب کا مزہ چکھ لیتا ہے نصاریٰ سے یہودیوں کی نسبت دنیا میں غضب ظہور میں نہ آیا اس لئے سورۃ فاتحہ میں ان کا نام ضالین رکھا گیا ضالین کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ گمراہ ہیں اور دوسرے معنی اس کے ہیں کہ کھوئے جائیں گے یہ میرے نزدیک ان کے لئے بشارت ہے کہ کسی وقت جھوٹے مذہب سے نجات پا کر اسلام میں کھوئے جائیں گے۔ اور رفتہ رفتہ مشرکانہ عقائد اور ناقص یا قابل شرم رسوم کو چھوڑتے چھوڑتے برنگ مسلمین موحدین ہو جائیں گے غرض الضالین کے لفظ میں جو سورۃ فاتحہ کے آخر میں ضلالت کے دوسرے معنوں کے لحاظ سے کہ ایک چیز کا دوسری چیز میں محو ہونا اور کھوئے جانا ہے عیسائیوں کی آئندہ مذہبی حالت کے لئے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ منہ

﴿۶۷﴾

اس ثبوت میں پیش کرتے تھے لیکن جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی نسبت یہودیوں کے موعود مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا اور الیاس آسمان سے نہ اُتر اچھا دعویٰ کی شرط تھی تو یہ تمام عقیدے یہودیوں کے باطل ثابت ہو گئے اور وہ جو یہودیوں کے خیال میں تھا کہ ایلیا نبی بحسمہ العنصری آسمان سے نازل ہوگا اُس کے آخر کار یہ معنی کھلے کہ الیاس کی خواہر طبیعت پر کوئی دوسرا شخص ظاہر ہو جائے گا اور یہ معنی حضرت عیسیٰ نے خود بیان فرمائے جن کو دوبارہ آسمان سے اُتار رہے ہو۔ پس تم کیوں ایسی جگہ ٹھوکر کھاتے ہو جس جگہ تم سے پہلے یہود ٹھوکر کھا چکے ہیں تمہارے ملک میں ہزار ہا یہودی موجود ہیں تم ان کو پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا یہود کا یہی اعتقاد نہیں جو اب تم ظاہر کر رہے ہو پس وہ خدا جس نے عیسیٰ کی خاطر ایلیا نبی کو آسمان سے نہ اُتارا اور یہود کے سامنے اُس کو تاویلیوں سے کام لینا پڑا وہ تمہاری خاطر کیونکر عیسیٰ کو اُتارے گا جس کو تم دوبارہ اُتارتے ہو اُسی کے فیصلہ سے تم منکر ہو اگر شک ہے تو کئی لاکھ عیسائی اس ملک میں موجود ہیں اور ان کی انجیل بھی موجود اُن سے دریافت کر لو کہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہی کہا تھا کہ ایلیا جو دوبارہ آنے والا تھا وہ پوچتا ہی ہے یعنی بچی۔ اور اتنی بات کہہ کر یہود کی پرانی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اگر اب یہ ضروری ہے کہ عیسیٰ نبی ہی آسمان سے آوے تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ سچا نبی نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ اگر آسمان سے واپس آنا سنت اللہ میں داخل ہے تو الیاس نبی کیوں واپس نہ آیا اور کیوں اس جگہ بچی کو الیاس ٹھہرا کر تاویل سے کام لیا گیا عقلمند کے لئے یہ سوچنے کا مقام ہے۔

اور نیز جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے مل کر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۗ لِيَعْنِي دِينَ فِي جبر نہیں ہے پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہاں تک کہ جبر اسلام یا قتل کے

☆ جزیہ بھی قبول نہ کرے گا یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سپارہ اور کس سورہ میں ہے سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں اور صاف طور پر ظاہر کر رہا ہے کہ جن لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت لڑائیاں کی گئی تھیں وہ لڑائیاں دین کو جبراً شائع کرنے کے لئے نہیں تھیں بلکہ یا تو بطور سزا تھیں یعنی ان لوگوں کو سزا دینا منظور تھا جنہوں نے ایک گروہ کثیر مسلمانوں کو قتل کر دیا اور بعض کو وطن سے نکال دیا تھا اور نہایت سخت ظلم کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُوْدُنَ الَّذِیْنَ یَقْتُلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظَلَمُوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِہُمْ لَقَدِیْرٌؕ یعنی ان مسلمانوں کو جن سے کفار جنگ کر رہے ہیں بسبب مظلوم ہونے کے مقابلہ کرنے کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے کہ جو ان کی مدد کرے۔ اور یا وہ لڑائیاں ہیں جو بطور مدافعت تھیں یعنی جو لوگ اسلام کے نابود کرنے کے لئے پیش قدمی کرتے تھے یا اپنے ملک میں اسلام کو شائع ہونے سے جبراً روکتے تھے ان سے بطور حفاظت خود اختیاری یا ملک میں آزادی پیدا کرنے کے لئے لڑائی کی جاتی تھی۔ جبراً ان تین صورتوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مقدس خلیفوں نے کوئی لڑائی نہیں کی بلکہ اسلام نے غیر قوموں کے ظلم کی اس قدر برداشت کی ہے جو اس کی دوسری قوموں میں نظیر نہیں ملتی پھر یہ عیسیٰ مسیح اور مہدی صاحب کیسے ہوں گے جو آتے ہی لوگوں کو قتل کرنا شروع کر دیں گے یہاں تک کہ کسی اہل کتاب سے بھی جزیہ قبول نہیں کریں گے اور آیت حَتّٰی یُعْطُوْا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدِیْہُمْ صٰغِرُوْنَؕ کو بھی منسوخ کر دیں گے یہ دین اسلام کے کیسے حامی ہوں گے کہ آتے ہی قرآن کی ان آیتوں کو بھی منسوخ کر دیں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں

☆ اگر کہو کہ عربوں کے لئے بھی حکم تھا کہ جبراً مسلمان کئے جائیں یہ خیال قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ تمام عرب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ایذا پہنچایا تھا اور بہت سے صحابہ مردوں اور عورتوں کو قتل کر دیا تھا اور بقیۃ السیف کو وطن سے نکال دیا تھا اس لئے وہ تمام لوگ جو مرتکب جرم قتل یا معین اس جرم کے تھے وہ سب خدا تعالیٰ کی نظر میں اپنی خونریزی کے عوض میں خونریزی کے لائق ہو چکے تھے ان کی نسبت بطور قصاص اصل حکم قتل کا تھا مگر ارحم الراحمین کی طرف سے یہ رعایت دی گئی کہ اگر کوئی ان میں سے مسلمان ہو جائے تو اس کا گزشتہ جرم جس کی وجہ سے وہ قابل سزائے موت ہے بخش دیا جائے گا پس کہاں یہ صورت رحم اور کہاں جبر۔ منہ



بھی منسوخ نہیں ہوئیں اور اس قدر انقلاب سے پھر بھی ختم نبوت میں حرج نہیں آئے گا۔ اس زمانہ میں جو تیرہ سو برس عہد نبوت کو گزر گئے اور خود اسلام اندرونی طور پر تہتر فرقوں پر پھیل گیا۔ سچے مسیح کا یہ کام ہونا چاہیے کہ وہ دلائل کے ساتھ دلوں پر فتح پاوے نہ تلوار کے ساتھ اور صلیبی عقیدہ کو واقعی اور سچے ثبوت کے ساتھ توڑ دے نہ یہ کہ اُن صلیبیوں کو توڑتا پھرے جو چاندی یا سونے یا پیتل یا لکڑی سے بنائی جاتی ہیں اگر تم جبر کرو گے تو تمہارا جبر اس بات پر کافی دلیل ہے کہ تمہارے پاس اپنی سچائی پر کوئی دلیل نہیں **☆** ہر ایک نادان اور ظالم طبع جب دلیل سے عاجز آجاتا ہے تو پھر تلوار یا بندوق کی طرف ہاتھ لمبا کرتا ہے مگر ایسا مذہب ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا جو صرف تلوار کے سہارے سے پھیل سکتا ہے نہ کسی اور طریق سے اگر تم ایسے جہاد سے باز نہیں آ سکتے اور اس پر غصہ میں آ کر راستبازوں کا نام بھی دجال اور ملحد

﴿ ۶۹ ﴾

بعض نادان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں جیسا کہ صاحب المنار نے بھی کیا کہ یہ شخص انگریزوں کے ملک میں رہتا ہے اس لئے جہاد کی ممانعت کرتا ہے یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر میں جھوٹ سے اس گورنمنٹ کو خوش کرنا چاہتا تو میں بار بار کیوں کہتا کہ عیسیٰ بن مریم صلیب سے نجات پا کر اپنی موت طبعی سے بمقام سری نگر کشمیر مر گیا اور نہ وہ خدا تھا اور نہ خدا کا بیٹا۔ کیا انگریز مذہبی جوش والے میرے اس فقرہ سے مجھ سے بیزار نہیں ہوں گے؟ پس سنو! اے نادانوں میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی اور ان کا شکر کرنا ہمیں اس لئے لازم ہے کہ ہم اپنا کام مکہ اور مدینہ میں بھی نہیں کر سکتے تھے مگر ان کے ملک میں۔ یہ خدا کی طرف سے حکمت تھی کہ مجھے اس ملک میں پیدا کیا پس کیا میں خدا کی حکمت کی کسر شان کروں اور جیسا کہ قرآن شریف کی آیت **وَ اُوْدِيْنٰهُمَا اِلٰی رَبِّوٰۃِ ذٰلِكَ قَوٰرِۃٍ وَّ مَحِيْنٍ** <sup>۱</sup> میں اللہ تعالیٰ یہ بات ہمیں سمجھاتا ہے کہ صلیب کے واقعہ کے بعد ہم نے عیسیٰ مسیح کو صلیبی بلا سے رہائی دے کر اس کو اور اس کی ماں کو ایک ایسے اونچے ٹیلے پر جگہ دی تھی کہ وہ آرام کی جگہ تھی اور اس میں چشمے جاری تھے یعنی سری نگر کشمیر۔ اسی طرح خدا نے مجھے اس گورنمنٹ کے اونچے ٹیلے پر جہاں مفسدین کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا جگہ دی جو آرام کی جگہ ہے اور اس ملک میں سچے علوم کے چشمے جاری ہیں اور مفسدوں کے حملوں سے امن اور قرار ہے پھر کیا واجب نہ تھا کہ ہم اس گورنمنٹ کے احسانات کا شکر کرتے۔ منہ

﴿ ۶۹ ﴾

رکھتے ہو تو ہم ان دو فقروں پر اس تقریر کو ختم کرتے ہیں۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا آعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ<sup>۱</sup> اندرونی تفرقہ اور پھوٹ کے زمانہ میں تمہارا فرضی مسیح اور فرضی مہدی کس کس پر تلوار چلائے گا کیا سنیوں کے نزدیک شیعہ اس لائق نہیں کہ ان پر تلوار اٹھائی جائے اور شیعوں کے نزدیک سنی اس لائق نہیں کہ ان سب کو تلوار سے نیست و نابود کیا جاوے پس جب کہ تمہارے اندرونی فرقے ہی تمہارے عقیدہ کی رو سے مستوجب سزا ہیں تو تم کس کس سے جہاد کرو گے مگر یاد رکھو کہ خدا تلوار کا محتاج نہیں وہ اپنے دین کو آسمانی نشانوں کے ساتھ زمین پر پھیلانے کا اور کوئی اُس کو روک نہیں سکے گا اور یاد رکھو کہ اب عیسیٰ تو ہرگز نازل نہیں ہوگا کیونکہ جو اقرار اُس نے آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي<sup>۲</sup> کے رو سے قیامت کے دن کرنا ہے اس میں صفائی سے اُس کا اعتراف پایا جاتا ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور قیامت کو اس کا یہی عذر ہے کہ عیسائیوں کے بگڑنے کی مجھے خبر نہیں اور اگر وہ قیامت کے پہلے دنیا میں آتا تو کیا وہ یہی جواب دیتا کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں لہذا اس آیت میں اُس نے صاف اقرار کیا ہے کہ میں دوبارہ دنیا میں نہیں گیا اور اگر وہ قیامت سے پہلے دنیا میں آنے والا تھا اور برابر چالیس برس رہنے والا تب تو اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مجھے عیسائیوں کے حالات کی کچھ خبر نہیں اس کو تو کہنا چاہیے تھا کہ آمد ثانی کے وقت میں نے چالیس کروڑ کے قریب دنیا میں عیسائی پایا اور ان سب کو دیکھا اور مجھے ان کے بگڑنے کی خوب خبر ہے اور میں تو انعام کے لائق ہوں کہ تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا اور صلیبوں کو توڑا یہ کیسا جھوٹ ہے کہ عیسیٰ کہے گا کہ مجھے خبر نہیں غرض اس آیت میں نہایت صفائی سے مسیح کا اقرار ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آئے گا اور یہی سچ ہے کہ مسیح فوت ہو چکا اور سری نگر محلہ خانیاں میں اُس کی قبر ہے<sup>۳</sup>۔ اب خدا خود نازل ہوگا اور ان لوگوں سے آپ لڑے گا جو سچائی سے لڑتے ہیں۔ خدا کا لڑنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ وہ نشانوں کے رنگ میں ہے لیکن انسان کا لڑنا قابل اعتراض ہے کیونکہ وہ جبر کے رنگ میں ہے۔

☆ ایک یہودی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے کہ قبر واقعہ سری نگر یہودیوں کے انبیاء کی قبروں کی طرح بنی ہوئی ہے۔

دیکھو پرچہ علیحدہ حاشیہ۔ منہ

### ☆ حاشیہ متعلق صفحہ ۶۹

کر یہ یژڈ لاسیرا جنوبی اٹلی کے سب سے مشہور اخبار نے مندرجہ ذیل عجیب خبر شائع کی ہے۔  
 ”۱۳ جولائی ۱۸۷۹ء کو یروشلم میں ایک بوڑھا راہب مسمیٰ کو مرا جو اپنی زندگی میں ایک ولی مشہور  
 تھا اس کے پیچھے اس کی کچھ جائیداد رہی اور گورنر نے اس کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے ان کے حوالہ  
 دولا کھ فرینک (ایک لاکھ پونے انیس ہزار روپیہ) کئے جو مختلف ملکوں کے سکوں میں تھے اور اس غار میں  
 سے ملے جہاں وہ راہب بہت عرصہ سے رہتا تھا۔ روپے کے ساتھ بعض کاغذات بھی ان رشتہ داروں کو  
 ملے جن کو وہ پڑھ نہ سکتے تھے۔ چند عبرانی زبان کے فاضلوں کو ان کاغذات کے دیکھنے کا موقع ملا تو  
 ان کو یہ عجیب بات معلوم ہوئی کہ یہ کاغذات بہت ہی پرانی عبرانی زبان میں تھے جب ان کو پڑھا گیا تو  
 ان میں یہ عبارت تھی۔

”پطرس ماہی گیر یسوع مریم کے بیٹے کا خادم اس طرح پر لوگوں کو خدا تعالیٰ کے نام میں اور اس کی  
 مرضی کے مطابق خطاب کرتا ہے، اور یہ خط اس طرح ختم ہوتا ہے۔

”میں پطرس ماہی گیر نے یسوع کے نام میں اور اپنی عمر کے نو ۹۰ سال میں یہ محبت کے الفاظ اپنے آقا  
 اور مولیٰ یسوع مسیح مریم کے بیٹے کی موت کے تین عید فصح بعد (یعنی تین سال بعد) خداوند کے مقدس  
 گھر کے نزدیک بولیر کے مکان میں لکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔“

ان فاضلوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نسخہ پطرس کے وقت کا چلا آتا ہے۔ لنڈن بائبل سوسائٹی کی  
 بھی یہی رائے ہے اور ان کا اچھی طرح سے امتحان کرانے کے بعد بائبل سوسائٹی اب ان کے عوض  
 چار لاکھ لیرا (دولاکھ ساڑھے سینتیس ہزار روپیہ) مالکوں کو دے کر کاغذات کو لینا چاہتی ہے۔

یسوع ابن مریم کی دعا ان دونوں پر سلام ہو۔ اس نے کہا۔

”اے میرے خدا میں اس قابل نہیں کہ اس چیز پر غالب آسکوں جس کو میں برا سمجھتا ہوں نہ میں نے اس  
 نیکی کو حاصل کیا ہے جس کی مجھے خواہش تھی مگر دوسرے لوگ اپنے اجر کو اپنے ہاتھ میں رکھتے ہیں اور میں نہیں  
 لیکن میری بڑائی میرے کام میں ہے۔ مجھ سے زیادہ بری حالت میں کوئی شخص نہیں ہے۔ اے خدا جو سب  
 سے بلند تر ہے میرے گناہ معاف کر۔ اے خدا ایسا نہ کر کہ میں اپنے دشمنوں کے لئے الزام کا سبب ہوں نہ  
 مجھے اپنے دوستوں کی نظر میں حقیر ٹھہرا اور ایسا نہ ہو کہ میرا تقویٰ مجھے مصائب میں ڈالے ایسا نہ کر کہ یہی دنیا  
 میری بڑی خوشی کی جگہ یا میرا بڑا مقصد ہو اور ایسے شخص کو مجھ پر مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے اے خدا جو  
 بڑے رحم والا ہے اپنے رحم کی خاطر ایسا ہی کر تو جو ان سب پر رحم کرتا ہے جو تیرے رحم کے حاجت مند ہیں۔

شہد شاہد من بنی اسرائیل  
(ایک اسرائیلی عالم توریت کی شہادت دربارہ قبر مسیح)

מעקרו את דוד מן דודים  
میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے دیکھا ایک نقشہ پاس مرزا غلام احمد  
در بارہ حضرت مہدیؑ کے بارے میں ہے قبر بنی اسرائیل کی قبروں میں سے  
صاحب قادیانی اور تحقیق وہ صحیح ہے  
اور وہ ہے بنی اسرائیل کے اکابر کی قبروں میں سے  
میں نے دیکھا یہ نقشہ آج کے دن جب لکھی  
۱۵۔ ۱۸۹۹ء میں نے یہ شہادت بمہ ماہ انگریزی جون ۱۲ ۱۸۹۹ء  
۱۸۹۹ء میں نے یہ شہادت بمہ ماہ انگریزی جون ۱۲ ۱۸۹۹ء  
سلطان یوسف یسحاق تاجر

זרנד מדינר וקדמוני : שרמץ יהודי בני סרי  
سلطان یہودی نے میرے رو برو  
ריבורו יהו שהרת לרכי מפתי מהפד צדק  
یہ شہادت لکھی - مفتی محمد صادق بھیروی  
כרוי כרך דממר אכותנת הנר לחר  
کلرک دفتر اکوئٹس جنرل لاہور

اشہد باللہ ان هذا الكتاب كتبه سلمان ابن يوسف وانه رجل من اكابر  
بنی اسرائیل . دستخط: سید عبد اللہ بغدادی



آن مولویوں پر افسوس اگر ان میں دیانت ہوتی تو وہ تقویٰ کی راہ سے اپنی تسلی ہر طرح سے کراتے اور خدا نے تو نیک رحوں کی تسلی کر دی مگر وہ لوگ جو ابو جہل کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں وہ اسی طریق کو اختیار کرتے ہیں جو ابو جہل نے اختیار کیا تھا ایک مولوی صاحب نے میرٹھ سے بذریعہ رجسٹری اطلاع دی ہے کہ امرت سر میں جلسہ ندوۃ العلماء ہے اس جگہ آ کر بحث کرنی چاہیے مگر واضح ہو کہ اگر ان مخالفین کی نیتیں نیک ہوتیں اور فتح و شکست کا خیال نہ ہوتا تو ان کو اپنی تسلی کرانے کے لئے ندوہ وغیرہ کی کیا ضرورت تھی ہم ندوہ کے علماء کو امرت سر کے علماء سے الگ نہیں سمجھتے ایک ہی عقیدہ۔ ایک ہی جنس ایک ہی مادہ ہے ہر ایک کو اختیار ہے کہ قادیان میں آوے مگر بحث کے لئے نہیں بلکہ صرف طلب حق کے لئے ہماری تقریر کو سننے اگر شک رہے تو غربت اور ادب کے طریق سے اپنے شکوک رفع کرواے اور وہ جب تک قادیان میں رہے گا بطور مہمان کے سمجھا جائے گا ہمیں ندوہ وغیرہ کی ضرورت نہیں اور نہ ان کی طرف حاجت ہے یہ سب لوگ راستی کے دشمن ہیں مگر راستی دنیا میں پھیلتی جاتی ہے کیا یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان معجزہ نہیں کہ اُس نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں اپنے الہام سے ظاہر کر دیا تھا کہ لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لئے بڑی کوشش کریں گے اور ناخنوں تک زور لگائیں گے مگر آخر میں تمہیں ایک بڑی جماعت بناؤں گا یہ اس وقت کی وحی الہی ہے جب کہ میرے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا پھر میرے دعویٰ کے شائع ہونے پر مخالفوں نے ناخنوں تک زور لگائے آخر حسب پیشگوئی مذکورہ بالا یہ سلسلہ پھیل گیا اور اب آج کی تاریخ تک برٹش انڈیا میں یہ جماعت ایک لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ ندوۃ العلماء کو اگر مرنا یاد ہے تو براہین احمدیہ اور سرکاری کاغذات کو دیکھ کر بتلاوے کہ کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں پھر جب کہ قرآن اور معجزہ دونوں پیش کئے گئے تو اب بحث کس غرض کے لئے؟

ایسا ہی اس ملک کے گدی نشین اور پیر زادے دین سے ایسے بے تعلق اور اپنی بدعات میں ایسے دن رات مشغول ہیں کہ ان کو اسلام کی مشکلات اور آفات کی کچھ بھی خبر نہیں۔

ان کی مجالس میں اگر جاؤ تو بجائے قرآن شریف اور کتب حدیث کے طرح طرح کے تنبورے اور سارنگیاں اور ڈھولکیاں اور قوال وغیرہ اسباب بدعات نظر آئیں گے اور پھر باوجود اس کے مسلمانوں کے پیشوا ہونے کا دعویٰ اور اتباع نبوی کی لاف زنی اور بعض ان میں سے عورتوں کا لباس پہنتے ہیں اور ہاتھوں میں مہندی لگاتے ہیں اور چوڑیاں پہنتے ہیں اور قرآن شریف کی نسبت اشعار پڑھنا اپنی مجلسوں میں پسند کرتے ہیں۔ یہ ایسے پرانے زنگار ہیں جو خیال میں نہیں آسکتا کہ دور ہو سکیں تاہم خدائے تعالیٰ اپنی قدرتیں دکھائے گا اور اسلام کا حامی ہوگا۔

### عورتوں کو کچھ نصیحت

ہمارے اس زمانہ میں بعض خاص بدعات میں عورتیں بھی مبتلا ہیں وہ تعدد نکاح کے مسئلہ کو نہایت بری نظر سے دیکھتی ہیں گویا اُس پر ایمان نہیں رکھتیں ان کو معلوم نہیں کہ خدا کی شریعت ہر ایک قسم کا علاج اپنے اندر رکھتی ہے پس اگر اسلام میں تعدد نکاح کا مسئلہ نہ ہوتا تو ایسی صورتیں کہ جو مردوں کے لئے نکاح ثانی کے لئے پیش آ جاتی ہیں اس شریعت میں ان کا کوئی علاج نہ ہوتا۔ مثلاً اگر عورت دیوانہ ہو جائے یا مجذوم ہو جائے یا ہمیشہ کے لئے کسی ایسی بیماری میں گرفتار ہو جائے جو بیکار کر دیتی ہے یا اور کوئی ایسی صورت پیش آ جائے کہ عورت قابل رحم ہو مگر بے کار ہو جاوے اور مرد بھی قابل رحم کہ وہ تجرد پر صبر نہ کر سکے تو ایسی صورت میں مرد کے قوی پر یہ ظلم ہے کہ اس کو نکاح ثانی کی اجازت نہ دی جاوے درحقیقت خدا کی شریعت نے انہیں امور پر نظر کر کے مردوں کے لئے یہ راہ کھلی رکھی ہے اور مجبوریوں کے وقت عورتوں کے لئے بھی راہ کھلی ہے کہ اگر مرد بے کار ہو جاوے تو حاکم کے ذریعہ سے خلع کرا لیں جو طلاق کے قائم مقام ہے خدا کی شریعت دو فروش کی دوکان کی مانند ہے پس اگر دوکان ایسی نہیں ہے جس میں سے ہر ایک بیماری کی دوا مل سکتی ہے تو وہ دوکان چل نہیں سکتی پس غور کرو کہ کیا یہ سچ نہیں کہ بعض مشکلات مردوں کے لئے ایسی پیش آ جاتی ہیں جن میں وہ نکاح ثانی کے لئے مضطر ہوتے ہیں۔ وہ شریعت کس کام کی جس میں کل مشکلات کا علاج نہ ہو۔ دیکھو انجیل میں

﴿۷۲﴾

طلاق کے مسئلہ کی بابت صرف زنا کی شرط تھی اور دوسرے صد ہا طرح کے اسباب جو مرد اور عورت میں جانی دشمنی پیدا کر دیتے ہیں ان کا کچھ ذکر نہ تھا اس لئے عیسائی قوم اس خامی کی برداشت نہ کر سکی اور آخر امریکہ میں ایک طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا سو اب سوچو کہ اس قانون سے انجیل کدھر گئی اور اے عورتو فکر نہ کرو جو تمہیں کتاب ملی ہے وہ انجیل کی طرح انسانی تصرف کی محتاج نہیں اور اُس کتاب میں جیسے مردوں کے حقوق محفوظ ہیں عورتوں کے حقوق بھی محفوظ ہیں اگر عورت مرد کے تعدد ازواج پر ناراض ہے تو وہ بذریعہ حاکم خلع کر سکتی ہے۔ خدا کا یہ فرض تھا کہ مختلف صورتیں جو مسلمانوں میں پیش آنے والی تھیں اپنی شریعت میں ان کا ذکر کر دیتا تا شریعت ناقص نہ رہتی سو تم اے عورتو اپنے خاوندوں کے ان ارادوں کے وقت کہ وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کی شکایت مت کرو بلکہ تم دعا کرو کہ خدا تمہیں مصیبت اور ابتلا سے محفوظ رکھے بیشک وہ مرد سخت ظالم اور قابل مواخذہ ہے جو دو جو روئیں کر کے انصاف نہیں کرتا مگر تم خود خدا کی نافرمانی کر کے مورد قہر الہی مت بنو ہر ایک اپنے کام سے پوچھا جائے گا۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی نظر میں نیک بنو تو تمہارا خاوند بھی نیک کیا جاوے گا اگرچہ شریعت نے مختلف مصالح کی وجہ سے تعدد ازواج کو جائز قرار دیا ہے لیکن قضا و قدر کا قانون تمہارے لئے کھلا ہے اگر شریعت کا قانون تمہارے لئے قابل برداشت نہیں تو بذریعہ دعا قضا و قدر کے قانون سے فائدہ اٹھاؤ کیونکہ قضا و قدر کا قانون شریعت کے قانون پر بھی غالب آجاتا ہے تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اُس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو کسی عورت سے ٹھٹھاہنسی مت کرو خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں کوشش کرو کہ تا تم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو اپنے خاوندوں کی دل و جان سے مطیع رہو بہت سادہ سادگی ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔ اسراف نہ کرو اور خاوندوں کے مالوں کو بیجا طور پر خرچ نہ کرو، خیانت نہ کرو، چوری نہ کرو، گلہ نہ کرو، ایک عورت دوسری عورت یا مرد پر بہتان نہ لگاوے۔

## خاتمہ

یہ تمام نصائح جو ہم لکھ چکے ہیں اس غرض سے ہیں کہ تا ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے خوف میں ترقی کرے اور تا وہ اس لائق ہو جاوے کہ خدا کا غضب جو زمین پر بھڑک رہا ہے وہ ان تک نہ پہنچے اور تا ان طاعون کے دنوں میں وہ خاص طور پر بچائے جائیں سچی تقویٰ (آہ بہت ہی کم ہے سچی تقویٰ) خدا کو راضی کر دیتی ہے اور خدا نہ معمولی طور پر بلکہ نشان کے طور پر کامل متقی کو بلا سے بچاتا ہے ہر ایک مکار یا نادان متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مگر متقی وہ ہے جو خدا کے نشان سے متقی ثابت ہو۔ ہر ایک کہہ سکتا ہے کہ میں خدا سے پیار کرتا ہوں مگر خدا سے پیار وہ کرتا ہے جس کا پیار آسمانی گواہی سے ثابت ہو۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ میرا مذہب سچا ہے مگر سچا مذہب اس شخص کا ہے جس کو اسی دنیا میں نور ملتا ہے۔ اور ہر ایک کہتا ہے کہ مجھے نجات ملے گی مگر اس قول میں سچا وہ شخص ہے جو اسی دنیا میں نجات کے انوار دیکھتا ہے۔ سو تم کوشش کرو کہ خدا کے پیارے ہو جاؤ تا تم ہر ایک آفت سے بچائے جاؤ۔ کامل متقی طاعون سے بچایا جائے گا کیونکہ وہ خدا کی پناہ میں ہے سو تم کامل متقی بنو۔ جو کچھ خدا نے طاعون کے بارے میں فرمایا تم سن چکے ہو وہ ایک غضب کی آگ ہے پس تم اپنے تئیں اُس آگ سے بچاؤ۔ جو شخص سچے طور پر میری پیروی کرتا ہے اور کوئی خیانت اُس کے اندر نہیں اور نہ کسل اور نہ غفلت ہے اور نہ نیکی کے ساتھ بدی کو جمع رکھتا ہے وہ بچایا جائے گا لیکن وہ جو اس راہ میں سست قدم سے چلتا ہے اور تقویٰ کے راہوں میں پورے طور پر



﴿۷۴﴾

قدم نہیں مارتا یا دنیا پر گرا ہوا ہے وہ اپنے تئیں امتحان میں ڈالتا ہے۔ ہر ایک پہلو سے خدا کی اطاعت کرو اور ہر ایک شخص جو اپنے تئیں بیعت شدوں میں داخل سمجھتا ہے اُس کے لئے اب وقت ہے کہ اپنے مال سے بھی اس سلسلہ کی خدمت کرے۔ جو شخص ایک پیسہ کی حیثیت رکھتا ہے وہ سلسلہ کے مصارف کے لئے ماہ بمہاہ ایک پیسہ دیوے اور جو شخص ایک روپیہ ماہوار دے سکتا ہے وہ ایک روپیہ ماہوار ادا کرے کیونکہ علاوہ لنگر خانہ کے اخراجات کے دینی کارروائیاں بھی بہت سے مصارف چاہتی ہیں۔ صد ہا مہمان آتے ہیں مگر ابھی تک بوجہ عدم گنجائش مہمانوں کے لئے آرام دہ مکان میسر نہیں جیسا کہ چاہیے۔ چار پائیوں کا انتظام نہیں۔ توسیع مسجد کی ضرورتیں بھی پیش ہیں تالیف اور اشاعت کا سلسلہ بمقابل مخالفوں کے نہایت کمزور ہے۔ عیسائیوں کی طرف سے جہاں پچاس ہزار رسالے اور مذہبی پرچے نکلتے ہیں ہماری طرف سے بالالتزام ایک ہزار بھی ماہ بمہاہ نکل نہیں سکتا۔ یہی امور ہیں جن کے لئے ہر ایک بیعت کنندہ کو بقدر وسعت مدد دینی چاہیے تا خدا تعالیٰ بھی انہیں مدد دے۔ اگر بے ناغہ ماہ بمہاہ ان کی مدد پہنچتی رہے گو تھوڑی مدد ہو تو وہ اس مدد سے بہتر ہے جو مدت تک فراموشی اختیار کر کے پھر کسی وقت اپنے ہی خیال سے کی جاتی ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے اور ہر ایک شخص فضولیوں سے اپنے تئیں بچاوے اور اس راہ میں وہ روپیہ لگاوے اور بہر حال صدق دکھاوے تا فضل اور روح القدس کا انعام پاوے کیونکہ یہ انعام اُن لوگوں کے لئے تیار ہے جو اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو روح القدس کی تجلی ہوئی تھی وہ ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے۔ روح القدس کبھی کسی نبی پر کبوتر کی شکل پر ظاہر ہوا اور

کبھی کسی نبی یا اوتار پر گائے کی شکل پر ظاہر ہوا اور کسی پر کچھ یا مچھ کی شکل پر ظاہر ہوا اور انسان کی شکل کا وقت نہ آیا جب تک انسان کامل یعنی ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث نہ ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو روح القدس بھی آپ پر بوجہ کامل انسان ہونے کے انسان کی شکل پر ہی ظاہر ہوا اور چونکہ روح القدس کی قوی تجلی تھی جس نے زمین سے لے کر آسمان کا اُفق بھر دیا تھا اس لئے قرآنی تعلیم شرک سے محفوظ رہی لیکن چونکہ عیسائی مذہب کے پیشوا پر روح القدس نہایت کمزور شکل میں ظاہر ہوا تھا یعنی کبوتر کی شکل پر اس لئے ناپاک روح یعنی شیطان اس مذہب پر فتح یاب ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت اور قوت اس قدر دکھلائی کہ ایک عظیم الشان اثر دھا کی طرح حملہ آور ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے عیسائیت کی ضلالت کو دنیا کی سب ضلالتوں سے اوّل درجہ پر شمار کیا ہے اور فرمایا کہ قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ جائیں اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کہ زمین پر یہ ایک بڑا گناہ کیا گیا کہ انسان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنایا اور قرآن کے اوّل میں بھی عیسائیوں کا رد اور ان کا ذکر ہے جیسا کہ آیت

إِيَّاكَ نَعْبُدُ أَوْوَلَا الضَّالِّينَ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے آخر میں بھی عیسائیوں کا رد ہے جیسا کہ سورۃ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن کے درمیان بھی عیسائی مذہب کے فتنہ کا ذکر ہے جیسا کہ آیت لَكَآذِ السَّمُوتِ يَبْقَظْنَ مِنْهُ سے سمجھا جاتا ہے اور قرآن سے ظاہر ہے کہ جب سے کہ دنیا ہوئی مخلوق پرستی اور دجل کے طریقوں پر ایسا زور کبھی نہیں دیا گیا اسی وجہ سے مبالغہ کے لئے بھی عیسائی ہی بلائے گئے تھے نہ کوئی اور مشرک۔ اور یہ جو روح القدس پہلے اس سے پرندوں یا حیوانوں کی شکل پر ظاہر ہوتا رہا اس میں کیا نکتہ تھا سمجھنے والا خود سمجھ لے اور اس قدر ہم کہہ دیتے ہیں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارے نبی صلعم کی انسانیت اس قدر زبردست ہے کہ روح القدس کو بھی

انسانیت کی طرف کھینچ لائی پس تم ایسے برگزیدہ نبی کے تابع ہو کر کیوں ہمت ہارتے ہو تم اپنے وہ نمونے دکھلاؤ جو فرشتے بھی آسمان پر تمہارے صدق و صفا سے حیران ہو جائیں اور تم پر درود بھیجیں۔ تم ایک موت اختیار کرو تا تمہیں زندگی ملے اور تم نفسانی جوشوں سے اپنے اندر کو خالی کرو تا خدا اس میں اترے۔ ایک طرف سے پختہ طور پر قطع کرو اور ایک طرف سے کامل تعلق پیدا کرو خدا تمہاری مدد کرے۔

اب میں ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ یہ تعلیم میری تمہارے لئے مفید ہو اور تمہارے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو کہ زمین کے تم ستارے بن جاؤ اور زمین اُس نور سے روشن ہو جو تمہارے رب سے تمہیں ملے۔ آمین ثم آمین

يَا عِبَادَ اللَّهِ اذْكُرْكُمْ اَيَّامَ اللَّهِ وَاذْكُرْكُمْ تَقْوَى الْقُلُوبِ - اِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيٰى - فَلَا تَحْلِدُوا اِلٰى زِينَةِ الدُّنْيَا وَزُورِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ، وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ - اِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ -

### پیشگوئی متعلق طاعون در نظم

نشان اگرچہ نہ در اختیار کس بودست	مگر نشان بدہم از نشان ز دا دارم
کہ آن سعید ز طاعون نجات خواہد یافت	کہ بخت و جُست پناہے بچار دیوارم
مرا قسم بخداوند خویش و عظمت او	کہ ہست این ہمہ از وحی پاک گفتارم
چہ حاجت است بہ بحث دگر ہمیں کافیت	برائے آنکہ سیہ شد دلش ز انکارم
اگر دروغ براید ہر آنچہ وعدہ من	رواست گر ہمہ خیزند بہر پیکارم

## درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں، سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جلّ شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا جس میں ہمارا حصہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جز ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملے گا اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیے۔ میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ والسلام علی من اتبع الهدی

المشہر

مرزا غلام احمد قادیانی

# التبیین

یا اهل دار السدوة تعالوا الی کلمة سوائے بیننا و بینکم ان لا تحکموا القرآن - ولا تقبلوا ما وافق قول  
 الرجلان - وهذا ولد بن القیم ایها المتقاسمون - وان القرآن کتاب حتم به الهدی - وفيه کتب کبیرة وخبر ما فی منہ  
 نبائی حدیث بیدرة تؤمنون - اعلیوان الخیر کلہ فی القرآن و غیر الاحادیث ما خالفہ فاحذروا ایها اللعنون  
 وکلما خالف هدی القرآن وقصصنا فاعلموا انه سقط ولا یقبله الا الفاسقون - وانی انا المسیح ویا حنی امشی سویح  
 ویدعانا دی وایحیی واذکرکم ایا ما لله فیہل انتم تتذکرون - وانی حجتکم ببینة من ربی وعلمت ما لم تعلموا واکتبر  
 ما لا تبصرون - انکذ بونی ولا تحبسونی ولا تستلکون ان عیسی مات ولا یحیی باحیاء کم فلا تذبوا القرآن ایها الجحشون  
 فان کان نازل قبل یوم القیامة كما تزعمون فلیم انکم لا تستلکون ضلالة النصارى واعتذروا بعد العلم بما انتم تدعون  
 ولم یقبل انی اعلم ما احد فوایدی بما رددت الی الدنیا ورئیت ما کانوا یعلون - وكان الحق ان یقول رب انی رجعت  
 الی الدنیا اذ ناک ولینت فیهم الی اربعین سنة فوجدتهم یعبدوننی امی وعلیہ یصرون فکسرت صلبانهم  
 واصبحت مناهنهم وقتلت کثیر منهم فدخلوا فی دین الله وهم یبصرون - فاسألوا عیسی ام لم یكذب یوم القیامة  
 وخیف شهادة كانت عنده کانه من الذین لا یعلمون ووانی اقسم بالله انی منه فقطم حلق الله انکم تتقون -  
 وانی اعطیت کثیرا من الایات وسدد القرآن طریقاً اخری ووفی قاین یفرون - وقد جئت علی راس المائة  
 کما انتم تعلمون - وخصیف القمر الشمس فی رمضان - لیکرنا اثین فی من رب الرجلان - ثم انزل الطلوع  
 لعل الناس یتفکرون - فما لکم لا تنظرون الی آی الله اوتعان عیونکم ما تنظرون - ایها الناس عندی شهادة  
 من الله فیہل انتم تؤمنون - ایها الناس عندی شهادة من الله فیہل انتم تسلمون - وان تعدوا شهادة  
 ربی لا یخصمها فانقر الله ایها المستحلبون - انکم ایا جاء کم رسول بالانہوی انفسکم ففریقاً کنتم  
 وفریقاً تقتلون انا تصبرنا من ربنا واکتبتم من الله ایها الخائثون - اقتلونی بقناوی القتل ارضاً وحی  
 رفعتوها الی الحکام ثم لا تنظرون - کتب الله لا غلبان انا ورسلی ولن یخبر الله ایها الحارون  
 والله انی صادق ولست من الذین یجتلون - انکذرونی وقد تم علیکم الحج الا تردون الی الله اذ  
 کسبکم خال دون - الا تتدبرون سورة النور والتحريم والفاختا واکتروا فترأونها  
 ارضاً انفسکم تحرمون - وهذا رسالة منی اهدیت لکم یا اهل السدوة  
 لعلکم تفحسون عیونکم اوتام علیکم حجت الله ولا تغتدوا بعدوا واکتصرون

وانی سمیتها

# حجة السدوة

وانی ارسل الیکم رسولاً وانظروا کیف یرجعون -

وانی ادعوا الله ان يجعلها مبالاة لکم لا یستلکون - ربنا شہد انی باننت ما امرت فالتبیین والذین  
 یبصرون رسالناک ولا یخافون آمین ثم آمین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان کتب خانہ مرحوم حکیم فضل دین صاحب طبع ہوا



# التَّبْلِغ

يا اهل دار الندوة تعالوا الى كلمة سواءٍ بيننا وبينكم ان لا نُحَكِّمَ الا القرآن .  
 ولا نقبل الا ما وافق قول الرحمن . وهذا هو الدين القيم ايها المتقاعسون .  
 وان القرآن كتاب ختم به الهدى . وفيه كتب قيمة وخبر ما يأتي وما مضى  
 فبأي حديث بعده تؤمنون . اعلموا ان الخير كله في القرآن وشر الاحاديث  
 ما خالفه فاحذروها ايها المتقون . وكلما خالف هدى القرآن وقصصه  
 فاعلموا انه سقط ولا يقبله الا الفسقون . واني انا المسيح وبالحق امشى  
 واسيح ولله انا دى واصيح واذكركم ايام الله فهل انتم تتذكرون . واني  
 جئتكم بيينة من ربى وعلمت ما لم تعلموا وابصرت ما لا تبصرون .  
 اتكذبوننى ولا تجيئوننى ولا تسئلون ان عيسى مات ولا يحيى باحياء كم  
 فلا تكذبوا القرآن ايها المجترءون . وان كان نازلا قبل يوم القيامة كما  
 تزعمون . فلم انكر لما سئل عن ضلالة النصارى . واعتذر بعدم العلم كما انتم  
 تدرسون . ولم يقل انى اعلم ما احدثوا بعدى بما رددت الى الدنيا ورئت ما  
 كانوا يعملون . وكان الحق ان يقول رب انى رجعت الى الدنيا باذنك ولبثت  
 فيهم الى اربعين سنة فوجدتهم يعبدوننى وائى وعلية يصرون . فكسرت  
 صلبانهم واصلحت زمانهم وقتلت كثيرا منهم فدخلوا فى دين الله وهم  
 يتضرعون . فاسئلوا عيسى كم لم يكذب يوم القيامة ويخفى شهادة كانت  
 عنده كانه من الذين لا يعلمون . واني اقسم بالله انى منه فعظموا حلف الله  
 ان كنتم تتقون . واني اعطيت كثيرا من الايات وسد القرآن طريقا اخر من  
 دونى فايين تفرّون . وقد جئت على رأس المائة كما انتم تعلمون . وخُسف

القمر والشمس فی رمضان . لیکونا آیتین لی من ربی الرحمن ثم انزل الطاعون لعل الناس یفکرون . فمالکم لا تنظرون الی آی اللہ او تعاف عیونکم ما تنظرون . ایہا الناس عندی شہادات من اللہ فهل انتم تؤمنون . ایہا الناس عندی شہادات من اللہ فهل انتم تسلمون . وَإِنْ تَعُدُّوا شَہَادَاتِ رَبِّی لَا تَحْصُوهَا فَاتَّقُوا اللہَ ایہا المستعجلون . أَفَکَلَّمَا جَاءَ کُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ انفسکم ففریقا کذبتم و فریقا تقتلون انا نصرنا من ربنا و لَا تُنصِرُونَ من اللہ ایہا الخائنون . أَقْتَلْتُمُونِی بِفِتَاوِی الْقَتْلِ او دَعَاوِی رَفَعْتُمُوهَا الی الْحُكَّامِ ثم لا تتندمون . کتب اللہ لا غلبن انا و رسلی ولن تُعجزوا اللہَ ایہا المحاربون . وَوَاللَّهِ اِنِّی صَادِقٌ و لست من الذین یختلفون . أَتُنکِرُونِی و قد تمت علیکم الْحِجَّةُ الا تردون الی اللہ او انتم کمسیحکم خالدون . الا تتدبرون سورة النور و التحریم و الفاتحة او تَکْرَهُونَ قِرَاءَتَهَا او علی انفسکم تُحَرِّمُونَ . و هذه رسالۃ منی اهدیْتُ لکم یا اهل الندوة لعلکم تفتحون عیونکم او تتم علیکم حجة اللہ فلا تعتذرون بعدها و لا تختصمون . و انی سمیتها

## تُحْفَةُ النَّدْوَةِ

وَ اِنِّی اُرْسِلُ اِلَیْکُمْ رُسُلِی و انظر کیف یرجعون  
وَ اِنِّی اَدْعُو اللہَ ان یجعلها مبارکة لِقَوْمٍ لَا یَسْتکْبِرُونَ . رَبِّ اشْهَدْ اِنِّی بَلَّغْتُ  
مَا اَمَرْتُ فَاکْتَبِنِی فِی الذِّیْنِ یُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِکَ وَلَا یَخَافُونَ . آمین ثُمَّ آمین

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حاجی حکیم فضل دین صاحب طبع ہوا

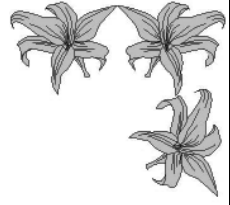
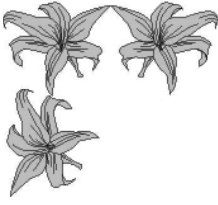


## نظم میر ناصر نواب صاحب دہلوی

ہے عجب اک کتاب عالی شان  
اس سے بڑھتی ہے رونق ایمان  
مردہ روعوں کو بخشتی ہے جان  
وصف سے اس کے لال میری زبان  
ہے ہدایت کا ان کے یہ سامان  
لاعلاجوں کا اس میں ہے درمان  
ہے خدا کے رسول کا یہ نشان  
غور سے گر اسے پڑھے انسان  
دور ہوتے ہیں اس سے وہم و گمان  
جس میں پھرتے ہیں حور اور غلمان  
جا بجا اس میں قصر عالی شان  
کوئی اُجرت کا یاں نہیں خواہان  
ایسے ملاح پر ہیں ہم قربان  
کیونکہ تو ہے رحیم اور رحمان  
ہم سے بھاگے پرے پرے شیطان  
دل سے ہم مان لیں ترے فرمان  
جسم سے جب ہمارے نکلے جان  
چاہتا ہے یہ تجھ سے تیری امان  
فضل کا تیرے تجھ سے ہے جویمان  
راستہ اپنا اس پہ کر آسان  
رحم کر رحم اس پہ اے سُبْحان  
کہ یہ رکھتا ہے تجھ پہ نیک گمان  
درد کا اس کے جلد کر درمان

کشتی نوح و دعوت الایمان  
تازہ ہوتا ہے اس کو پڑھ کر دیں  
ہے یہ آب حیات سے بہتر  
اس کی تعریف سے ہوں میں عاجز  
گمراہوں کی ہے رہنما یہ کتاب  
بیکسوں کی ہے تکیہ گاہ یہی  
ہیں مضامین اس کے لاٹانی  
اس سے کھلتے ہیں دین کے عقدے  
علم آتا ہے جہل جاتا ہے  
باغ دنیا نہیں یہ جنت ہے  
اس میں ہیں شیر و شہد کی نہریں  
کشتی بے نظیر ہے یہ مفت  
جس نے ہم کو عطا یہ کشتی کی  
یا الہی تو ہم کو دے توفیق  
دور ہوں ہم سے نفس کے جذبات  
تیرے حکموں پہ ہم چلیں دن رات  
ہم سے تو خوش ہو تجھ سے ہم راضی  
تیرا بندہ ہے ناصر عاجز  
تیری رحمت کا تجھ سے خواہاں ہے  
دور کر اس کے بوجھ اے مولیٰ  
اتقیا میں اسے بھی شامل کر  
ڈھانک دے اس کے عیب اے ستار  
بطفیل محمد و احمد

دل سے اپنے یہ ہے غلامِ امام  
کر مدد اس کی ظاہر و پنهان



## رسالہ تحفۃ الندوہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ

بہر دم مددے از خدا ہی آید  
کجاست اہل بصیرت کہ چشم بکشاید

آج ۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتہار مجھے ملا جو حافظ محمد یوسف پنشنر کی طرف سے میرے نام پر شائع ہوا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دفعہ زبانی اس بات کا اقرار کر چکا ہوں کہ جن لوگوں نے نبی یا رسول یا اور کوئی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ لوگ ایسے افترا کے ساتھ جس سے لوگوں کو گمراہ کرنا مقصود تھا تیس<sup>۲۳</sup> برس تک (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام بعثت کا کامل زمانہ ہے) زندہ رہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور پھر حافظ صاحب اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ ان کے اس قول کی تائید میں ان کے ایک دوست ابواسحاق محمد دین نام نے قطع الوتین نام ایک رسالہ بھی لکھا تھا جس میں مدعیان کاذب کے نام معہ مدت دعویٰ تاریخی کتابوں کے حوالہ سے درج ہیں۔ ما حاصل اس تمام تقریر کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حافظ صاحب کو قرآن شریف کی آیت لو تَقْوِلْ پْر اِیْمَانٍ نِّہِیْہِے اور نہ لانا چاہتے ہیں اور نہ آیت وَ اِنْ یْلُکْ کَاذِبًا فَعَلِیْہِے کَذِبٌ<sup>۱</sup> پْر اُنْ کا عقیدہ ہے اور نہ ایسا عقیدہ رکھنا چاہتے ہیں بلکہ رسالہ قطع الوتین قرآن شریف کی ان آیتوں کو رد کر چکا ہے اور ان کے نزدیک گویا یہ تمام آیتیں جیسا کہ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی<sup>۲</sup> اور جیسا کہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ<sup>۳</sup> اور جیسا کہ آیت فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرِ الَّذِیْ قِیْلَ لَہُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلٰی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ<sup>۴</sup> یہ سب منسوخ شدہ ہیں جو اب واجب العمل نہیں اور پھر ان آیتوں میں سے وہ بھی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر یہ نبی بعض باتیں

﴿۲﴾

میری طرف بناوٹ سے منسوب کر دیتا تو میں اُسے پکڑتا اور اُس کی رگ جان قطع کر دیتا۔ گویا یہ تمام آیات رسالہ قطع الوتین سے رد ہو گئیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ گویا یہ تمام وعید خدا تعالیٰ کے جو اوپر کی تمام آیتوں میں مفتریوں کے متعلق ہیں یہ بالکل خلاف واقع باتیں تھیں اور یہ انبیاء علیہم السلام اگر نعوذ باللہ افترا کرنے والے ہوتے تب بھی بقول حافظ صاحب ہلاک نہ کئے جاتے تو گویا خدا کی گورنمنٹ میں مفتریوں کے لئے کوئی انتظام نہیں اور وہاں ہر ایک فریب چل جاتا ہے ☆ اور یہ امکان باقی رہتا ہے کہ اگر خدا پر کوئی نبی افترا بھی کرتا تو دنیا کی زندگی میں اس کے لئے کوئی عذاب نہ تھا گویا خدا کے قانون سے انسانی گورنمنٹ کے قانون بڑھ کر ہیں کہ ان میں جھوٹی دستاویز بنانے والے دست بدست پکڑے جاتے اور سزا پاتے ہیں۔ اس جگہ یہ مسئلہ بھی حل ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کی تکمیل تک جو تیس برس کی مدت تھی مہلت ملنا اور مخالفانہ کوششوں سے جو ہلاک کرنے کے لئے تھیں محفوظ رہنا اور زندگی پوری کر کے خدا کے حکم کے ساتھ جانا جیسا کہ میرے لئے بھی اسی برس کی زندگی کی پیشگوئی ہے جب تک میں سب کچھ پورا کر لوں یہ باتیں حافظ صاحب کی نظر میں معجزہ کے رنگ میں نہیں ہیں اور نہ ایسی پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے کوئی شخص صادق سمجھا جاتا ہے۔ غرض کیا میں اور کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حافظ صاحب کے مذہب کی رو سے اس حفاظت اور عصمت الہی کو اپنی سچائی کی دلیل نہیں ٹھہرا سکتے بلکہ کاذب بھی اس میں شریک ہو سکتا ہے مگر اس طرح پر تو قرآن شریف کا تمام بیان غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک مفتری پکڑا جائے گا، ذلیل ہوگا، ہلاک ہوگا

☆ جبکہ حافظ صاحب کے نزدیک جھوٹے پیغمبروں کی بھی اس قدر تائید ہو سکتی ہے کہ باوجود دشمنوں کی جان توڑ کوششوں کے وہ اُس وقت تک زندہ رہ سکتے ہیں کہ اپنے دین کو زمین پر جمادیں تو اس اصول سے سچے نبی سب خاک میں مل گئے اور جھوٹ اور سچ میں سخت گڑبڑ پڑ گیا اور ظاہر ہے کہ ہزاروں دشمنوں کے صد ہا بد ارادوں اور فریبوں اور کوششوں کے مخالف ایک مامور کو زندہ رکھنا اور دین کو زمین پر جمادینا یہ خدا تعالیٰ کا بڑا معجزہ ہے جو سچے اور کامل نبیوں کو دیا جاتا ہے۔ پس جبکہ اس معجزہ میں جھوٹے پیغمبر بھی شریک ہیں تو اس صورت میں معجزہ بھی قابل اعتبار نہ رہا اور سچے نبی کی سچائی پر کوئی علامت قاطعہ باقی نہ رہی۔ واہ! حافظ صاحب آپ نے اسلام کا ہی خاتمہ کیا۔ حافظ ہوں تو ایسے ہوں۔ منہ

اور فلاح نہیں پائے گا اور انسانی عقل بھی یہی قبول کرتی ہے کہ کذاب جو خدا کے سلسلہ کو عمداً تباہ کرنا چاہتا ہے ہلاک ہونا چاہیے۔ یہی بیان جا بجا خدا کی پہلی کتابوں میں بھی ہے مگر حافظ صاحب کا مقولہ ہے کہ بہتوں نے جھوٹی وحی اور جھوٹی نبوت کے دعوے کئے اور ان دعوؤں کا سلسلہ تیس تیس برس تک جاری رکھا اور اپنی نبوتوں پر اصراری رہے اور اپنا سلسلہ جھوٹی وحی پیش کرنے کا اخیر دم تک نہ چھوڑا یہاں تک کہ اسی کفر پر مر گئے اور خدا نے اُن کی عمر اور کام میں برکت دی اور کوئی عذاب نہ کیا اور نہ ثابت ہو سکا کہ کبھی انہوں نے توبہ کی اور کبھی اُن کی توبہ ملک میں شائع ہو کر لوگوں کو اُن کے دوبارہ مسلمان ہونے کی خبر ہوئی اور حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ان باتوں کا ثبوت رسالہ قطع الوتین میں بخوبی لکھا گیا ہے اور حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ میں انعام کا پانسو روپیہ لینا نہیں چاہتا اس کے عوض یہ چاہتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کے سالانہ جلسہ میں جو ابتداء ۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء سے بمقام امرتسر منعقد ہوگا جس میں ہندوستان کے مشاہیر علماء شریک ہوں گے مرزا صاحب یعنی یہ عاجز یہ اقرار لکھ دیں کہ جو نظائر پیش کی گئی ہیں (یعنی رسالہ قطع الوتین میں) اگر مقرر کردہ حکم کے نزدیک یعنی ندوہ کے علماء کے نزدیک محکم امتحان پر پوری اُتریں یعنی ندوہ نے قبول کر لیا ہو کہ جس عمر کو ابتدا وحی سے میں نے پایا ہے اور جس انکشاف سے اور پورے زور اور یقین سے خدا کی وحی پر میرا دعویٰ ہے اور میں نے جس طرح ہزار ہا کلمات خدا تعالیٰ کی وحی کے اپنی نسبت لکھے ہیں اور دنیا میں مشہور کئے ہیں ایسا ہی ان لوگوں نے مشہور کئے تھے اور خدا پر افراتفر کیا تھا پھر وہ ہلاک نہ ہوئے بلکہ میرے جیسی اُن کی بھی جماعت ہوگئی تو ایسی صورت میں مجھے اس مجلس میں توبہ کرنی چاہیے۔ میں قبول کرتا ہوں کہ ندوہ کے علماء اگر ان کو خدا نے بصیرت دی ہے اور تقویٰ اور انصاف بھی ہے اور پورے غور کرنے کے لئے وقت بھی ہے تو ضرور وہ میرے بیان اور حافظ صاحب کی قطع الوتین کو دیکھ کر سچا فتویٰ دے سکتے ہیں مگر میں ندوہ کے پاس امرتسر میں آنہیں سکتا کیونکہ میرا ان لوگوں پر حسن ظن نہیں ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ میں نہ تو ان لوگوں کو متقی سمجھتا ہوں (آئندہ اگر خدا کسی کو متقی کر دے تو اُس کا فضل ہے) اور نہ عارف حقائق قرآن

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ<sup>۱</sup> پر موقوف ہے پھر میں اُن کا حکم ہونا کس وجہ سے منظور کروں ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالب حق قادیان میں آجائیں تو میں زبانی ان کو تبلیغ کر سکتا ہوں ورنہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اس کو روک نہیں سکتا۔ مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنی رکھتا ہے ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے ندوہ کے لئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سرو پا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اُس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور اُن کا کسی اُس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ قبرستان مسلمانوں میں دفن کئے گئے اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ ان کی تمام عمر کے مفتریات جن کو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب ان کی وحی کی کس کس کے پاس ہے تا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی انہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بناء پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا ہے تا تَقْوَلْ کے معنی اس پر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تَقْوَلْ کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور تورات خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود ماننا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رد کر دیا میں صرف

یہ نہیں کہتا کہ میں اگر جھوٹا ہوتا تو ہلاک کیا جاتا بلکہ میں یہ بھی کہتا ہوں کہ موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد اور آنحضرت صلعم کی طرح میں سچا ہوں اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھائے ہیں۔ قرآن نے میری گواہی دی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گواہی دی ہے۔ پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور زمین نے بھی اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا اور یہ جو میں نے کہا کہ میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور کفایت لکھا گیا ورنہ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جز کی بھی کتاب ہو اور اس میں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے **إِنَّ يَلِكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنَّ يَلِكُ صَادِقًا يُصَبِّحُكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ**<sup>۱</sup> یعنی اگر یہ جھوٹا ہوگا تو تمہارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائے گا اور اس کا جھوٹ ہی اس کو ہلاک کر دے گا لیکن اگر سچا ہے تو پھر بعض تم میں سے اس کی پیشگوئیوں کا نشانہ بنیں گے اور اس کے دیکھتے دیکھتے اس دار الفنا سے کوچ کریں گے۔ اب اس معیار کے رو سے جو خدا کے کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو پرکھو کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ان مولوی صاحبوں نے میرے تباہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا کفر نامہ تیار کرتے کرتے ان کے پیر گھس گئے۔ گالیوں کے اشتہار شائع کرتے کرتے شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا میرے پر خون کے مقدمات بنائے گئے اور کئی دفعہ فوجداری الزاموں کے نیچے رکھ کر مجھے عدالت تک پہنچایا گیا۔ میری طرف آنے والوں پر وہ سختی کی گئی کہ بجز صحابہ کی اُس زندگی کے جب مکہ میں تھے دنیا میں اس توہین اور تحقیر اور ایذا کی نظیر نہیں پائی جاتی بعض میرے متعلقین غیر ممالک کے انہیں ممالک میں قتل کئے گئے۔ غرض اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ میرے معدوم کرنے کے لئے اور لوگوں کو میری طرف آنے سے منع کرنے کے لئے ناخنوں تک زور لگایا گیا اور کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ بہت سے بے حیائی کے

کام بھی انہیں مولویوں میں سے بعض سے ظہور میں آئے میرے پر جھوٹی خبریاں بھی کی گئیں اور خواہ مخواہ گورنمنٹ کو خلاف واقعہ باتوں کے ساتھ اُکسایا گیا مگر کچھ خبر ہے کہ اس کا نتیجہ آخر کار کیا ہوا؟ یہ ہوا کہ میں ترقی کرتا گیا جب یہ لوگ میری تکفیر اور تکذیب کے لئے کھڑے ہوئے اور خود بخود پیشگوئیاں کیں کہ جلد تر ہم اس شخص کو نابود کر دیں گے۔ اُس وقت میرے ساتھ کوئی بڑی جماعت نہ تھی بلکہ صرف چند آدمی تھے جن کو اُن گلیوں پر رکن سکتے تھے بلکہ براہین احمدیہ کے زمانہ میں جب براہین احمدیہ چھپ رہی تھی میں صرف اکیلا تھا کون ثابت کر سکتا ہے کہ اُس وقت میرے ساتھ کوئی ایک بھی تھا یہ وہ زمانہ تھا کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے پچاس سے زیادہ پیشگوئیوں میں مجھے خبر دی تھی کہ اگرچہ تو اس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے جو تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی اور پھر وہ وقت آتا ہے جو تیرا اس قدر عروج ہوگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے کیونکہ تو برکت دیا جائے گا۔ خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلانے کا اور انہیں برکت دے گا اور بڑھائے گا اور اُن کی عزت زمین پر قائم کرے گا جب تک کہ وہ اس کے عہد پر قائم ہوں گے۔ اب دیکھو کہ براہین احمدیہ کی ان پیشگوئیوں کا جن کا ترجمہ لکھا گیا وہ زمانہ تھا جبکہ میرے ساتھ دنیا میں ایک بھی نہیں تھا جبکہ خدا نے مجھے یہ دعا سکھلائی کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ۱ یعنی اے خدا مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔ یہ دعا الہامی براہین میں درج ہے غرض اس وقت کے لئے تو براہین احمدیہ خود گواہی دے رہی ہے کہ میں اُس وقت ایک گننام آدمی تھا مگر آج باوجود مخالفانہ کوششوں کے ایک لاکھ سے بھی زیادہ میری جماعت مختلف مقامات میں موجود ہے پس کیا یہ معجزہ ہے یا نہیں کہ میری مخالفت اور میرے گرانے میں ہر قسم کے فریب خرچ کئے منسوبے کئے مگر یہ سب مولوی اور اُن کے رفیق چھوٹے بڑے سب کے سب نامراد رہے۔ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر معجزہ کی تعریف ندوہ کے جُجہ پوش خود ہی کریں کہ کس چیز کا نام ہے۔ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اِس اُمّت کے خلیفہ اِسی اُمّت میں سے

ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔ اے فانی انسانو! ہشیار ہو جاؤ اور سوچو کہ بجز اس کے مجزہ کیا ہوتا ہے کہ اس قدر مخالفوں کے جنگ و جدل کے بعد آخر براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئیاں سچی نکلیں جو آج سے بائیس برس پہلے کی گئی تھیں تم ثابت نہیں کر سکتے کہ اس زمانہ میں ایک فرد انسان بھی میرے ساتھ تھا مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جاویں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرتسر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔ حالانکہ براہین کے زمانہ میں جب یہ پیشگوئی کی گئی میں صرف اکیلا تھا پھر اگر مولویوں کی مزاحمت درمیان نہ ہوتی تو براہین احمدیہ کی پیشگوئی پر دوہرا رنگ نہ چڑھتا لیکن اب تو مولویوں اور ان کے تابعداروں کی مخالفانہ کوششوں نے اس اعجاز پر دوہرا رنگ چڑھا دیا اور بجائے اس کے کہ حسب مضمون **إِنْ يَلُكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ** <sup>۱</sup> مجھے صرف صادق ہونے کی وجہ سے اس آیت کی مقرر کردہ علامت سے بریت مل جاتی۔ اب تو اس کے علاوہ براہین احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئیاں جو اس زمانہ سے بیس بائیس برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں وہ پوری ہو گئیں اور ہزار ہا اہل فضل و کمال میرے ساتھ ہو گئے۔ اب دوسرا جز اس آیت کا دیکھو **وَإِنْ يَلُكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ** <sup>۲</sup> یہ معیار بھی کیسا اعجازی رنگ میں پورا ہوا خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ انی مہین من اراد اهانتك ہر ایک شخص جو تیری اہانت کرے گا وہ نہیں مرے گا جب تک وہ اپنی اہانت نہ دیکھ لے۔ اب مولویوں سے پوچھ لو کہ انہوں نے میرے مقابل پر خدا کے حکم سے کوئی ذلت بھی دیکھی ہے یا نہیں۔ اب کون میری توہین کرنے والا بول سکتا ہے کہ قرآن کی یہ پیشگوئی جو **يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ** <sup>۲</sup> ہے میری تائید کے لئے ظہور میں نہیں آئی بلکہ قرآن شریف نے بعض کے لفظ سے جتلا دیا کہ وعید کی پیشگوئی کے لئے بعض کا نمونہ کافی ہے اور اس جگہ نمونے تھوڑے نہیں۔ کیا مخالفوں کی اس میں کچھ تھوڑی ذلت ہے کہ غلام دستگیر اپنی کتاب فتح رحمانی میں یعنی صفحہ ۲۷ میں میرے پر عام لفظوں میں بددعا کر کے یعنی فریقین میں سے کاذب پر بددعا کر کے خود ہی چند روز کے بعد مر گیا <sup>۳</sup>۔ محمد حسن

☆ دیکھو کہ کیا یہ مجزہ نہیں کہ جس مولوی نے ملکہ کے بعض نادان ملائوں سے میرے پرفتویٰ کفر کا

لکھوایا تھا۔ وہ مباہلہ کر کے خود ہی مر گیا۔ منہ



بھیس نے اپنی تحریر میں لعنت اللہ علی الکاذبین کا لفظ میرے مقابل پر بولا وہ کتاب پوری نہ کرنے پایا کہ سخت عذاب سے مر گیا۔ پیر مہر علی شاہ نے اپنی کتاب میں میرے مقابل پر لعنت اللہ علی الکاذبین کہا وہ معاً جرم سرقتہ میں اس طرح گرفتار ہوا کہ اُس نے ساری کتاب محمد حسن مردہ کی چرالی اور کہا کہ میں نے بنائی ہے اور جھوٹ بولا اور اس کا نام سیف چشتیائی رکھا اور پھر تیسری مصیبت یہ کہ محمد حسن مردہ نے جس قدر میری کتاب اعجاز المسیح پر جرح خیال کیا تھا وہ جرح بھی سارا غلط ثابت ہوا اُس نے ابھی نظر ثانی نہیں کی تھی کہ وہ مر گیا اس نادان نے جو عربی سے بے بہرہ ہے اس تمام جرح کو سچ سمجھ لیا۔ اب بتلاؤ کہ یہ بھی ایک قسم کی موت ہے یا نہیں کہ کتاب کا مسودہ چرایا اور وہ چوری پکڑی گئی اور پھر گدی نشین ہو کر صریح جھوٹ بولا کہ یہ کتاب میں نے بنائی ہے اور پھر جو کچھ چرایا وہ ایسی غلطیاں تھیں کہ گویا نجاست تھی۔ کیا اس عذاب سے عذاب جہنم زیادہ ہے پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرض محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آوے جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو جس کی صفت میں لاریب فیہ ہے جیسا کہ میں کہتا ہوں اور پھر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے

﴿۷﴾

☆ مہر علی نے محمد حسن مردہ کی نکتہ چینی پر بھروسہ کر کے یہ جاہلانہ الزام میرے پر لگایا کہ عرب کی بعض مشہور مثالیں یا فقرے جو مقامات حریری وغیرہ نے بھی نقل کئے ہیں وہ بطور اقتباس میری کتاب میں بھی پائے جاتے ہیں جو دو تین سطر سے زیادہ نہیں گویا اس نادان کی نظر میں یہ چوری ہوئی۔ سو اس وقت ضرورت تھا کہ وہ پیشگوئی اپنا چہرہ دکھلاتی کہ انسی مہین من اراد اہانتک لہذا وہ ایک ساری کی ساری کتاب کا چور ثابت ہوا اور جھوٹ بولا اور غلط نکتہ چینی کی پیروی کی اور متنبہ نہ ہو سکا کہ یہ غلط ہے اس طرح وہ تین سنگین جرموں میں پکڑا گیا۔ کیا یہ معجزہ نہیں۔ منہ

☆ مہر علی کی یہ چوری اور پھر جہالت سے غلطیوں پر بھروسہ کرنا اور نادانی سے ابن مریم کو زندہ قرار دینا وغیرہ امور جو سراسر جہل اور نادانی کے تقاضا سے اس سے صادر ہوئے اس کے بارے میں میری طرف سے ایک زبردست کتاب تالیف ہو رہی ہے جس کا نام نزول المسیح ہے جس سے تنبور چشتیائی پاش پاش ہو کر اس میں صرف گرد و غبار رہ جائے گی کہ جو مہر علی کی آنکھوں میں پڑے گی اور اس کی زندگی کو تلخ کر دے گی۔ یہ کتاب گیارہ جز تک چھپ چکی ہے۔ منہ

قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا اور کسی عذاب سے ہلاک نہ ہوا تو صرف اسی قدر سے کوئی کاذب مدعی نبوت میرے برابر نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ میری تائید میں معجزات بھی ہیں اور بائیں ہمہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر حافظ صاحب کوشش کرتے کرتے دنیا سے رخصت بھی ہو جائیں یا کسی اور ابواسحاق محمد دین سے ایک اور ہزار رسالہ قطع الوتین کا تصنیف بھی کرائیں اور گویا شخص اپنے لئے خودکشی پسند کر کے قطع الوتین ہی کر لے مگر پھر بھی حافظ صاحب کے نصیب نہ ہوگا کہ جس طرح میں قریباً تیس برس سے اپنی وحی برابر آج کے دن تک شائع کرتا رہا ہوں اسی طرح اُس کی مسلسل تیس برس کی وحی کا مجموعہ پیش کر سکیں جس پر اُس نے میری طرح قسم کھا کر بیان کیا ہو کہ یہ وحی یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام ہے اگر میں نے جھوٹ بولا ہو تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو جیسا کہ میں اپنی کتابوں میں یہی الفاظ اپنی نسبت لکھ چکا ہوں۔ یہ تو ایک ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ جھوٹوں کے ساتھ میرا موازنہ کیا جائے مگر میں تو اس سے بڑھ کر اپنا نبوت رکھتا ہوں کہ ہزار ہا معجزات اب تک ظاہر ہو چکے ہیں جن کے ہزار ہا گواہ ہیں اور قرآن شریف میرا مصدق ہے۔ کیا یہ میرا حق نہیں ہے کہ مقابلہ کے وقت ان ثبوتوں کو کسی کاذب پیش کردہ کی نسبت آپ سے طلب کروں۔ بھلا بتلائیں کہ میرے بغیر کس کے لئے بموجب حدیث دارقطنی کے کسوف خسوف ہوا کس کے لئے بموجب احادیث صحیحہ کے طاعون پڑی۔ کس کے لئے ستارہ ذوالسنین نکلا۔ کس کے لئے لیکھرام وغیرہ کے نشان ظاہر ہوئے۔ لیکن ندوۃ العلماء اگر اپنے تئیں اسم باسٹمی کرنا چاہے تو اب اس کی اپنی ذاتی ہدایت کے لئے خواہ حافظ صاحب اس سے کچھ حصہ لیں یا نہ لیں اس قدر بھی کافی ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب سے تو ایسے مدعیان نبوت کا حلفاً ثبوت مانگے جن کی وحی کاذب کا قرآن شریف کی طرح تیس برس تک برابر سلسلہ جاری رہا اور اُن سے ثبوت مانگے کہ کہاں انہوں نے قسم کے ساتھ بیان کیا کہ ہم درحقیقت نبی ہیں اور ہماری وحی قرآن کی طرح قطعی یقینی ہے اور یہ بھی ثبوت مانگے کہ کیا وہ لوگ اس زمانہ کے مولویوں کے فتوے سے کافر ٹھہرائے گئے تھے یا نہیں اور اگر نہیں ٹھہرائے گئے تو اس کی کیا وجہ۔ کیا ایسے مولوی فاسق فاجر تھے یا نہیں جنہوں نے دین میں ایسی لاپرواہی ظاہر کی اور یہ بھی ثبوت مانگے

﴿۸﴾

کہ ایسے لوگ کن قبروں میں دفن کئے گئے کیا مسلمانوں کی قبروں میں یا علیحدہ اور اسلامی سلطنت میں قتل ہوئے یا امن سے عمر گزاری۔ حافظ صاحب سے تو یہ ثبوت طلب کیا جائے اور پھر میرے معجزات اور دیگر دلائل نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے طلب ثبوت کے لئے بعض منتخب علماء مندوبہ کے قادیان میں آویں اور مجھ سے معجزات اور دلائل یعنی نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ثبوت لیں پھر اگر سنت انبیاء علیہم السلام کے مطابق میں نے پورا ثبوت نہ دیا تو میں راضی ہوں کہ میری کتابیں جلائی جائیں لیکن اس قدر محنت اٹھانا بڑے باخدا کا کام ہے مندوبہ کو کیا ضرورت جو اس قدر سرد درداٹھاوے اور کونسا فکر آخرت ہے تا خدا سے ڈرے مگر مندوبہ کے علماء ایک ایک کر کے یاد رکھیں کہ وہ ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہ سکتے موتیں پکار رہی ہیں اور جس لہو و لہب میں وہ مشغول ہو رہے ہیں جس کا نام وہ دین رکھتے ہیں خدا آسمان پر دیکھ رہا ہے اور جانتا ہے کہ وہ دین نہیں ہے وہ ایک چھلکے پر راضی ہیں اور مغر سے بے خبر ہیں یہ اسلام کی خیر خواہی نہیں بلکہ بدخواہی ہے۔ کاش اگر ان کی آنکھیں ہوتیں تو وہ سمجھتے کہ دنیا میں بڑا گناہ کیا گیا کہ خدا کے مسیح کو رد کر دیا گیا اس بات کا ہر ایک کو مرنے کے بعد پتہ لگے گا اور حافظ صاحب مجھے ڈراتے ہیں کہ تم اگر امرتسر میں نہ آئے تو اپنے دعویٰ میں تمام دنیا میں کاذب سمجھے جاؤ گے۔ اے حافظ صاحب! دنیا کس کی ہے خدا کی یا آپ کی۔ آپ لوگ تو اب بھی مجھے کاذب ہی سمجھ رہے ہیں۔ اس کے بعد اور کیا سمجھیں گے۔ آپ کی دنیا کی ہمیں کیا پرواہ۔ ہر ایک نفس میرے خدا کے قدموں کے نیچے ہے۔ اے بداندیش حافظ سن۔ تجھے کیا خبر کہ کس قدر خدا کی تائید میری ترقی کر رہی ہے۔ حاسد اگر مر بھی جائے تو یہ ترقی رُک نہیں سکتی کیونکہ خدا کے ہاتھ سے اور خدا کے وعدہ کے موافق ہے نہ انسان کے ہاتھ سے۔ خدا نے میری جماعت سے پنجاب اور ہندوستان کے شہروں کو بھر دیا۔ چند سال میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ اشخاص نے میری بیعت کی۔ کیا ابھی آپ نہیں سمجھتے کہ آسمان پر کس کی تائید ہو رہی ہے۔ میرے خیال میں تو دس ہزار

☆ اسلام کی سلطنت میں ثبوت دینے میں یہ کافی نہیں کہ ایسا شخص جو مدعی نبوت تھا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور نہ اس کا جنازہ پڑھا گیا بلکہ کافی ثبوت کے لئے یہ ثابت کرنا بھی ہوگا کہ وہ قتل بھی کیا گیا کیونکہ وہ مُرد تھا لیکن حافظ صاحب اگر یہ ثبوت دیدیں تو گویا جس امر سے بھاگتے تھے اسی کو قبول کر لیں گے۔ منہ

کے قریب تو طاعون کے ذریعہ سے ہی میری جماعت میں داخل ہوئے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں میری جماعت سے زمین بھر جائے گی۔ اے حافظ صاحب! کیا آپ وہی حافظ صاحب نہیں جنہوں نے مجھ کو بلا واسطہ دیگرے کہا تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کہتے تھے کہ قادیان پر ایک نور نازل ہوا جس سے میری اولاد محروم رہ گئی افسوس آپ نے قبر میں عبداللہ صاحب کو دکھ دیا کیا ان کے قول کے مخالف یہ طریق خلاف آپ کو لازم تھا۔ پھر کیا میاں محمد یعقوب آپ کے حقیقی بھائی نہیں ہیں۔ اُن سے بھی تو ذرا پوچھ لیا ہوتا وہ تو قریباً دس برس سے دوہائی دے رہے ہیں کہ ان کو بھی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے قادیان کا ہی حوالہ دیا تھا کہ نور قادیان میں ہی نازل ہوگا اور وہ غلام احمد ہے اور انہوں نے خبر دی ہے کہ وہ اب تک اس گواہی پر قائم ہیں اور اُن کا خط موجود۔ پھر آپ حافظ کہلا کر حقیقی حافظ پر توکل نہیں رکھتے تو م کے ڈر سے جھوٹ بولتے ہیں۔ میں سوچ میں ہوں کہ عبداللہ صاحب کے یہ کیسے مکاشفات تھے۔ جو اُن کے ساتھ ہی خاک میں مل گئے۔ آپ جیسے اُن کے بڑے خلیفہ نے بھی اُن کا قدر نہ کیا۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

المؤلف مرزا غلام احمد قادیانی - ۱۴/۱۰/۱۹۰۲ء

## تمام مسلمانوں اور تمام سچائی کے بھوکوں

اور

## پیسوں کے لئے ایک بڑی خوشخبری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی خارق عادت زندگی اور خلاف نصوص قرآنیہ مع جسم آسمان پر چلے جانا اور باوجود وفات یافتہ نہ ہونے کے پھر وفات یافتہ نبیوں کی روحوں میں جو ایک رنگ سے بہشت میں داخل ہو چکے داخل ہو جانا یہ تمام ایسی باتیں تھیں کہ درحقیقت سچے مذہب کے لئے ایک داغ تھا اور نیز مدت دراز سے مغربی مخلوق پرستوں کا موحدین اہل اسلام کے ذمہ ایک قرضہ چلا آتا تھا اور نادان مسلمانوں نے بھی اس قرضہ کا اقرار کر کے اپنے ذمہ ایک بڑی سودی رقم عیسائیوں کی بڑھادی تھی جس کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس ملک ہند میں ارتداد کا جامہ پہن کر عیسائیوں کے ہاتھ میں گرو پڑ گئے تھے اور

کوئی صورت ادائے قرضہ کی نظر نہ آتی تھی۔ جب عیسائی کہا کرتے تھے کہ ربنا یسوع مسیح آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا بڑی طاقت دکھلائی خدا جو تھا مگر تمہارا نبی تو ہجرت کرنے کے بعد مدینہ تک بھی پرواز کر کے نہ جاسکا غار ثور میں ہی تین دن تک چھپا رہا آخر بڑی مشکل سے مدینہ تک پہنچا اور پھر بھی عمر نے وفانہ کی دس برس کے بعد فوت ہو گیا اور اب وہ قبر میں اور زیر زمین ہے مگر یسوع مسیح زندہ آسمان پر ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہی دوبارہ آسمان سے اتر کر دنیا کا انصاف کرے گا۔ ہر ایک جو اس کو خدا نہیں جانتا وہ پکڑا جائے گا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔

اس کا جواب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں آتا نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے اب یسوع مسیح کی خوب خدائی ظاہر ہوئی۔ آسمان پر چڑھنے کا سارا بھانڈا پھوٹ گیا۔ اول تو ہزار نسخہ سے زیادہ ایسی طبی کتابیں جن کو پُرانے زمانہ میں رومیوں یونانیوں مجوسیوں عیسائیوں اور سب سے بعد مسلمانوں نے بھی ان کا ترجمہ کیا تھا پیدا ہو گئیں جن میں ایک نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا ہے اور ان کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ ازاں بعد کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی پیدا ہو گئی۔ پھر اس کے بعد عربی اور فارسی میں پُرانی کتابیں پیدا ہو گئیں جو بعض ان میں سے ہزار برس کی تصنیف ہیں اور حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیتی اور قبر اُن کی کشمیر میں بتلاتی ہیں اور پھر سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پُرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے اڑھائی لاکھ روپیہ دے کر خرید لیا ہے کیونکہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے اور ظاہر ہے کہ اس قدر ثبوتوں کے جمع ہونے کے بعد جو زبردست شہادتیں ہیں پھر اس بیہودہ اعتقاد سے جو عیسیٰ زندہ ہے باز نہ آنا ایک دیوانگی ہے۔ امور محسوسہ مشہودہ سے انکار نہیں ہو سکتا سو مسلمانوں تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید کا دن ہے اُن پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنا لو۔ مکرر یہ کہ یہ آخری شہادت

حضرت عیسیٰ کے سب سے بزرگ تر حواری کی شہادت ہے یہ وہ حواری ہے کہ اپنی تحریر میں جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ میں ابن مریم کا خادم ہوں اور اب میں نوئے سال کی عمر میں یہ خط لکھتا ہوں جبکہ مریم کے بیٹے کو مرے ہوئے تین سال گزر چکے ہیں لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ ہے اور بڑے بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش قریب قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ کی عمر قریباً ۳۳ سال اور حضرت پطرس کی عمر اُس وقت تیس چالیس سال کے درمیان تھی (دیکھو کتاب سمٹھس ڈکشنری جلد ۳ صفحہ ۲۴۴۶ و موٹی ٹیولس نیو ٹیسٹمنٹ ہسٹری و دیگر کتب تاریخ) اور اس خط کے متعلق اکابر علماء مذہب عیسوی نے بہت تحقیقات کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کیلئے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی عزت سے یہ تحریر دیکھی گئی ہے کہ ایک رقم کثیر اس کے عوض میں وارثان اُس مقدس راہب کو دی گئی ہے جس کے کتب خانہ سے بعد وفات یہ کاغذ برآمد ہوا اور ہمارے نزدیک اس کاغذ کی صحت پر ایک اور قوی دلیل ہے کہ ایسے شخص کے کتب خانہ سے یہ کاغذ نکلا ہے جو رومن کیتھولک عقیدہ رکھتا تھا اور نہ صرف حضرت عیسیٰ کی خدائی کا قائل تھا بلکہ حضرت مریم کی خدائی کا بھی قائل تھا یہ کاغذات اُس نے محض ایک پُرانے تبرکات میں رکھے ہوئے تھے اور چونکہ وہ پُرانی عبرانی تھی اور طرز تحریر بھی پُرانی تھی اس لئے وہ اس کے مضمون سے محض نا آشنا تھا۔ یہ ایک نشان ہے ماسوا اس نئی شہادت کے جو حضرت پطرس کے خط میں سے نکلی ہے۔ متقدمین میں بھی عیسائیوں کے بعض فرقے خود اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر سے ایک موت کی سی سخت بیہوشی میں اتارے گئے تھے اور ایک غار کے اندر تین دن کے علاج معالجہ سے تندرست ہو کر کسی اور طرف چلے گئے جہاں مدت تک زندہ رہے ان عقائد کا ذکر انگریزی کتابوں میں مفصل درج ہے جن میں سے کتاب نیولائف آف جیزس مصنفہ سٹراس اور کتاب ماڈرن ڈوٹ اینڈ کریچن بیلیف اور کتاب سوپر نیچرل دیلیجن کی بعض عبارتیں ہم نے اپنی کتاب تحفہ گولڈویہ میں درج کی ہیں۔

المؤلف میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احمد شاہ و المنتہ کہ ضمیمہ نزول المسح جس کے ساتھ  
دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہو  
اسپتد عام مولوی ثناء اللہ صاحب امت سہری کے  
مختص پانچ دن میں ابتداء نومبر ۱۹۰۲ء سے  
طیار ہو کر اسکا نام

# انجمن

رکھالیا

اور اس سالہ میں پیر محمد علی شاہ صبا و مولوی اصغر علی صاحب  
و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ ہی مخاطب ہیں جنکا نام  
رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بتعمام قادیان ہاتھام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الامم مطبع ہوا  
ملوکہ ماسٹر نذر الہی ہرمیو بیچہ دارالانا قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

## ضمیمہ کتاب نزول المسیح

مرقومہ ۶ شعبان ۱۳۲۰ھ روز شنبہ مطابق ۸ نومبر ۱۹۰۲ء  
جس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کے انعام کا اشتہار ہے

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۗ  
اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا سچا فیصلہ کرو اور تو ہی ہے جو سب سے بہتر  
فیصلہ کرنے والا ہے۔

**اِيَّهَا النَّاطِرُونَ** ارشد کم اللہ آپ صاحبوں پر واضح ہو کہ اس مضمون کے لکھنے کی  
اس لئے ضرورت پیش آئی کہ موضع مد ضلع امرتسر میں باصرار منشی محمد یوسف صاحب کے میرے  
دو مخلص دوست ایک مباحثہ میں گئے۔ ہماری طرف سے مولوی محمد سرور صاحب مقرر ہوئے اور  
فریق ثانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو امرتسر سے طلب کر لیا۔ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس  
بحث میں خیانت اور جھوٹ سے کام نہ لیتے تو اس مضمون کے لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی لیکن  
چونکہ مولوی صاحب موصوف نے میری پیشگوئیوں کی تکذیب میں دروغوئی کو اپنا ایک فرض سمجھ لیا  
اس لئے خدا نے مجھے اس مضمون کے لکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ ”تاسیہ روئے شود ہر کہ دروغش  
باشد“۔ اے منصفین ہماری کتاب نزول المسیح کے پڑھنے والوں پر جس میں ڈیڑھ سو نشان  
آسمانی صد ہا گواہوں کی شہادت کے ساتھ لکھا گیا ہے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ میری تائید میں خدا کے  
کامل اور پاک نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں اور اگر ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کے تمام  
گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے مگر افسوس کہ  
تعصب اور دنیا پرستی ایک ایسا لعنتی روگ ہے جس سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سنتے

☆ چونکہ بنالہ میں ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک گواہی کے لئے جانا پڑا اس لئے اس مضمون کے لکھنے میں تاخیر ہوئی۔ منہ

ہوئے نہیں سنتا اور سمجھتے ہوئے نہیں سمجھتا۔ مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے اور میری تائید میں ظہور میں آئے۔ اگر اُن کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا جو اُس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔ تاہم اِس زمین پر کیسے کیسے گناہ ہو رہے ہیں کہ ان نشانوں کی بھی لوگ تکذیب کر رہے ہیں۔

آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی ہوں جس کے وقت میں اُونٹ بیکار ہو گئے اور پیشگوئی آیت کریمہ

وَإِذَا الْعِشْرَاءُ عَطَلَتْ<sup>۱</sup> پوری ہوئی۔ اور پیشگوئی حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی

علیہا نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب اور عجم کے اڈیٹران اخبار اور جراند والے بھی اپنے پرچوں میں بول اُٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیار

ہو رہی ہے یہی اُس پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔ ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں میں خبر دی گئی تھی کہ مسیح موعود

کے وقت میں طاعون پھیلے گی اور حج روکا جائے گا اور ذوالسنین ستارہ نکلے گا۔ اور ساتویں ہزار کے سر پر وہ موعود ظاہر ہوگا جو مقدر ہے جو دمشق کے شرقی سمت میں اس کا ظہور ہو اور

نیز وہ صدی کے سر پر اپنے تئیں ظاہر کرے گا جبکہ صلیب کا بہت غلبہ ہوگا۔ سو آج وہ سب باتیں پوری ہو گئیں اور میری تائید میں میرے ہاتھ پر خدا نے بڑے بڑے نشان دکھلائے۔ آتھم کی

موت ایک بڑا نشان تھا جو پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا۔ بارہا برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اور ایک حدیث بھی اس واقعہ کی خبر دے رہی تھی مگر شریہ

لوگوں نے اس پر ٹھٹھا کیا اور قبول نہ کیا اور اس پیشگوئی کی میعاد شرطی تھی اور پیشگوئی اس لئے نہیں کی گئی تھی کہ وہ عیسائی ہے بلکہ جیسا کہ اس مباحثہ کے رسالہ میں جس کا نام

عیسائیوں نے جنگ مقدس رکھا ہے لکھا ہے سب اس پیشگوئی کرنے کا یہی تھا کہ اُس نے اپنی کتاب ”اندر ونہ بائبل“ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دجال رکھا تھا۔ سو اُس کو پیشگوئی

کرنے کے وقت قریباً ستر آدمیوں کے رو برو سنا دیا گیا تھا کہ سب اس پیشگوئی کا یہی

﴿۳﴾

ہے کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہا تھا سو تم اگر اس لفظ سے رجوع نہیں کرو گے تو پندرہ مہینہ میں ہلاک کئے جاؤ گے۔ سو آہتم نے اسی مجلس میں رجوع کیا اور کہا کہ معاذ اللہ میں نے آنجناب کی شان میں ایسا لفظ کوئی نہیں کہا اور دونوں ہاتھ اٹھائے اور زبان منہ سے نکالی اور لرزتے ہوئے زبان سے انکار کیا جس کے نہ صرف مسلمان گواہ بلکہ چالیس<sup>۱۴</sup> سے زیادہ عیسائی بھی گواہ ہوں گے۔ پس کیا یہ رجوع نہ تھا! اور کیا اُس کا ڈرنا اور میعاد پیشگوئی میں اُس بحث کو بکلی ترک کر دینا جو ہمیشہ میرے ساتھ کرتا تھا اور نیز شیخ غلام حسن صاحب مرحوم رئیس اعظم امرتسر کے ساتھ بھی اور میاں غلام نبی صاحب برادر میاں اسد اللہ صاحب مرحوم وکیل امرتسر کے ساتھ بھی کیا کرتا تھا۔ کیا یہ دلیل اس بات کی نہیں ہے کہ وہ ضرور ڈرا۔ اور کیا اس کا امرتسر کو چھوڑنا اور غربت میں خاموش زندگی بسر کرنا اور اکثر روتے رہنا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس کا دل ترساں اور لرزاں ہوا۔ اور کیا اُس کا باوجود چار ہزار روپیہ دینے کے قسم نہ کھانا حالانکہ ثابت کر دیا گیا تھا کہ عیسائی مذہب میں جو اقسام ہے اور خود مسیح نے بھی قسم کھائی اور پولوس نے بھی۔ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ ڈر گیا؟ پس کیا اب تک دجال کہنے کے قول سے اُس کا رجوع ثابت نہیں ہوا؟ اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ بعد اس کے اُس نے پیشگوئی کی میعاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کر کے پکارا۔ اور پھر باوجود اس کے جیسا کہ میری پیشگوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مرجائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیشگوئی سچی نہیں نکلی تو مجھے دکھلاؤ کہ آہتم کہاں ہے۔ اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی یعنی قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو تو اس کی پینشن کے کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو کہ کب اور کس عمر میں اُس نے پینشن پائی۔ پس اگر پیشگوئی صحیح نہیں تھی تو وہ کیوں میرے پہلے مر گیا۔ خدا کی لعنت اُن لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔ جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اُس کو روکتا ہے۔

دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائے گا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی

سے پوری ہوئی یہاں تک کہ فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر وغیرہ معزز لوگوں نے جو چار ہزار کے قریب تھے ایک محضر نامہ تیار کر کے لکھ دیا کہ کمال صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی حالانکہ یہ لوگ مخالف جماعت میں سے تھے۔ مگر پھر بھی یہ ناخدا ترس نام کے مولوی مانتے نہیں۔ انہیں کے معزز بھائیوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی شہادتیں موجود ہیں بلکہ اس محضر نامہ میں بہت سے ہندو بھی ہیں مگر تاہم تعصب ایک ایسی چیز ہے کہ انسانوں کو اندھا کر دیتی ہے۔ یہ پیشگوئیاں ایسی ہیں کہ ایک راستباز کے ان کو سن کر آنسو جاری ہو جائیں گے۔ مگر پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ آخر ہم نے بھی ایک دن مرنا ہے۔ وہ نشان جو ان کو دکھائے گئے اگر نوح کی قوم کو دکھائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتی۔ اور اگر لوط کی قوم ان سے اطلاع پاتی تو ان پر پتھر نہ برستے مگر یہ لوگ سورج کو دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رات ہے یہ تو یہود سے بھی بڑھ گئے۔ خدا کے نشانوں کی تکذیب سہل نہیں اور کسی زمانہ میں اس کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ تو اب کیا اچھا ہو جائے گا مگر اس زمانہ میں دہریت پھیل گئی اور دل سخت ہو گئے اور نہیں ڈرتے۔ میں ان لوگوں کو کس سے تشبیہ دوں۔ یہ لوگ اُس اندھے سے مشابہ ہیں جو آفتاب کے وجود سے انکار کرتا ہے اور اپنے اندھا پن سے متنبہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اُن یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ہیں جو صد ہا خدا کی تائیدیں اور معجزات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظہور میں آئے نہیں دیکھتے اور اُحد کی لڑائی اور حدیبیہ کے قصہ کو پیش کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کی نسبت بھی یہودیوں کا یہی حال ہے۔

حال میں ایک یہودی کی تالیف شائع ہوئی ہے جو میرے پاس اس وقت موجود ہے گویا وہ محمد حسین یا شاء اللہ کی تالیف ہے۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اس شخص یعنی عیسیٰ سے ایک معجزہ بھی ظہور میں نہیں آیا اور نہ کوئی پیشگوئی اس کی سچی نکلی۔ وہ کہتا تھا کہ داؤد کا تخت مجھے ملے گا۔ کہاں ملا۔ وہ کہتا تھا کہ بارہ حواری بہشت میں بارہ تخت پائیں گے کہاں بارہ کو وہ تخت ملے۔ یہود اسکر پوٹی تیس روپیہ لے کر اس سے برگشتہ ہو گیا اور حواریوں میں سے کاٹا گیا۔ اور پطرس نے تین مرتبہ اُس پر لعنت بھیجی کیا وہ تخت کے لائق رہا۔ اور نیز کہتا تھا کہ اس زمانہ کے لوگ ہنوز نہیں مریں گے کہ

﴿۵﴾

میں واپس آجاؤں گا۔ کہاں واپس آیا۔ اور پھر یہ یہودی لکھتا ہے کہ اس شخص کے جھوٹا ہونے پر یہی کافی ہے کہ ملا کی نبی کے صحیفہ میں ہمیں خبر دی گئی تھی کہ سچا مسیح جو یہودیوں میں آنے والا تھا وہ ہرگز نہیں آئے گا جب تک الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آجائے۔ پس کہاں الیاس آسمان سے نازل ہوا۔ اور پھر اس جگہ بہت شور مچاتا ہے اور لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ دیکھو ملا کی نبی کی کتاب میں پیشگوئی تو یہ تھی کہ خود الیاس دنیا میں دوبارہ آجائے گا اور یہ شخص یوحنا کو (جو مسلمانوں میں یحییٰ کے نام سے مشہور ہے) الیاس بتاتا ہے۔ گویا اس کا مثیل قرار دیتا ہے مگر خدا نے تو ہمیں مثیل کی خبر نہیں دی۔ اُس نے تو صاف فرمایا تھا کہ خود الیاس دوبارہ آجائے گا اور ہم قیامت کو اگر پوچھے بھی جائیں تو یہی کتاب خدا کے سامنے پیش کر دیں گے کہ تو نے کہاں لکھا تھا کہ مثیل الیاس قبل مسیح موعود بھیجا جائے گا۔ اور ان تحریرات کے بعد حضرت مسیح کی نسبت سخت بدزبانی کرتا ہے۔ کتاب موجود ہے جو چاہے دیکھ لے۔

اب بتلاؤ کہ اس یہودی اور مولوی محمد حسین اور میاں ثناء اللہ کا دل باہم متشابہ ہیں یا نہیں۔ میری کسی پیشگوئی کے خلاف ہونے کی نسبت کس قدر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ ایک بھی پیشگوئی جھوٹی نہیں نکلی بلکہ تمام پیشگوئیاں صفائی سے پوری ہو گئیں شرطی پیشگوئیاں شرط کے موافق پوری ہوئیں اور ہوں گی۔ اور جو پیشگوئیاں بغیر شرط کے تھیں جیسا کہ لیکچر ام کی نسبت پیشگوئی وہ اسی طرح پوری ہو گئیں۔ یہ تو میری پیشگوئیوں کی واقعی حقیقت ہے۔ مگر جو اُس یہودی فاضل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں پر اعتراض کئے ہیں وہ نہایت سخت اعتراض ہیں بلکہ وہ ایسے سخت ہیں کہ اُن کا تو ہمیں بھی جواب نہیں آتا۔ اور اگر مولوی ثناء اللہ یا مولوی محمد حسین یا کوئی پادری صاحبوں میں سے ان اعتراضات کا جواب دے سکے تو ہم ایک سو روپیہ نقد بطور انعام اُس کے حوالہ کریں گے خدا کہلا کر پیشگوئیوں کا یہ حال اس سے تو ہمیں بھی تعجب ہے ایسی پیشگوئیوں پر تو نسخ بھی جاری نہیں ہو سکتا تا یہ خیال کیا جائے کہ وہ منسوخ ہو گئی تھیں ہاں وعید کی پیشگوئیاں جیسا کہ آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کی قرآن اور توریت کے رو سے تاخیر بھی ہو سکتی ہے اور ان کا التوا ان کے کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ خدا اپنے وعید کے روکنے پر اختیار رکھتا ہے جیسا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا یہی عقیدہ ہے کیونکہ

یونس نبی کی پیشگوئی جو عذاب کے لئے تھی اس کے ساتھ کوئی شرط تو بہ وغیرہ کی نہیں تھی تب بھی عذاب ٹل گیا اور کوئی مسلمان یا عیسائی نہیں کہہ سکتا کہ یونس جھوٹا تھا۔ دیکھو کتاب یونہ نبی اور دُرمنثور۔

اب کس قدر تعجب کی جگہ ہے کہ میرے مخالف میرے پر وہ اعتراض کرتے ہیں جس کی رو سے اُن کو اسلام ہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔ اگر اُن کے دل میں تقویٰ ہوتی تو ایسے اعتراض کبھی نہ

کرتے جن میں دوسرے نبی شریک غالب ہیں اور پھر تعجب یہ کہ ہزار ہا پیشگوئیوں پر جو عین صفائی سے پوری ہو گئیں نظر نہیں ڈالتے۔ اور اگر کوئی ایک پیشگوئی اپنی حماقت سے سمجھ میں نہ آوے تو بار بار

اس کو پیش کرتے ہیں کیا یہ ایمان داری ہے اگر ان کو طلب حق ہوتی تو اُن کے لئے طریقہ تصفیہ آسان تھا کہ وہ خود قادیان میں آتے اور میں اُن کی آمد و رفت کا خرچ بھی دے دیتا اور بطور مہمانوں کے اُن کو

رکھتا تب وہ دل کھول کر اپنی تسلی کر لیتے۔ دور بیٹھے بغیر دریافت پوری حقیقت کے اعتراض کرنا بجز حماقت یا تعصب کے اور کیا اس کا سبب ہو سکتا ہے۔ اسی طرح کے بیوقوف ایک مرتبہ پانسو کے

قریب حضرت مسیح سے مرتد ہو گئے تھے کہ اس شخص کی پیشگوئیاں صحیح نہیں نکلیں اور دراصل یہود اسکر یوٹی کے مرتد ہونے کا بھی یہی سبب تھا کہ علانیہ ہتھیار بھی خریدے گئے تھے مگر بات سب کچی رہی اور داؤد

کے تخت والی پیشگوئی پوری نہ ہوئی آخر یہود ابیزار ہو کر مرتد ہو گیا۔ مسیح کو یہ بھی خبر نہ ہوئی کہ یہ بے ایمان ہو جائے گا اور خواہ نحوہ اس کے لئے بھی بہشتی تخت کا وعدہ کیا۔ ایسا ہی بعض مخالفوں نے

حدیبیہ کے سفر پر اعتراض کیا کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور سفر طویل طویل دلالت کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کارحمان اسی طرف تھا کہ ان کو کعبہ کے طواف کے لئے اجازت

دی جائے گی جیسا کہ پیشگوئی تھی اس پر بعض بد بخت مرتد ہو گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ چند روز ابتلا میں رہے اور آخر اس لغزش کی معافی کے لئے کئی اعمال نیک بجالائے جیسا کہ اُن کے قول

سے ظاہر ہے۔ یہ نمونے بد بختوں کے لئے موجود ہیں مگر پھر بھی اس وقت کے نادان مخالف بد بختی کی طرف ہی دوڑتے ہیں اور شقاوت سر پر سوار ہے باز نہیں آتے۔ کیا کیا اعتراض بنا رکھے ہیں مثلاً

کہتے ہیں کہ مسیح موعود کا دعویٰ کرنے سے پہلے براہین احمدیہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا اقرار موجود ہے۔ اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ میں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ میں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر محیط ہو گیا اور مجھے نور سے بھر دیا اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور

حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ

وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی میں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمار ہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تو اتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سنادے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روز روشن

کی طرح یقین بٹھا دیا گیا تب میں نے یہ پیغام لوگوں کو سنا دیا یہ خدا کی حکمت عملی میری سچائی کی ایک دلیل تھی اور میری سادگی اور عدم بناوٹ پر ایک نشان تھا۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور انسانی منصوبہ اس کی جڑ ہوتی تو میں براہین احمدیہ کے وقت میں ہی یہ دعویٰ کرتا کہ میں مسیح موعود ہوں مگر خدا نے میری نظر کو پھیر دیا۔ میں براہین کی اس وحی کو نہ سمجھ سکا کہ وہ مجھے مسیح موعود بناتی ہے۔ یہ میری سادگی تھی جو میری سچائی پر ایک عظیم الشان دلیل تھی ورنہ میرے مخالف مجھے بتلاویں کہ میں نے باوجودیکہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا تھا بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔ کیا یہ امر قابل غور نہیں جو ظہور میں آیا۔ کیا یہ طریق بے ایمانی نہیں کہ براہین احمدیہ کی اس عبارت کو تو پیش کرتے ہیں جہاں میں نے معمولی اور رسمی عقیدہ کی رو سے مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا ہے اور یہ پیش نہیں کرتے کہ اسی براہین احمدیہ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی موجود ہے۔ یہ ایک لطیف استدلال ہے جو خدا نے میرے لئے براہین احمدیہ میں پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ ایک دشمن بھی گواہی دے سکتا ہے کہ براہین احمدیہ کے وقت میں میں اس سے بے خبر تھا کہ میں مسیح موعود ہوں تبھی تو میں نے اس وقت یہ دعویٰ نہ کیا۔ پس وہ الہامات جو میری بے خبری کے زمانہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیتے ہیں ان کی نسبت کیونکر شک ہو سکتا ہے کہ وہ انسان کا افترا ہیں کیونکہ اگر وہ میرا افترا ہوتے تو میں اسی براہین میں ان سے فائدہ اٹھاتا اور اپنا دعویٰ پیش کرتا اور کیونکر ممکن تھا کہ میں اسی براہین میں یہ بھی لکھ دیتا کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اُس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا ایک منصف جج کو اس رائے کے ظاہر کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے کہ درحقیقت میرے دل کو اس وحی الہی کی طرف سے غفلت رہی جو میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں براہین احمدیہ میں موجود تھی اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔

اگر براہین احمدیہ میں فقط یہ ذکر ہوتا کہ وہی عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ اور میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا تو البتہ ایک جلد باز کسی قدر اس کلام سے فائدہ



اُٹھا سکتا تھا اور کہہ سکتا تھا کہ براہین احمدیہ سے بارہ برس بعد کیوں اس پہلے عقیدہ کو چھوڑ دیا گیا۔ گویا کہنا بھی فضول تھا کیونکہ انبیاء اور ملہمین صرف وحی کی سچائی کے ذمہ دار ہوتے ہیں اپنے اجتہاد کے کذب اور خلاف واقعہ نکلنے سے وہ ماخوذ نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ ان کی اپنی رائے ہے نہ خدا کا کلام تاہم عوام کے آگے یہ دھوکا پیش جا سکتا تھا مگر اب تو ایسے پوچھ اعتراض کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ اُسی براہین احمدیہ میں اظہار دعویٰ سے بارہ برس پہلے جا بجا مجھے مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور عقلمند کے آگے میری سچائی کے لئے یہ نہایت صاف دلیل ہے۔

﴿۹﴾

غرض براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی دوبارہ آمد کا ذکر ایک نادان کو اُس وقت دھوکا دے سکتا تھا جبکہ براہین احمدیہ میں میرے مسیح موعود ہونے کی نسبت کچھ ذکر نہ ہوتا مگر وہ ذکر تو ایسا صاف تھا کہ لدھیانہ کے مولویوں محمد اور عبدالعزیز اور عبداللہ نے اسی زمانہ میں اعتراض کیا تھا کہ یہ شخص اپنا نام عیسیٰ رکھتا ہے اور عیسیٰ کی نسبت جس قدر پیشگوئیاں ہیں وہ سب اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور ان کا جواب مولوی محمد حسین نے اپنے ریویو میں دیا تھا کہ یہ اعتراض فضول ہے کیونکہ اسی براہین میں حضرت عیسیٰ کی آمدثانی کا اقرار بھی تو موجود ہے۔

پس میں خدا کی حکمت عملیوں پر قربان ہوں کہ کیسے لطیف طور سے پہلے سے میری بریت کا سامان براہین میں تیار کر رکھا۔ اگر براہین احمدیہ میں حضرت عیسیٰ کی آمدثانی کا کچھ بھی ذکر نہ ہوتا اور صرف میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہوتا تو وہ شور جو سالہا سال بعد پڑا اور تکفیر کے فتوے تیار ہوئے یہ شور اُسی وقت پڑ جاتا۔ اور اگر براہین میں صرف حضرت مسیح کی آمدثانی کا ذکر ہوتا اور میرے مسیح موعود ہونے کے الہامات اس میں مذکور نہ ہوتے تو جاہلوں کے ہاتھ میں ایک حجت آجاتی کہ براہین میں تو حضرت عیسیٰ کی آمدثانی کا اقرار تھا اور پھر بارہ برس بعد اُس آمد سے انکار کیوں کیا گیا مگر ایک طرف وحی الہی کا براہین میں مجھے مسیح موعود قرار دینا اور ایک طرف اس کے برخلاف میرے قلم سے رسمی عقیدہ کے طور پر آمدثانی مسیح کا ذکر ہونا یہ ایسا امر ہے کہ عقلمند اس سے سمجھ سکتا ہے کہ یہ خاص خدا کی حکمت عملی ہے۔ غرض خدا کی حکمت عملی نے

مجھے اس غلطی کا مرتکب کر کے کہ میں نے عیسیٰ کی آمد ثانی کا اسی کتاب میں ذکر کر دیا جہاں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر تھا میری سادگی اور عدم افترا کو ظاہر کر دیا۔ ورنہ کیا شک تھا کہ وہ سب الہامات جو براہین احمدیہ میں مندرج ہیں جو مجھے مسیح موعود بناتے ہیں وہ تمام افترا پر محمول ہوتے اور یہ بات تو کوئی عقل سلیم قبول نہیں کرے گی کہ جو دعویٰ مسیح موعود ہونے کا براہین احمدیہ سے بارہ سال بعد پیش کیا گیا اس کا منصوبہ اتنی مدت پہلے بنا رکھا تھا۔ غرض اسی کتاب میں جس میں میرے مسیح موعود ہونے کا ذکر ہے حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا بھی ذکر ہونا یہی میری سادگی اور عدم افترا پر ایک زندہ گواہ ہے۔

افسوس کہ ہمارے مخالفوں کی کچھ ایسی عقل ماری گئی ہے کہ وہ ہر ایک بات کی ایک ٹانگ لے لیتے ہیں اور دوسری چھوڑ دیتے ہیں۔ آتھم عیسائی کے ذکر کے وقت شرط کا نام نہیں لیتے اور اس کا پیشگوئی کے مطابق مرجانا اور داخل قبر ہو جانا جو پہلے سے بیان کیا گیا تھا زبان پر نہیں لاتے اور جن واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ آتھم نے آنحضرت صلعم کو دجال کہنے سے رجوع کیا ان واقعات کا نام نہیں لیتے۔ کیا مجال کہ ان واقعات کی طرف اشارہ بھی کریں سب کھا جاتے ہیں اور جب احمد بیگ کے داماد کا ذکر کرتے ہیں تو ہرگز لوگوں کو نہیں بتلاتے کہ ایک حصہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر پورا ہو چکا ہے یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور دوسرا حصہ قابل انتظار ہے اور یہ بھی نہیں بتلاتے کہ پیشگوئی وعید کے متعلق اور نیز شرطی تھی جیسا کہ الہام نبوی توبی فان البلاء علی عقبک سے ظاہر ہوتا ہے جو کئی دفعہ شائع ہو چکا تھا اور ظاہر ہے کہ ایسی موت کے بعد جو احمد بیگ کی موت تھی خوف دامنگیر ہونا ایک طبعی امر تھا۔ پس اسی خوف سے دوسرے حصہ کے پورے ہونے میں تاخیر ہو گئی جیسا کہ وعید کی پیشگوئیوں میں عادت اللہ ہے مگر یہ بد اندیش مخالف ان امور کا کبھی ذکر بھی نہیں کرتے۔ اور یہودیوں کی طرح اصل صورت حال کو مسخ کر کے ایسے طور سے تقریر کرتے ہیں جس سے جاہلوں کے دلوں میں شبہات ڈال دیں بلکہ ان لوگوں نے تو یہودیوں کے بھی کان کاٹے کیونکہ یہ لوگ تو

بات بات میں افترا سے کام لیتے ہیں جیسا کہ مولوی ثناء اللہ نے موضع مد کی بحث میں یہی کارروائی کی اور دھوکا دے کر کہا کہ دیکھو اس شخص نے اپنی ایک پیشگوئی میں لکھا تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا مگر لڑکی پیدا ہوئی اور بعد میں لڑکا پیدا ہو کر مر گیا اور پیشگوئی جھوٹی نکلی۔

اب ان بھلے مانسوں سے کوئی پوچھے کہ اگر تمہارے بیان میں کوئی بے ایمانی اور جھوٹ نہیں تو تم وہ الہام شائع کردہ پیش کرو جس میں خدا خبر دیتا ہو کہ ضرور اب کے دفعہ لڑکا پیدا ہوگا یا یہ خبر دیتا ہو کہ لڑکی کے بعد پیدا ہونے والا وہی موعود لڑکا ہے نہ اور کوئی۔ اگر ہم نے یہ خیال بھی کیا ہو کہ شاید یہ لڑکا وہی ہے تو ہمارا خیال کیا چیز ہے جب تک کھلی کھلی وحی الہی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس کے خیال سے یہ گمان کیا تھا کہ یمامہ کی طرف میری ہجرت ہوگی مگر وہ خیال صحیح نہ نکلا اور آخر مدینہ کی طرف ہجرت ہوئی۔ اور اگر پیشگوئی میں یہ ضرور تھا کہ پہلے حمل سے ہی وہ لڑکا پیدا ہوگا تو وحی الہی میں یہ الفاظ ہونے چاہئے تھے مگر کیا کوئی دکھلا سکتا ہے کہ وحی میں کوئی ایسا لفظ تھا۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بنی اسرائیل کے کئی نبیوں نے پیشگوئیاں کی تھیں کہ وہ پیدا ہوگا مگر بہت سے نبیوں کے آنے کے بعد سب کے آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اب کیا کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ ان نبیوں کی پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ کے بعد پورے دو ہزار برس گزرنے کے بعد پیدا ہوئے حالانکہ توریت کی پیشگوئی کی رو سے یہودی خیال کرتے تھے کہ وہ نبی جلد پیدا ہو جائے گا اور ایسا نہ ہوا بلکہ درمیان میں کئی نبی آئے۔ پس ایسے اعتراض یا تو دیوانہ کرتا ہے اور یا نہایت درجہ کا خبیث انسان جس کو خدا کا خوف نہیں۔

یہی باتیں مولوی ثناء اللہ نے مقام مد کے مباحثہ میں پیش کی تھیں۔ ان باتوں سے ہر ایک خدا ترس سمجھ سکتا ہے کہ کہاں تک ان مولوی صاحبوں کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ وہ جوش تعصب سے منہاج نبوت کو اور اُس معیار کو جو نبیوں کی شناخت کے لئے مقرر ہے پیش نظر نہیں رکھتے اور ہر ایک اعتراض ان کا سرا جھوٹ اور شیطانی منصوبہ ہوتا ہے۔ اگر یہ سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشگوئی

کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمدورفت کا کرایہ علیحدہ لیکن اس تفتیش کے وقت منہاج نبوت کو معیار صدق و کذب کے لئے ٹھہرائیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر میرے معجزات اور پیشگوئیاں اُن کے نزدیک صحیح نہیں تو اُن کو تمام انبیاء علیہم السلام سے انکار کرنا پڑے گا اور آخراں کی موت کفر پر ہوگی۔

افسوس کہ یہ لوگ خدا سے نہیں ڈرتے۔ انبار در انبار اُن کے دامن میں جھوٹ کی نجاست ہے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کی بیروی کرتے ہیں۔ عیسائی کہا کرتے تھے کہ اگر آنحضرتؐ کے لئے قرآن شریف میں فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی تو آپ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ آج اسی قسم کے اعتراض یہ لوگ پیش کر رہے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کے لئے ان کے تالیف قلوب کے لئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی اور کیوں احمد بیگ کی طرف ایسے خط لکھے گئے مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنی عیسائی اور یہ نئے یہود یہ نہیں سمجھتے کہ پیشگوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کہا گیا۔ جس شخص کو خدا یہ خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائے گا اُس کو منع نہیں ہے کہ وہ دوا بھی کرے کیونکہ شاید دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے نہ اسلام میں۔ مولوی ثناء اللہ نے اسی مدّ کے مباحثہ میں یہ اعتراض بھی پیش کیا ہے کہ جو ذلت کی پیشگوئی محمد حسین اور جعفر زئی اور ان کے دوسرے رفیق کی نسبت کی گئی تھی وہ پوری نہیں ہوئی۔ اگر یہ لوگ ایسے اعتراض نہ کرتے تو پھر یہود سے مشابہت کیونکر ہوتی۔ میرے نزدیک ضروری تھا کہ ایسے اعتراض ہوتے۔ اے بھلے مانس جس حالت میں اسی مقدمہ کے اثنا میں مولوی محمد حسین کی وہ تحریر پکڑی گئی جو فتویٰ تکفیر کے مخالف ہے۔ تو کیا ایک عالمانہ حیثیت کی نظر سے اس کی ذلت اور رسوائی نہیں ہوئی یعنی میرے مقابل پر تو اُس نے اشاعة السنّہ میں مہدی موعود کا انکار کفر قرار دیا اور شور مچایا کہ یہ شخص اسلام کے عقیدہ مسلمہ کے مخالف ہے۔ اور حق یہی ہے کہ مہدی موعود ظاہر ہوگا اور مسیح آسمان سے نازل ہوگا اور پھر گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے مہدی کا انکار کر دیا وہ رسالہ اُس کا پکڑا گیا

اور اُس پر اُسی کے بھائیوں کا کفر کا فتویٰ بھی لگایا گیا۔ اب کہو کہ اس منافقانہ کارروائی سے اُس کی عزت ہوئی یا ذلت۔ ذلت صرف اسی کا نام نہیں کہ برسر بازار کسی کے سر پر جوتے پڑیں بلکہ جو شخص مولوی اور متقی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا منافقانہ چلن اگر ثابت ہو جائے تو اُس سے بڑھ کر اُس کی کوئی ذلت نہیں۔ منافق سے ذلیل تر اور کوئی نہیں ہوتا۔ **إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرَجَاتِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ**۔ یہ کس قدر سیاہی کا ٹیکا ہے کہ لوگوں کے سامنے بیان کرنا کہ مہدی کا آنا حق ہے اور انکار کفر ہے اور خوب لڑائیاں ہوں گی اور گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے یہ کہنا کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اگر اب بھی ذلت نہیں ہوئی تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ لوگوں کی عزتیں ایک ریختہ کی عمارت سے بھی زیادہ پکی ہیں کہ کسی بد چلنی سے اُن میں فرق نہیں آتا۔ رہی عزت جعفر زٹلی کی پس ان لوگوں کا کوئی مستقل وجود نہیں۔ یہ سب مولوی محمد حسین کے سایہ ہیں وہ ان کا ایڈوکیٹ جو ہوا جبکہ اُن کے ایڈوکیٹ کی ذلت ثابت ہوگئی تو کیا اُن کی ذلت پیچھے رہ گئی۔ سایہ اصل کا ہمیشہ تابع ہوتا ہے جبکہ اصل درخت ہی گر پڑا تو سایہ کیونکر کھڑا رہ سکتا ہے۔ اب بھی اگر کسی کو شک ہو تو دونوں بیان مولوی محمد حسین کے میرے پاس موجود ہیں۔ ایک بیان تو قوم کے خوش کرنے کے لئے اور دوسرا بیان گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لئے وہ دونوں پچشم خود دیکھ لے اور پھر آپ انصاف کرے کہ مولوی کہلا کر اور موحدوں کا ایڈوکیٹ بن کر یہ منافقانہ کارروائی کیا یہ موجب عزت ہے یا ذلت۔

ہم نے تو اس زمانہ میں یہود دیکھ لئے اور ہم ایمان لائے کہ آیت **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ** اسی بات کی طرف اشارہ کرتی تھی کہ اس قوم میں بھی مغضوب علیہم یہودی ضرور پیدا ہوں گے سو ہو گئے اور پیشگوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہوگئی مگر کیا یہ امت کچھ ایسی ہی بد قسمت ہے کہ ان کی تقدیر میں یہود بننا ہی لکھا تھا۔ اس فعل کو ہم خدائے کریم کی طرف کبھی منسوب نہیں کر سکتے کہ یہود مردود بننے کے لئے تو یہ امت اور مسیح بنی اسرائیل سے آوے ایسی کارروائی سے تو اس امت کی ناک کٹتی ہے اور اس خطاب کے لائق نہیں رہتی کہ اس کو امت مرحومہ

﴿۱۳﴾

کہا جاوے۔ پس اس اُمت کا یہود بننا جیسا کہ آیت **غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ** سے سمجھا جاتا ہے اس بات کو چاہتا ہے کہ جو یہود مغضوب علیہم کے مقابل مسیح آیا تھا اس کا مثیل بھی اس اُمت میں سے آوے۔ اسی کی طرف تو اس آیت کا اشارہ ہے۔ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ** افسوس کہ وہ حدیث بھی اسی زمانہ میں پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے جو زمین پر رہتے ہوں گے اور پہلے یہودیوں پر ہم کیا افسوس کریں وہ تو اعتراض کے وقت کتاب اللہ کو پیش کرتے تھے گو معنی نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ صرف من گھڑت باتیں پیش کرتے ہیں۔ اور یہود تو حضرت عیسیٰ کے معاملہ میں اور ان کی پیشگوئیوں کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی ان کا جواب دینے میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہے کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔ یہ احسان قرآن کا ان پر ہے کہ ان کو بھی نبیوں کے دفتر میں لکھ دیا۔ اسی وجہ سے ہم ان پر ایمان لائے کہ وہ سچے نبی ہیں اور برگزیدہ ہیں۔ اور ان تہمتوں سے معصوم ہیں جو ان پر اور ان کی ماں پر لگائی گئی ہیں۔ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑی تہمتیں ان پر دو تھیں۔

(۱) ایک یہ کہ ان کی پیدائش نعوذ باللہ لعنتی ہے یعنی وہ ناجائز طور پر پیدا ہوئے۔

(۲) دوسری یہ کہ ان کی موت بھی لعنتی ہے کیونکہ وہ صلیب کے ذریعہ سے مرے ہیں اور تو ریت میں لکھا تھا کہ جو ولد الزنا ہو وہ ملعون ہے وہ ہرگز بہشت میں داخل نہیں ہوگا اور اُس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوگا۔ اور ایسا ہی یہ بھی لکھا تھا کہ جو لکڑی پر لٹکا یا جائے یعنی جس کی صلیب کے ذریعہ سے موت ہو وہ بھی لعنتی ہے اور اُس کا بھی خدا کی طرف رفع نہیں ہوگا یہ دونوں اعتراض بڑے سخت تھے۔ خدا نے قرآن شریف میں ان دونوں اعتراضات کا ایک ہی جگہ جواب دیا ہے اور وہ یہ ہے۔ **وَبِكْفَرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا**

صَلْبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ<sup>۱</sup> (الجزو ۶ سورہ نساء) اس آیت میں دونوں جملوں کا جواب ہے اور خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسیٰ کی ناجائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرا بلکہ دھوکے سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسیٰ کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو سب جھگڑا اُن کی روح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقیدہ کو حل کر سکے ان لوگوں پر واویلا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ میں اُن نادانوں کو کیا کہوں اور کیوں کر اُن کے دل میں سچائی کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی اُن کا کام ہے اور مسخری اُن کا شیوا ہے۔ صد ہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر اُن کے نزدیک اب تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ میں نے سنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ میں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی میں اور وہ یہ دعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مر جائے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کرے جو ایسی ہی فصیح بلغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے

یہ خواہشیں دل سے ظاہر کی ہیں نفاق کے طور پر نہیں تو اس سے بہتر کیا ہے اور وہ اس اُمت پر اس تفرقہ کے زمانہ میں بہت ہی احسان کریں گے کہ مرد میدان بن کر ان دونوں ذریعوں سے حق و باطل کا فیصلہ کر لیں گے۔ یہ تو انہوں نے اچھی تجویز نکالی اب اس پر قائم رہیں تو بات ہے۔

اگر ایک کذاب دنیا سے کوچ کر جائے اور باقی لوگوں کو ہدایت ہو جائے تو ایسے مقابلہ والا نبی کا اجر پائے گا لیکن ہم موت کے مقابلہ میں اپنی طرف سے کوئی چیلنج نہیں کر سکتے کیونکہ حکومت کا معاہدہ ایسے چیلنج سے ہمیں مانع ہے۔ ہاں مولوی ثناء اللہ صاحب اور دوسرے مخالفوں کو منع نہیں کہ ایسے چیلنج سے ہمیں جواب دینے کے لئے مجبور کریں خواہ وہ مولوی ثناء اللہ ہوں یا اور کوئی ایسا مولوی ہو جو مشاہیر میں سے اور اپنی جماعت میں عزت رکھتا ہو جس کے بارے میں کم سے کم پچاس معزز آدمی اس کے اشتہار پر تصدیقی شہادت ثبت کر دیں۔ اور چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی تحریر کے رو سے ایسے چیلنج کے لئے طیار بیٹھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ پس ہمیں اس سے کوئی انکار نہیں کہ وہ ایسا چیلنج دیں بلکہ ہماری طرف سے اُن کو اجازت ہے کیونکہ اُن کا چیلنج ہی فیصلہ کے لئے کافی ہے مگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی موت قتل کے رو سے واقع نہ ہو بلکہ محض بیماری کے ذریعہ سے ہو۔ مثلاً طاعون سے یا ہیضہ سے یا اور کسی بیماری سے تا ایسی کارروائی حکام کے لئے تشویش کا موجب نہ ٹھہرے۔ اور ہم یہ بھی دعا کرتے رہیں گے کہ ایسی موتوں سے فریقین محفوظ رہیں۔ صرف وہ موت کاذب کو آوے جو بیماری کی موت ہوتی ہے اور یہی مسلک فریق ثانی کو اختیار کرنا ہوگا۔ اور یاد رہے کہ ہماری قتل کی پیشگوئی ایک خاص پیشگوئی تھی جو لیکھر ام کے متعلق تھی۔ اس میں خدا نے یہی ظاہر کیا تھا کہ وہ قتل کے ذریعہ سے مرے گا اور ایسا ہی شائع کیا گیا۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اُس کے قتل کئے جانے کا بھید یہ تھا کہ اُس نے سخت زبان درازی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام نبیوں کی نسبت اختیار کی۔ اور خدا نے دیکھا کہ اُس کی زبان درازی انتہا تک پہنچ گئی ہے اور اُس نے گالیاں دینے



میں کسی نبی کو باقی نہ چھوڑا۔ پس آخر وہی زبان کی چھری متمثل ہو کر اُس پر پڑی اور یہ عظیم الشان نشان تھا اور زمین پر یہ بڑا گناہ کیا گیا کہ ایسی چمکدار پیشگوئیوں سے دنیا کے لوگوں نے انکار کر دیا۔

پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایسے چیلنج کے لئے مستعد ہوں تو صرف تحریری خط کافی نہ ہوگا بلکہ اُن کو چاہیے کہ ایک چھپا ہوا اشتہار اس مضمون کا شائع کریں کہ اس شخص کو (اور اس جگہ میرا نام بہ تصریح لکھیں) میں کذاب اور دجال اور کافر سمجھتا ہوں اور جو کچھ یہ شخص مسیح موعود ہونے اور صاحب الہام اور وحی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس دعویٰ کا میں جھوٹا ہونا یقین رکھتا ہوں اور اے خدا میں تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ اگر یہ میرا عقیدہ صحیح نہیں ہے اور اگر یہ شخص فی الواقع مسیح موعود ہے اور فی الواقع عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو مجھے اس شخص کی موت سے پہلے موت دے۔ اور اگر میں اس عقیدہ میں صادق ہوں اور یہ شخص درحقیقت دجال بے ایمان کافر مرتد ہے اور حضرت مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں جو کسی نامعلوم وقت میں پھر آئیں گے تو اس شخص کو ہلاک کر تاقتنہ اور تفرقہ دور ہو اور اسلام کو ایک دجال اور مغوی اور مضل سے ضرر نہ پہنچے۔ آمین ثم آمین پہلے اس سے اسی قسم کا مباہلہ کتاب فتح رحمانی کے صفحہ ۲۷ میں مولوی غلام دستگیر تصوری بھی کر چکے ہیں اور اس کے بعد تھوڑے دنوں میں ہی میری زندگی میں ہی قبر میں داخل ہو گئے اور میری سچائی کو اپنے مرنے سے ثابت کر گئے مگر مولوی ثناء اللہ اگر چاہیں تو بذاتِ خود آ زمالیں ان کو غلام دستگیر سے کیا کام کیونکہ وہ خود ہی اس کے لئے مستعدی بھی ظاہر کرتے ہیں۔

یہ چیلنج جو درحقیقت ایک مباہلہ کا مضمون ہے اس کو لفظ بلفظ جو نمونہ مذکورہ کے مطابق ہو لکھنا ہوگا جو اوپر میں نے لکھ دیا ہے ایک لفظ کم یا زیادہ نہ کرنا ہوگا اور اگر کوئی خاص تبدیلی

☆ یہ بھی لکھ دیں کہ اس مقابلہ کے لئے میں پیش دہی کرتا ہوں اور میری طرف سے باصرار تمام یہ چیلنج ہے ورنہ صرف بیہودہ اور گول بیان پر توجہ نہ ہوگی۔ منہ

منظور ہو تو پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ سے اس کا تصفیہ کرنا ہوگا اور پھر ایسے اشتہار مباہلہ پر کم سے کم پچاس معزز آدمیوں کے دستخط مثبت ہونے چاہئیں اور کم سے کم اس مضمون کا سات سواشتہار ملک میں شائع ہونا چاہیے اور بیس اشتہار بذریعہ رجسٹری مجھے بھی بھیج دیں۔

مجھے کچھ ضرورت نہیں کہ میں انہیں مباہلہ کے لئے چیلنج کروں یا ان کے بالمقابل مباہلہ کروں۔ ان کا اپنا مباہلہ جس کے لئے انہوں نے مستعدی ظاہر کی ہے میری صداقت کے لئے کافی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے جس کی تالیف پر تخمیناً تیس سال گزر چکے ہیں میرے لئے یہ نشان قائم کر رکھا ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں اس مقابلہ میں مغلوب رہا تو میری جماعت کو چاہیے جو ایک لاکھ سے بھی اب زیادہ ہے کہ سب مجھ سے بیزار ہو کر الگ ہو جائیں کیونکہ جب خدا نے مجھے جھوٹا قرار دے کر ہلاک کیا تو میں جھوٹے ہونے کی حالت میں کسی پیشوائی اور امامت کو نہیں چاہتا بلکہ اس حالت میں ایک یہودی سے بھی بدتر ہوں گا اور ہر ایک کے لئے جائے عار و ننگ۔

اور جو شخص ایسے چیلنج سے فتنہ کو فرو کرے گا بشرطیکہ وہ صادق نکلے گا صفحہ روزگار میں بڑی عزت کے ساتھ اس کا نام منقوش رہے گا۔ اور جو شخص دجال بے ایمان مفتری ہوگا اُس کی ہلاکت سے مقولہ مشہورہ کی رو سے کہ ”خس کم جہاں پاک“ دنیا کو راحت حاصل ہوگی اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں اور اگر کوئی ضروری امر مجھ سے رہ گیا ہے جس کو انصاف چاہتا ہے تو مجھے اطلاع دی جائے میں خوشی سے اس کو قبول کروں گا بشرطیکہ یہودہ نہ ہو اور حیلہ و بہانہ کی اُس سے بد بونہ آوے اور تقویٰ کی بنا پر ہونہ دنیا داروں کی چالبازی کے رنگ میں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی طرح حق کھل جاوے۔ اگرچہ میں خدا کے نشانوں کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا کہ کوئی آفتاب کو دیکھتا ہے اور میں خدا کی اس وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر مگر میں ہر ایک پہلو سے منکر پر اتمام حجت چاہتا ہوں۔ یا الہی تو جو ہمارے کاروبار کو دیکھ رہا ہے اور ہمارے دلوں پر تیری نظر ہے اور تیری عمیق نگاہوں سے ہمارے اسرار پوشیدہ نہیں تو ہم میں اور مخالفوں میں فیصلہ کر دے اور وہ جو تیری نظر میں صادق ہے اُس کو ضائع مت کر کہ صادق کے ضائع ہونے سے

﴿۱۷﴾

ایک جہان ضائع ہوگا۔ اے میرے قادر خدا تو نزدیک آ جا اور اپنی عدالت کی کرسی پر بیٹھ اور یہ روز کے جھگڑے قطع کر۔ ہماری زبانیں لوگوں کے سامنے ہیں اور ہمارے دلوں کی حقیقت تیرے آگے منکشف ہے۔ میں کیونکر کہوں اور کیونکر میرا دل قبول کرے کہ تو صادق کو ذلت کے ساتھ قبر میں اتارے گا۔ اوباشانہ زندگی والے کیونکر فتح پائیں گے۔ تیری ذات کی مجھے قسم ہے کہ تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ اور جس قدر مولوی ثناء اللہ صاحب نے خلاف واقعہ اعتراضات اور جھوٹی قسموں سے موضعِ مد کے جلسہ میں میری توہین کی ہے وہ تمام میرے شکوے خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں اور مجھے اس تکذیب کا کچھ رنج بھی نہیں کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کذاب قرار دیتے ہیں تو اگر مجھے بھی کذاب کہیں تو ان پر کیا افسوس کرنا چاہیے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اس سوال پر کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کرو عیسیٰ نے جھوٹ بولا یعنی ایسا جواب دیا کہ سر اسر جھوٹ تھا کیونکہ انہوں نے کہا کہ جب تک میں اپنی اُمت میں تھا تو اُن پر گواہ تھا اور جب تو نے وفات دے دی تو پھر تو اُن کا رقیب تھا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ اُس شخص سے زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن جب عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اُس کے سامنے جھوٹ بولے گا۔ کیا اس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے دوبارہ پہلے دنیا میں آئے گا۔ اور چالیس برس دنیا میں رہے گا اور نصاریٰ کے ساتھ لڑائیاں کرے گا اور صلیب کو توڑے گا اور خزیروں کو قتل کرے گا۔ اور تمام نصاریٰ کو مسلمان کر دے گا۔ وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہے گا کہ مجھے خبر نہیں کہ میرے بعد کیا ہوا۔ اور اس طرح پر خدا کے سامنے جھوٹ بولے گا اور ظاہر کرے گا کہ مجھے اس وقت سے نصاریٰ کی حالت اور اُن کے مذہب کی کچھ بھی خبر نہیں جب سے تو نے مجھے وفات دے دی۔ دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پھر خدا کے سامنے اس طور سے حضرت مسیح کذاب ٹھہرتے ہیں یا نہیں۔ قرآن شریف کھولو اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كَوْآخِرْتِكِ پڑھ جاؤ اور پھر کہو کہ کیا تم نے عیسیٰ علیہ السلام کو کذاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اس پر کیا افسوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے خدا تعالیٰ نے

﴿۱۸﴾

عیسیٰ علیہ السلام کی وفات آیت **فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي**<sup>۱</sup> میں صاف طور پر بیان کر دی اور بتصریح حضرت عیسیٰ کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد یہ لوگ بگڑے ہیں۔ پس خدا سمجھا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے کیونکہ عیسائیوں کا راہِ راست پر رہنا صرف اُن کی حیات تک ہی وابستہ رکھا گیا تھا۔ اور عیسائیوں کی ضلالت کی علامت حضرت عیسیٰ کی وفات ٹھیرائی گئی تھی۔ اب کہو اس صورت میں آپ کے نزدیک خدا کیوں کر سچا ٹھہر سکتا ہے جس کا بیان باور نہیں کیا گیا۔

اور ایسا ہی آیت **مَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ**<sup>۲</sup> میں سب نبیوں کی وفات ایک مشترک لفظ میں جو **خَلَتْ** ہے خدا نے ظاہر کی تھی اور حضرت عیسیٰ کے لئے کوئی خاص لفظ استعمال نہیں فرمایا تھا۔ یہ بھی نعوذ باللہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے۔ یہ وہی آیت ہے جس کے پڑھنے سے حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی۔ ابوبکر کی بھی یہ منطق خوب تھی کہ باوجودیکہ عیسیٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہے یہ کس قسم کی تسلی دیتا ہے۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ عیسیٰ تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہے اور پھر دوبارہ آئے گا اور چالیس برس رہے گا۔ عیسیٰ کی وہ عمر اور افضل الرسل کی یہ عمر **تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَى**<sup>۳</sup>۔

اور صحابہ بھی خوب سمجھ کے آدمی تھے جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہو گئے اور کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا کہ حضرت آپ یہ کیسی آیت پڑھ رہے ہیں جو اور بھی ہمیں حسرت دلاتی ہے عیسیٰ تو آسمان پر زندہ اور پھر آنے والا اور ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا۔ اگر عیسیٰ اس قانونِ قدرت سے باہر اور ہزار ہا برس کی عمر پانے والا اور پھر آنے والا ہے تو ہمارے نبی کو یہ نعمت کیوں عطا نہ ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ نے جو اُس وقت تمام حاضر تھے اُن میں سے ایک بھی غائب نہ تھا۔ اس آیت کے یہی معنی سمجھے تھے کہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو

جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سن کر جو ارد گرد رہتے تھے پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابو ہریرہ جو نبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابو بکرؓ نے جن کو خدا نے علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمع انبیاء ثابت ہو گئی اور وہ اس آیت سے بہت خوش ہوئے اور ان کا وہ صدمہ جو ان کے پیارے نبی کی موت کا ان کے دل پر تھا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیوں، کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے۔ اسی تقریب پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاظِرِي فَعَمِي عَلَيْكَ النَّاطِرُ  
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلَيْمْتُ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَاذِرُ

یعنی تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پتلی تھا۔ میں تو تیری جدائی سے اندھا ہو گیا اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہم نے یقین کر لیا کہ دوسرے تمام نبی مر گئے ہمیں ان کی کچھ پروا نہیں۔ مصرعہ  
عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اُس کی ماں کو ہم نے ایک ٹیلہ پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَ أَوْيْنَهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَ مَعِينٍ یعنی ہم نے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اُس کی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی خوشگوار تھا یعنی خطہ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مس ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اوی کا لفظ اسی موقع پر آتا ہے کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دی جاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب میں اور احادیث میں موجود ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی تمام عمر میں صرف صلیب کی ہی مصیبت پیش آئی تھی۔ اور حدیث سے ثابت ہے کہ مریم کو تمام عمر میں اسی واقعہ سے سخت غم پہنچا تھا۔ پس یہ آیت بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ اس واقعہ صلیب کے بعد خدا تعالیٰ نے اس آفت سے حضرت عیسیٰ کو نجات دے کر اس موذی ملک سے کسی دوسرے ملک میں پہنچا دیا تھا جہاں پانی صاف کے چشمے بہتے تھے اور اونچا ٹیلہ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا آسمان پر بھی کوئی چشمہ دار ٹیلہ ہے جس پر خدا تعالیٰ نے واقعہ صلیب کے بعد حضرت مسیح کو جا بٹھایا اور ماں کو بھی۔ اور حضرت مسیح کے سوانح میں غور کر کے کوئی نظیر تو پیش کرو کہ کسی مصیبت کے بعد انہیں ایسے ملک میں جگہ دی گئی ہو جو آرام گاہ اور جنت نظیر ہو اور بڑا ٹیلہ ہو تمام دنیا سے بلند۔ اور چشمے جاری ہوں۔ پس آپ کے خیال کے رو سے خدا تعالیٰ نعوذ باللہ صریح جھوٹا ٹھہرتا ہے کہ وہ تو صلیب کے بعد ٹیلہ کا ذکر کرتا ہے جس میں عیسیٰ اور اُس کی ماں کو جگہ دی گئی اور آپ لوگ خواہ مخواہ اُس کو آسمان پر بٹھاتے ہیں اور محض بے کار۔ بھلا بتلاؤ تو سہی کہ نبی ہو کراتی مدت کیوں بے کار بیٹھ رہا ہے اور پھر آپ لوگ اور مولوی ثناء اللہ جو اس آیت سے انکار کر کے دوسرے آسمان پر اُس کو پہنچاتے ہیں اس بات کا کچھ جواب نہیں دے سکتے کہ زندہ مردوں کی روحوں میں کیوں جا بیٹھا۔ وہ لوگ تو اس دنیا سے باہر ہو گئے ہیں اور دوسرے جہاں میں پہنچ گئے۔ کیا وہ بھی دوسرے جہاں میں پہنچ گیا ہے۔

اور خدا پر یہ بھی جھوٹ ہے کہ گویا خدا نے یہودیوں کا مطلب نہیں سمجھا اور سوال دیگر جواب دیگر کی مثل اپنے پر صادق کی۔ یہودی تو کہتے تھے کہ مسیح کی روح کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوا اور خدا ان کا یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے اس کو زندہ مع جسم دوسرے آسمان پر اٹھالیا اور پھر کسی وقت ماروں گا۔ بھلا یہ کیا جواب ہوا۔ سوال تو یہ تھا کہ مرنے کے بعد عیسیٰ کا رفع نہیں ہوا اور نعوذ باللہ وہ ملعون ہے اس سوال کا جواب تو یہ تھا کہ ابھی تو عیسیٰ نہیں مرا۔ جب مرے گا تو میں اپنی طرف

☆ اُس کی روح اُٹھالوں گا۔ یہ اُلٹا جواب جو دیا گیا یہ تو امر متنازعہ فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ اسی طرح آنحضرت صلم کی نسبت آپ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ یہ کہا کہ میں عیسیٰ کو مردوں کی روحوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس جہان سے باہر ہو گئے ہیں۔ ایک جسم دار شخص روحوں میں کیونکر بیٹھ گیا اور بغیر قبض روح دوسرے جہان میں کیونکر پہنچ گیا۔ یہ عجیب ایمان ہے کہ خدا نے تو اپنے قول سے گواہی دی کہ عیسیٰ مر گیا وہ گواہی قبول نہیں کی۔ اور پھر رسولؐ نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے گواہی دی کہ میں مردہ روحوں میں اُس کو دیکھ آیا ہوں، وہ گواہی بھی رد کی جاتی ہے اور پھر اسلام کا دعویٰ اور اہل حدیث ہونے کی شیخی۔ عیسیٰ سے تو معراج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں بھی نہ ہوئیں، موسیٰ سے باتیں ہوئیں۔ اور قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ کی ملاقات میں شک نہ کر۔ پس یہ کیسا جھوٹ ہے جو خدا اور رسول دونوں پر باندھا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ عیسیٰ کی نسبت ہے **إِنَّهُ لَعَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ** <sup>۱</sup> جن لوگوں کی یہ قرآن دانی ہے ان سے ڈرنا چاہیے کہ نیم ملا خطرہ ایمان۔ اے بھلے مانسو۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم **عَلَّمَ لِّلسَّاعَةِ** نہیں ہیں جو فرماتے ہیں کہ **بُعِثْتُ أَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ** اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انشَقَّ الْقَمَرُ** <sup>۲</sup> یہ کیسی بدبودار نادانی ہے جو اس جگہ لفظ **سَاعَةَ** سے قیامت سمجھتے ہیں۔ اب مجھ سے سمجھو کہ **سَاعَةَ** سے مراد اس جگہ وہ عذاب ہے جو حضرت عیسیٰ کے بعد طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں پر نازل ہوا تھا اور خود خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ بنی اسرائیل میں اس ساعت کی خبر دی ہے۔ اسی آیت کی تشریح اس آیت میں ہے کہ **مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ** <sup>۳</sup> یعنی عیسیٰ کے وقت سخت عذاب سے قیامت کا

☆ یہود حضرت مسیح کی غشی کی حالت سے بے خبر تھے یہی شبہ تھا جو ان پر ڈالا گیا۔ پس چونکہ وہ خیال کرتے تھے کہ عیسیٰ صلیب پر مر گیا اس لئے وہ اس کی رفع روحانی کے قائل نہ تھے اور اب تک قائل نہیں۔ ان کے مقابل پر امر تنقیح طلب صرف رفع روحانی ہے کیونکہ جسمانی رفع ان کے نزدیک **مدا ربجات نہیں۔ منہ**

نمونہ یہودیوں کو دیا گیا اور ان کے لئے وہ ساعت ہوگی۔ قرآنی محاورہ کی رو سے ساعة عذاب ہی کو کہتے ہیں۔ سو خبر دی گئی تھی کہ یہ ساعة حضرت عیسیٰ کے انکار سے یہودیوں پر نازل ہوگی۔ پس وہ نشان ظہور میں آ گیا اور وہ ساعة یہودیوں پر نازل ہوگی اور نیز اُس زمانہ میں طاعون بھی ان پر سخت پڑی اور درحقیقت ان کے لئے وہ واقعہ قیامت تھا جس کے وقت لاکھوں یہودی نیست و نابود ہو گئے اور ہزار ہا طاعون سے مر گئے اور باقی ماندہ بہت ذلت کے ساتھ متفرق ہو گئے۔ قیامت کبریٰ تو تمام لوگوں کے لئے قیامت ہوگی مگر یہ خاص یہودیوں کے لئے قیامت تھی، اس پر ایک اور قرینہ قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّهٗ لَعَلَّمَهُ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَاۗ یعنی اے یہودیو! عیسیٰ کے ساتھ تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ قیامت کیا چیز ہے۔ اُس کے مثل تمہیں دی جائے گی یعنی مَثَلًا لِّیَسَّیۡ اِسْرَآءِیۡلَۗ وہ قیامت تمہارے پر آئے گی اس میں شک نہ کرو۔ صاف ظاہر ہے کہ قیامت حقیقی جواب تک نہیں آئی اُس کی نسبت غیر موزوں تھا کہ خدا کہتا کہ اس قیامت میں شک نہ کرو اور تم اُس کو دیکھو گے۔ اُس زمانہ کے یہودی تو سب مر گئے اور آنے والی قیامت انہوں نے نہیں دیکھی۔ کیا خدا نے جھوٹ بولا۔ ہاں طیطوس رومی والی قیامت دیکھی۔ سو قیامت سے مراد وہی قیامت ہے جو حضرت مسیح کے زمانہ میں طیطوس رومی کے ہاتھ سے یہودیوں کو دیکھنی پڑی اور پھر طاعون کے ذریعہ سے اُس کو دیکھ لیا۔ یہ خدا کی کتابوں میں پُرانا وعدہ عذاب کا چلا آتا تھا جس کا بائبل میں جا بجا ذکر پایا جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس کے لئے خاص آیت نازل ہوئی۔ یہی وعدہ قرآن شریف اور پہلی کتابوں میں موجود ہے اور اسی سے یہودیوں کو تشبیہ ہوئی ورنہ دور کی قیامت سے کون ڈرتا ہے۔ کیا اس وقت کے مولوی اُس قیامت سے ڈرتے ہیں ہرگز نہیں اور جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ یہ لفظ ساعة کا کچھ قیامت سے خاص نہیں اور نہ قرآن نے اس کو قیامت سے خاص رکھا ہے۔ افسوس کہ نیم ملّا جن کی عاقبت خراب ہے اپنی جہالت سے ایسے معنے کر لیتے ہیں جن سے اصل مطلب فوت ہو جاتا ہے۔ آخری قیامت سے یہودیوں کو کیا خوف تھا مگر قریب کے عذاب کی پیشگوئی بے شک ان کے دلوں پر اثر ڈالتی تھی۔



افسوس کہ سادہ لوح حجرہ نشین مولویوں کی نظر محدود ہے ان کو معلوم نہیں کہ پہلی کتابوں میں اسی ساعت کا وعدہ تھا جو طیطوس کے وقت یہودیوں پر وارد ہوئی اور قرآن شریف صاف کہتا ہے کہ عیسیٰ کی زبان پر اُن پر لعنت پڑی اور عذاب عظیم کے واقعہ کو **ساعة** کے لفظ سے بیان کرنا نہ صرف قرآن شریف کا محاورہ ہے بلکہ یہی محاورہ پہلی آسمانی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور بکثرت پایا جاتا ہے۔ پس نہ معلوم ان سادہ لوح مولویوں نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ **ساعة** کا لفظ ہمیشہ قیامت پر ہی بولا جاتا ہے۔ افسوس یہ لوگ حیوانات کی طرح ہو گئے۔ قدم قدم پر اپنی غلطیوں سے ذلت اُٹھاتے ہیں پھر غلطیوں کو نہیں چھوڑتے کیا غلطیوں کی کوئی حد بھی ہے۔ قرآن کے منشا کو ہرگز یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ آسمان پر تو حضرت عیسیٰ کو مع جسم چڑھا دیا مگر جو الزام یہودیوں کا تھا اُس کا کچھ جواب نہ دیا۔ خدا جو فرماتا ہے کہ یہود کہتے تھے **إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ** اور جواب دیتا ہے کہ نہیں بلکہ ہم نے اُس کو اُٹھالیا یہ کس بات کا رد ہے کیا صرف قتل کا۔

سو سنو کہ یہودیوں کا بار بار یہ شور مچانا کہ ہم نے عیسیٰ کو صلیب کے ذریعہ سے مار دیا۔ اُن کا اس سے یہ مطلب تھا کہ وہ ملعون ہے اور اُس کی روح موسیٰ اور آدم کی طرح خدا کی طرف نہیں اُٹھائی گئی۔ پس خدا کا جواب یہ چاہیے تھا کہ نہیں درحقیقت اُس کی روح کا رفع ہوا۔ جسم کا آسمان پر اُٹھانا یا نہ اُٹھانا متنازعہ فیہ امر نہ تھا۔ پس نعوذ باللہ خدا کی یہ خوب سمجھ ہے کہ انکار تو روح کے رفع سے ہے جو خدا کی طرف ہوتا ہے مگر خدا اس اعتراض کا یہ جواب دیتا ہے کہ میں نے عیسیٰ کو زندہ بجسمِ معصومی دوسرے آسمان پر بٹھا دیا۔ خوب جواب ہے اور ابھی مرنا اور قبض روح ہونا باقی ہے۔ خدا جانے بعد اس کے رفع روحانی ہو یا نہ ہو جو اصل جھگڑے کی بات ہے۔

﴿۲۳﴾

ایسا ہی یہ لوگ عقل کے پورے میری بعض پیشگوئیوں کا جھوٹا نکلنا اپنے ہی دل سے فرض کر کے یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ جب بعض پیشگوئیاں جھوٹی ہیں یا اجتہادی غلطی ہے تو پھر مسیحیت کے دعویٰ کا کیا اعتبار شاید وہ بھی غلط ہو۔ اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ **لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ** اور مولوی ثناء اللہ نے موضع مد میں بحث کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں اس لئے ہم اُن کو

مدعو کرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان میں آویں اور تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کریں اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کی رو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سو روپیہ ان کی نذر کریں گے ورنہ ایک خاص تمنعہ لعنت کا ان کے گلے میں رہے گا اور ہم آمد و رفت کا خرچ بھی دیں گے اور کل پیشگوئیوں کی پڑتال کرنی ہوگی تا آئندہ کوئی جھگڑا باقی نہ رہ جاوے۔ اور اسی شرط سے روپیہ ملے گا اور ثبوت ہمارے ذمہ ہوگا۔

یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئیوں میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا وہ سب ان کی نذر ہوگا جس حالت میں دودو آنہ کے لئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن یا وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لئے پابندی شرائط مذکورہ جس میں بشر ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔ قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اُس لاف و گداف پر جو انہوں نے موضع مد میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقُفُّ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۗ مگر انہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایمان داری ہے۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے۔ ﴿۲۳﴾

اور بعض کا یہ خیال ہے کہ اگر کسی الہام کے سمجھنے کے غلطی ہو جائے تو امان اٹھ جاتا ہے اور شک پڑ جاتا ہے کہ شاید اس نبی یا رسول یا محدث نے اپنے دعویٰ میں بھی دھوکا کھایا ہو۔

یہ خیال سراسر سفسطہ ہے اور جو لوگ نیم سودائی ہوتے ہیں وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں اور اگر اُن کا یہی اعتقاد ہے تو تمام نبیوں کی نبوت سے اُن کو ہاتھ دھو بیٹھنا چاہیے کیونکہ کوئی نبی نہیں جس نے کبھی نہ کبھی اپنے اجتہاد میں غلطی نہ کھائی ہو مثلاً حضرت مسیح جو خدا بنائے گئے اُن کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔ مثلاً یہ دعویٰ کہ مجھے داؤد کا تخت ملے گا بجز اس کے ایسے دعویٰ کے کیا معنی تھے کہ کسی جمل الہام پر بھروسہ کر کے اُن کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں بادشاہ بن جاؤں گا داؤد کی اولاد سے تو تھے ہی اور یگفتن شہزادہ۔ اس فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو تخت اور بادشاہت کی بہت خواہش تھی اور اس طرف یہود بھی منتظر تھے کہ کوئی اُن میں سے پیدا ہو کہ تا اُن کی دوبارہ بادشاہت قائم کرے اور رومیوں کی اطاعت سے اُن کو چھڑا دے۔

سودر حقیقت ایسا دعویٰ کہ داؤد کا تخت پھر قائم ہوگا یہودیوں کی عین مراد تھی اور ابتدا میں اس بات سے خوش ہو کر بہت سے یہودی آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے مگر بعد اس کے کچھ ایسے اتفاق پیش آئے کہ یہودیوں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص اس بخت اور قسمت کا آدمی نہیں اس لئے ان سے علیحدہ ہو گئے اور بعض شریر آدمیوں نے گورنمنٹ رومی کے گورنر کے پاس بھی یہ خبر پہنچادی کہ یہ شخص داؤد کے تخت کا دعویٰ دار ہے۔ تب حضرت مسیح نے فی الفور پہلو بدل لیا اور فرمایا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے زمین کی نہیں مگر یہودی اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ اگر آسمانی بادشاہت تھی تو آپ نے حواریوں کو یہ حکم کیوں دیا تھا کہ کپڑے بچ کر ہتھیار خرید لو۔ پس اس میں شک نہیں کہ حضرت مسیح کے اجتہاد میں غلطی تھی اور ممکن ہے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہو جس کے بعد آپ نے رجوع کر لیا کیونکہ انبیاء غلطی پر قائم نہیں رکھے جاتے۔ اور میں نے شیطانی وسوسہ محض انجیل کی تحریر سے کہا ہے کیونکہ انجیل سے ثابت ہے کہ کبھی کبھی آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے <sup>☆</sup> مگر آپ اُن الہامات کو رد کر دیتے تھے اور خدا تعالیٰ مس شیطان سے آپ کو بچا لیتا تھا جیسا کہ اسلام کی حدیثوں میں آپ کی یہ صفات لکھی ہیں اور آپ ہمیشہ محفوظ رہے۔ کبھی آپ نے شیطان کی پیروی نہیں کی۔

☆ نوٹ۔ جرمن کے تین پادریوں نے شیطان کے مکالمہ کے جس کا انجیل میں ذکر ہے یہی معنی کئے ہیں۔ منہ

ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ عورت پر آپ عاشق ہو گئے تھے لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں ☆ آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ ہاں آپ نے اجتہادی غلطی سے داؤد کے تخت کی تمنا کی تھی مگر وہ تمنا پوری نہ ہوئی اور مطابق مثل مشہور کہ بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک۔ آپ تو داؤد کے تخت سے محروم رہے مگر وہ برگزیدہ خدا سید المرسل جس نے دنیا کی بادشاہت سے منہ پھیر کر کہا تھا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِي یعنی فقر میرا فخر ہے اُس کو خدا نے بادشاہت دے دی۔ اُس نے کہا تھا کہ میں ایک دن فاقہ چاہتا ہوں اور ایک دن روٹی مگر خدا نے اُس کو فقر و فاقہ سے بچایا۔ یہ خاص فضل ہے۔

حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اس کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔ غرض ان باتوں سے نبوت میں کچھ خلل نہیں آیا۔ نبی کے ساتھ صد ہا انوار ہوتے ہیں جن سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور جن سے اُس کے دعویٰ کی سچائی کھلتی ہے۔ پس اگر کوئی اجتہاد غلط ہو تو اصل دعویٰ میں کچھ فرق نہیں آتا مثلاً آنکھ اگر دور کے فاصلہ سے انسان کو پیل تصور کرے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنکھ کا وجود بے فائدہ ہے یا اُس کی رویت قابل اعتبار نہیں۔ پس نبی کے لئے اُس کے دعویٰ اور تعلیم کی ایسی مثال ہے جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور اُن میں غلطی نہیں کرتی۔ اور بعض اجتہادی امور میں غلطی کی ایسی مثال ہے جیسے دور دراز کی چیزوں کو آنکھ دیکھتی ہے تو کبھی ان کی تشخیص میں غلطی کر جاتی ہے۔ اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کو جو یہودیوں کی بھلائی کے لئے اپنی بادشاہت کا خیال تھا۔ اس لئے بموجب آیت کریمہ اَلَا اِذَا تَمَنَّيَ الْاَقْبَى الشَّيْطٰنُ فِيْ اٰمِنِيَّتِهٖ ۱ شیطان نے آپ کو دھوکا دیا اور داؤد کے تخت کا لالچ دل میں ڈال دیا

☆ نوٹ: عیسائی بھی ایسی بکواس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کرتے ہیں اور حضرت موسیٰ پر بھی ایک مرتبہ ایسا ہی الزام لگایا گیا تھا۔ منہ

مگر چونکہ مقرب اور خدا کے پیارے تھے اس لئے وہ شیطانی وسوسے قائم نہ رہ سکے اور جلد آپ نے سمجھ لیا کہ میری آسمان کی بادشاہت ہے نہ زمین کی۔

غرض حضرت مسیح کا یہ اجتہاد غلط نکلا۔ اصل وحی صحیح ہوگی مگر سمجھنے میں غلطی کھائی۔ افسوس ہے کہ جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اجتہادات میں غلطیاں ہیں اُس کی نظیر کسی نبی میں بھی پائی نہیں جاتی۔ شاید خدائی کے لئے یہ بھی ایک شرط ہوگی مگر کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کے بہت سے غلط اجتہادوں اور غلط پیشگوئیوں کی وجہ سے اُن کی پیغمبری مشتبہ ہوگئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اصل بات یہ

﴿۲۶﴾

ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اُس کی نبوت کے بارے میں بٹھایا جاتا ہے وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اُٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور پھر بعض دوسری جزئیات میں اگر اجتہاد کی غلطی ہو بھی تو وہ اس یقین کو مضرب نہیں ہوتی جیسا کہ جو چیزیں انسان کے نزدیک لائی جائیں اور آنکھوں کے قریب کی جائیں تو انسان کی آنکھ اُن کے پہچاننے میں غلطی نہیں کھاتی اور قطعاً حکم دیتی ہے کہ یہ فلاں چیز ہے اور اس مقدار کی ہے اور وہ حکم صحیح ہوتا ہے اور ایسی رویت کی شہادت کو عدالتیں قبول کرتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی چیز قریب نہ لائی جائے اور مثلاً نصف میل یا پاؤں میل سے کسی انسان کو پوچھا جائے کہ وہ سفید شے کیا چیز ہے تو ممکن ہے کہ ایک سفید کپڑے والے انسان کو ایک سفید گھوڑا خیال کرے یا ایک سفید گھوڑے کو انسان سمجھ لے۔ پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو اُن کے دعویٰ کے متعلق اور اُن کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا لیکن بعض جزوی امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے اُن کو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے اور اُن میں کچھ تواتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی اُن کی تشخیص میں دھوکا بھی کھالیتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی پیشگوئیوں میں دھوکے کھائے وہ اسی رنگ میں کھائے تھے مگر نبوت کے دعوے میں اُنہوں نے دھوکا نہیں کھایا

کیونکہ وہ حقیقت نبوت قریب سے اُن کو دکھائی گئی اور بار بار دکھائی گئی۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کو یہ بھی ایک دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ متناقض حدیثوں کو ہر ایک کے سامنے پیش کر دیتے ہیں یہی دھوکا اُن کے بزرگ مولوی محمد حسین صاحب کو لگا ہوا ہے۔ اور ہر ایک مقام میں جب حیات مہمات حضرت عیسیٰ کے متعلق کوئی ذکر آوے تو جھٹ حدیثوں کا ایک ڈھیر پیش کر دیتے ہیں کہ دیکھو صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ سنن ابن ماجہ۔ سنن ابی داؤد۔ سنن نسائی۔ مسند امام احمد۔ طبرانی۔ معجم کبیر۔ نعیم ابن حماد۔ مستدرک حاکم۔ صحیح ابن خزیمہ۔ نوادر الاصول ترمذی۔ ابوداؤد طیالسی۔ احمد۔ مسند الفردوس۔ ابن عساکر۔ کتاب الوفا ابن جوزی۔ شرح السنہ بغوی۔ ابن جریر۔ بیہقی۔ اخبار المہدی۔ مسند ابی یعلیٰ وغیرہ کتب حدیث۔ ان میں یہی لکھا ہے کہ عیسیٰ نازل ہوگا گو بیت المقدس میں یا دمشق میں یا اقیق میں یا مسلمانوں کے لشکر میں اس کا کوئی فیصلہ نہیں اور یہ ہوا ہے جو آج کل پیش کیا جاتا ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ بعض ان کتابوں میں سے ایسی نایاب ہیں کہ ان حضرات کے باپ نے بھی نہیں دیکھی ہوں گی مگر ان کے نام سنا دیتے ہیں تاکم سے کم یہی سمجھا جائے کہ بڑے مولوی صاحب ہیں جو اتنی کتابیں جانتے ہیں۔ افسوس یہ لوگ خیانت پیشہ ہیں ہم تو اب یہود کا نام لینے سے بھی شرمندہ ہیں کیونکہ اسلام میں ہی ایسے یہودی موجود ہیں۔

ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب نے سرکار انگریزی کو مہدی کے بارے میں ایک کتاب پیش کر کے خوش کر دیا ہے جس میں لکھا ہے کہ مہدی کے بارے میں کوئی حدیث صحیح ثابت نہیں ہوئی اور زمین کا انعام بھی پایا ہے۔ معلوم نہیں کہ کس صلہ میں مگر خدمت تو یہی ہے کہ مہدی کے وجود پر قلم نسخ پھیر دیا ہے۔ اب بتلاؤ آسمان سے مسیح کس کے لشکر میں اترے گا جبکہ مہدی ندارد ہے۔ اس قدر کتابیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے وہ تو اسی غرض سے پیش کی جاتی ہیں کہ مہدی کی مدد کے لئے مسیح آئے گا۔ اب جب مہدی کا ہی وجود نہیں تو کیوں آئے گا۔ خلیفہ تو قریش میں سے ہونا چاہیے سو وہ تو نہ رہا۔

دیکھو ہم انصاف سے کہتے ہیں کہ متذکرہ بالا کتابوں میں جو حدیثیں ہیں ان کی دو ٹائٹلیں تھیں ایک ٹانگ مہدی والی سو وہ مولوی محمد حسین صاحب نے توڑ دی۔ اب دوسری ٹانگ مسیح کے آسمان سے اترنے کی ہم توڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ دو جڑوں میں سے جب ایک جڑ باطل ہو جائے تو وہ اس بات کی مستلزم ہوئی کہ دوسرا جُز بھی باطل ہے۔ عیسیٰ کے لئے تو خلافت مسلم نہیں کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں۔ اور مہدی کا تو خود مولوی صاحب نے خاتمہ کر دیا۔ تو پھر عیسیٰ کو دوبارہ زمین پر آنے کی کیوں تکلیف دی جائے۔ اُن کو دو ہزار برس سے بیکار رہنے کی عادت ہے اور طبیعت آرام طلب۔ اب خواہ مخواہ پھر تکلیف دینا نامناسب ہے۔

علاوہ اس کے ان حدیثوں کے درمیان اس قدر تناقض ہے کہ اگر ایک حدیث کے برخلاف دوسری حدیث تلاش کرو تو فی الفور مل جائے گی۔ پس اس سے قرآن شریف کے پیمانے کو چھوڑنا اور ایسی متناقض حدیثوں کے لئے ایمان ضائع کرنا کسی ابلہ کا کام ہے نہ عقلمند کا۔

پھر یہ بھی سوچو کہ اگر قرآن کے مخالف ہو کر حدیثیں کچھ چیز ہیں تو نماز کی حدیثوں کو تو سب سے زیادہ وقعت ہونی چاہیے تھی اور تو اتر کے رنگ میں وہ ہونی چاہئے تھیں مگر وہ بھی آپ لوگوں کے تنازع اور تفرقہ سے خالی نہیں ہیں۔ یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ہاتھ کہاں باندھنے چاہئیں اور رفع یدین اور عدم رفع اور فاتحہ خلف امام اور آمین بالجہر وغیرہ کے جھگڑے بھی اب تک ختم ہونے میں نہیں آئے اور بعض بعض کی حدیثوں کو روڈ کر رہے ہیں۔ اگر ایک وہابی حنفیوں کی مسجد میں جا کر رفع یدین کرے اور امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے اور سینہ پر ہاتھ باندھے اور آمین بالجہر کرے تو گو اس عمل کی تائید میں چار سو صحیح حدیث سناوے تب بھی وہ ضرور مار کھا کر آئے گا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدا سے ہی حدیثوں کو بہت عظمت نہیں دی گئی اور امام اعظم جو امام بخاری سے پہلے گزر چکے ہیں بخاری کی حدیثوں کی کچھ پروا نہیں کرتے اور اُن کا زمانہ اقرب تھا چاہیے تھا کہ وہ حدیثیں اُن کو پہنچتیں اس لئے مناسب ہے کہ حدیث کے لئے قرآن کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ ایمان ہاتھ سے جائے گا۔ إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ

الْحَقِّ شَيْئًا ۱ پھر اگر حکم کا فیصلہ بھی نہ مانا جائے تو پھر وہ حکم کس چیز کا۔

ماسوا اس کے اگر نہایت ہی نرمی کریں تو ان حدیثوں کو ظن کا مرتبہ دے سکتے ہیں اور یہی محدثین کا مذہب ہے اور ظن وہ ہے جس کے ساتھ کذب کا احتمال لگا ہوا ہے۔ پھر ایمان کی بنیاد محض ظن پر رکھنا اور خدا کے قطعی یقینی کلام کو پس پشت ڈال دینا کون سی عقلمندی اور ایمانداری ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ تمام حدیثوں کو ردی کی طرح پھینک دو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ان میں سے وہ قبول کرو جو قرآن کے منافی اور معارض نہ ہوں تا ہلاک نہ ہو جاؤ۔ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ عیسیٰ کی عمر دو ہزار برس یا تین ہزار برس ہوگی بلکہ ایک سو بیس برس کی عمر لکھی ہے اب بتلاؤ کیا ایک سو بیس برس اب تک ختم ہوئے یا نہیں۔ کسی حدیث مرفوع متصل میں یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ چھت پھاڑ کر آسمان پر چڑھ گئے تھے اور لعنتی بنانے کے لئے ان کا کوئی حواری یا کوئی دشمن مقرر کیا گیا تھا اگر حواری تھا تو بوجہ صلیب تو ریت کی رو سے ایک ایماندار کو ملعون بنا یا گیا کیا یہ فعل شنیع خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ اور اگر کوئی اور یہودی تھا تو وہ صلیب کے وقت چپ کیوں رہا اور کیا اُس کی بیوی اور دوسرے رشتہ دار مر گئے تھے اور کیا وہ گُنگا تھا جو اپنی بریت کے لئے تسلی نہ کر سکا۔

ماسوا اس کے مولوی محمد حسین صاحب جو موحدین کے ایڈوکیٹ کہلاتے ہیں اپنے اشاعت السنۃ میں جس میں انہوں نے براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو بذریعہ کشف کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری ہوتی ہے وہ محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہو سکتے بعض حدیثیں جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں وہ اپنے کشف کے رو سے ان کو موضوع قرار دیتے ہیں اور بعض حدیثیں جو محدثین کے نزدیک موضوع ہیں وہ ان کی نسبت اپنے کشف کی شہادت سے صحت کا یقین رکھتے ہیں۔ پس جبکہ یہ بات ہے تو پھر وہ جو مسیح موعود اور حکم ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیوں مولوی صاحب اس پر اس قدر ناراض ہیں کہ اُس کا کشف دوسروں کے کشف کے برابر بھی نہیں مانتے حالانکہ وہ قرآن کے مطابق ہے۔



جب قرآن اور کشف کا تظار ہو گیا بلکہ بعض حدیثوں نے بھی اس کی تائید کی تو پھر تو اس کے قول کو قبول کرنا چاہیے ورنہ مسیح موعود کا نام حکم رکھنا کیا فائدہ۔

بعض چالاک مولوی کہتے ہیں کہ اگر کوئی آسمان سے بھی اترے اور یہ کہے کہ فلاں فلاں حدیث جو تم مانتے ہو صحیح نہیں ہے تو ہم کبھی قبول نہ کریں گے اور اُس کے منہ پر طمانچہ ماریں گے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں حضرات آپ کے وجود پر یہی اُمید ہے۔ مگر ہم بادب عرض کرتے ہیں کہ پھر وہ حکم کا لفظ جو مسیح موعود کی نسبت صحیح بخاری میں آیا ہے اُس کے ذرہ معنی تو کریں ہم تو اب تک یہی سمجھتے تھے کہ حکم اُس کو کہتے ہیں کہ اختلاف رفع کرنے کے لئے اُس کا حکم قبول کیا جائے اور اُس کا فیصلہ گو وہ ہزار حدیث کو بھی موضوع قرار دے ناطق سمجھا جائے جو شخص خدا کی طرف سے آئے گا وہ آپ کے طمانچے کھانے کو تو نہیں آئے گا خدا تعالیٰ اُس کے لئے خود راہ نکال دے گا۔ جس شخص کو خدا نے کشف اور الہام عطا کیا اور بڑے بڑے نشان اُس کے ہاتھ پر ظاہر فرمائے اور قرآن کے مطابق ایک راہ اُس کو دکھلا دی تو پھر وہ بعض ظنی حدیثوں کے لئے اس روشن اور یقینی راہ کو کیوں چھوڑے گا اور کیا اُس پر واجب نہیں ہے کہ جو کچھ خدا نے اُس کو دیا ہے اُس پر عمل کرے اور اگر خدا کی پاک وحی سے حدیثوں کا کوئی مضمون مخالف پاوے اور اپنی وحی کو قرآن سے مطابق پاوے اور بعض حدیثوں کو بھی اُس کی مؤید دیکھے تو ایسی حدیثوں کو چھوڑ دے اور اُن حدیثوں کو قبول کرے جو قرآن کے مطابق ہیں اور اُس کی وحی کے مخالف نہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ ایڈوکیٹ صاحب کس قسم کی طبیعت رکھتے ہیں کہ یہ تو آپ مانتے ہیں کہ پہلے اولیاء ایسے گزرے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے صحیح حدیث کو غلط ٹھہراتے اور غلط کو صحیح ٹھہراتے تھے مگر آپ کو شرم آتی ہے کہ یہ مرتبہ مسیح موعود کو بھی جو حکم ہے عنایت کریں اور تعجب کہ آپ کے پیرو کس قسم کے ہیں کہ اُن کو یہ نہیں پوچھتے کہ دوسرے اولیاء کے تو یہ اختیارات ہیں پھر حکم کو ان اختلافات کی وجہ سے کیوں کافر ٹھہراتے ہو اور کیوں خدا سے نہیں ڈرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ پیرانہ سالی کی وجہ سے مولوی محمد حسین صاحب کے حافظہ پر کیسے پتھر پڑ گئے یا نہ رہا کہ

اشاعت السنہ میں کیا لکھا ہے اور اب کیا کہتے ہیں۔ صاحب من اقرار کے بعد کوئی قاضی انکار نہیں سن سکتا۔ آپ تو اقرار کر چکے ہیں کہ اہل کشف اور مکالمات کا مقام بلند ہے ان کے لئے ضروری نہیں ہے کہ خواہ مخواہ محدثین کی تنقید کی اطاعت کریں بلکہ محدثین نے تو مردوں سے روایت کی ہے اور اہل کشف زندہ حسی و قیوم سے سنتے ہیں۔ پس آپ کا اُس شخص کی نسبت کیا گمان ہے جس کا نام حکم رکھا گیا ہے۔ کیا یہ مرتبہ اُس کو حاصل نہیں جو آپ دوسروں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

پھر مولوی ثناء اللہ صاحب کہتے ہیں کہ آپ کو مسیح موعود کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر وہ حدیثوں سے ہی لیا گیا پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں یہ سادہ لوح یا تو افترا سے ایسا کہتے ہیں اور یا محض حماقت سے اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم رڈی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود بھی نہ ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا۔ ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن کریم کو پیش کیا ہے چنانچہ تم براہین احمدیہ میں دیکھو گے کہ اس دعویٰ کے متعلق کوئی حدیث بیان نہیں کی گئی۔ جا بجا خدا تعالیٰ نے میری وحی میں قرآن کو پیش کیا ہے۔

میں اب خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ مولوی ثناء اللہ صاحب نے مباحثہ موضع مد میں فریب دہی کے طور پر اعتراض پیش کئے تھے سب کا کافی جواب ہو چکا ہے۔ ہاں یاد آیا ایک یہ بھی خیال انہوں نے پیش کیا تھا کہ جو کسوف خسوف کی حدیث مہدی کے ظہور کی علامت ہے جو دارقطنی اور کتاب اکمال الدین میں موجود ہے۔ اس میں قمر کا خسوف تیرہ تاریخ سے پہلے کسی ایسی تاریخ میں ہوگا جس میں چاند کو قمر کہہ سکتے ہوں۔ پس یاد رہے کہ یہ بھی یہودیوں کی مانند تحریف ہے۔ خدا نے قمر کے خسوف کے لئے اپنی سنت کے موافق تین راتیں مقرر کر رکھی

ہیں اور ایسا ہی شمس کے لئے تین دن مقرر ہیں اور حدیث میں صریح ذکر ہے کہ اُس زمانہ میں جب مہدی پیدا ہوگا قمر کا خسوف اُس کی پہلی رات میں ہوگا جو قانون قدرت میں اُس کے خسوف کے لئے مقرر ہے اور سورج کا خسوف اُس کے بیچ کے دن میں ہوگا جو اُس کے خسوف کے لئے سنت اللہ میں مقرر ہے۔ اس سیدھے معنی کو چھوڑنا اور دوسری طرف بہکے پھرنا اگر بدبختی نہیں تو اور کیا ہے۔

علاوہ اس کے عرب کے نزدیک وہ رات جس میں ہلال کو قمر کہا جاتا ہے کوئی مخصوص رات نہیں جس میں اختلاف نہ ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ایک رات ہلال رہتا ہے۔ دوسری رات قمر شروع ہو جاتا ہے۔ بعض تیسری رات کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک سات رات تک ہلال ہی ہے۔ پس اس صورت میں پیشگوئی کے ظہور کے لئے کوئی خاص رات معین نہیں رہتی۔

﴿۳۲﴾ اور یہ کہنا کہ سنت اللہ کے موافق خسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دوسرا شریک نہ ہو۔

پس حدیث میں یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ سچا مہدی دعویٰ کرے گا تو اُس زمانہ میں قمر رمضان کے مہینہ میں اپنے خسوف کی پہلی رات میں مخسف ہوگا اور ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہ آیا ہوگا اور کسی جھوٹے

مہدی کے وقت رمضان کے مہینہ میں اور ان تاریخوں میں کبھی خسوف کسوف نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو اس کو پیش کرو ورنہ جبکہ یہ صورت اپنی ہیئت مجموعی کے لحاظ سے خود خارق عادت ہے تو کیا حاجت کہ سنت اللہ کے برخلاف کوئی اور معنی کئے جائیں۔ غرض تو ایک علامت کا بتلانا تھا سو وہ متحقق ہوگئی اگر متحقق نہیں تو اس واقعہ کی صفحہ تاریخ میں کوئی نظیر تو پیش کرو اور یاد رہے کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔

## اردو نظم

دل میں آتا ہے مرے سو سو ابال  
کیوں دلوں پر اس قدر یہ گرد ہے  
کس بیاباں میں نکالوں یہ بخار  
مر گئے ہم پر نہیں تم کو خبر  
کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے  
چپ رہے کب تک خداوند غیور  
شرک و بدعت سے جہاں پامال ہے  
افترا کی کب تک بنیاد ہے  
اک جہاں کو لارہا ہے میرے پاس  
لعنتی کو کب ملے یہ سروری

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال  
آنکھ تر ہے دل میں میرے درد ہے  
دل ہوا جاتا ہے ہر دم بے قرار  
ہو گئے ہم درد سے زیر و زبر  
آسمان پر غافلو اک جوش ہے  
ہو گیا دیں کفر کے حملوں سے چور  
اس صدی کا بیسواں اب سال ہے  
بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے  
وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس  
لعنتی ہوتا ہے مرد مفتری

﴿ ۳۳ ﴾

ایک اور بات رہ گئی جس کا بیان کرنا لازم ہے اور وہ یہ کہ مد کے مباحثہ میں جب ہمارے مخلص دوست سید محمد سرور شاہ صاحب نے اعجاز المسیح کو جو میری عربی کتاب ہے بطور نشان کے پیش کیا کہ یہ ایک معجزہ ہے اور اس کی نظیر پر مخالف قادر نہیں ہوئے تو مولوی ثناء اللہ صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی کا حوالہ دے کر کہا کہ انہوں نے اعجاز المسیح کی غلطیوں کے بارے میں ایک لمبی فہرست تیار کی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ تیار کی ہوگی مگر وہ ایسی ہی فہرست ہوگی جیسا کہ پہلے مولوی صاحب موصوف نے میرے ایک فقرے پر اعتراض کیا تھا۔ کہ عجب کا لام صلہ نہیں آتا۔ اور اس پر بہت زور دیا تھا اور جب اُن کو کئی قدیم استادوں اور جاہلیت کے شاعروں کے شعر بلکہ بعض حدیثیں دکھائی گئیں جن میں لام صلہ آیا تھا تو پھر مولوی صاحب چاہندامت میں ایسے غرق ہو گئے کہ کوئی ان کا ادیب رفیق بھی اس کنوئیں سے اُن کو نکال نہ سکا۔ یہ اُنہیں دنوں کی بات ہے جب مولوی صاحب کی ذلت کے لئے پیشگوئی کی گئی تھی اور اشتہار میں لکھا گیا تھا کہ وہ پیشگوئی دو طور سے پوری ہوئی۔

**اول** یہ کہ مولوی صاحب کی منافقانہ عادت ثابت ہو گئی کہ گورنمنٹ کو تو یہ تسلی دیتے ہیں کہ مہدی کچھ چیز نہیں تمام حدیثیں مجروح ہیں قابل اعتبار نہیں کیسا مہدی اور کیسا وہ مسیح جو آسمان سے اُس کی مدد کے لئے آئے گا۔ سب باتیں بے اصل ہیں اور ان باتوں کو پیش کر کے بڑے انعام کے خواہشمند معلوم ہوتے ہیں اور اگر وہ دل سے ایسے مہدی اور ایسے مجاہد عیسیٰ کا انکار کرتے تو ہم بھی ان پر بہت خوش ہوتے کیونکہ سچ بولنے والا عزت کے لائق ہوتا ہے اور اس صورت میں اگر گورنمنٹ نہ صرف لالچور میں کچھ زمین بلکہ بٹالہ اس کو جاگیر میں دے دیتی تو بھی ان کا حق تھا لیکن ہم اس پر راضی نہیں ہیں اور ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص محض نفاق کے طور پر گورنمنٹ کے آگے مہدی کی ضعیف اور مجروح حدیثوں کی ایک فہرست پیش کر کے یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ مسلمان ایسے مہدی اور ایسے عیسیٰ کے منتظر نہیں ہیں جو عیسائیوں کے ساتھ لڑے گا اور یہ یقین دلاتا ہے کہ میرا تو یہی عقیدہ ہے کہ کوئی ایسا مہدی نہیں

آئے گا جو خونریزی سے قیامت برپا کر دے گا۔ اور نہ ایسا کوئی مسیح جو آسمان سے اتر کر اُس کا ہاتھ بٹائے گا۔ اور پھر پوشیدہ طور پر اپنی قوم کو یہ کہتا ہے کہ ایسے مہدی سے انکار کرنا کفر ہے۔ اور عجیب تر یہ کہ ان کارروائیوں سے اُس کی عزت میں کچھ فرق نہیں آیا اور نہ اُس کے پیروؤں کی کچھ عزت بگڑی۔

غرض یہی ذلت تھی جو مولوی محمد حسین صاحب کے نصیب ہوئی جس میں جعفر زٹلی وغیرہ اُن کے پیرو حصہ دار ہیں چاہے بے حیائی سے محسوس کریں یا نہ کریں۔ اور دوسری ذلت علمی رنگ میں اُن کو نصیب ہوئی کہ ناحق لوگوں میں شور مچایا کہ عجب کا صلہ ہرگز لام نہیں آتا بڑی غلطی کی ہے لیکن مولوی ثناء اللہ کا ارادہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیا ذلتیں ہیں کوئی اور ذلت ہونی چاہیے تھی اور کہتے ہیں کہ اُن کو تو زمین مل گئی حالانکہ یہی زمین تو اُن کی ذلت کی گواہ ہے اور دورنگی پر شاہد ناطق جب تک وہ زمین اُن کے ہاتھ میں ہے یہ دورنگی بھی اُس زمین کا ایک پھل متصور ہوگا۔ یا یوں سمجھ لو کہ زمین اُس کا پھل ہے اور تم تحقیق کرو کہ یہ تمام کامیابی ایک منافقانہ کارروائی کا نتیجہ ہے ان لوگوں کے مخفی اعتقاد اگر دیکھنے ہوں تو صدیق حسن کی کتابیں دیکھنی چاہئیں جن میں وہ نعوذ باللہ ملکہ معظمہ کو بھی مہدی کے سامنے پیش کرتا ہے اور نہایت بُرے اور گستاخی کے الفاظ سے یاد کرتا ہے جن کو ہم کسی طرح اس جگہ نقل نہیں کر سکتے جو چاہے ان کتابوں کو دیکھ لے یہ وہی صدیق حسن ہے جس کو محمد حسین نے مجدد بنایا ہوا تھا۔ بھلا کیوں کر اور کس طور سے اپنے مجدد کی رائے سے اُن کی رائے الگ ہو سکتی ہے ہرگز نہیں۔ یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے مٹایا جائے اور ایسے خونریز مہدی اور خونریز مسیح سے انکار کیا جائے لیکن کاش اگر دل کی سچائی سے مولوی محمد حسین صاحب یہ باتیں گورنمنٹ کے سامنے پیش کرتے تو بلاشبہ ہماری نظر میں بھی قابل تحسین ٹھہرتے مگر اب اُن کی مناقض کتابیں جو گورنمنٹ کے سامنے

کچھ بیان ہیں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ اندرون حجرے کچھ بیان یہ اُن کے منافقانہ طریق کو ثابت کر رہی ہیں اور منافق خدا کے نزدیک بھی ذلیل ہوتا ہے اور مخلوق کے نزدیک بھی۔ یہ لوگ درحقیقت مشکلات میں ہیں ان کے تو کئی عقیدے گورنمنٹ کے مصالح کے برخلاف ہیں۔ اب اگر منافقانہ طریق اختیار نہ کریں تو کیا کریں۔

﴿۳۵﴾

غرض مولوی محمد حسین صاحب کی عربی دانی کے ہم آج سے قائل نہیں بلکہ اُسی وقت سے ہم قائل ہیں جب اُنہوں نے فرمایا تھا کہ عجب کا صلہ ہرگز لام نہیں آتا ایسے مہجر فاضل نے اگر اعجاز المسیح کی غلطیوں کی ایک لمبی فہرست تیار کی ہو تو ہمیں اس سے کب انکار ہے ضرور تیار کی ہوگی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو معلوم ہوگا کہ پہلا نشانہ عربی کے مقابلہ کا یہی فاضل صاحب ہیں جن کو میں نے لکھا تھا کہ فی غلطی ہم آپ کو پانچ روپیہ انعام دے سکتے ہیں بشرطیکہ اول آپ اپنا عربی دان ہونا ثابت کر دیں اور وہ اس طرح پر کہ میرے زانو بزانو بیٹھ کر کسی آیت کی تفسیر ایک جزویا دو جزو تک عربی فصیح میں لکھیں پھر بعد اس کے آپ کی طرف سے کوئی آواز نہیں آئی۔ ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے کہ غلطی نکالنا اُس شخص کا حق ہے جو اول لیاقت اپنی ثابت کرے ورنہ صرف بکو اس ہے۔ اگر مثلاً کوئی شخص فن عمارت سے جاہل محض ہو اور یہ کہتا پھرے کہ اس ملک کے معمار اپنے کام میں غلطی کرتے ہیں تو کیا وہ اس لائق نہیں ہوگا کہ اُس کو کہا جائے کہ اے نادان تو تو ایک اینٹ بھی موزوں طور پر لگا نہیں سکتا تو ان معماروں پر کیوں اعتراض کرتا ہے جن کے ہاتھ سے بہت سی عمارتیں طیار موجود ہیں۔

اب یاد رہے کہ اگرچہ میں اب تک عربی میں سترہ کے قریب بے مثل کتابیں شائع کر چکا ہوں جن کے مقابل میں اس دس برس کے عرصہ میں ایک کتاب بھی مخالفوں نے شائع نہیں کی۔ مگر آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ وہ کتابیں صرف عربی فصیح بلوغ میں ہی نہیں بلکہ ان میں بہت سے قرآنی حقائق معارف ہیں اس لئے ممکن ہے کہ وہ لوگ یہ جواب دیں کہ ہم حقائق معارف سے نا آشنا ہیں اگر صرف عربی فصیح میں نظم ہوتی جیسے عام قصائد ہوتے ہیں تو ہم بلاشبہ اس کی نظیر بنا سکتے

اور نیز یہ بھی خیال آیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب سے اگر صرف کتاب اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو وہ اس میں ضرور کہیں گے کہ کیوں کر ثابت ہو کہ ستر دن کے اندر یہ کتاب تالیف کی گئی ہے اور اگر وہ یہ حجت پیش کریں کہ یہ کتاب دو برس میں بنائی گئی ہے اور ہمیں بھی دو برس کی مہلت ملے تو مشکل ہوگا کہ ہم صفائی سے ان کو ستر دن کا ثبوت دے سکیں۔ ان وجوہات سے مناسب سمجھا گیا کہ خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی جائے کہ ایک سادہ قصیدہ بنانے کے لئے روح القدس سے مجھے تائید فرماوے جس میں مباحثہ مُد کا ذکر ہو۔ تا اس بات کے سمجھنے کے لئے دقت نہ ہو کہ وہ قصیدہ کتنے دن میں طیار کیا گیا ہے۔ سو میں نے دعا کی کہ اے خدائے قدیر مجھے نشان کے طور پر توفیق دے کہ ایسا قصیدہ بناؤں اور وہ دعا میری منظور ہوگی اور روح القدس سے ایک خارق عادت مجھے تائید ملی اور وہ قصیدہ پانچ دن میں ہی میں نے ختم کر لیا۔ کاش اگر کوئی اور شغل مجبور نہ کرتا تو وہ قصیدہ ایک دن میں ہی ختم ہو جاتا۔ کاش اگر چھپنے میں کسی قدر دیر نہ لگتی تو ۹ نومبر ۱۹۰۲ء تک وہ قصیدہ شائع ہو سکتا تھا۔

یہ ایک عظیم الشان نشان ہے جس کے گواہ خود مولوی ثناء اللہ صاحب ہیں کیونکہ قصیدہ سے خود ثابت ہے کہ یہ ان کے مباحثہ کے بعد بنایا گیا ہے اور مباحثہ ۲۹/۱ اور ۳۰/۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو ہوا تھا اور ہمارے دوستوں کے واپس آنے پر ۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو اس قصیدہ کا بنانا شروع کیا گیا اور ۱۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو معہ اس اردو عبارت کے ختم ہو چکا تھا۔ چونکہ میں یقین دل سے جانتا ہوں کہ خدا کی تائید کا یہ ایک بڑا نشان ہے تا وہ مخالف کو شرمندہ اور لاجواب کرے۔ اس لئے میں اس نشان کو دس ہزار روپیہ کے انعام کے ساتھ مولوی ثناء اللہ اور اُس کے مددگاروں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ اگر وہ اسی میعاد میں یعنی پانچ دن میں ایسا قصیدہ معہ اسی قدر اردو مضمون کے جواب کے جو وہ بھی ایک نشان ہے بنا کر شائع کر دیں تو میں بلا توقف

☆ دیر کا ایک یہ بھی باعث ہوا کہ مجھے منصف صاحب کی عدالت میں تاریخ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء کو ہالہ

جانا پڑا اصل تالیف کا زمانہ تو محض تین دن تھے اور دو دن باعث حرج اور زائد ہو گئے۔ منہ



دس ہزار روپیہ اُن کو دے دوں گا۔ چھپوانے کے لئے ایک ہفتہ کی اُن کو اور مہلت دیتا ہوں یہ گلِ بازاں دن ہیں اور دو دن ڈاک کے لئے بھی اُن کا حق ہے۔ پس اگر اس تاریخ سے کہ یہ قصیدہ اور اردو عبارت اُن کے پاس پہنچے چوداں دن تک اسی قدر اشعار بلیغ فصیح جو اس مقدار اور تعداد سے کم نہ ہوں شائع کر دیں تو میں دس ہزار روپیہ اُن کو انعام دے دوں گا۔ اُن کو اختیار ہوگا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے مدد لیں یا کسی اور صاحب سے مدد لے لیں اور نیز اس وجہ سے بھی اُن کو کوشش کرنی چاہیے کہ میرے ایک اشتہار میں پیشگوئی کے طور پر خبر دی گئی ہے کہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک کوئی خارقِ عادت نشان ظاہر ہوگا۔ اور گو وہ نشان اور صورتوں میں بھی ظاہر ہو گیا ہے لیکن اگر مولوی ثناء اللہ اور دوسرے مخاطبین نے اس میعاد کے اندر اس قصیدہ اور اس اردو مضمون کا جواب نہ لکھا یا نہ لکھوایا تو یہ نشان اُن کے ذریعہ سے پورا ہو جائے گا۔ سو انہیں لازم ہے کہ اگر وہ میرے کاروبار کو انسان کا منصوبہ خیال کرتے ہیں تو مقابلہ کر کے اس نشان کو کسی طرح روک دیں۔ اور دیکھو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اکیلے یا دوسروں کی مدد سے میعاد معینہ کے اندر میرے قصیدہ اور اردو عبارت کے مطابق اور ان کی تعداد کے مطابق قصیدہ چھپوا کر شائع کریں گے اور تاریخ وصولی سے بارہ دن کے اندر بذریعہ ڈاک میرے پاس بھیج دیں گے تو صرف میں یہی نہیں کروں گا کہ دس ہزار روپیہ اُن کو انعام دوں گا بلکہ اس غلبہ سے میرا جھوٹا ہونا ثابت ہوگا۔ اس صورت میں

☆ چونکہ گالیاں اور تکذیب انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ جن کے کاغذات میرے پاس ایک بڑے تھیلہ میں محفوظ ہیں اور یہ لوگ اپنے اشتہارات میں بار بار گذشتہ نشانوں کی تکذیب کرتے اور آئندہ نشان مانگتے ہیں اس لئے ہم یہ نشان ان کو دیتے ہیں ایسا ہی عیسائیوں نے بھی مجھے مخاطب کر کے بار بار لکھا ہے کہ انجیل میں ہے کہ جھوٹے مسیح آئیں گے۔ اور اس طرح پر انہوں نے مجھے جھوٹا مسیح قرار دیا ہے حالانکہ خود ان دنوں میں خاص لندن میں عیسائیوں میں سے جھوٹا مسیح پگٹ نام موجود ہے جو خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور انجیل کی پیشگوئی کو پورا کر رہا ہے لیکن آئندہ اگر کوئی مجھے جھوٹا قرار دینا چاہے تو اُسے لازم ہے کہ میرے نشانوں کا مقابلہ کرے۔ عیسائیوں میں بھی بہت سے مرتد مولوی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر پادری صاحبان اس تکذیب میں سچے ہیں تو وہ ایسا قصیدہ اُن مولویوں سے پانچ دن تک بنوا کر دس ہزار روپیہ مجھ سے لیں اور مشن کے کاموں میں خرچ کریں مگر جو شخص تاریخ مقررہ کے بعد کچھ بکواس کرے گا یا کوئی تحریر دکھلائے گا اُس کی تحریر کسی گندی نالی میں پھینکنے کے لائق ہوگی۔ منہ

مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کے رفیقوں کو ناحق کے افتراؤں کی حاجت نہیں رہے گی اور مفت میں ان کی فتح ہو جائے گی ورنہ ان کا حق نہیں ہوگا کہ پھر کبھی مجھے جھوٹا کہیں یا میرے نشانوں کی تکذیب کریں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ آج کی تاریخ سے اس نشان پر حصر رکھتا ہوں۔ اگر میں صادق ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں صادق ہوں تو کبھی ممکن نہیں ہوگا کہ مولوی ثناء اللہ اور ان کے تمام مولوی پانچ دن میں ایسا قصیدہ بنا سکیں اور اردو مضمون کا رد لکھ سکیں کیونکہ خدا تعالیٰ ان کی قلموں کو توڑ دے گا اور ان کے دلوں کو غبی کر دے گا۔ اور مولوی ثناء اللہ کو اس بدگمانی کی طرف راہ نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ قصیدہ پہلے سے بنا رکھا تھا کیونکہ وہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھے کہ مباحثہ مُد کا اس میں ذکر ہے۔ پس اگر میں نے پہلے بنایا تھا تب تو انہیں ماننا چاہیے کہ میں عالم الغیب ہوں۔ بہر صورت یہ بھی ایک نشان ہوا اس لئے اب ان کو کسی طرف فرار کی راہ نہیں اور آج وہ الہام پورا ہوا جو خدا نے فرمایا تھا۔

”قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے

کا فر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے“

اور واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے (۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی (۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے (۳) اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہو جائے گی۔

اور چونکہ ان دنوں میں مولوی محمد حسین نے سائیں مہر علی گولڑی کی علمیت کی اپنے اشاعت السنہ میں بہت ہی تعریف کی ہے اور علی حارری صاحب شیعہ اپنی تعریف میں پھول رہے ہیں اس لئے میں ان کو بھی اس مقابلہ کے لئے بلاتا ہوں۔ گالیاں دینے اور ٹھٹھا کرنے میں ان لوگوں کی زبان چالاک ہے لیکن اب میں دیکھوں گا کہ خدا سے ان کو کس قدر مدد مل سکتی ہے۔ میں نے ان لوگوں کی نسبت بھی اس قصیدہ میں کچھ لکھا ہے تا ان کی غیرت کو حرکت دوں یہ ایک آخری فیصلہ ہے شیعہ حسین سے مدد لیں اور گولڑی صاحب کسی اپنے

مرشد سے اور مولوی ثناء اللہ اور اُن کے رفیق تو خود اپنے تئیں مولوی کہلاتے ہیں ناخنوں تک زور لگائیں۔

میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید منْ عَادَا وَ لِيَا لِي دست بدست اُس کو پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے۔ اور میری طرف سے صرف دس ہزار کے انعام کا وعدہ نہیں بلکہ وہ شریر جو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا اور ٹھٹھا کرنے سے نہیں رکتا اور توہین کی عادت کو نہیں چھوڑتا اور ہر ایک مجلس میں میرے نشانوں سے انکار کرتا ہے اُس کو چاہیے کہ میعاد مقررہ میں اس نشان کی نظیر پیش کرے ورنہ ہمیشہ کے لئے اور دنیا کے انقطاع تک مفصلہ ذیل لعنتیں اُس پر آسمان سے پڑتی رہیں گی۔ بالخصوص مولوی ثناء اللہ صاحب جو خود انہوں نے میری نسبت دعویٰ کیا ہے کہ اس شخص کا کلام معجزہ نہیں ہے اُن کو ڈرنا چاہئے کہ خاموش رہ کر ان لعنتوں کے نیچے کچلے نہ جائیں اور وہ لعنتیں یہ ہیں۔

- ۱ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۲ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۳ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۴ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۵ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۶ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۷ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۸ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۹ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_
- ۱۰ \_\_\_\_\_ لعن \_\_\_\_\_

وتلك عشرة كاملة

اب میں اپنے خدائے قدیر و کریم و قدوس و غیور پر توکل کر کے قصیدہ کو لکھتا ہوں اور اپنے مؤید اور محسن سے مدد چاہتا ہوں اے میرے پیارے قادر اور دلوں کے اسرار کے گواہ میری مدد کر اور ایسا کر کہ یہ تیرا نشان دنیا میں چمکے اور کوئی مخالف میعاد مقررہ میں اس کی نظیر بنانے میں قادر نہ ہو اے میرے پیارے ایسا ہی کر اور بہتوں کو اس نشان اور اس تمام مضمون سے ہدایت دے۔ آمین ثم آمین اور وہ قصیدہ یہ ہے۔

## الْقَصِيدَةُ الْاِعْجَازِيَّةُ

أَيَا أَرْضٍ مُدِّ قَدْ دَفَاكَ مُدْمَرٌ      وَأَرْدَاكَ صَبْلِيلٌ وَ أَغْرَاكَ مُوَعِرٌ

اے منڈ کی زمین! ایک ہلاک شدہ نے تیری خشکی کی حالت میں تجھے ہلاک کیا۔ اور سخت گمراہ کرنے والے نے تجھے ہمارا اور ایک غصہ دلانے والے نے تجھے برا بھلا سمجھنے کیا

دَعَوْتَ كَذُوبًا مُفْسِدًا صَيْدِي الَّذِي      كَحُوتٍ غَدِيرٍ أَخَذَهُ لَا يُعْذَرُ

تو نے ایک جھوٹے مفسد میرے شکار کو بلوایا۔ جس کا پکڑنا ڈھاب کی مچھلی کی طرح بڑا کام نہیں

وَجَاءَكَ صَحْبِي نَاصِحِينَ كَاخْوَةٍ      يَقُولُونَ لَا تَبْغُوا هَمَوِيَّ وَ تَصَبَّرُوا

اور میرے دوست تیرے پاس آئے جو بھائیوں کی طرح نصیحت کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہواؤ ہوس کی طرف میل مت کر اور صبر کرو

فَطَلَّ أُسَارِي كُمْ أُسَارِي تَعْصِبِ      يُرِيدُونَ مَنْ يَعْوِي كَذُوبٍ وَ يَخْتِرُ

پس تم میں سے وہ لوگ جو تعصب کے قیدی تھے۔ انہوں نے چاہا کہ ایسا شخص تلاش کریں جو بیھڑے کی طرح چپے اور فریب کرے

☆ مُدَّ عَرَبِيَّ عَلَمٌ هِيَ عَجْمِي نَبِيٌّ - مسلمان جن جن ملکوں میں گئے اور جو جوانہوں نے نام رکھے وہ اکثر عربی تھے۔ منہ

❁ دَفُو کے معنی ہیں خستہ کو کشتہ کرنا۔ سو مُدَّ کے لوگ اپنے اوہام کی وجہ سے پہلے ہی خستہ تھے ثناء اللہ نے جا کر اور جھوٹ بول کر ان

کو کشتہ کر دیا اور وہ خود مدمر تھے یعنی ہمارے آگے ہلاک شدہ تھا۔ سو ہلاک شدہ نے ان نادانوں کو ہلاک کر دیا۔ منہ

۱۔ ایڈیشن اول میں اس قصیدہ پر اعراب نہیں دئے گئے سوائے چند ایک مقامات کے اب قارئین کی سہولت کے لئے یہ اعراب دیئے جا رہے ہیں۔ (ناشر)

فَجَاءُوا بِذُنُوبٍ بَعْدَ جُهْدٍ آذَابَهُمْ وَ نَعْنِي ثَنَاءَ اللَّهِ مِنْهُ وَ نَظُهُرُ

پھر بہت کوشش کے بعد ایک بھیڑیے کو لائے۔ اور مراد ہماری اس سے ثناء اللہ ہے اور ہم ظاہر کرتے ہیں

فَلَمَّا آتَاهُمْ سَرَّهُمْ مِّنْ تَصْلُفٍ وَقَالَ أَفْرَحُوا إِنِّي كَمِيٌّ مُّظْفَرٌ

پس جب ان کے پاس آیا تو لاف زنی سے ان کو خوش کر دیا۔ اور کہا تم خوش ہو جاؤ میں بہادر نخیاب ہوں

وَقَالَ اسْتُرُوا أَمْرِي وَإِنِّي أَرُوذُهُمْ أَخَافُ عَلَيْهِمْ أَنْ يَفْرُوا وَيُدْبِرُوا

اور کہا کہ میرے آنے کی بات پوشیدہ رکھو کہ میں ان کو تلاش کر رہا ہوں۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ بھاگ نہ جائیں

وَأَرْضَى السَّلَامَ إِذَا دَنَا مِنْ أَرْضِهِمْ عَلَى النَّارِ مَشَاهِمٌ وَقَدْ كَانَ يَطْرُقُ

اور لوگوں کو خوش کیا جب ان کی زمین سے نزدیک ہوا۔ ان کو آگ پر چلایا اور بہت خوش ہوا

تَكَلَّمَ كَالْأَجْلَافِ مِنْ غَيْرِ فِطْنَةٍ وَيَأْتِيكَ بِالْأَخْبَارِ مَنْ كَانَ يَنْظُرُ

اُس نے کیموں کی طرح بغیر دانائی کے کلام کیا۔ اور دیکھنے والوں سے تو خود سن لے گا

وَإِنْ كُنْتُ فِي شَكٍّ فَسَلْ يَا مُكْدَبِي دَهَاقِينَ مُدٍّ وَالْحَقِيقَةَ أَظْهَرُ

اور اگر تجھے شک ہے تو مُد کے زمینداروں سے پوچھ لے ☆

فَلَمَّا التَّقَى الْجَمْعَانَ لِلْبَحْثِ وَالْوَعَا وَنُودَى بَيْنَ النَّاسِ وَالْخَلْقِ أُحْضِرُوا

پس جب دونوں فریق بحث کیلئے جمع ہو گئے اور لوگوں میں منادی کرائی گئی اور لوگ حاضر ہو گئے

وَأَوْجَسَ خِيْفَةً شَرَّهُ بَعْضُ رُفْقَتِي لِمَا عَرَفُوا مِنْ حُبِّ قَوْمٍ تَنَمَّرُوا

اور پوشیدہ طور پر میرے بعض رفیقوں کے دلوں میں خوف ہوا کیونکہ قوم کی درندگی انہوں نے معلوم کر لی تھی

فَأَنْزَلَ مِنْ رَبِّ السَّمَاءِ سَكِينَةً عَلَى صُحْبَتِي وَاللَّهُ قَدْ كَانَ يَنْصُرُ

پس میرے اصحاب پر آسمان سے تسلی نازل کی گئی۔ اور خدا مدد کر رہا تھا

وَأَعْطَاهُمُ الرَّحْمَنُ مِنْ قُوَّةِ الْوَعَى وَآيَدَهُمْ رُوحَ أَمِينٍ فَأَبْشَرُوا

اور خدا نے ان کو قوت لڑائی کی دے دی۔ اور رُوح القدس نے ان کو مدد دی پس وہ خوش ہو گئے

وَكَانَ جِدَالٌ يَطْرُقُ الْقَوْمَ بِالضُّحَى إِلَى خِطَّةِ أَوْمَى إِلَيْهَا الْمَعْشَرُ

اور لوگ قریب آٹھ بجے کے بحث دیکھنے کے لئے روانہ ہوئے۔ اُس تک کی طرف جس کی طرف گروہ نے اشارہ کیا تھا

تَحَرَّوْا لِهَذَا الْبُحْثِ أَرْضًا شَجِيرَةً إِلَى الْجَانِبِ الْعَرَبِيِّ وَالْجُنْدُ جُمُرُوا

اور بحث کیلئے ایک زمین اختیار کی گئی جس میں کئی ایک\* درخت تھے۔ اور وہ جگہ گاؤں سے باہر عربی طرف تھی اور ہمارے دوست وہاں ٹھہرائے گئے

فَكَانَ ثَنَاءً لِلَّهِ مَقْبُولٌ قَوْمِهِ وَمِنَّا تَصَدَّى لِمَتَّخَصِمِ سَرَّوْرُ

اور ثناء اللہ اس کی قوم کی طرف سے مقبول تھا۔ اور ہماری طرف سے مولوی سید محمد سرور شاہ پیش ہوئے

كَانَ مَقَامَ الْبُحْثِ كَانَ كَأَجْمَةٍ بِهِ الدُّنْبُ يَعْوِي وَالْعَضَنُفَرُ يَزْءُرُ

گویا مقام بحث ایک ایسے بن کی طرح تھا۔ جس میں ایک طرف بھیڑیا چیختا تھا اور ایک طرف شیر غر اٹاتا تھا

وَقَامَ ثَنَاءُ اللَّهِ يُعْوِي جُنُودَهُ وَيُغْرِي عَلَى صَحْبِي لِنَامًا وَيَهْدُرُ

اور کھڑا ہوا ثناء اللہ اپنی جماعت کو انوا کر رہا تھا۔ اور میرے دوستوں پر برا بیچتے کرتا تھا

وَكَانَ طَوَى كَشْحًا عَلَى مُسْتَكِنَةٍ وَمَا رَادَ نَهَجَ الْحَقِّ بَلْ كَانَ يَهْجُرُ

اور اُس نے کینہ کو اپنے دل میں ٹھان لیا۔ اور حق جوئی نہ کی بلکہ بکواس کرتا رہا

سَعَى سَعَى فَتَانٍ لِيَتَكْذِبَ دَعْوَتِي وَكَانَ يُدْسِي مَا تَجَلَّى وَيَمْكُرُ

اس نے فتنہ انگیز آدمی کی طرح میری دعوت کی تکذیب کی کوشش کی۔ اور وہ حق پوشی کر رہا تھا اور مکر کر رہا تھا

وَأَظْهَرَ مَكْرًا سَوَّلَتْ نَفْسُهُ لَهُ وَلَمْ يَرْضَ طُولَ الْبُحْثِ فَالْقَوْمُ سُحْرُوا

اور ایک مکر اُس نے ظاہر کیا جو اُس کے دل میں پیدا ہوا۔ اور لمبی بحث سے انکار کیا اور قوم اُس کے فریب میں آ گئی

فَشَقَّ عَلَى صَحْبِي طَرِيقُ أَرَادَهُ وَقَدْ ظَنَّ أَنَّ الْحَقَّ يُخْفَى وَيُسْتَرُ

پس میرے دوستوں پر وہ طریق گراں گذرا جس کا اُس نے ارادہ کیا۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ اس سے حق پوشیدہ رہ جائے گا

☆ اس میں سہو کتابت ہے اصل عبارت یوں ہوگی۔ ”جس میں کئی ایک درخت تھے۔“ کاتب سے جب سہو ”کئی“ کا لفظ

چھوٹ گیا تو تصحیح عبارت کے لئے ”تھے“ کو ”تھا“ بنا دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی کہ بعض جگہ سہو

کاتب سے غلطیاں رہ گئی ہیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ”یہ کوئی غلطی نہیں ہو کرتی کیونکہ ساتھ ہی ترجمہ ہے اگر کوئی لفظ عربی ہے

اور لفظ وغیرہ کی غلطی ہے تو نیچے ترجمہ اس کی صحت کرتا ہے۔ اور اگر ترجمہ میں کوئی غلطی صحت سے رہ گئی ہے تو پھر اصل عبارت عربی

موجود ہے۔ اس سے صحت ہو جاتی ہے۔“ (البدور ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء)

رَاءَ وَابْرَجَ بَهْتَانٍ تُشَادُ وَتُعْمَرُ فَقَالُوا لِحَاكَ اللَّهُ كَيْفَ تَزُورُ

انہوں نے بہتان کا قلعہ دیکھا جو بنایا جاتا تھا۔ پس انہوں نے کہا خدا کی ملامت تجھ پر تو کیسا جھوٹ بول رہا ہے

أَقَلُّ زَمَانِ الْبَحْثِ مِقْدَارُ سَاعَةٍ فَلَمْ يَقْبَلِ الْحَمَقِيُّ وَصَحْبِي تَنْفَرُوا

کم سے کم بحث کا زمانہ ایک ساعت چاہیے۔ پس احمقوں نے قبول نہ کیا اور میرے دوست اس مقدار سے منتفر ہوئے

رَضُوا بَعْدَ تَكَرَّرٍ وَبَحْثٍ بِثَلَاثِهَا وَفِي الصَّدْرِ حُزْرًا وَفِي الْقَلْبِ خَجْرًا

آخراں بات پر کسی قدر تکرار اور بحث کے بعد راضی ہو گئے کہ بیس بیس منٹ تک بحث ہو اور سینہ میں سوزش غضب تھی اور دل میں خجرتھا

دَفَاهُمْ عَمَايَاتِ الْإِنْسِ وَحُمُقُهُمْ رَأَوْا مَدَّ قَوْمٍ وَالْمُدَى قَدْ شَهَرُوا

قوم کی جہالتوں نے ان کو خستہ کر دیا۔ موضع مد کو انہوں نے ایسی صورت میں دیکھا جو چھریاں نکالی ہوئی ہیں

فَصَارُوا بِمَدِّ لِرَّمَا حِ دَرِيَّةً وَيَعْلَمُهَا أَحْمَدُ عَلِيُّ الْمُدَبِّرُ

پس میرے دوست مد میں نیزوں کے نشانے بن گئے اور اس بات کو احمد علی جو میر مجلس تھا خوب جانتا ہے

وَكَانَ ثَنَاءُ اللَّهِ فِي كُلِّ سَاعَةٍ يُاجَّجُ نِيرَانَ الْفَسَادِ وَيُسْعِرُ

اور ثناء اللہ ہر ایک گھڑی۔ فساد کی آگ بھڑکار رہا تھا

أَرَأَى مَنْطِقًا مَا يَنْبُحُ الْكَلْبُ مِثْلَهُ وَفِي قَلْبِهِ كَانَ الْهَوَى يَتَزَحَّرُ

ایسی باتیں کہیں کہ ایک کتا اس طرح آواز نہیں نکالے گا۔ اور اُس کے دل میں ہوا وہوس جوش مار رہی تھی

وَإِنَّ لِسَانَ الْمَرْءِ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ أَصَاةٌ عَلَى عَوْرَاتِهِ هُوَ مُشْعِرُ

اور انسان کی زبان جب تک اس کے ساتھ عقل نہ ہو اُس کے پوشیدہ عیبوں پر ایک دلیل ہے

يُكَلِّمُ حَتَّى يَعْلَمَ النَّاسُ كُلَّهُمْ جَهُولٌ فَلَا يَدْرِي وَلَا يَتَبَصَّرُ

ایسا انسان کلام کرتا ہے یہاں تک کہ سب لوگ جان لیتے ہیں۔ کہ یہ جاہل آدمی ہے نہ عقل ہے نہ بصیرت

وَلَوْلَا ثَنَاءُ اللَّهِ مَازَالَ جَاهِلٌ يَشْكُ وَلَا يَدْرِي مَقَامِي وَيَحْضُرُ

اور اگر ثناء اللہ نہ ہوتا تو ایک جاہل میرے بارے میں شک کرتا اور مجھے سوالوں سے تنگ کرتا

فَهَذَا عَلَيْنَا مِنَّةٌ مِّنْ أَبِي الْوَفَا أَرَى كُلَّ مَحْجُوبٍ ضِيَائِي فَشَاكِرُ

پس یہ مولوی ثناء اللہ کا ہم پر احسان ہے کہ ہر ایک غافل کو ہماری روشنی سے اطلاع دی۔ سو ہم اُس کا شکر کرتے ہیں

أَرَى الْمَوْتَ يَعْتَامُ الْمُكْفَرَ بَعْدَهُ بِمَا ظَهَرَ ثَى السَّمَاءِ وَتَظْهَرُ

اب کافر کہنے والا گویا مر جائے گا۔ کیونکہ ہمارے غلبے سے خدا کا نشان ظاہر ہوا

وَلَمَّا اعْتَدَى الْأَمْرَ تَسْرِي بِمَكَائِدٍ وَأَغْرَى عَلَى صَحْبِي لِنَامًا وَكَفَرُوا

اور جب ثناء اللہ اپنے فریبوں سے حد سے گذر گیا۔ اور لوگوں کو میرے دوستوں پر برا بیچنے کیا

فَقَالُوا لِيُؤَسِّفَ مَا نَرَى الْخَيْرَ هَلْهَنَا وَلَكِنَّهُ مِنْ قَوْمِهِ كَانَ يَحْذَرُ

پس انہوں نے منشی محمد یوسف کو کہا کہ اس قسم کی بحث اور بیس منٹ مقرر کرنے میں ہمیں خیر نظر نہیں آتی مگر وہ اپنی قوم سے ڈرتا تھا

هُنَاكَ دَعَا رَبًّا كَرِيمًا مُؤَيَّدًا وَقَالُوا حَلَلْنَا أَرْضَ رُجْزٍ فَانصَبِرْ

تب انہوں نے خدا کی جناب میں دعائیں کیں اور کہا کہ ہم پلید زمین میں داخل ہو گئے، پس ہم صبر کرتے ہیں

فَمَا بَرِحُوا وَالرِّمَاحُ تَنُوشُهُمْ وَلَا طَعْنَ رُمَحٍ مِثْلَ طَعْنِ يُكْرَرُ

پس وہ اس زمین سے الگ نہ ہوئے اور نیزے ان کو خستہ کر رہے تھے اور کوئی نیزہ اس طعنے کی طرح نہیں جو بار بار کہا جاتا ہے

وَقَامَ ثَنَاءُ اللَّهِ فِي الْقَوْمِ وَاعْظًا فَصَارُوا بِوَعْظِ الْغَوْلِ قَوْمًا تَمَرُّوا

اور ثناء اللہ نے قوم میں وعظ کیا۔ پس ایک غول کے وعظ سے وہ پلنگ کی طرح ہو گئے

وَذَكَرَهُمْ صَحْبِي مَكَا فَاتٍ كُفْرِهِمْ وَهَلْ يَنْفَعُنْ أَهْلَ الْهَوَى مَا يَدْكُرُ

اور میرے دوستوں نے پاداش انکار یاد دلا یا مگر بھلا ہوا پرستوں کو کوئی وعظ فائدہ دے سکتا ہے؟

تَجَنَّى عَلَيَّ ابْنُ الْوَفَاءِ ابْنُ الْهَوَى لِيُبْعِدَ حَمَقِي مِنْ جَنَائِ وَيَزْجُرُ

ثناء اللہ نے میرے پرکتہ چینی شروع کی جو ہوا و ہوس کا بیٹا تھا۔ تاہم حقوں کو میرے پھل سے محروم رکھے

وَخَاطَبَ مَنْ وَا فَاهُ فِي أَمْرِ دَعْوَتِي وَقَالَ يَمِينُ اللَّهِ مَكْرٌ تَخَيَّرُوا

اور ہر ایک جو اس کے پاس آیا اس کو اس نے مخاطب کیا۔ اور کہا کہ خدا کی قسم! یہ تو ایک مکر ہے جو اختیار کیا گیا

وَأَقْسَمَ بِاللَّهِ الْغَيُورِ مُكَذِّبًا فَيَا عَجَبًا مَنْ مُفْسِدٍ كَيْفَ يَجْسُرُ

اور اُس نے خدا کے غیور قسم کھائی۔ پس تعجب ہے مفسد سے کیسی دلیری کر رہا ہے

فَطَائِفَةٌ قَدْ كَفَرُونِي بِوَعْظِهِ وَطَائِفَةٌ قَالُوا كَذُوبٌ يُزَوَّرُ

پس ایک گروہ نے اس کے وعظ سے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور ایک گروہ نے کہا کہ یہ شخص جھوٹ بیان کر رہا ہے



وَمَا مَسَّهُ نُورٌ مِّنَ الْعِلْمِ وَالْهُدَىٰ فَيَا عَجَبًا مِّنْ بَقَّةٍ يَّسْتَنَسِرُ

حالانکہ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں۔ پس تعجب ہے اس مچھر پر کہ کرگس بنا چاہتا ہے

فَلَمَّا اعْتَدَىٰ وَاحَسَّ صَحْبِي أَنَّهُ يُصِرُّ عَلَيَّ تَكْذِيبِهِ لَا يُقْصِرُ

پس جب وہ حد سے بڑھ گیا اور میرے دوستوں نے معلوم کیا۔ کہ وہ تکذیب پر اصرار کر رہا ہے اور باز نہیں آتا

دَعْوُهُ لِيَبْتَهَلَنَ لِمَوْتٍ مُّزَوَّرٍ ☆ مُضِلٌّ فَلَمْ يَسْكُتْ وَلَمْ يَتَحَسَّرْ

اُس کو بلایا کہ جھوٹے کی موت کے لئے خدا کی جناب میں تضرع کرے۔ وہ جھوٹا جو گمراہ کرتا ہے پس ثناء اللہ اپنے شور سے چپ نہ ہوا اور نہ تھکا

وَكَذَّبَ اعْجَازَ الْمَسِيحِ وَآيَهُ وَغَلَطَهُ كِذْبًا وَكَانَ يُزَوِّرُ

اور کتاب اعجاز المسیح جو میری کتاب ہے اس کی اُس نے تکذیب کی اور اس کے نشان فصاحت کی تکذیب کی اور جھوٹ کی راہ سے اُس کو غلط ٹھہرایا اور جھوٹ بولا

وَقِيلَ لِأَمْثَلِ الْكِتَابِ كَمِثْلِهِ فَقَالَ كَاهِلِ الْعُجْبِ إِنِّي سَاسُطُرُ

پس اس کو کہا گیا کہ اعجاز المسیح کی طرح کوئی کتاب لکھ۔ پس اس نے خود نمائی سے کہا کہ میں لکھوں گا

وَأَنْكَرَ آيَاتِي وَأَنْكَرَ دَعْوَتِي وَأَنْكَرَ الْهَامِي وَقَالَ مُزَوَّرُ

اور میرے نشانوں سے انکار کیا اور میری دعوت سے انکار کیا۔ اور میرے الہام سے انکار کیا اور کہا کہ ایک جھوٹا آدمی ہے

وَكَذَّبَنِي بِالْبُخْلِ مِنْ كُلِّ صُورَةٍ وَخَطَائِي فِي كُلِّ وَعْظٍ أَذْكَرُ

اور اُس نے ہر ایک صورت سے مجھے کاذب ٹھہرایا۔ اور ہر ایک وعظ میں جو میں نے کیا مجھے خطا کی طرف منسوب کیا

فَأَفْرَدْتُ أَفْرَادَ الْحُسَيْنِ بِكَرْبَلَا وَفِي الْحَيِّ صِرْنَا مِثْلَ مَنْ كَانَ يُقْبَرُ

پس اُس جگہ میں اکیلا رہ گیا جیسا کہ حسین کر بلا میں اور اس قوم میں ہم ایسے ہو گئے جیسا کہ مردہ دفن کیا جاتا ہے

تَصَدَّى لِأَنْكَارِي وَأَنْكَارِ آيَتِي وَكَانَ لِحَقْقِدِ كَالْعَقَارِبِ يَأْبُرُ

میرے انکار اور میرے نشانوں کے انکار کیلئے پیش آیا۔ اور وہ کینہ سے کڑوم کی طرح نیش زنی کرتا تھا

☆ ایسا اس وقت کہا جب ثناء اللہ کو تکذیب میں انتہا تک دیکھا اور ایسی لاف زنی کرتے اس کو مشاہدہ بھی کر لیا۔ منہ

فَقَدْ سَرَّنِي فِي هَذِهِ الصُّورِ صُورَةً لِيَدْفَعَ رَبِّي كُلَّمَا كَانَ يَحْشُرُ ☆

پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا۔ تا میرا خدا اس طوفان کو دور کر دے جو اُس نے اٹھایا ہے

فَأَلْفْتُ هَذَا النَّظْمَ أَعْنَى قَصِيدَتِي لِيُحْزِرِي رَبِّي كُلَّ مَنْ كَانَ يَهْدُرُ

پس میں نے یہ نظم یعنی یہ قصیدہ اپنا تالیف کیا۔ تا میرا خدا اُن لوگوں کو رسوا کرے جو بکواس کرتے ہیں

وَهَذَا عَلَى إِصْرَارِهِ فِي سُؤَالِهِ فَكَيْفَ بِهِذَا السُّئْلِ أُغْضِي وَأَنْهَرُ

اور یہ قصیدہ اس کے اصرارِ مقابله پر بنایا گیا ہے۔ پس میں باوجود اس قدر سوال کے کیونکر چشم پوشی کروں اور کیونکر مسائل کو جھڑک دوں

وَلَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْجَوَابِ جَرِيْمَةٌ فَنَهْدِي لَهُ كَالْأَكْلِ مَا كَانَ يَبْدُرُ

اور اس جواب میں ہم پر کوئی گناہ نہیں۔ اور ہم اُس کو ہدیہ کے طور پر اس چیز کا پھل دیتے ہیں جو اُس نے بویا تھا

فَإِنْ أَكُ كَذَابًا فَيَأْتِي بِمِثْلِهَا وَإِنْ أَكُ مِنْ رَبِّي فَيُغْشِي وَيُؤَسِّرُ

پس اگر میں جھوٹا ہوں تو ایسا قصیدہ بنالائے گا اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں پس اس کی سمجھ پر پردہ ڈال دیا جائے گا اور روکا جائے گا

وَهَذَا قِصَاءُ اللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لِيُطَهِّرَ أَيْتَهُ وَمَا كَانَ يُخْبِرُ

اور یہ خدا کا فیصلہ ہے ہم میں اور اُن میں تا اپنے نشانوں کو ظاہر کرے اور اس نشان کو ظاہر کرے جو پہلے خبر دے رکھی تھی

فَقَطَعْنَا بِهِذَا ذَابِرَ الْقَوْمِ كُلِّهِمْ وَغَادَرَهُمْ رَبِّي كَغَضَنِ تَجَدَّرُ

ہم نے اس نشان سے سب کا فیصلہ کر دیا ہے اور میرے رب نے اُن کو اُن شاخوں کی طرح کر دیا جو کاٹ دی جاتی ہیں

أَرَأَى أَرْضٍ مُدًّا قَدْ أُرِيدَ تَبَارُهَا وَغَادَرَهُمْ رَبِّي كَغَضَنِ تَجَدَّرُ

میں مُد کی زمین دیکھتا ہوں کہ اُس کی تباہی نزدیک آگئی۔ اور میرے رب نے اُن کو کوئی ٹہنی کی طرح کر دیا

أَيَامُ حَسَنِي بِالْحَمَقِ وَالْجَهْلِ وَالرَّعَا رُوَيْدَكَ لَا تُبْطِلُ صَنِيعَكَ وَاحْدُرُ

اے میرے محسن! اپنے حمت اور جہالت اور اونٹ کی طرح بولنے سے باز آ جا اور اپنے احسان کو باطل نہ کر

أَتَشْتِمُ بَعْدَ الْعَوْنِ وَالْمَنْ وَالنَّدَى أَتَسْلِي نَدَى مُدٍّ وَ مَا كُنْتَ تَنْصُرُ

کیا تو بعد اور احسان اور بخشش کے بعد گالیاں دے گا۔ کیا تو اُس بخشش کو بھلا دے گا جو مُد کے مقام میں تو نے کی اور بخشش کی

تَرَى كَيْفَ اغْبَرَتِ السَّمَاءُ بِأَيْهَا إِذَا الْقَوْمُ آذُونِي وَعَابُوا وَ غَبَرُوا

تُو دیکھتا ہے کہ کس طرح آسمان نشانوں کی پر زور بارش کرنے لگا۔ جب قوم نے مجھے دکھ دیا اور عیب نکالے اور گرد اٹھائی

فَلَا تَتَّخِيزُ سُبُلَ غَيٍِّّ وَ شَقْوَةٍ وَلَا تَبْخَلْنَ بَعْدَ النَّوَالِ وَ فِكْرُ

اور گمراہی اور شقاوت کی راہ اختیار مت کر۔ اور عطا کے بعد بخل مت کر اور سوچ لے

وَ لَا تَأْكُلُوا لَحْمِي بِسَبِّ وَ غِيْبَةٍ وَ لَحْمِي بُوْجِهِ الْحَبِّ سَمُّ مُدْمَرُ

اور گالی اور غیبت کے ساتھ میرا گوشت مت کھاؤ۔ اور اُس دوست کے منہ کی قسم! کہ میرا گوشت زہر ہلاک کرنے والا ہے

بِأَجْنِحَةِ الْأَشْوَاقِ جِنْنَا فِنَاءَ كُمْ بِمَا قُدِّمْتُ مِنْكُمْ عَطَايَا فَنَحْضُرُ

ہم شوق کے بازوؤں کے ساتھ تمہارے گھر آئے ہیں کیونکہ تمہارے احسان ہم پر ہیں اس لئے ہم حاضر ہوئے ہیں

وَ اِنْ كُنْتُ قَدْ سَاءَ تَكَّ امْرُؤٌ خِلَافَتِي فَسَلْ مُرْسِلِي مَا سَاءَ قَلْبِكَ وَ احْضُرْ

اور اگر تجھے میری خلافت بُری معلوم ہوئی ہے۔ تو پھر میرے بھیجنے والے کو بہت اصرار سے پوچھ کہ کیوں ایسا کیا؟

اَتُنْكِرُنِي وَ اللّٰهُ نُوْرٌ دَعُوْتِي اَتَلْعَنُ مَنْ هُوَ مِثْلُ بَدْرِ مُنَوَّرُ

کیا تو میرا انکار کرتا ہے اور خدا نے میری دعوت کو روشن کیا ہے۔ کیا تو ایسے شخص پر لعنت بھیجتا ہے کہ جو چاند کی طرح روشن ہے؟

يُصَدِّقُ امْرِي كُلُّ مَنْ كَانَ فِي السَّمَآ فَمَا اَنْتَ يَا مُسْكِيْنُ اِنْ كُنْتُ تَكْفُرُ

میری تصدیق تو تمام آسمان والے کرتے ہیں۔ پس اے مسکین! تو کیا چیز ہے اگر انکار کرے

وَ اِنِّي قَتِيْلُ الْحَبِّ فَاحْشَوْا قَتِيْلَهُ وَ لَا تَحْسَبُوْنِي مِثْلَ نَعَشٍ يُنْكِرُ

اور میں کشتہ دوست ہوں۔ پس تم کشتہ دوست سے ڈرو۔ اور مجھے اس جنازہ کی طرح مت سمجھو جس کی میت بدل دی گئی اور وہ شناخت نہ کیا جائے

اَطْوَفُ لِمَرْصَاةِ الْحَبِيْبِ كَهَائِمٍ وَ اَسْعَى وَ اِنِّي مُسْتَهَامٌ وَ مُعْبَرُ

میں دوست کی رضا کیلئے ایک سرگشتہ کی طرح گھوم رہا ہوں۔ اور میں دوڑ رہا ہوں اور اس میں سرگردان ہوں اور بہت دوڑنے سے غبار آلودہ ہوں

اَذَابَتْ مَحَبَّتُهُ عِظَامِي جَمِيْعَهَا وَ هَبَّتْ عَلَيَّ نَفْسِي رِيْحٌ تَكْسِرُ

اُس کی محبت نے میری ہڈیوں کو گلا دیا۔ اور میرے نفس پر اُس کی تیز ہوا چلی جو توڑنے والی تھی

ذُرُوْا حِرْصَ تَفْتِيْشِي فَاِنِّي مُعِيْبٌ عُبَارُ عِظَامِي قَدْ سَفَتْهَا صَرَاصِرُ

میری حقیقت شناسی کا خیال چھوڑ دو کہ میں تمہاری نظروں سے غائب ہوں۔ اور میری ہڈیاں ایک ایسا غبار ہیں کہ جن کو تیز ہوا نہیں اڑا کر لے گئیں

اِذَا مَا انْقَضَى وَ قْتِي فَلَا وَ قْتُ بَعْدَهُ لَدَيْنَا مَعِيْنٌ لَا يُحَاكِيهِ اٰخَرُ

جب میرا وقت گزر جائے گا تو بعد اُس کے کوئی وقت نہیں۔ ہمارے پاس وہ صاف پانی ہے جو اُس کی نظیر نہیں

دُعَائِي حُسَامٌ لَا يُؤَخِّرُ وَقَعُهُ	وَصَوْلِي عَلَى أَعْدَائِ رَبِّي مُفَقَّرُ
میری دعا ایک تلوار ہے جو کوئی اُس کے وار کو روک نہیں سکتا۔ اور میرا حملہ میرے خدا کے دشمنوں پر ایک سخت تلوار ہے	
وَإِنِّي أَبْلُغُ عَنْ مَلِيكِي رَسُولًا	وَأَنِّي عَلَى الْحَقِّ الْمُنِيرِ وَنِيرُ
اور میں اپنے بادشاہ کا پیغام پہنچا رہا ہوں۔ اور روشن حق ہوں اور آفتاب ہوں	
تَصَدَّى لِنَصْرِ الدِّينِ فِي وَقْتِ عُسْرَةٍ	نَذِيرٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَالآنَ يَنْذِرُ
دین کے مدد کی * خدا سے تنگی کے وقت ایک نذیر کھڑا ہوا پس اب وہ ڈر رہا ہے	
مَكِينٌ أَمِينٌ مُقْبِلٌ عِنْدَ رَبِّهِ	مُخْلِصٌ دِينَ الْحَقِّ مِمَّا يُحْسِرُ
وہ خدا کے نزدیک کین امین ہے۔ اور دین حق کو آفات کمزور کرنے والی سے خلاص کرنے والا ہے	
وَمِنْ فِتْنٍ يُخْشَى عَلَى الدِّينِ شَرُّهَا	وَمِنْ مَّحَنٍ كَانَتْ كَصَخْرٍ تُكْسِرُ
اور نیز ایسے فتنوں سے خلاصی بخشتا ہے جس کا خوف تھا۔ اور ایسی بلاؤں سے جو پتھر کی طرح توڑنے والی ☆	
أَرِي آيَةَ عَظْمِي وَجِئْتُ أَرُودُكُمْ	فَهَلْ فَاتِكُ أَوْ ضَيْعَمٌ أَوْ أَعْبُرُ
دیکھو! میں ایک عظیم نشان دکھاتا ہوں۔ اور تمہیں ڈھونڈ * ہوں۔ پس کیا کوئی دلیر ہے یا شیر ہے یا بھیڑا ہے	
وَقَالَ ثَنَاءُ اللَّهِ لِي أَنْتَ كَاذِبٌ	فَقُلْتُ لَكَ الْوَيْلَاتُ أَنْتَ سَتُحْسِرُ
اور مجھے مولوی ثناء اللہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے۔ میں نے کہا تیرے پر واویلا ہے تو عنقریب ننگا کیا جائے گا	
تَعَالَوْا جَمِيعًا وَانْحِتُوا أَقْلَامَكُمْ	وَ اَمْلُوا كَمَثَلِي أَوْ ذَرُونِي وَخَيْرُوا
سب آ جاؤ اور قلمیں طیار کرو۔ میری مانند لکھو یا مجھے چھوڑو اور مجھے با اختیار سمجھ لو	
وَ اَعْطَيْتُ آيَاتٍ فَلَا تَقْبَلُونَهَا	فَلَا تَلَطَّخُوا اَرْضِي وَ بِالْمَوْتِ طَهَّرُوا
میں نے نشان دیئے اور تم ان کو قبول نہیں کرتے۔ پس میری زمین کو کسی نجاست سے آلودہ مت کرو اور مرنے سے پاک کرو	
وَ خَيْرٌ خِصَالِ الْمَرْءِ خَوْفٌ وَ تَوْبَةٌ	فَتَوْبُوا اِلَى اللَّهِ الْكَرِيمِ وَ اَبْشَرُوا
اور بہترین خصلت انسان کی خوف اور توبہ ہے۔ پس خدا کی طرف توبہ کرو اور خوش ہو جاؤ	
سَمَّمْنَا تَكَالِيفَ التَّطَاوُلِ مِنْ عَدَا	تَمَادَتْ لِيَالِي الْجَوْرِ يَا رَبِّي اَنْصُرُ
ہم نے ظلم کی تکلیفیں دشمنوں سے اٹھائیں۔ اور ظلم کی راتیں لمبی ہو گئیں۔ اے خدا! مدد کر	

\* سہو کتابت ہے ”دین کی مدد کے لئے“ ہونا چاہیے۔ (ناشر) ☆ سہو کتابت ہے ”والی ہیں“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

\* سہو کتابت ہے ”ڈھونڈنا“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

وَجِئْنَاكَ كَالْمَوْتِي فَاحْيِ أُمُورَنَا نَخِرُ أَمَامَكَ كَالْمَسَاكِينِ فَاعْفُرْ

اور ہم مردوں کی طرح تیرے پاس آئے ہیں پس ہمارے کاموں کو زندہ کر۔ ہم تیرے آگے مسکینوں کی طرح گرتے ہیں پس ہمیں بخش دے

الْهِىَ فَدَتُكَ النَّفْسُ إِنَّكَ جَنَّتِي وَمَا أَنْ أَرَى خُلْدًا كَمِثْلِكَ يُثْمِرُ

اے خدا! میری جان تیرے پر قربان! تو میری بہشت ہے اور میں نے کوئی ایسی بہشت نہیں دیکھی کہ تیرے جیسا پھل لاوے

طَرِدْنَا لَوْ جِهَكَ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِنَا فَانْتِ لَنَا حَبٌّ فَرِيدٌ وَ مَوْثِرٌ

اے میرے خدا! تیرے منہ کے لئے ہم اپنی قوم کی مجلسوں سے رڈ کر دیئے گئے۔ پس تو ہمارا ایگانہ دوست ہے جو سب پر اختیار کیا گیا

الْهِىَ بوجِهَكَ أَدْرِكُ الْعَبْدَ رَحْمَةً وَلَيْسَ لَنَا بَابٌ سِوَاكَ وَمَعْبَرٌ

اے میرے خدا! اپنے منہ کے صدقہ اپنے بندہ کی خبر لے۔ اور ہمارے لئے تیرے سوانہ کوئی دروازہ اور نہ کوئی جائے گذر ہے

إِلَى أَيِّ بَابٍ يَا الْهِىَ تَرُدُّنِي وَمَنْ جِئْتَهُ بِالرَّفْقِ يَزُرْ وَيَصْعُرْ

اے میرے خدا! تو کس کے دروازہ کی طرف مجھے رڈ کرے گا۔ اور میں جس کے پاس نرمی کے ساتھ جاؤں وہ بدگوئی کرتا اور منہ پھیر لیتا ہے

صَبْرَنَا عَلَى جَوْرِ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ وَ لَكِنْ عَلَى هَجْرٍ سَطَا لَا نَصِيرُ

ہم نے تمام دنیا کا ظلم برداشت کر لیا مگر تیری جدائی کی ہمیں برداشت نہیں

تَعَالَ حَبِيبِي أَنْتَ رَوْحِي وَرَاحَتِي وَإِنْ كُنْتَ قَدْ أَنْسَتَ ذَنْبِي فَسْتَبِرْ

آ میرے دوست! تو میری راحت اور میرا آرام ہے۔ اور اگر تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے تو معاف کر

بِفَضْلِكَ إِنَّا قَدْ عَصَمْنَا مِنَ الْعَدَا وَإِنَّ جَمَالَكَ قَاتِلِي فَأْتِ وَانظُرْ

تیرے فضل سے ہم دشمنوں سے بچائے گئے مگر تیرے جمال نے ہمیں قتل کر دیا۔ پس آ اور دیکھ

وَ فَرَّجْ كُرُوبِي يَا الْهِىَ وَ نَجِّنِي وَ مَزِقْ خَصِيمِي يَا نَصِيرِي وَ عَفِّرْ

اور میرے غم! اے میرے خدا! دور فرما۔ اور دشمن میرے کو اے میرے مددگار! پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا

وَ جَدْنَاكَ رَحْمَانًا فَمَا إِلَهُهُمُ بَعْدَهُ رَأَيْنَاكَ يَا حَبِيبِي بَعِينٍ تَنْوِرُ

ہم نے تجھے رحمان پایا پس بعد اس کے کوئی غم نہ رہا دیکھا ہم نے تجھ کو اُس آنکھ سے جو روشن کی جاتی ہے

أَنَا الْمُنْدِرُ الْعُرْيَانُ يَا مَعْشَرَ الْوَرَايِ أَذْكَرُكُمْ أَيَّامَ رَبِّي فَابْصُرُوا

اے لوگو! میں ایک کھلانہ نر آیا ہوں۔ خدا کے دن تمہیں یاد دلاتا ہوں

بَلَاءٌ عَلَيْكُمْ وَالْعَلَا جُ انَابَةٌ وَبِالْحَقِّ اَنْذَرْنَا وَبِالْحَقِّ نُنذِرُ

تم پر ایک بلا ہے اور اس کا علاج توبہ کرنا اور ہر ایک گناہ سے پرہیز کرنا ہے۔ ہم نے سچے طور پر متنبہ کر دیا اور کر رہے ہیں

دَعُوا حُبَّ دُنْيَاكُمْ وَحُبَّ تَعَصُّبٍ وَمَنْ يَشْرَبِ الصَّهْبَاءَ يُصْبِحُ مُسَكَّرٌ

دنیا کی محبت اور تعصب کی محبت چھوڑ دو۔ اور جو شخص رات کو شراب پیئے گا وہ صبح خماری کی تکلیف اٹھائے گا

وَ كَمْ مَنَّ هُمُومٍ قَدْ رَأَيْنَا لِاجْلِكُمْ وَ نَضْرُمُ فِي الْقَلْبِ اضْطِرَامًا وَ نَضَجْرُ

اور بہت غم ہم نے تمہارے لئے اٹھائے۔ اور اب بھی ہمارے دل میں تمہارے لئے آگ ہے جس کو ہم پوشیدہ رکھتے ہیں

اصِيحُ وَقَدْ فَاضَتْ دُمُوعِي تَأَلَّمًا وَقَلْبِي لَكُمْ فِي كُلِّ انِ يُوَعَّرُ

میں آواز مارتا ہوں اور میرے آنسو درد سے جاری ہیں۔ اور میرا دل ہر ایک دم تمہارے لئے گرم کیا جاتا ہے

فَسَلْ أَيُّهَا الْقَارِي أَخَاكَ أَبَا الْوَفَا لِمَا يَخْدَعُ الْحَمَقِي وَقَدْ جَاءَ مُنْذِرُ

پس اے قاری! تو اپنے بھائی ثناء اللہ سے پوچھ۔ کیوں احمقوں کو فریب دے رہا ہے اور ڈرانے والا آ گیا

الْأَرْبَّ خَصْمٍ قَدْ رَأَيْتُ جِدَالَهُ وَمَا إِنْ رَأَيْنَا مِثْلَهُ مَنْ يُزَوِّرُ

خبردار ہو! میں نے بہت بحث کرنے والے دیکھے ہیں مگر اُس جیسا فریبی میں نے کوئی نہیں دیکھا

عَجِبْتُ لِمَبْحَثِهِ إِلَى ثَلَاثِ سَاعَةٍ أَكَانَ مَحَلَّ الْبَحْثِ أَوْ كَانَ مَيَسِرُ

مجھے تعجب آیا کہ اُس نے بحث کا زمانہ بیس منٹ مقرر کیا۔ کیا یہ بحث تھی یا کوئی قمار بازی تھی؟

أَمْ كَفِرَ مَهَلًا كُلَّمَا كُنْتَ تَذَكَّرُ وَ أَمَلِ كَمِثْلِي ثُمَّ أَنْتَ مُظْفَرُ

اے میرے کافر کہنے والے! گذشتہ سب باتیں چھوڑ دے۔ اور میری مانند نصیدہ لکھ پھر تو فحیاب ہے

رَضِيْتُ بَانَ تَخْتَارَ فِي النَّمَقِ رُفْقَةً وَ أَنَا عَلَى اِمْلَاءِ هِمٍّ لَا نُعِيرُ

میں نے یہ بھی قبول کیا کہ اگر تو مقابلہ سے گرے تو اپنے رفیق بنا لے۔ اور ہم اُن کے لکھنے میں کوئی سرزنش تجھے نہیں کریں گے

فَمَا الْخَوْفُ فِي هَذَا الْوَعَا يَا أَبَا الْوَفَا لِيُْمَلِ حُسَيْنٌ أَوْ ظَفَرٌ أَوْ اصْغَرُ

پس اے ثناء اللہ! اس لڑائی میں تجھے کیا خوف ہے۔ چاہیے کہ محمد حسین اس کا جواب لکھے یا قاضی ظفر الدین یا اصغر علی

وَ اِنِّي اَرَى فِي رَأْسِهِمْ دُودَ نَحْوَةِ فَإِنْ شَاءَ رَبِّي يُخْرِجَنَّ وَيَجْذُرُ

اور میں ان کے سر میں تکبر کے کیڑے دیکھتا ہوں۔ اور اگر خدا چاہے تو وہ کیڑے نکال دے گا اور جڑ سے اکھاڑ دے گا

وَإِنْ كَانَ شَأْنُ الْأَمْرِ أَرْفَعَ عِنْدَكُمْ فَأَيْنَ بِهَذَا الْوَقْتِ مَنْ شَانَ جَوْلُرُ

پس اگر یہ کام ان لوگوں کے ہاتھ سے تیرے نزدیک بڑھ کر ہے۔ پس اس وقت مہر علی شاہ کہاں ہے جس نے گوڑہ کو بدنام کیا

أَمِيتٌ بِقَبْرِ الْغَيِّ لَا يَنْبِرِي لَنَا وَ مَنْ كَانَ لَيْشًا لَا مَحَالَةَ يَزْءُرُ

کیا وہ مردہ ہے جو اب باہر نہیں نکلے گا۔ اور شیر تو ضرور نعرہ مارتا ہے

وَإِنْ كَانَ لَا يَسْطِيعُ ابْطَالَ آيَتِي فَقُلْ خُذْ مَزَامِيرَ الضَّلَالَةِ وَارْمُرُ

اور اگر وہ میرے اس نشان کو باطل نہیں کر سکتا۔ پس کہہ کہ ظنور وغیرہ بجایا کر تجھے علم سے کیا کام

أَغْلَطَ إِعْجَازِي حُسَيْنٌ بِعِلْمِهِ وَهَيْئَاتِ مَاحُولِ الْجَهُولِ اتَسَخَّرُ

کیا میری کتاب اعجاز المسیح کی محمد حسین نے غلطیاں نکالیں۔ اور یہ کہاں ہو سکتا ہے اور محمد حسین کی کیا طاقت ہے؟ کیا نہی کر رہا ہے؟

وَإِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ بِعِلْمِ حُسَيْنِكُمْ فَمَا لَكَ لَا تَدْعُوهُ وَالْخَصْمُ يَحْضُرُ

اور اگر تمہارا محمد حسین کچھ چیز ہے۔ پس تو اُس کو کیوں نہیں بلاتا اور دشمن سخت گرفت کر رہا ہے

وَ نَحْسَبُهُ كَالْحُوتِ فَأَتِ بِنَظْمِهِ مَتَى حَلَّ بِحَرًّا نَقْتَبْصُهُ وَ نَأْسِرُ

اور ہم تو اس کو ایک مچھلی کی طرح سمجھتے ہیں۔ پس اس کی نظم سن کر <sup>☆</sup> جب وہ شعر کے جڑوں میں سے کسی جڑ میں داخل ہوگا تو ہم اس کو بٹکار کر لیں گے اور پکڑ لیں گے

وَإِنْ يَأْتِنِي أَصْبَحُهُ كَأَسَا مِنَ الْهُدَى فَاحْضِرْهُ لِلْإِمْلَاءِ إِنْ كَانَ يَقْدِرُ

اگر وہ میرے پاس آئے گا تو اسی صبح ہدایت کا پیالہ پلاؤں گا۔ پس اُس کو لکھنے کیلئے حاضر کر اگر وہ لکھنے کیلئے طاقت رکھتا ہے

إِذَا مَا ابْتَلَاهُ اللَّهُ بِالْأَرْضِ سُخْطَةً بَلَائِلَ قَالُوا مُكْرَمٌ وَ مَعَزَّرُ

جب خدا نے بیزاری کے طور پر اُس کو زمین لائیکچور میں دی۔ تو مخالفوں نے کہا کہ اُس کی بڑی عزت ہے

وَ مَا الْعِزُّ إِلَّا بِالتَّوَرِّعِ وَ التَّقَى وَ بَعْدَ مِنَ الدُّنْيَا وَ قَلْبٍ مُطَهَّرُ

اور عزت تو پرہیزگاروں کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور دنیا سے علیحدہ ہونے اور دل پاک کرنے میں

وَإِنَّ حَيَاةَ الْغَافِلِينَ لَدَلَّةٌ فَسَلْ قَلْبُهُ زَادَ الصِّفَا أَوْ تَكَدَّرُ

اور غفلت کی زندگی ایک دلت ہے۔ پس اُس سے پوچھ کہ کیا پہلے کی نسبت اُس کا دل صاف ہے یا دنیا کی کدورت میں مشغول ہے

☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”پیش کر“ ہونا چاہیے۔ (ناشر) ❁ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”پرہیزگاری“ ہونا چاہیے۔ (شخص)

إِذَا نَحْنُ بَارِزْنَا فَإِنَّ حُسَيْنَكُمْ وَإِنْ كُنْتَ تَحْمَدُهُ فَأَعْلِنْ وَأَخْبِرْ

جب ہم میدان میں آئے تو تمہارا حسین کہاں ہوگا۔ اور اگر تو اس کی تعریف کرتا ہے پس اُس کو خبر دے

أَتَحْسَبُهُ حَيًّا وَتَاللَّهِ إِنِّي

کیا تو اس کو زندہ سمجھتا ہے اور بخدا! میں دیکھتا ہوں اُس کو مثل اُس شخص کے جو کشتہ ہے اور مر گیا اور قبر میں داخل ہو گیا

وَلَوْ شَاءَ رَبِّي كَانَ يَنْبَغِي هِدَايَتِي

اور اگر میرا خدا چاہتا تو وہ ہدایت قبول کرتا۔ اور اگر میرا خدا چاہتا تو وہ مجھے پہچان لیتا

وَمَا إِنْ قَنَطْنَا وَالرَّجَاءَ مُعْظَمٌ

اور ہم اُس کے ایمان سے ناامید نہیں ہوئے بلکہ اُمید بہت ہے۔ اسی طرح خدا کی وحی نبردے رہی ہے

وَإِنَّ قِضَاءَ اللَّهِ مَا يُخْطِئُ الْفَتَى

اور خدا کا حکم مرد راہ کو بھولتا نہیں۔ اُس کے لئے پوشیدہ راز ہیں کہ کوئی فکر کرنے والا اُن کو دیکھ نہیں سکتا

سَيِّدِي لَكَ الرَّحْمَنُ مَقْسُومٌ حَبِيبٌ

تجھ پر خدا تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا مقسوم ظاہر کر دے گا۔ سعید ہے پس روزِ مقدر اُس کو فراموش نہیں کرے گا

وَيُحْيِي بِأَيْدِي اللَّهِ وَاللَّهُ قَادِرٌ

اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جائے گا اور خدا قادر ہے۔ اور رُشد کا زمانہ آئے گا اور گناہ بخش دیا جائے گا

فَيَسْقُونَهُ مَاءَ الطَّهَارَةِ وَالتَّقَى

پس پاکیزگی اور طہارت کا پانی اسے پلائیں گے۔ اور نسیمِ صبا خوشبو لائے گی اور معطر کر دے گی

وَإِنَّ كَلَامِي صَادِقٌ قَوْلُ خَالِقِي

اور میرا کلام سچا ہے اور میرے خدا کا قول ہے۔ اور جو شخص تم میں سے کچھ زمانہ زندہ رہے گا وہ دیکھ لے گا

أَتَعْجَبُ مِنْ هَذَا فَلَا تَعْجَبَنَّ لَهُ

کیا تو اس سے تعجب کرے گا پس کچھ تعجب نہ کر۔ یہ خدا کا کلام ہے اور پاک وحی مُطَهَّرٌ

وَمَا قُلْتُهُ مِنْ عِنْدِ نَفْسِي كَرَاهِمٌ

اور میں نے اپنے ہی دل سے اُنکل سے بات نہیں کی بلکہ کشفی طور پر مجھے دکھلایا ☆ اور میں اس سے حیران ہوں



أَقْلَبُ حُسَيْنٍ يَهْتَدِي مَنْ يَظُنُّهُ	عَجِيبٌ وَعِنْدَ اللَّهِ هَيْنٌ وَ أَيْسَرُ
کیا محمد حسین کا دل ہدایت پر آجائے گا کیوں گمان کر سکتا ہے؟ عجیب بات ہے اور خدا کے نزدیک سہل اور آسان ہے	
ثَلَاثَةُ أَشْخَاصٍ بِهِ قَدْ رَأَيْتَهُمْ	وَمِنْهُمْ إِلَهِي بِخَشٍ فَاسْمَعُ وَ ذَكَّرُ
تین آدمی اس کے ساتھ اور ہیں۔ ایک ان میں سے الہی بخش اکونٹ ملتا ہے پس سن اور سنا دے	
لَعَمْرُكَ ذُقْنَا دُونَ ذَنْبِ رِمَاحِهِمْ	فَمَا سَرَرْنَا إِلَّا دُعَاءُ يُكْرَرُ
تیری قسم! کہ ہم نے بغیر گناہ کے ان کے نیزوں کا مزہ پکھا پس ہمیں یہی اچھا معلوم ہوا کہ ان کے حق میں دعا کرتے ہیں	
مَتَى ذُكِّرُوا يَغْتَمُّ قَلْبِي بِذِكْرِهِمْ	بِمَا كَانَ وَقْتُ بِالْمَلَأَقَاةِ نُبْشِرُ
جب وہ ذکر کئے جاتے ہیں تو میرا دل غمناک ہو جاتا ہے کیونکہ یاد آتا ہے کہ ایک دن ہم ملاقات سے خوش ہوتے تھے	
أَرْضِعَتْ مِنْ غَوْلِ الْفَلَايَا أَبَا الْوَفَا	فَمَا لَكَ لَا تَخْشَى وَلَا تَتَفَكَّرُ
کیا تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا؟ اے ثناء اللہ! پس تجھے کیا ہو گیا کہ نہ ڈرتا ہے نہ فکر کرتا ہے	
تَرَكْتُمْ سَبِيلَ الْحَقِّ وَالْخَوْفِ وَالْحَيَا	وَجَزْتُمْ حُدُودَ الْعَدْلِ وَاللَّهُ يَنْظُرُ
تم نے حق کو چھوڑ دیا ☆ اور عدل سے باہر ہو گئے اور اللہ دیکھتا ہے	
وَ كَيْفَ تَرَى نَفْسٌ حَقِيقَةً وَ حِينَا	يُصِرُّ عَلَى كِذْبٍ وَ بِالسُّوءِ يَجْهَرُ
ایسا آدمی ہماری وحی کی حقیقت کیا جانتا ہے جو جھوٹ پر اصرار کرتا ہے اور کھلی بدگویی کرتا ہے	
وَ إِنْ كُنْتُ كَذَّابًا كَمَا هُوَ زَعْمُكُمْ	فَكِيدُوا جَمِيعًا لِي وَ لَا تَسْتَخِرُوا
اور اگر میں تمہارے نزدیک جھوٹا ہوں۔ تو میری بربادی کیلئے تم سب کوشش کرو اور پیچھے مت ہٹو	
وَ إِنْ ضَيَّائِي يَبْلُغُ الْأَرْضَ كُلَّهَا	أَتُنْكِرُهَا فَاسْمَعُ وَ إِنِّي مُذَكَّرُ
اور میری روشنی دنیا میں پھیل جائے گی۔ کیا تو انکار کرتا ہے؟ پس سن رکھ اور میں یاد دلاتا ہوں	
عَقَرْتُ بِمُدِّ صَاحِبَتِي يَا أَبَا الْوَفَا	بَسَبُّ وَ تَوْهِينِ فَرَبِّي سَيَفْهَرُ
اے ثناء اللہ! تو نے مُدِّ میں ہمارے دوستوں کو رنج پہنچایا۔ گالی سے اور توہین سے پس میرا خدا عتقرب غالب ہو جائے گا	
جَلَا لَكَ رَبِّي أَبْتَغِي لَا جَلَا لَتِي	وَ أَنْتَ تَرَى قَلْبِي وَ عَزْمِي وَ تُبْصِرُ
اے میرے خداوند! میں تیرا جلال چاہتا ہوں نہ اپنی بزرگی اور تو میرے دل کو اور میرے قصد کو دیکھ رہا ہے	

☆ نشان شدہ مصرعہ میں سہولتاً سے ترجمہ کا کچھ حصہ لکھنے سے رہ گیا ہے۔ پورا ترجمہ یوں ہوگا ”تم نے حق اور خوف اور حیا کے راستے کو چھوڑ دیا“ (ناشر)

إِلَيْكَ أَرُدُّ مَحَامِدِي رُدَّتْ كُلُّهَا وَمَا أَنَا إِلَّا مِثْلُ ذَرَقٍ يُعْفَرُ

میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے

وَقَالُوا عَلَى الْحَسَنِينِ فَضْلَ نَفْسِهِ أَقُولُ نَعَمْ وَاللَّهِ رَبِّي سَيُظْهِرُ

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

وَلَوْ كُنْتُ كَذَابًا لَمَا كُنْتُ بَعْدَهُ كَمِثْلِ يَهُودِيٍّ وَمَنْ يَتَنَصَّرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد۔ میں ایک یہودی اور مرد نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

وَلَكِنِّي مِنْ أَمْرِ رَبِّي خَلِيفَةٌ مَسِيحٌ سَمِعْتُمْ وَعَدَهُ فَتَفَكَّرُوا

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو

فَمَا شَأْنُ مَوْعُودٍ وَمَا فِيهِ عِنْدَكُمْ مِنَ الْقَوْلِ قَوْلِ نَبِيِّنَا فَتَدَبَّرُوا

پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اس کے باب میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے؟

حَدِيثٌ صَحِيحٌ عِنْدَكُمْ تَقْرَأُ وَنَهْ فَلَا تَكْتُمُوا مَا تَعْلَمُونَ وَأَظْهِرُوا

تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو۔ پس جو کچھ تم جانتے ہو اس کو پوشیدہ مت کرو اور ظاہر کرو

وَمَنْ يَكْتُمَنَّ شَهَادَةً كَانَ عِنْدَهُ فَسَوْفَ يَرَى تَعْدِيبَ نَارٍ تَسْعَرُ

اور جو شخص اس گواہی کو پوشیدہ کرے گا جو اس کے پاس ہے۔ پس عنقریب وہ آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکانی جائے گی

فَلَا تَجْعَلُوا كَذِبًا عَلَيْكُمْ عُقُوبَةً وَدَعِ يَآئِثِنَاءَ اللَّهِ قَوْلًا تَزُورُ

پس تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ مت ٹھہراؤ۔ اور اے ثناء اللہ! تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے

تَرَكْتَ طَرِيقَ كِرَامٍ قَوْمٍ وَخَلَقَهُمْ هَجَوْتُ بِمُدٍّ عَامِدًا لَتَحْقُرُ

تو نے شریفوں کے خلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔ اور تو نے موضع مد میں قصد ہماری ہجو کی تا تو حقیر کرے

وَشَتَّانَ مَا بَيْنَ الْكِرَامِ وَبَيْنَكُمْ وَإِنَّ الْفَتَى يَخْشَى الْحَسِيبَ وَيَحْذَرُ

اور کہاں شریف اور کہاں تم لوگ۔ اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے پرہیز کرتا ہے

تَرَكْنَاكَ حَتَّى قِيلَ لَا يَعْرِفُ الْقَلْبِي فَجِئْتُ حَصِيمًا أَيُّهَا الْمُسْتَكْبِرُ

ہم نے تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ کہتے تھے کہ اب کیوں کچھ لکھنے نہیں؟ پس تو خود مقابلہ کے لئے آیا ہے اے متکبر!

أَلَا أَيُّهَا اللَّعَّانُ مَا لَكَ تَهَجَّرُ وَ تَلْعَنُ مَنْ هُوَ مُرْسَلٌ وَ مُوَقَّرٌ

اے لعنت کرنے والے! تجھے کیا ہو گیا کہ یہودہ بک رہا ہے۔ اور تو اُس پر لعنت کر رہا ہے جو خدا کا فرستادہ اور خدا کی طرف سے عزت یافتہ ہے

شَتَمْتَ وَ مَا تَدْرِي حَقِيقَةَ بَاطِنِي وَ كُلُّ امْرِءٍ مِّنْ قَوْلِهِ يُسْتَفْسَرُ

تُو نے مجھے گالیاں دیں اور میرا حال تجھے معلوم نہیں۔ اور ہر ایک انسان اپنے قول سے پوچھا جائے گا

صَبَرْنَا عَلَى سَبِّ بِهِ آذَيْنَا وَ لَكِنِ عَلَى مَا تَفْتَرِي لَا نَصْبِرُ

ہم نے ان گالیوں پر تو صبر کیا جن کے ساتھ تو نے ہمارا دل دکھایا لیکن وہ جو تو نے ہم پر افترا کیا اس پر ہم صبر نہیں کر سکتے

وَ وَاللَّهِ اِنِّي صَادِقٌ لَسْتُ كَاذِبًا فَلَا تَهْلِكُوا مُسْتَعْجِلِينَ وَ فَكِّرُوا

اور خدا کی قسم! کہ میں صادق ہوں کاذب نہیں ہوں۔ پس تم جلدی کر کے ہلاک مت ہو اور خوب سوچ لو

وَ لَوْ كُنْتُ كَاذِبًا شَقِيًّا لَضَرَنْتِي عَدَاوَةٌ قَوْمٍ كَذَّبُونِي وَ كَفَرُوا

اور اگر میں جھوٹا بد بخت ہوتا تو ضرور مجھے ان لوگوں سے نقصان پہنچتا جنہوں نے دشمنی سے مجھے جھٹلایا اور کافر قرار دیا

وَ شَاهَدْتُ اَنَّ الْقَوْمَ كَيْفَ تَدَاكُنُوا عَلَى وَ كَيْفَ رَمَوْا سِهَامًا وَ جَمَرُوا

اور تو نے دیکھ لیا کہ قوم نے کیسے میرے پر بلوے کئے اور کیسے انہوں نے تیر چلائے اور کیسے وہ لڑائی پر جسے

رَمَوْا كُلَّ صَخْرٍ كَانَ فِي اَذْيَالِهِمْ بَغِيْظٌ فَلَمْ اَقْلُقْ وَ لَمْ اَتَحَيَّرْ

جس قدر پتھر ان کے دامن میں تھے سب پھینک دیئے اور یہ کام غصہ کے ساتھ کیا۔ پس میں نہ بے قرار ہوا اور نہ حیران ہوا

وَ جُرِحَ عَرْضِي مِنْ رِمَاحِ اِهَانَةٍ وَ اَلْقَى مِنْ سَبِّ اِلَى الْخَنْجَرِ

اور میری آبرو اہانت کے نیزوں سے زخمی کی گئی اور دشنام دہی سے میری طرف خنجر پھینکے گئے

وَ قَالُوا كَذُوبٌ مُّفْنِدٌ غَيْرِ صَادِقٍ فَقُلْنَا اٰخِسُوْا اِنَّ الْخَفَايَا سَتْظَهْرُ

اور انہوں نے کہا یہ جھوٹا دروغ گو ہے سچا نہیں۔ ہم نے کہا کہ تم سب دفع ہو آخریٰ مخفی حقیقت ظاہر ہو جائے گی

وَ سَبُّوا وَ اَذُوْنِيْ بِاَنْوَاعِ سَبِّهِمْ وَ سَمَوْنَ دَجَالًا وَ سَمَوْنَ اَبْتَرُ

اور مجھے گالیاں دیں اور طرح طرح کی گالیوں سے دکھ دیا۔ اور میرا نام دجال رکھا اور میرا نام شترحض رکھا جس میں کوئی خیر نہیں

وَ سَمَوْنَ شَيْطَانًا وَ سَمَوْنَ مُلْحِدًا وَ سَمَوْنَ مَلْعُونًا وَ قَالُوا مُزَوَّرُ

اور میرا نام شیطان رکھا اور میرا نام ملحد رکھا۔ اور میرا نام لعنتی رکھا اور کہا کہ یہ ایک دروغ بان آدمی ہے

فَصِرْتُ كَأَنِّي لِلرِّمَاحِ دَرِيَّةٌ      وَ أُودِيْتُ حَتَّى قِيلَ عَبْدٌ مُحَقَّرٌ

پس میں ایسا ہو گیا گویا کہ میں تیروں کا نشانہ ہوں اور میں دکھ دیا گیا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ یہ نہایت حقیر انسان ہے

وَمَا غَادَرُوا كَيْدًا لِّدَوْسِي وَبَعْدَهُ      عَلَيَّ حَضُوا زَمْعَ الْأَنَاسِ وَثَوَّرُوا

اور میرے چکنے کے لئے کسی مکر کو اٹھانہ رکھا اور بعد اس کے میرے پر کمینہ لوگوں کو مشتعل کیا اور برا بیچنے کیا

وَ لَكِنَّ مَالِ الْأَمْرِكَانَ هُوَ أَنَّهُمْ      وَ أَنْزَلَ لِي آيَ تَنْبِيرٍ وَ تَبَهَّرُ

مگر انجام کار ان کی رسوائی ہوئی اور میرے لئے وہ نشان ظاہر کئے گئے جو روشن اور غالب تھے

فَأَوْصِيكَ يَا رِذْفَ الْحُسَيْنِ أَبَا الْوَفَا      أَنْبُ وَ اتَّقِ اللَّهَ الْمُحَاسِبَ وَ أَحْذَرُ

پس میں تجھے نصیحت کرتا ہوں اے محمد حسین کے پیچھے چلنے والے خدا کی طرف توبہ کر اور اُس مُحَاسِب سے ڈر

وَلَا تُلْهِكَ الدُّنْيَا عَنِ الدِّينِ وَالْهُوَى      وَ إِنَّ عَذَابَ اللَّهِ أَذْهَى وَ أَكْبَرُ

اور تجھے دنیا اور ہوا و ہوس سے نہ روکے اور خدا کا عذاب بہت سخت اور بڑا ہے

وَلَا تَحْسَبِ الدُّنْيَا كِنَاطِفِ نَاطِفِي      أَتَدْرِي بَلِيلِ مَسْرَةٍ كَيْفَ تُصْبِحُ

اور دنیا کو شیرینی کی طرح مت سمجھ جو شیرینی بنانے والا تیار کرتا ہے۔ کیا تو خوشی کی رات کو جانتا ہے کہ کس طرح صبح کرے گا

أَلَا تَتَّقِي الرَّحْمَنَ عِنْدَ تَصْنَعِ      وَمَنْ كَانَ اتَّقَى لَا أَبَالَكَ يَحْذَرُ

کیا تو خدا سے ڈرتا نہیں اور بناوٹ کرتا ہے اور جو شخص پرہیزگار ہو وہ ضرور ڈرتا ہے

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ تُشَاهِدُ بَعْدَنَا      مَسِيحًا يَحِطُّ مِنَ السَّمَاءِ وَ يَنْدُرُ

کاش تجھے سمجھ ہوتی۔ کیا میرے بعد کوئی اور مسیح آسمان سے اترے گا اور ڈرائے گا؟

وَلِلَّهِ دَرٌ مَذْكَرٍ قَالَ إِنَّهُ      يَعَافُ الْهُدَى شِكْسَ زَيْنِمِ مُدْعَثَرُ

اور اُس ڈرانے والے نے کیا اچھا کہا ہے کہ ایک بدخویران شدہ کمینہ ہدایت سے نفرت رکھتا ہے

ذَكَرْتُ بِمُدِّ عِنْدَ بَحْثِكَ بِالْهُوَى      أَحَادِيثَ وَالْقُرْآنَ تُلْعِغِي وَ تَهْجُرُ

تو نے مقامِ مد میں بحث کرنے کے وقت کہا تھا کہ ہمارے پاس یہ احادیث ہیں اور قرآن کو تو محض نما اور باطل ظہرایا جاتا ہے

نَبَدْتُمْ كَلَامَ اللَّهِ خَلْفَ ظُهُورِكُمْ تَرَكَتُمْ يَقِينًا لِلظُّنُونِ فَفَكَّرُوا

تم لوگوں نے کلام اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور تم نے ظن کی خاطر یقین کو چھوڑ دیا اب سوچ لو۔

فَصَارَ كَأَنَّهُ عَفْتُ وَتَغَيَّبْتُ مَدَارَ نَجَاةِ النَّاسِ يَا مُتَكَبِّرُ

پس قرآن ایسا ہو گیا جیسا کہ آثارِ محوشدہ اور چھپ گیا وہی تو مدارِ نجات تھا۔ اے متکبر!

وَأَنَّ شِفَاءَ النَّاسِ كَانَ بَيَانُهُ فَهَلْ بَعْدَهُ نَحْوُ الظُّنُونِ نُبَادِرُ

اور اُس کا بیان لوگوں کے لئے شفا تھی پس کیا ہم قرآن چھوڑ کر ظنوں کی طرف دوڑیں؟

وَ فَاضَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ مِنِّي تَأَلَّمَا إِذَا مَا سَمِعْتُ الْبَحْثَ يَا مُتَهَوِّرُ

پس اس خیال سے میرے آنسو جاری ہو گئے جب میں نے تیری بحث کو اے بے باک! سنا۔

كَذَبْتَ بِمُدِّ عَامِدًا فَتَمَايَلْتُ عَلَيْكَ شَطَائِبُ جَاهِلِينَ وَثَوَّرُوا

تو نے موضعِ مد میں قصداً جھوٹ بولا پس جاہل لوگ تیری طرف جھک گئے اور شور ڈالا۔

وَ وَاللَّهِ فِي الْقُرْآنِ كُلِّ حَقِيقَةٌ وَ آيَاتُهُ مَقْطُوعَةٌ لَا تَغَيَّرُ

اور بخدا! قرآن شریف میں ہر ایک حقیقت ہے اور اُس کی آیتیں قطعی ہیں جو بدلتی نہیں

مَعِينٌ مَّعِينُ الْخُلْدِ نُورٌ مُعِينِنَا هُدَاهُ نَمِيرُ الْمَاءِ لَا يَتَكَدَّرُ

وہ صاف پانی ہے، بہشت کا پانی، ہمارے خدا کا نور ہدایت اُس کی صاف زلال ہے مگد نہ نہیں

أَرَى آيَةَ كَالْغَيْدِ جَاءَتْ مِنَ السَّمَاءِ وَ فِيهَا شِفَاءٌ لِلَّذِي يَتَدَبَّرُ

اُس کی آیتیں حسین ہیں جو آسمان سے اتریں اور ان آیتوں میں فکر کرنے والوں کے لئے شفا ہے

وَ يُصِيبُ قُلُوبَ النَّاسِ بِالنُّورِ وَ الْهُدَى وَ يُرَوِّى الْعَطَاشَى بِالْمَعِينِ وَ يَطَّرُ

اور لوگوں کے دل اپنے نور کے ساتھ کھینچ رہا ہے اور پیاسوں کو صاف پانی سے سیراب کر رہا ہے اور دائیوں کی طرح دودھ دھو دھ پلاتا ہے

وَ قَدْ كَانَ صُحُفٌ قَبْلَهُ مِثْلَ خَادِجٍ فَجَاءَ لِتَكْمِيلِ الْوَرَى لِيُعَزَّرُ

اور اس سے پہلے کتابیں اُس اڈٹی کی طرح تھیں جو قبل از ولادت پجدیتی ہے پس قرآن لوگوں کے کامل کرنے کیلئے آیا تا ایک بار ہی تمام دودھ دھو دھ جائے

بَلِيلٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ أَرَخَى سُدُورَهُ تَجَلَّى وَ أَدْرَى كُلِّ مَنْ كَانَ يُبْصِرُ

ایسی رات میں آیا جو سمندر کی موج کی طرح اپنی چادر پھیلا رکھے تھی سو اُس نے آ کر زمانہ کو روشن کر دیا اور ہر ایک جو دیکھ سکتا تھا اُس کو دکھا دیا

أَيُّهَا الْمُغْوِيُّ اتُّكِرُ شَانَهُ وَمَا فِي يَدَيْنَا غَيْرُهُ يَا مُزَوِّرُ

اے گمراہ کرنے والے! کیا تو قرآن کی شان سے انکار کرتا ہے اور بجز قرآن ہمارے ہاتھ میں کیا ہے؟

لِقَوْمٍ هَدَىٰ لَا بَارَكَ اللَّهُ مَدَّهُمْ جَهْلٌ فَادَىٰ حَقَّ كِذْبٍ فَابْشُرُوا

اس شخص نے ایک قوم کی خاطر کے لئے بکواس کی۔ خدا ان کے مذکورہ نردے۔ شخص جاہل ہے اس نے دروغ کوئی کا حق ادا کر دیا اس لئے وہ لوگ خوش ہو گئے

لَهُ جَسَدٌ لَا رُوحَ فِيهِ وَلَا صَفَا كَقَدْرِ يَجُوشُ وَ لَيْسَ فِيهِ تَدَبُّرُ

یہ صرف ایک جسم ہے جسم میں جان نہیں اور نہ صفا اور ایک ہنڈیا کی طرح جوش مارتا ہے کچھ تدبیر نہیں کرتا

نَبَذْتُمْ هُدَىٰ الْمَوْلَىٰ وَرَاءَ ظُهُورِكُمْ فَدَعْنِي أُبَيِّنُ كَلِّمًا كَانَ يُسْتَرُ

تم نے خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کو پس پشت پھینک دیا۔ پس مجھے چھوڑ دے تا میں بیان کروں جو کچھ پوشیدہ کیا گیا ہے

وَ إِنِّي أَخَذْتُ الْعِلْمَ مِنْ مَبْعِ الْهُدَىٰ وَ أَجْرِي عُيُونِي فَضْلُهُ الْمُتَكَثِّرُ

اور میں نے علم کو منبع ہدایت سے لیا ہے اور اُس کے فضل نے میرے چشمے جاری کر دیئے ہیں

وَ أُعْطِيتُ مِنْ رَبِّي عُلُومًا صَحِيحَةً وَ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَ أَعْتَرُ

اور میں نے اپنے رب سے علوم صحیحہ پائے ہیں۔ اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ مجھے سکھایا جاتا اور اطلاع دیا جاتا ہے

وَ كَأْسٍ سَقَانِي رُوحَ رُوحِي كَانَهَا رَحِيْقٌ كَنْجَمِ نَاصِعِ اللَّوْنِ أَحْمَرُ

اور کئی پیالے میری جان کی جان نے مجھے ایسے پلائے ہیں کہ گویا ستارہ کی طرح ایک شراب ہے، خالص سرخ رنگ

فَلَا تُبَشِّرُوا بِالنَّقْلِ يَا مَعْشَرَ الْعِدَا وَ كُمْ مِّنْ نَّقُولٍ قَدْ فَرَاهَا مُسَحَّرُ

پس اے مخالفو! محض نقلوں کے ساتھ خوش مت ہو جاؤ۔ اور بہترین نقلیں اور حدیثیں ہیں جو دھوکہ باز نے بتائی ہیں

هَلِ النَّقْلُ شَيْءٌ بَعْدَ إِحْيَاءِ رَبَّنَا فَأَيَّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ نَتَخَيَّرُ

اور خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد نقل کی کیا حقیقت ہے۔ پس ہم خدا تعالیٰ کی وحی کے بعد کس حدیث کو مان لیں

وَ قَدْ مُزِقَ الْأَخْبَارُ كُلَّ مُمَزَّقٍ فَكُلُّ بِمَا هُوَ عِنْدَهُ يَسْتَبَشِّرُ

اور حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں۔ اور ہر ایک گروہ اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے

أَعِنْدَكَ بُرْهَانٌ قَوِيٌّ مُنْقَحٌ عَلَىٰ فَضْلِ شَيْخِ عَابٍ أَوْ أَنْتَ تَهْدِرُ

کیا تیرے پاس مولوی محمد حسین کی فضیلت کی کوئی دلیل ہے جو میرے کلام کا عیب نکالتا ہے؟ یا تو یوں ہی بکواس کر رہا ہے

أَتَحْسَبُ مِنْ حُمُقٍ حُسَيْنًا مُحَقَّقًا      وَفِي كَفِّهِ حَمَاءٌ وَمَاءٌ مُكَدَّرٌ

کیا تو حقیق سے محمد حسین کو عالم سمجھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ میں مٹی سیاہ اور گند اپانی ہے

أَتُخْبِرُنِي مِنْ نَازِلٍ مَّا رَأَيْتُهُ      وَتَذَكُرُ أَخْبَارًا دَفَاهَا التَّغْيِيرُ

کیا تو میرے پاس اس اترنے والے کا ذکر کرتا ہے جس کو تو نے نہیں دیکھا۔ اور ایسی حدیثیں پیش کرتا ہے جن کا تحریف نے ستیاناس کر دیا

وَتَعْلَمُ أَنَّ الظَّنَّ لَيْسَ بِقَاطِعٍ      وَ أَنَّ اليَقِينَ البَحْتُ يَرُوى وَيُثْمَرُ

اور تو جانتا ہے کہ ظن کوئی قطعی دلیل نہیں۔ اور یقین وہ چیز ہے کہ سیراب کرتا اور پھل لاتا ہے

وَلَسْتُ كَمِثْلِكَ فِي الظُّنُونِ مُقَيَّدًا      وَ إِنِّي أَرَى اللهَ القَدِيرَ وَ أَبْصُرُ

اور میں تیری طرح ظنون میں گرفتار نہیں۔ میں اپنے قادر خدا کو دیکھ رہا ہوں اور مشاہدہ کر رہا ہوں

أَخَذْنَا مِنَ الحَيِّ الَّذِي لَيْسَ مِثْلُهُ      وَ أَنْتُمْ عَنِ المَوْتِي رَوَيْتُمْ فَفَكَّرُوا

ہم نے اُس سے لیا کہ وہ حی و قیوم اور واحد لا شریک ہے۔ اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو

أَرَبِّي بِفَضْلِ اللهِ فِي حَجَرٍ لُطْفِهِ      وَ فِي كُلِّ مَيْدَانٍ أَعَانٍ وَ أَنْصَرُ

میں خدا کی کنارا عافت میں پرورش پا رہا ہوں۔ اور ہر ایک میدان میں مدد دیا جاتا ہوں

وَ قَدْ خَصَّنِي رَبِّي بِفَضْلِ وَ رَحْمَةٍ      وَ نَصْرٍ وَ تَأْيِيدٍ وَ وَحْيٍ يُكْرَرُ

اور میرے رب نے اپنے فضل اور رحمت سے مجھے خاص کر دیا اور نیز تائید اور نصرت اور متواتر وحی سے مجھے مخصوص فرمایا ہے

سَقَانِي مِنَ الأسْرَارِ كَأَسَا رَوِيَّةً      هَدَانِي إِلَى نَهْجٍ بِهِ الحَقُّ يَبْهَرُ

مجھے وہ پیالہ پلایا جو سیراب کرنے والا ہے۔ اور اُس راہ کی مجھے ہدایت کی جس کے ساتھ حق چمکتا ہے

فَدَعُ أَيُّهَا المَغْوِيُّ حُسَيْنًا وَ ذِكْرَهُ      أَتَذَكُرُ لَيْلًا عِنْدَ شَمْسٍ تُنَوِّرُ

پس اے اغوا کرنے والے! محمد حسین اور اُس کے ذکر کو چھوڑ دے۔ کیا تو سورج کے مقابل پر ایک رات کا ذکر کرے گا

وَ نَحْنُ كَمَاةُ اللهِ جِئْنَا بِأَمْرِهِ      حَلَلْنَا بِاللَّادِ الشِّرْكَ وَاللهُ يَخْفَرُ

ہم خدا کے سوار ہیں۔ اُس کے حکم سے آئے ہیں۔ اور شرک کے شہروں میں ہم داخل ہوئے ہیں اور خدا رہنمائی کر رہا ہے

أَقُولُ وَلَا أَحْشَى فَنَائِي مَسِيحُهُ      وَلَوْ عِنْدَ هَذَا القَوْلِ بِالسَّيْفِ أَنْحَرُ

میں بے دھڑک کہتا ہوں کہ میں خدا کا مسیح موعود ہوں۔ اگرچہ میں اس قول پر تلوار سے قتل بھی کیا جاؤں

وَقَدْ جَاءَ فِي الْقُرْآنِ ذِكْرُ فَضَائِلِي وَ ذِكْرُ ظُهُورِي عِنْدَ فِتْنِ تَشَوُّرٍ

اور میرے فضائل کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اور میرے ظہور کا ذکر بھی پر آشوب زمانہ میں ہونا لکھا ہے

وَمَا أَنَا إِلَّا مُرْسَلٌ عِنْدَ فِتْنَةٍ فَرَدَّ قَضَاءَ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ تَقْدِرُ

اور میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ پس خدا کے حکم کو تو بدل دے اگر تجھے قدرت ہے

تَخَيَّرَنِي الرَّحْمَانُ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهِ لَهُ الْحُكْمُ يَقْضِي مَا يَشَاءُ وَيَأْمُرُ

خدا نے مجھے اپنی مخلوقات میں سے چن لیا ہے۔ حکم اسی کا حکم ہے جو چاہے کرے

وَ وَاللَّهِ مَا أَفْرِي وَإِنِّي لَصَادِقٌ وَإِنَّ سَنَا صِدْقِي يُلُوحُ وَيَبْهَرُ

اور بخدا میں مفتری نہیں۔ میں سچا ہوں۔ اور میری سچائی کی روشنی چمک رہی ہے

تَرَاءَتْ لَنَا كَالشَّمْسِ صَفْوَةٌ أَمْرِنَا وَ أَرَوْتُ حَدَائِقَنَا عِيُونَ تَنْضُرُ

آفتاب کی طرح ہمارے امر کی صفائی ظاہر ہو گئی۔ اور ہمارے بانوں کو ان چشموں نے سیراب کیا جو تازہ کر دیتے ہیں

تَكْدَّرَ مَاءُ السَّابِقِينَ وَعَيْنُنَا إِلَى آخِرِ الْأَيَّامِ لَا تَتَكَدَّرُ

دوسروں کے پانی جو امت میں سے تھے خشک ہو گئے مگر ہمارا چشمہ آخری دنوں تک کبھی خشک نہیں ہوگا

إِذَا مَا غَضِبْنَا يَغْضِبُ اللَّهُ صَانِلًا عَلَى مُعْتَدٍ يُؤْذِي وَ بِالسُّوءِ يَجْهَرُ

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے۔ جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے

وَ يَأْتِي زَمَانٌ كَأَسْرٍ كُلِّ ظَالِمٍ وَ هَلْ يُهْلِكُنَّ الْيَوْمَ إِلَّا الْمُدْمَرُ

اور وہ زمانہ آرہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور کوئی ہلاک نہ ہوگا مگر وہی جو پہلے سے ہلاک ہو چکا

وَ إِنِّي لَشَرُّ النَّاسِ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَزَاءُ إِهَانَتِهِمْ صَغَارٌ يُصْغَرُ

اور میں بدتر انسانوں کا ہوں گا۔ اگر اہانت کرنے والے اپنی اہانت نہیں دیکھیں گے

وَ وَاللَّهِ إِنِّي مَا أَدْعَيْتُ تَعَلِّيًّا وَ أَبْغِي حَيَاةً مَّا يَلِيهَا التَّكْبَرُ

اور بخدا! میں نے تعلیٰ کی راہ سے دعویٰ نہیں کیا اور میں ایسی زندگی چاہتا ہوں جس پر تکبر کا سایہ بھی نہ ہو

وَ قَدْ سَرَّنِي أَنْ لَا يُشَارَ بِاصْبِعِ إِلَى وَالْقَى مِثْلَ عَظْمٍ يُعْفَرُ

اور میری یہ خوشی رہی کہ میری طرف انگلی کے ساتھ اشارہ نہ کیا جاوے اور میں ایسا پھینک دیا جاؤں جیسا کہ ایک ہڈی خاک آلودہ



فَلَمَّا أَجْزْنَا سَاحَةَ الْكِبْرِ كُلَّهَا      آتَانِي مِنَ الرَّحْمَنِ وَحْيٌ يُكْبِّرُ

پس جبکہ ہم تکبر کے میدان سے بہت دور نکل گئے اور سب میدان طے کر لیا۔ تب خدا کی وحی میرے پاس آئی جس نے مجھے بڑا بنا دیا

إِذَا قِيلَ إِنَّكَ مُرْسَلٌ خَلْتُ أَنْتَنِي      دُعَيْتُ إِلَىٰ أَمْرِ عَلَىٰ الْخَلْقِ يَعْسُرُ

جب یہ کہا گیا کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ میں ایسے امر کی طرف بلا یا گیا کہ جو لوگوں پر بھاری ہوگا

وَلَوْ أَنَّ قَوْمِي أَنْسَوْنِي كَطَالِبٍ      دَعَوْتُ لِيُعْطُوا عَيْنَ عَقْلٍ وَبُصْرًا

اور اگر میرے پاس میری قوم طالب کی طرح آتی۔ تو میں دعا کرتا کہ ان کو عقل دی جائے اور بینائی بخشی جائے

وَلَكِنَّهُمْ عَابُوا وَادُّوا وَزَوَّروا      وَحَثُّوا عَلَيَّ الْجَاهِلِينَ وَثَوَّرُوا

مگر انہوں نے عیب جوئی کی اور دکھ دیا اور دروغ آرائی کی۔ اور جاہلوں کو میرے پر برا بھینٹے کیا

وَعَيَّرَنِي الْوَاشُونَ مِنْ غَيْرِ حُبْرَةٍ      وَنَاشُوا ثِيَابِي مِنْ جُنُونٍ وَاعْدَرُوا

اور نکتہ چینوں نے بغیر آزماتش اور آگاہی کے مجھے سرزنش کی۔ اور جنون سے میرے کپڑے پکڑ لئے اور اس کام میں میرا ★ مبالغہ کیا

عَجِبْتُ لَهُمْ فِي حَرْبِنَا كَيْفَ خَالَطُوا      وَلَمْ يَبْقَ ضِعْفٌ بَيْنَهُمْ وَتَنْمُرُ

میں نے ان سے تعجب کیا۔ ہماری لڑائی میں وہ کیسے باہم مل گئے۔ اور ان کے درمیان باہم کوئی درندگی اور کینہ نہ رہا

وَقَضَوْا مَطَاعِنَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ اصْدَرُوا      إِلَيْنَا الْأَسِنَّةَ وَالْخَنَاجِرَ شَهْرًا

ایک مدت تک تو ایک دوسرے پر طعن کرتے رہے۔ پھر ہماری طرف انہوں نے نیزے پھیر دیئے اور تلواریں کھینچیں

فَقُلْتُ لَهُمْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مَا لَكُمْ      أَنْزَلْتُمْ غَبَارًا مِّنْ كَلَامٍ يُزَوَّرُ

پس میں نے ان سے کہا کہ اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا۔ تم نے ایک جھوٹی بات سے اس قدر غبار انگیزی کی

عَلَىٰ الْحُمُقِ جَيَّاشُونَ مِنْ غَيْرِ فِطْنَةٍ      كَمَا زَلَّتِ الصَّفْوَاءُ حِينَ تُكْوَرُ

مض حماقت سے جوش کرنے والے بغیر دانائی کے۔ جیسا کہ ایک صاف پتھر نیچے پھینکنے سے جلد تر نیچے کو پھسل جاتا ہے

فَمَا بَرَحْتُ أَقْدَامُنَا مَوْطِنَ الْوُغَىٰ      وَمَا ضَعُفْتُ حَتَّىٰ أَعَانَ الْمُظْفَرُ

پس ہمارے قدم جنگ گاہ سے الگ نہ ہوئے اور نہ ہم تھکے یہاں تک کہ خدا نے ہمیں فتح دی

وَكُنْتُ أَرَى الْإِسْلَامَ مِثْلَ حَدِيقَةٍ مُبَعَّدَةٍ مِّنْ عَيْنِ مَاءٍ يَنْصُرُ

اور میں اسلام کو اس باغ کی طرح دیکھتا تھا جو اس چشمہ سے دور ہو جو تروتازہ کرتا ہے

فَمَا زِلْتُ أَسْقِيهَا وَ أَسْقَى بِلَادَهَا مِنَ الْمَزْنِ حَتَّى عَادَ جَبْرٌ مُدْعَثْرُ

پس میں اس باغ کو پانی دیتا رہا اور اس کی زمینوں کو آسمانی بارش کا پانی یہاں تک کہ اس کی خوبصورتی ویران شدہ عموں کو آئی

وَجَاشَتْ إِلَى النَّفْسِ مِنْ فِتْنَةِ الْعِدَا فَأَنْزَلَ رَبِّي حَرْبَةً لَا تُكْسَرُ

اور میرا دل دشمنوں کے فتنے سے نکلنے لگا۔ پس نازل کیا میرے رب نے ایک حربہ جو توڑا نہیں جائے گا

فَأَصْبَحْتُ أَسْتَقْرِى الرَّجَالَ رِجَالَهُمْ لِأَفْحَمَ قَوْمًا جَابِرِينَ وَأَنْدُرُ

پس میں نے صبح کی اور ان لوگوں کی تلاش میں لگ گیا تا میں ظالموں پر اتمام حجت کروں

وَقَدْ كَانَ بَابُ اللَّهِ مَرَكَزَ حَرْبِهِمْ كَلَامٌ مُضِلٌّ لِأَحْسَامٍ مُشَهَّرُ

اور ان کا طرز جنگ صرف زبانی خصومت تھی یعنی محض گمراہ کرنے والی باتوں کو پیش کرتے اور مذہب کے لئے تلوار کی لڑائی تھی

فَوَافَيْتُ مَجْمَعٌ لُدْهِمْ وَقَتَلْتُهُمْ بِضَرْبٍ وَلَمْ أَكْسَلُ وَلَمْ أَتَحَسَّرُ

پس میں لڑنے والوں کے مجمع میں آیا اور ایک ہی ضرب سے (انہیں) قتل کر دیا اور نہ میں سست ہوا اور نہ ماندہ ہوا

وَأَنَّى أَنَا الْمَوْعُودُ وَالْقَائِمُ الَّذِي بِهِ تُمَلَّأَنَّ الْأَرْضُ عَدْلًا وَتُثْمَرُ

اور میں مسیح موعود اور وہ امام قائم ہوں جو زمین کو عدل سے بھرے گا اور ویران جنگلوں کو پھل دار کرے گا

بِنَفْسِي تَجَلَّتْ طَلْعَةُ اللَّهِ لِلْوَرَى فَيَا طَالِبِي رُشْدٍ عَلَى بَابِي أَحْضَرُوا

میرے ساتھ صورت خدا کی خلقت پر ظاہر ہوگی۔ پس اے ہدایت کے طالبو! میرے دروازے پر حاضر ہو جاؤ

خُذُوا حَظَّكُمْ مِنِّي فَإِنِّي إِمَامُكُمْ أَذْكَرُكُمْ أَيَّامَكُمْ وَأَبْشُرُكُمْ

اپنا حصہ مجھ سے لے لو کہ میں تمہارا امام ہوں۔ تمہیں تمہارے دن یاد دلاتا ہوں اور بشارت دیتا ہوں

وَقَدْ جِئْتُكُمْ يَا قَوْمٍ عِنْدَ ضَرُورَةٍ فَهَلْ مِنْ رَشِيدٍ عَاقِلٍ يَتَدَبَّرُ

اور اے میری قوم! میں ضرورت کے وقت تمہارے پاس آیا ہوں۔ پس کیا کوئی تم میں رشید اور عقلمند ہے جو اس بات کو سوچے

وَمَا الْبِرُّ إِلَّا تَرَكَ بُحْلٌ مِنَ التَّقَى وَمَا الْبُحْلُ إِلَّا رُدٌّ مَنْ يَتَبَقَّرُ

اور نیکی، بجز اس کے کوئی چیز نہیں کہ تقویٰ کی راہ سے بخل کو دور کر دیا جاوے اور بخل، بجز اس کے کچھ نہیں کہ جس کا علم و سبق اور کمال ہے اور اپنے سے بہتر ہے اس کو قبول نہ کیا جائے

وَقَالُوا إِلَى الْمَوْعُودِ لَيْسَ بِحَاجَةٍ فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ يَهْدِي وَيُخْبِرُ

اور انہوں نے کہا کہ مسیح موعود کی طرف کچھ حاجت نہیں کیونکہ اللہ کی کتاب ہدایت دیتی اور خبر دیتی ہے

وَمَا هِيَ إِلَّا بِالْغَيْورِ دُعَابَةٌ فَيَا عَجَبًا مَنْ فِطْرَةَ تَتَهَوَّرُ

اور یہ تو خدا کے غیور کے ساتھ نہیں ٹھٹھا ہے۔ پس ایسی بیباک فطرتوں پر تعجب آتا ہے

وَقَدْ جَاءَ قَوْلُ اللَّهِ بِالرُّسُلِ تَوَامًا وَمِنْ دُونِهِمْ فَهَمُّ الْهُدَى مُتَعَسِّرُ

اور اصل حقیقت یہ ہے کہ خدا کا کلام اور رسول باہم تو آم ہیں۔ اور ان کے بغیر خدا کے کلام کا سمجھنا مشکل ہے

فَإِنَّ ظُبَى الْأَسْيَافِ تَحْتَاجُ دَائِمًا إِلَى سَاعِدٍ يُجْرِي الدَّمَاءَ وَيَنْدِرُ

کیونکہ تلواروں کی دھار ہمیشہ ایسے بازو کی محتاج ہے جو خون کو جاری کرتا اور سر کو بدن سے الگ کر دیتا ہے

بِعَضْبٍ رَقِيقٍ الشَّفْرَتَيْنِ هَزِيمَةً إِذَا نَاشَهُ طِفْلٌ ضَعِيفٌ مُحَقَّرُ

تلوار کو باریک دھاریں رکھتی ہو گرتب بھی شکست ہوگی جبکہ اس کو کمزور اور حقیر بچہ ہاتھ میں پکڑے گا

وَأَمَّا إِذَا أَخَذَ الْكَمِيَّ مُفْقَرًا كَفَى الْعُودَ مِنْهُ الْبُدْءُ ضَرْبًا وَ يَنْحُرُ

لیکن جب ایک بہادر آدمی ایک سخت تلوار کو پکڑے تو اس کا پہلا وار دوسرے وار کی حاجت نہیں رکھے گا اور زخ کر دے گا

إِذَا قَلَّ تَقْوَى الْمَرْءِ قَلَّ اقْتِبَاسُهُ مِنَ الْوَحْيِ كَالسَّلْخِ الَّذِي لَا يُنَوَّرُ

جب انسان کی تقوی کم ہو جاتی ہے تو خدا کی کام سے استنباط اور اقتباس اس کا بھی کم ہو جاتا ہے جیسا کہ مہینہ کی آخری رات میں کچھ روشنی نہیں رہتی

فَيَا أَسْفَا أَيْنَ التُّقَاهُ وَ أَرْضُهَا وَإِنِّي أَرَى فِسْقًا عَلَى الْفِسْقِ يَطْهَرُ

پس افسوس! کہاں ہے تقوی اور کہاں ہے زمین اس کی اور میں دیکھتا ہوں کہ فسق پر فسق ظاہر ہو رہا ہے

أَرَى ظُلْمَاتٍ لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَهَا وَ ذُقْتُ كُؤُوسَ الْمَوْتِ أَوْ كُنْتُ أَنْصَرُ

اور میں وہ تاریکیاں دیکھتا ہوں کہ کاش میں ان سے پہلے مر جاتا۔ اور موت کے پیالے کچھ لیتا اور یاد دیا جاتا

أَرَى كُلَّ مَحْجُوبٍ لِدُنْيَاهُ بَاكِيًا فَمَنْ ذَا الَّذِي يَبْكِي لِدِينٍ يُحَقَّرُ

میں ہر ایک محجوب کو دیکھتا ہوں جو اپنی دنیا کے لئے رو رہا ہے۔ پس کون ہے جو اس دین کے لئے روتا ہے جس کی تحقیر کی جاتی ہے

وَلِلَّذِينَ أَطْلَلُوا آرَاهَا كَلَاهِفٍ وَ دَمْعِي بِذِكْرِ قُصُورِهِ يَتَحَدَّرُ

اور دین کے لئے شکستہ ریختہ نشان باقی ہیں جن کو میں حسرت کے ساتھ دیکھ رہا ہوں اور اس کے محلوں کو یاد کر کے میرے آنسو جاری ہیں

تَرَآءُتْ غَوَايَاتٍ كَرِيحٍ مُّجِيحَةٍ وَآرْخَى سَدِيلَ الْغَىِّ لَيْلٍ مُّكَدَّرُ

گمراہیاں ایک آنندھی کی طرح ظاہر ہو گئیں ایسی آنندھی جو درختوں کو جڑ سے اکھاڑتی ہے اور ایک تاریک رات نے گمراہی کے پردے نیچے چھوڑ دیئے

تَهْبُّ رِيَّاحٌ عَاصِفَاتٌ كَأَنَّهَا سِبَاعُ بَارِضِ الْهِنْدِ تَعْوَى وَتَزَعْرُ

سخت آنندھیاں چل رہی ہیں گویا کہ وہ درندے ہیں ملک ہند میں جو بھیڑیے اور شیر کی آواز نکال رہے ہیں

أَرَى الْفَاسِقِينَ الْمُفْسِدِينَ وَرُؤْمَهُمْ وَقَلَّ صَلَاحُ النَّاسِ وَالْغَىُّ يَكْتُرُ

میں فاسقوں اور مفسدوں کی جماعتوں کی جماعتیں دیکھ رہا ہوں۔ اور نیکی کم ہو گئی اور گمراہی بڑھ گئی

أَرَى عَيْنَ دِينِ اللَّهِ مِنْهُمْ تَكَدَّرَتْ بِهَا الْعَيْنُ وَالْآرَامُ تَمْشِي وَتَعْبُرُ

دین الہی کے چشمہ کو دیکھتا ہوں کہ مگدڑ رہ گیا۔ اور اس میں وحشی چارپائے چل رہے اور عبور کر رہے ہیں

أَرَى الدِّينَ كَالْمَرَضِ عَلَى الْأَرْضِ رَاغِمًا وَكُلُّ جَهُولٍ فِي الْهَوَى يَتَبَخَّرُ

میں دین کو دیکھتا ہوں کہ زمین پر پڑا ہوا ہے اور ہر ایک جاہل اپنی ہوا و ہوس کے جوش میں ناز کے ساتھ چل رہا ہے

وَمَا هُمْ إِلَّا لِحَظِّ نَفْسِهِمْ وَمَا جُهِدُهُمْ إِلَّا لِحَظِّ يَوْفَرُ

اور ان کی ہمتیں اس سے زیادہ نہیں کہ وہ نفسانی حظوظ کے طالب ہیں اور ان کی کوششیں اس سے بڑھ کر نہیں کہ وہ حفظ نفسانی کثرت سے چاہتے ہیں

نَسُوا نَهْجَ دِينِ اللَّهِ خُبْنًا وَ عَفْلَةً وَقَدْ سَرَّهُمْ سُكْرٌ وَ فِسْقٌ وَ مَيْسِرٌ

انہوں نے دین کی راہ کو خُبث اور غفلت کی وجہ سے بھلا دیا اور ان کو مستی اور بدکاری اور قمار بازی پسند آ گئی

أَرَى فِسْقَهُمْ قَدْ صَارَ مِثْلَ طَبِيعَةٍ وَمَا إِنْ أَرَى عَنْهُمْ شَقَاهُمْ يُفَشِّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ ان کا فسق طبیعت میں داخل ہو گیا۔ میرے نزدیک اب بظاہر غیر ممکن ہے کہ ان کی شقاوت ان سے الگ کر دی جائے

فَلَمَّا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيدُ بَسِيلِهِ تَمَنَيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَّبِرُ

پس جبکہ فسق ہلاک کنندہ ایک طوفان کی حد تک پہنچ گیا تو میں نے آرزو کی کہ ملک میں طاعون پھیلے اور ہلاک کرے

فَإِنَّ هَلَكَ النَّاسِ عِنْدَ أُولَى النَّهْيِ أَحَبُّ وَأَوْلَى مِنْ ضَلَالٍ يُدْمَرُ

کیونکہ لوگوں کا مرجانا عقلمندوں کے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ گمراہی کی موت ان پر آوے

﴿ ۶۳ ﴾

وَمَنْ ذَا الَّذِي مِنْهُمْ يَخَافُ حَسِبَهُ وَمَنْ ذَا الَّذِي يَبْغِي السَّدَادَ وَيُؤْتِرُ

اور ان میں سے کون ہے جو اپنے خدا سے ڈرتا ہے؟ اور ان میں سے کون ہے جو نیکی کی راہ اختیار کر رہا ہے؟

وَمَنْ ذَا الَّذِي لَا يَفْجُرُ اللَّهُ عَامِدًا وَمَنْ ذَا الَّذِي بَرَّ عَفِيفٌ مُطَهَّرٌ

اور کون ان میں ہے جو عمداً خدا کا گناہ نہیں کرتا۔ اور کون ان میں نیک پرہیزگار پاک دل ہے؟

وَمَنْ ذَا الَّذِي مَأْسَبَسْنِي لِقَاتِهِ وَقَالَ ذُرُونِي كَيْفَ أُوذِي وَأُكْفَرُ

اور کون ان میں ہے جس نے بوجہ پرہیزگاری مجھ کو گالیاں نہ دیں؟ اور کہا مجھ کو چھوڑ دو میں کیونکر دکھ دوں اور کا فر ٹھہراؤں

وَكَيْفَ وَإِنَّ أَكْبَرَ الْقَوْمِ كُلَّهُمْ عَلَى حِرَاصٍ وَالْحُسَامُ مُشَهَّرٌ

اور بدزبانی سے بچنا کیونکر ہو سکے۔ وہ تو میری جان لینے کے حریص ہیں اور تلوار کھینچی گئی ہے

وَلَكِنْ عَلَيْهِمْ رُعبٌ صِدْقِي مُعْظَمٌ فَكَيْفَ يُبَارِي اللَّيْثَ مَنْ هُوَ جَوْدُرٌ

لیکن میری شان کا رعب ان پر عظیم ہے۔ پس کیونکر شیر کا مقابلہ کر سکتا ہے وہ جو گو سالہ ہے

فَلَيْسَ بِأَيْدِي الْقَوْمِ إِلَّا لِسَانُهُمْ مُنَجَّسَةً بِالسَّبِّ وَاللَّهُ يَنْظُرُ

پس قوم کے ہاتھ میں بجز زبان کے کچھ نہیں وہ زبان جو دشنام دہی کی نجاست سے آلودہ ہے اور خدا دیکھ رہا ہے

قَضَى اللَّهُ أَنَّ الطَّعْنَ بِالطَّعْنِ بَيْنَنَا فَذَلِكَ طَاعُونَ أَتَاهُمْ لِيُبْصِرُوا

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کی سزا طعن ہے۔ پس وہ بھی طاعون ہے کہ ان کے ملک میں پہنچ گئی ہے تا ان کی آنکھیں کھلیں

وَلَيْسَ عِلَاجُ الْوَقْتِ إِلَّا إِطَاعَتِي أَطِيعُونَ فَالطَّاعُونَ يُفْنِي وَيُدْحَرُ

علاج وقت میری اطاعت ہے۔ پس میری اطاعت کرو طاعون دور ہو جائے گی

وَقَدْ ذَابَ قَلْبِي مِنْ مَّصَائِبِ دِينِنَا وَأَعْلَمُ مَا لَا يَعْلَمُونَ وَأَبْصُرُ

اور میرا دل دینی مصیبتوں سے گداز ہو گیا ہے اور مجھے وہ باتیں معلوم ہیں جو انہیں معلوم نہیں

وَبَشِيٍّ وَحُزْنِي قَدْ تَجَاوَزَ حَدَّهُ وَلَوْلَا مِنَ الرَّحْمَنِ فَضْلٌ أَتَبَّرُ

اور میرا غم اور حزن حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور اگر خدا کا فضل نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا

وَعِنْدِي دُمُوعٌ قَدْ طَلَعْنَ الْمَاقِيَا وَعِنْدِي صُرَاخٌ لَا يَرَاهُ الْمُكْفَرُ

اور میرے پاس وہ آنسو ہیں جو گوشہ آنکھ کے اوپر چڑھ رہے ہیں اور میرے پاس وہ آہ ہے جو کافر کہنے والا اس کو نہیں دیکھتا

وَلِي دَعَوَاتٍ صَاعِدَاتٍ إِلَى السَّمَاءِ      وَلِي كَلِمَاتٍ فِي الصَّلَاةِ تَقَعُرُ

اور میری وہ دعائیں ہیں جو آسمان پر چڑھ رہی ہیں۔ اور میری وہ باتیں ہیں جو پتھر میں دھس جاتی ہیں

وَ أُعْطِيتُ تَأْتِيراً مِّنَ اللَّهِ خَالِقِي      وَ تَأْوِي إِلَى قَوْلِي قُلُوبٌ تُطَهَّرُ

اور میں خدا سے جو میرا پیدا کرنے والا ہے ایک تاثیر دیا گیا ہوں۔ اور میری طرف پاک دل میل کرتے ہیں

وَ إِنَّ جَنَانِي جَاذِبٌ بِصِفَاتِهِ      وَ إِنَّ بَيَانِي فِي الصُّخُورِ يُؤْتَرُ

اور میرا دل اپنے صفات کے ساتھ کشش کر رہا ہے۔ اور میرا بیان پتھروں میں تاثیر کرتا ہے

حَفَرْتُ جِبَالَ النَّفْسِ مِنْ قُوَّةِ الْعُلَى      فَصَارَ فُؤَادِي مِثْلَ نَهْرٍ تَفَجَّرُ

میں نے نفس کے پہاڑوں کو آسمانی طاقت سے کھود دیا۔ پس میرا دل اس نہر کی طرح ہو گیا جو جاری کی جاتی ہے

وَ أُعْطِيتُ مِنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ مِّنَ الْهُدَى      فَكُلَّ بَيَانٍ فِي الْقُلُوبِ أَصَوَّرُ

اور مجھے ایک نئی پیدائش ہدایت کی دی گئی۔ پس میں ہر ایک بیان دلوں میں نقش کر دیتا ہوں

فَرِيقٌ مِّنَ الْأَحْرَارِ لَا يُنْكِرُونَ نِيَّ      وَ حِزْبٌ مِّنَ الْأَشْرَارِ آذُوا وَ انْكُرُوا

ایک گروہ منصف مزاجوں کا مجھ سے انکار نہیں کرتا۔ اور ایک گروہ شریروں کا دکھ دے رہے ہیں اور انکار کرتے ہیں

وَ قَدْ زَا حَمُومًا فِي كُلِّ أَمْرٍ أَرَدْتُهُ      فَأَيَّدَنِي رَبِّي فَفَرُّوا وَ أَذْبَرُوا

اور ہر ایک امر جس کا میں نے ارادہ کیا اس کی انہوں نے مزاحمت کی۔ پس خدا نے میری مدد کی۔ پس بھاگ گئے اور منہ پھیر لیا

وَ كَيْفَ عَصُوا وَاللَّهِ لَمْ يُدْرَ سِرُّهَا      وَ كَانَ سَنَا بَرْقِي مِنَ الشَّمْسِ أَظْهَرُ

اور کیوں نافرمان ہو گئے؟ اس کا بخدا! بھید کچھ معلوم نہ ہوا اور میری برق کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ظاہر تھی

لَزِمْتُ اصْطِبَارًا عِنْدَ جَوْرِ لِيَأْمَهُمْ      وَ كَانَ الْأَقَارِبُ كَالْعَقَارِبِ تَأْبُرُ

میں نے ان کے ظلم کی برداشت کی اور اس پر صبر کیا اور اقارب کی طرح نیش زنی کرتے تھے

وَ يَعْلَمُ رَبِّي سِرَّ قَلْبِي وَسِرَّهُمْ      وَ كُلُّ خَفِيٍّ عِنْدَهُ مُتَحَضِّرُ

اور میرا رب میرے بھید اور ان کے بھید کو جانتا ہے اور ہر ایک پوشیدہ اُس کے نزدیک حاضر ہے

وَ لَيْسَ لِعَضْبِ الْحَقِّ فِي اللَّهْرِ كَاسِرًا      وَ مَنْ قَامَ لِلتَّكْسِيرِ بَعِيًّا فَيَكْسِرُ

اور خدا کی تلوار کو کوئی توڑنے والا نہیں اور جو توڑنا چاہے وہ خود ٹوٹ جائے گا

﴿۶۵﴾

وَمَنْ ذَا يُرَادِينِي وَإِنِّي حَبِيبُهُ

اور کون میرا دشمن ہو سکتا ہے جبکہ خدا مجھے دوست رکھتا ہے اور کون سنگ اندازی کے ساتھ مجھ سے لڑائی کر سکتا ہے جبکہ خدا میرا مددگار ہے

وَلَوْ كُنْتُ كَذَّابًا كَمَا هُوَ زَعَمَهُمْ

اور اگر میں جھوٹا ہوتا جیسا کہ اُن کا گمان ہے۔ تو میں ایک مدت سے مرا ہوتا اور تیر میں داخل ہوتا

يَظُنُّونَ أَنِّي قَدْ تَقَوَّلْتُ عَمِيدًا

وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں نے عمداً جھوٹ بنایا اور مکر سے جھوٹ بنایا اور بعض ظن ایسے گناہ ہیں جو شرع اور عقل کوان کے قبول کرنے سے انکار ہے

وَ كَيْفَ وَإِنَّ اللَّهَ أَبَدَىٰ بَرَاءَتِي

اور یہ کیوں کر؟ اور خدا نے تو میری بریت ظاہر کر دی اور وہ نشان دکھلائے جو روشن اور واضح ہیں

وَ يَأْتِيكَ وَعَدُ اللَّهِ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَىٰ

اور خدا کا وعدہ اس طور سے تجھے پہنچے گا کہ تجھے خبر نہیں ہوگی۔ پس اس کو وہ آنکھ شناخت کرے گی جو اس دن تیز اور بینا ہوگی

أَمْ كُفِّرْ مَهَلًا بَعْضَ هَذَا التَّهْكُمِ

اے میرے کافر کہنے والے! اس غم و غصہ کو کچھ کم کر اور اس خدا سے ڈر جس نے کہا ہے "لَا تَقْفُ مَا نَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ"

وَ إِذْ قُلْتُ إِنِّي مُسْلِمٌ قُلْتُ كَافِرٌ

اور جب میں نے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو نے کہا کہ کافر ہے پس تیری تقویٰ کہاں ہے اے دلیری کرنے والے!

وَ إِن كُنْتُ لَا تَخْشَىٰ فَقُلْ لَسْتُ مُؤْمِنًا

اور اگر تو ڈرتا نہیں ہے پس کہہ دے کہ تو مومن نہیں اور وہ زمانہ چلا آتا ہے کہ تو پوچھا جائے گا اور آگاہ کیا جائے گا

وَ إِنِّي تَرَكْتُ النَّفْسَ وَالْخَلْقَ وَالْهَوَىٰ

اور میں نے نفس اور مخلوق اور ہوا و ہوس کو چھوڑ دیا ہے۔ پس اب مجھے نہ تو گالی دکھ دیتی ہے اور نہ تعریف ناز اور خوشی پیدا کرتی ہے

وَ كَمْ مِّنْ عَدُوٍّ كَانَ مِنْ أَكْبَرِ الْعِدَا

اور بہت لوگ ہیں کہ جو میرے سخت دشمن تھے۔ پس جب ایسا دشمن کسر نفسی سے میرے پاس آیا تو میں نے اُس سے بڑھ کر کسر نفسی کی

وَ لَسْتُ بِدِي كَهْرُورَةٍ غَيْرَ أَنِّي

اور میں کینہ و رآ دمی نہیں ہوں۔ ہاں اس قدر ہے کہ جب کوئی گالی دینے میں حد سے بڑھ جائے تو میں اُس سے منہ پھیر لیتا ہوں

وَلَا غَلَّ فِي قَلْبِي وَلَا مِنْ جَبَانَةٍ وَالْقِي حُسَامِي مُغْضِيًا وَ أَشْهَرُ

اور نہ میرے دل میں کچھ کینہ ہے اور نہ میں بزدل ہوں اور میں نفو کر کے اپنی تلوار پھینک دیا کرتا ہوں مگر مقابلہ میں کھینچ بھی لیتا ہوں

فَإِنْ تَبَغْنِي فِي حَلْقَةِ السَّلْمِ تَلْفِنِي وَإِنْ تَطْلُبْنِي فِي الْمِيَادِينِ أَحْضُرُ

پس اگر تو مجھے صلح کاری کے حلقہ میں طلب کرے تو وہیں پائے گا اور اگر تو مجھے جنگ کے میدان میں ڈھونڈے تو وہیں مجھے دیکھ لے گا

وَأَرْسَلَنِي رَبِّي لِإِصْلَاحِ خَلْقِهِ فَيَأْصَاحُ لَا تَنْطِقُ هَوَىٰ وَ تَصَبَّرُ

اور خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں مخلوق کی اصلاح کروں۔ پس اے میرے صاحب! نفسانی طور پر بات مت کر اور صبر سے میرے کام میں فکر کر

وَإِنْ أَكُ كَذَابًا فَكِدْبِي يُبِيدُنِي وَإِنْ أَكُ مِنْ رَبِّي فَمَا لَكَ تَهْجُرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا جھوٹ مجھے ہلاک کر دے گا اور اگر میں خدا کی طرف سے ہوں۔ پس کیوں تو یہ ہودہ گوئی کرتا ہے؟

فَدَرْنِي وَ رَبِّي وَ أَنْتَظِرُ سَيْفَ حُكْمِهِ لِيَقْطَعَ رَأْسِي أَوْ قَفَا مَنْ يُكْفِرُ

پس مجھے میرے خدا کے ساتھ چھوڑ دے اور اس کے حکم کی تلوار کا منتظر رہ تا وہ میرا سر کاٹے یا اس کا جو مجھے کافر کہتا ہے

تَحَامَ قِتَالِي وَ اجْتَنِبْ مَا صَنَعْتَهُ وَ إِنَّا إِذَا جُلْنَا فَإِنَّكَ مُدْبِرُ

میرے جنگ سے تو پرہیز کر اور اپنے بد کاموں سے الگ ہو جا اور جب ہم میدان میں آئے تو تو بھاگ جائے گا

أَرَى الصَّالِحِينَ يُوقَفُونَ لِطَاعَتِي وَ أَمَّا الْعَوِيُّ فَفِي الضَّلَالَةِ يُقْبَرُ

میں نیک بختوں کو دیکھتا ہوں کہ میری فرمانبرداری کے لئے وہ تو قیام دینے جاتے ہیں مگر جواز لی گمراہ ہے وہ گمراہی میں قبر میں جائے گا

وَ ذَلِكَ خَتَمُ اللَّهِ مِنْ بَدْوِ فِطْرَةٍ وَإِنَّ نَفُوشَ اللَّهِ لَا تَتَغَيَّرُ

اور یہ ابتداء پیدائش سے خدا کی مہر ہے اور خدا کے نقش متغیر نہیں ہو سکتے

كَذَلِكَ نُورُ الرُّشْدِ مَا يَخْطِيءُ الْفَتَى وَ كَلُّ نَخِيلٍ لَا مَحَالَةَ تُتَمَّرُ

اسی طرح جس فطرت میں رشد کا نور ہے وہ اس مرد سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور ہر ایک گھجور انجام کار پھل لاتی ہے

وَ مَنْ يَكُ ذَا فَضْلٍ فَيُدْرِكُ مَقَامَهُ وَ لَوْ فِي شَبَابٍ أَوْ بِوَقْتٍ يُعَمَّرُ

اور جس کے شامل حال فضل الہی ہے وہ اپنے مقام کو پالے گا۔ اگرچہ جوانی میں یا اس وقت کہ جب بڑھا ہو جائے

وَ لَا يَهْلِكُ الْعَبْدُ السَّعِيدُ جِبِلَّةً إِذَا مَاعَمِيَ يَوْمًا بِآخِرِ يَنْظُرُ

اور جس کی فطرت میں سعادت ہے وہ ہلاک نہیں ہوگا۔ اگر آج اندھا ہے تو کل دیکھنے لگے گا



﴿ ۶۷ ﴾

وَلِغَيِّ آثَارٍ وَ لِلرُّشْدِ مِثْلَهَا فَ قَوْمُوا لِتَفْتِيْشِ الْعَلَامَاتِ وَ انظُرُوا

اور گمراہی کے لئے نشان ہیں اور ایسا ہی رُشد کے لئے بھی۔ پس تم علامات کی تفتیش کرو اور خوب دیکھو

أَرَى الظُّلْمَ يَبْقَى فِي الخَرَاطِيمِ وَسُمُهُ وَ يَنْصُرُ مَظْلُومٌ ضَعِيفٌ مُخَسَّرٌ

میں دیکھتا ہوں کہ انسان کی ناک میں ظلم کی علامتیں باقی رہ جاتی ہیں اور مظلوم کو آخر مردی جاتی ہے جو ضعف اور نقصان والا ہوتا ہے

وَ قَدْ أَعْرَضُوا عَنْ كُلِّ خَيْرٍ بَغِضَتِهِمْ كَانِي أَرَاهُمْ مِثْلَ نَارٍ تَسَعَّرُ

انہوں نے ہر ایک نیکی سے غصہ سے منہ پھیر لیا جو میں نے پیش کی گویا میں ایک بھڑکتی ہوئی آگ کی طرح ان کو دیکھ رہا ہوں

وَ يَنْصُرُ مَظْلُومٌ بِآخِرِ أَمْرِهِ وَ لَا سِيَّمَا عَبْدٌ مِّنَ اللّٰهِ مُنذِرٌ

اور مظلوم آخر کار مدد یا جاتا ہے۔ بالخصوص وہ بندہ جو خدا کی طرف سے ہے

إِذَا مَا بَكَى الْمَعْصُومُ تَبَكَى الْمَلَائِكُ فَ كَم مِّنْ بِلَادٍ تَهْلِكُنْ وَ تُجَذَرُ

جب معصوم روتا ہے تو اس کے ساتھ فرشتے روتے ہیں۔ پس بہت بستیاں ہلاک کی جاتی ہیں اور جاڑی جاتی ہیں

إِذَا ذَرَفَتْ عَيْنَا تَقَى بَغْمَةً يُفْرَجُ كَرْبٌ مَّسَّهُ أَوْ يُبَشِّرُ

جب ایک پرہیزگار کی آنکھیں آنسو جاری کرتی ہیں ایک غم کی وجہ سے۔ پس وہ بے قراری اُس سے دور کی جاتی ہے یا بشارت دی جاتی ہے

عَلَى الْأَرْضِ قَوْمٌ كَالسِّيُوفِ دُعَائِهِمْ فَمَنْ مَسَّ هَذَا السَّيْفُ بِالشَّرِّ يُبْتَرُ

زمین پر ایک قوم ہے کہ تلواروں کی طرح ان کی دعا ہے۔ پس جو شخص اُس تلوار کو چھو جاتا ہے وہ کاٹا جاتا ہے

تَرَى كَيْفَ نَرَقَى وَالْحَوَادِثُ جُمَّةٌ وَيَهْلِكُ مَنْ يَبْغَى هَلَاكِي وَ يَمْكُرُ

تو دیکھتا ہے کہ ہم کیوں ترقی کر رہے ہیں حالانکہ حوادث چاروں طرف سے جمع ہیں اور جو شخص میری ہلاکت چاہتا ہے اور مکر کرتا ہے وہ ہلاک کیا جاتا ہے

لَنَا كُلُّ آنٍ مِّنْ مُّعِينٍ حِمَايَةٌ نُّغَادِرُ صَرْعَى مَا كَرِهْنَا وَ نَنْظُرُ

ہمارے لئے ایک مددگار کی طرف سے حمایت ہے۔ ہم مکر کرنے والوں کو گرا دیتے ہیں اور فتح پاتے ہیں

أَيَا شَاتِمًا لَا شَاتِمَ الْيَوْمَ مِثْلَكُمْ وَ مَا إِنْ أَرَى فِي كَفِّكُمْ مَا يَبْطُرُ

اے گالی دینے والے! آج تیرے جیسا دشنام دہندہ کوئی نہیں۔ اور میں تمہارے ہاتھ میں وہ چیز نہیں دیکھتا کہ تمہیں اس ناز پر آمادہ کرتی ہے

تَسُبُّ وَ مَا أَدْرِي عَلَى مَا تَسْبِي أَذَاكَ قَوْلِي فِي حُسَيْنٍ فَتُوَعَّرُ

تو مجھے گالی دیتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ کیوں مجھے گالی دیتا ہے۔ کیا امام حسین کے سب سے تجھے رنج پہنچا پس تو برا فروختہ ہوا

گالی ہانکنا کی تفسیر کے  
حکام کے جواب میں

أَتَحْسِبُهُ أَتَقَى الرَّجَالَ وَخَيْرَهُمْ فَمَا نَالَكُمْ مِنْ خَيْرِهِ يَا مُعْذِرُ

کیا تو اس کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتا ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا؟ اے مبالغہ کرنے والے!

أَرَأَيْكُمْ كَذَاتِ الْحَيْضِ لَا مِثْلَ طَاهِرٍ تَطِيبُ وَمِنْ مَاءِ الْعَذَابَةِ تَطَهَّرُ

میں تمہیں حیض والی عورت کی طرح دیکھتا ہوں۔ نہ اس عورت کی طرح جو حیض سے پاک ہوتی ہے۔

حَسِبْتُمْ حُسَيْنًا أَكْرَمَ النَّاسِ فِي الْوَرَى وَأَفْضَلَ مَا فَطَرَ الْقَدِيرُ وَيَفْطُرُ

تم نے حسین کو تمام مخلوق سے بہتر سمجھ لیا ہے۔ اور تمام ان لوگوں سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے

كَانَ امْرَأَةً فِي النَّاسِ مَا كَانَ غَيْرُهُ وَطَهَّرَهُ الرَّحْمَانُ وَالْغَيْرُ يَفْجُرُ

گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی تھا۔ اور اس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں

وَ هَذَا هُوَ الْقَوْلُ الَّذِي فِي ابْنِ مَرْيَمَ يَقُولُ النَّصَارَى أَيُّهَا الْمُتَنَصِّرُ

اور یہ تو وہی قول ہے جو حضرت عیسیٰ کی نسبت نصاریٰ کہا کرتے ہیں۔ اے نصاریٰ سے مشابہ!

فَيَا عَجَبًا كَيْفَ الْقُلُوبُ تَشَابَهَتْ فَكَأَدَ السَّمَاءِ مِنْ قَوْلِكُمْ تَفْطُرُ

پس تعجب ہے کہ کیوں کر دل باہم متشابہ ہو گئے۔ پس نزدیک ہے کہ آسمان ان کی باتوں سے پھٹ جائیں

أَتُطْرِقُ عَبْدًا مِثْلَ عَيْسَى وَتَنْحِتُ لَهُ رُتْبَةً كَالْأَنْبِيَاءِ وَتَهْتَدُرُ

کیا تو عیسیٰ کی طرح ایک بندہ کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے۔ اور اس کے لئے انبیاء کا رتبہ قرار دیتا ہے

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ رَأَيْتَ مَقَامَهُ كَمِثْلِ بَصِيرٍ أَوْ عَلَى الظَّنِّ تَعْمُرُ

کاش تجھے سمجھ ہوتی۔ کیا تو نے اس کا مقام دیکھ لیا ہے۔ یا ساری عمارت ظن پر ہے

أَتُعْلِيهِ إِطْرَاءً وَ كِذْبًا وَ فَرِيَةً أَسْقِيهِ كَأَسَا مَا سَقَاهُ الْمُقَدَّرُ

کیا تو اس کو محض جھوٹ اور افترا کی راہ سے بلند کرنا چاہتا ہے کیا تو اس کو وہ پيالہ پلاتا ہے جو خدا نے اس کو نہیں پلایا

☆ دوسرے مصرع کے تحت جو عبارت ہے وہ پہلے مصرع ہی کا ترجمہ ہے۔ کاتب سے سہو دوسرے مصرع کا ترجمہ رہ گیا ہے جو یہ ہے۔ ”وہ خوشبو لگائے ہو اور حیض کے بعد اس کے رحم سے پانی آنا بھی ختم ہو کر اس سے بھی پاک ہو چکی ہو۔ (شمس)

تَكَادُ السَّمَوَاتُ الْعُلَىٰ مِنْ كَلَامِكُمْ تَفَطَّرْنَ لَوْلَا وَقْتُهَا مُتَقَرَّرٌ

قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

أَكَانَ حُسَيْنٌ أَفْضَلَ الرَّسُلِ كُلِّهِمْ أَكَانَ شَفِيعَ الْأَنْبِيَاءِ وَ مُؤَثِّرٌ

کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے بزرگ رہا تھا

أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ الْغِيُورِ عَلَىٰ الذِّئِي يَمِينُ بِأَطْرَائِ وَلَا يَتَبَصَّرُ

خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

وَأَمَّا مَقَامِي فَأَعْلَمُوا أَنَّ خَالِقِي يُحَمَّدُنِي مِنْ عَرْشِهِ وَ يُوقِّرُ

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا۔ عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لَنَا جَنَّةٌ سُبُلُ الْهُدَىٰ أَزْهَارُهَا نَسِيمُ الصَّبَا مِنْ شَانِهَا تَتَحَيَّرُ

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اس کے پھول ہیں۔ اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے

تَكَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِينَ وَ عَيْنُنَا إِلَىٰ آخِرِ الْأَيَّامِ لَا تَتَكَدَّرُ

پہلوں کا پانی مگر ہو گیا ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مگر نہیں ہوگا

رَأَيْنَا وَأَنْتُمْ تَذْكُرُونَ رُؤَاكُم وَهَلْ مِنْ نَقُولِ عِنْدَ عَيْنِ تَبَصَّرُ

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں؟

وَ شَتَانَ مَا بَيْنِي وَ بَيْنَ حُسَيْنِكُمْ فَإِنِّي أُوَيْدُ كُلِّ أَنْ وَ أَنْصَرُ

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے

وَأَمَّا حُسَيْنٌ فَادْكُرُوا دَشْتًا كَرَبَلَا إِلَىٰ هَذِهِ الْأَيَّامِ تَبْكُونَ فَانظُرُوا

مگر حسین۔ پس تم دشت کر بلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو

وَ إِنِّي بِفَضْلِ اللَّهِ فِي حُجْرِ خَالِقِي أَرْبِي وَ أَعْصَمُ مِنْ لِيَامٍ تَنْمَرُوا

اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنارے عافیت میں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لیبوں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں

وَ أَنْ يَأْتِنِي الْأَعْدَاءُ بِالسَّيْفِ وَالْقَنَا فَوَاللَّهِ إِنِّي أَحْفَظَنَّ وَ أَظْفَرُ

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی

وَ اِنْ يُلْقِنِيْ حَـٰصِمِيْ بِنَارٍ مُّذِيْبَةٍ تَجِدُنِيْ سَلِيْمًا وَّ الْعَدُوُّ يَدْمَرُ

اور اگر میرا دشمن ایک گداز کرنے والی آگ میں مجھے ڈال دے۔ تو مجھے سلامت پائے گا اور دشمن ہلاک ہوگا

وَ اَوْعَدَنِيْ قَوْمٌ لَّقَتْلِيْ مِنَ الْعِدَا فَاذْرِكْهُمْ قَهْرُ الْمَلِيْكَ وَ خُسْرُوْا

اور بعض دشمنوں نے مجھے قتل کرنے کے لئے وعدہ کیا۔ پس خدا کے قہر نے ان کو پکڑ لیا اور وہ زیاں کار ہو گئے

كَذٰلِكَ تَبَعْنِيْ قَهْرَ رَبِّ مُحٰسِبٍ وَّ مَا اِنْ اَرَى فِيْكَ الْكَلَامَ يُوَثِّرُ

اسی طرح تو بھی خدائی حساب لینے والے سے قہر طلب کر رہا ہے اور میں نہیں دیکھتا کہ تجھ میں کلام اثر کرے

بُعِثْتُ مِنَ اللّٰهِ الرَّحِيْمِ لِيَخْلُقَهُ لَا نُذِرُ قَوْمًا غَافِلِيْنَ وَّ اٰخِرُ

☆ تا میں خدائے رحیم کی طرف سے اس کی مخلوق کے لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ میں غافلوں کو متنبہ کروں اور ان کو خبر دوں

وَ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ الْكَرِيْمِ وَّلُطْفِهِ عَلٰى كُلِّ مَنْ يَّبْغِي الصَّلٰحَ وَ يَشْكُرُ

اور میرا آنا خدائے کریم کا فضل ہے اور اس کا لطف ان تمام لوگوں پر ہے جو صلاحیت کے طلب گار ہیں اور شکر کرتے ہیں

اَرَى النَّاسَ يَبْعُوْنَ الْجَنَانَ نَعِيْمَهَا وَاَحْلٰى اَطَابِيْهَا الَّتِي لَا تُحْصَرُ

میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ بہشت اور اس کی نعمتوں کے طلب گار ہیں اور بہشت کی وہ لذات طلب کرتے ہیں جو اعلیٰ اور بے حد و پابیاں ہیں

وَ اَبْغِيْ مِنَ الْمَوْلٰى نَعِيْمًا يُّسْرُنِيْ وَّمَا هُوَ اِلَّا فِى صَلِيْبٍ يُكْسِرُ

اور میری خواہش ایک مراد ہے جس پر میری خوشی موقوف ہے اور وہ خواہش یہ ہے کہ کسی طرح صلیب ٹوٹ جائے

وَ ذٰلِكَ فِرْدَوْسِيْ وَ خُلْدِيْ وَ جَنَّتِيْ فَاَدْخِلْنِيْ رَبِّيْ جَنَّتِيْ اَنَا اَضْجِرُ

یہی میرا فردوس ہے، یہی میرا بہشت ہے، یہی میری جنت ہے۔ پس اے میرے خدا! میرے بہشت میں مجھے داخل کر کہ میں بے قرار ہوں

وَ اِنِّيْ وَرِثْتُ الْمَالَ مَالِ مُحَمَّدٍ فَمَا اَنَا اِلَّا اَلُّهُ الْمُتَخَيِّرُ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ پس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں جس کو ورثہ پہنچ گئی

وَ كَيْفَ وَرِثْتُ وَ لَسْتُ مِنْ اَبْنَاءِ هِ فَفَكَّرُ وَ هَلْ فِى حَزْبِكُمْ مُتَّفَكِّرُ

اور میں کیونکر اس کا وارث بنایا گیا جب کہ میں اس کی اولاد میں سے نہیں ہوں پس اس جگہ فکر کر کیا تم میں کوئی بھی فکر کرنے والا نہیں؟

أَتَزَعُمُ أَنَّ رَسُولَنَا سَيِّدَ الْوَرَايِ عَلَى زَعْمِ شَانِيهِ تُوَفِّيَ أَبْتَرُ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فَلَا وَالَّذِي خَلَقَ السَّمَاءَ لِأَجَلِهِ لَهُ مِثْلُنَا وَوَلَدٌ أَلِي يَوْمِ يُحْشَرُ

مجھ سے اس قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہوں گے

وَأَنَا وَرَثَتَنَا مِثْلٌ وَوَلِدٌ مَتَاعَهُ فَأَيُّ ثُبُوتٍ بَعْدَ ذَلِكَ يُحْضَرُ

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔ پس اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے؟

لَهُ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُتَبَرُّ وَإِنَّ لِي غَسَا الْقَمَرَانَ الْمُشْرِقَانَ أَتَنْكَرُ

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟

وَكَانَ كَلَامٌ مُعْجَزٌ آيَةٌ لَهُ كَذَلِكَ لِي قَوْلِي عَلَى الْكُلِّ يَبْهَرُ

اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

إِذَا الْقَوْمُ قَالُوا يَدْعِي الْوَحْيَ عَامِدًا عَجِبْتُ فَنَأِي ظِلُّ بَدْرٍ يُنَوِّرُ

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عداوی کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وَإِنِّي لِظِلٍّ أَنْ يُخَالِفَ أَصْلَهُ فَمَا فِيهِ فِي وَجْهِ يُلُوحُ وَيَزْهَرُ

اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے۔ پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وَإِنِّي لَأَدُونُ نَسَبٍ كَأَصْلِ أُطِيعُهُ وَمِنْ طِينِهِ الْمَعْصُومُ طِينِي مُعْطَرُ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذونسب ہوں۔ اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے

كَفَى الْعَبْدَ تَقْوَى الْقَلْبِ عِنْدَ حَسِينَا وَكَيْسَ لِنَسَبٍ ذُو صَاحٍ مُعِيرُ

اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے اور ایک صالح کو اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اس کی نسب اعلیٰ نہیں

وَلَكِنْ قَضَى رَبُّ السَّمَاءِ لِأَيْمَةِ لَهُمْ نَسَبٌ كَيْسًا يَهِيحُ التَّنْفَرُ

مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں تاکہ لوگوں کو ان کی کئی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

وَمَنْ كَانَ ذَا نَسَبٍ كَرِيمٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَبٌ فَهُوَ الدَّنِيُّ الْمُحَقَّرُ

اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں وہ کمینہ اور حقیر ہے

وَلِلّٰهِ حَمْدٌ ثَمَّ حَمْدٌ فَاِنَّا جَمَعْنَاهُمَا حَقًّا فَلِلّٰهِ نَشْكُرُ

اور خدا کو حمد ہے اور پھر حمد ہے کہ ہم نے اپنے اندر حسب اور نسب دونوں کو جمع کیا ہے پس ہم خدا کا شکر کرتے ہیں

كَذٰلِكَ سُنُّنُ اللّٰهِ فِيْ اَنْبِيَآئِهِ جَرَتْ مِنْ قَدِيْمٍ الدَّهْرِ فَاخْشَوْا وَاَبْصُرُوْا

اسی طرح خدا کی سنت اس کے نبیوں میں ہے جو قدیم زمانہ سے جاری ہے۔ پس ڈرو اور دیکھو

وَاَمَّا الَّذِيْ مَا جَاءَ مِثْلَ اَنْمَةِ فَلَيْسَ لِدٰلِكَ شَرْطٌ نَّسَبٍ فَاَبْشُرُوْا

مگر جو شخص اماموں میں سے نہیں ہے۔ اس کے لئے نسب کی ضرورت نہیں۔ پس خوشی کرو

وَمَا جِئْتُ اِلَّا مِثْلَ مَطَرٍ وَّ دِيْمَةٍ دُرُوْرٍ وَّ اَرْوِيْتُ الْبِلَادَ وَاَعْمُرُ

اور میں مثل بارش کے آیا ہوں جو زور سے اور آہستگی سے برتی ہے۔ اور اس کا پانی جاری رہتا ہے اور میں نے شہروں کو سیراب کر دیا اور آباد کر رہا ہوں

وَ كَمْ مِّنْ اَنَاسٍ بَايَعُوْنِيْ بِبِصْدَقِهِمْ وَ مَا خَالَفُوْا قَوْلِيْ وَ مَا هُمْ تَدْمُرُوْا

اور بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے مجھ سے بیعت کی۔ اور نہ انہوں نے میری بات کی مخالفت کی اور نہ وہ خبیث انفس ہو گئے

فَقَرَّبْتُ قُرْبَانًا يُنَجِّيْ رِقَابَهُمْ وَ يَعْلَمُ رَبِّيْ مَا نَحَرْتُ وَ اَنَحَرُ

پس میں نے ایسی قربانی کی جس سے ان کی گردنوں کو میں نے چھڑا دیا اور میرا خدا جانتا ہے کہ میں نے کیا قربانی کی اور کیا کر رہا ہوں

وَلِيْ عِزَّةٌ فِيْ حَضْرَةِ اللّٰهِ خَالِقِيْ فَطُوْبِيْ لِقَوْمٍ طَاوَعُوْنِيْ وَ اَثَرُوْا

اور مجھے جناب الہی میں جو میرا خالق ہے ایک عزت ہے۔ پس خوشی ہو اس قوم کے لئے جنہوں نے میری اطاعت کی اور مجھے اختیار کیا

اَتَى الْعِلْمُ بِالْمُتَّقِدِّمِيْنَ وَ بَعْدَهُمْ تَلَافِيْ جَمِيْعَ الْفَائِتَاتِ مُؤَخَّرُ

علم متقدمین کے ذریعہ سے آیا اور بعد ان کے جو کچھ ان کے زمانوں میں رہ گیا تھا اس کے پیچھے آنے والے نے تلافی کی

وَ مَا اَنَا اِلَّا مِثْلَ مَالِ تِجَارَةٍ فَمَنْ رَدَّنِيْ كِبْرًا اَبِيْدُوْا وَ خُسْرُوْا

اور میں ایک مال تجارت کے مانند ہوں۔ پس جن لوگوں نے مجھے رد کیا وہ تباہی اور خسارہ میں رہے

وَ مَا هَلَكَ الْاَشْرَارُ اِلَّا لِبُخْلِهِمْ وَ مَا فَهَمُوْا اَقْوَالَنَا وَ تَنَمَّرُوْا

اور شریر لوگ تو محض اپنے بخل سے ہلاک ہوئے۔ اور ہماری باتوں کو انہوں نے نہ سمجھا اور پلنگی ظاہر کی

قُلُوْبٌ تُصَاهِيْ اَجْمَةَ مَوْحُوْشَةً فَمِنْ شَكْلِ اِنْسٍ وَ حُشَهَا تَتَنَفَّرُ

بعض دل ایسے ہیں کہ اُس بن سے مشابہ ہیں جس میں جنگلی جانور رہتے ہیں۔ پس انسانوں کی شکل دیکھ کر اس کے وحشی تنفر ہوتے ہیں

كَبِيرٌ اُنَاسٍ شَرُّهُمْ فِى زَمَانِنَا وَاعْقَلُهُمْ شَيْطَانُ قَوْمٍ وَاَمْكُرُ

بڑا بزرگ ہمارے زمانہ میں وہ ہے جو بڑا شریر ہے اور بڑا عقلمند وہ ہے جو تمام قوم میں سے ایک شیطان ہے اور سب سے بڑا کمر کرنے والا

فَمَنْ يَتَّقِىْ مِنْهُمْ وَمَنْ كَانَ خَائِفًا اَقْلَبُ طَرْفِىْ كُلِّ اَنْ وَاَنْظُرُ

پس کون ان میں سے ڈرتا ہے اور کون خائف ہے۔ میں اپنی آنکھ ہر ایک طرف پھیر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں

وَمَنْ كَانَ فِيهِمْ ذُو صِلَاحٍ كِنَادِرٍ فَكَانَ غَرِيْبًا بَيْنَهُمْ لَا يُوقَرُ

اور جو شخص ان میں کچھ صلاحیت رکھتا ہوگا۔ پس وہ ان میں ایک غریب ہوگا اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی

وَ جَاءَ كَرِهًا حَوَالَهُمْ عَامَةَ الْوَرَى شَطَائِبُ شَتَّى مِثْلَ عُمِيْ فَاَنْكُرُوا

اور عام لوگ ایک گروہ کی طرح ان کے پاس آگئے۔ متفرق گروہ جو اندھوں کی طرح تھے۔ پس انکار کیا

اَنَاخُوا بِوَادٍ مَا رَأَى وَجَهَ خُضْرَةٍ وَ هَلْ عِنْدَ اَرْضٍ جَذْبَةٌ مَّا يُخْضِرُ

ایسے جنگل میں فروکش ہوئے جس میں سبزی کا نام و نشان نہ تھا۔ اور کیا زمین بے نبات میں کوئی سبزہ پیدا ہو سکتا ہے؟

فَاَبْكِيْ عَلَى تِلْكَ الثَّلَاثَةِ بَعْدَهُمْ عَلَى زُمْرَةٍ يَقْفُوْنَهُمْ اَتَحْسَرُ

پس میں ان تینوں یعنی ثناء اللہ اور مرعلی اور علی حارزی پر روتا ہوں اور نیز اس گروہ پر جو ان کے پیرو ہیں حسرت کرتا ہوں

وَمَا اِنْ اَرَى فِيْهِمْ مِّنْ خَافَةٍ رَبِّهِمْ شُعُوْبٌ لِّعَامٍ بِالْمَلَاهِيْ تَمُوْرُوْا

اور میں ان میں ان کے رب کا کچھ خوف نہیں دیکھتا۔ بد بخت گروہ ہو لو جب کے ساتھ ناز کر رہے ہیں

وَمَا قُمْتُ فِىْ هٰذَا الْمَقَامِ بِمُنِيْتِىْ وَيَعْلَمُ رَبِّىْ سِرَّ قَلْبِىْ وَيَشْعُرُ

اور میں اس مقام میں اپنی خواہش سے کھڑا نہیں ہوا۔ اور میرا خدا میرے دل کے بھید کو جانتا ہے

وَ كُنْتُ امْرَاً اَبْعَى الْخُمُوْلَ مِنَ الصَّبَا مَتَى يَأْتِنِىْ مِنْ زَائِرِيْنَ اَصْعَرُ

اور میں ایک آدمی تھا کہ بچپن سے گوشہ گزینی کو دوست رکھتا تھا۔ جب کوئی ملنے والا میرے پاس آتا تو میں کنارہ کش ہو جاتا

فَاَحْرَجَنِىْ مِنْ حُجْرَتِىْ حُكْمُ مَالِكِىْ فَقُمْتُ وَلَمْ اُعْرِضْ وَلَمْ اَتَعَدَّرْ

پس مجھے حجرہ میں سے میرے مالک کے حکم نے نکالا۔ پس میں اٹھا اور نہ میں نے اعراض کیا اور نہ تاخیر کی

وَ اِنِّىْ مِنَ الْمَوْلَى الْكَرِيْمِ وَاِنَّهُ يُحَافِظُنِىْ فِىْ كُلِّ دَشْتٍ وَيَحْفِرُ

اور میں خدا کی طرف سے ہوں اور خدا ہر ایک جنگل میں میری محافظت اور رہنمائی کرتا ہے

فَكَيْدُوا جَمِيعَ الْكَيْدِ يَا أَيُّهَا الْعِدَا فَيَعْصِمُنِي رَبِّي وَهَذَا مُقَدَّرُ

پس ہر ایک قسم کا مکر مجھ سے کرو اے دشمنو! پس میرا خدا مجھے بچائے گا اور یہی مقدر رہے

مَضَى وَقْتُ صَرْبِ الْمُرْهَفَاتِ وَ دَفَوْهَا وَ اِنَّا بِرَهَانَ مِّنَ اللَّهِ نَنْحَرُ

وہ وقت گزر گیا جب کہ تلواریں چلائی جاتی تھیں۔ اور ہم خدا کی برہان سے منکروں کو ذبح کرتے ہیں

وَلِلَّهِ سُلْطَانٌ وَحُكْمٌ وَشَوْكَةٌ وَ نَحْنُ كَمَاةٌ بِالْإِشَارَةِ نَحْضُرُ

اور خدا کے لئے تسلط اور حکم اور شوکت ہے۔ اور ہم وہ سوار ہیں جو اشارہ پر حاضر ہوتے ہیں

إِذَا مَا رَأَيْنَا حَائِرًا أَجْهَلَ الْوَرَى طَوِينَا كِتَابَ الْبُحْثِ وَالْآئِي أَظْهَرُ

اور جب میں نے علی حارزی کو سب سے جاہل تر ہے دیکھا نشان جو ہم پیش کرتے ہیں وہ ظاہر ہیں پھر بحث کی کیا حاجت؟

وَمَا كُنْتُ بِالصَّمْتِ الْمُخْجَلِ رَاضِيًا وَلَكِنْ رَأَيْتُ الْقَوْمَ لَمْ يَتَبَصَّرُ

اور میں شرمندہ کرنے والی خاموشی پر راضی نہ تھا مگر میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ کچھ سوچتے نہیں

أُحَاطِبُ جَهْرًا لَا أَقُولُ كَخَافَتِ فَإِنِّي مِنَ الرَّحْمَنِ أَوْحَى وَأَخْبِرُ

میں کھلے کھلے مخاطب کرتا ہوں نہ پوشیدہ قول سے کیونکہ میں خدا کی طرف سے وحی پاتا اور خبر دیا جاتا ہوں

أَيَا عَابِدِ الْحَسَنِينَ إِيَّاكَ وَاللُّطَى وَمَالِكَ تَخْتَارُ السَّعِيرَ وَ تَشْعُرُ

اے حسین اور حسن کی عبادت کرنے والے! دوزخ کی آگ سے پرہیز کر۔ تجھے کیا ہو گیا کہ دوزخ کو اختیار کرتا ہے اور جانتا ہے

وَ أَنْتَ امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِ سَبِّ وَ اِنَّا رِجَالٌ لِأَظْهَارِ الْحَقَائِقِ نُؤْمَرُ

اور تو وہ آدمی ہے کہ گالیاں دیتا ہے اور ہم لوگ اور ہم وہ آدمی ہیں جو حقیقتوں کے ظاہر کرنے کے لئے حکم دیئے جاتے ہیں

سَبَبَتْ وَإِنَّ السَّبَّ مِنْ سُنَنِ دِينِكُمْ لِكُلِّ أَنْاسٍ سُنَّةٌ لَا تَغْيِرُ

تو نے گالیاں دیں اور گالیاں دینا تمہارا طریق ہے اور ہر ایک آدمی کے لئے ایک طریق ہے جو نہیں بدلتا

تَرَى سُقْمَ نَفْسِي مَا تَرَى آيَ رَبَّنَا كَأَنَّكَ غَوْلٌ فَاقِدُ الْعَيْنِ أَعْوَرُ

تو میرے نفس کا عیب دیکھتا ہے اور خدا کے نشان نہیں دیکھتا۔ گویا تو ایک دیو ہے آنکھ کھوئی والا ایک چشم

☆ ترجمہ میں کچھ الفاظ سوکاتب سے رہ گئے ہیں۔ اصل میں ترجمہ یوں ہوگا۔ ”اور جب میں نے علی حارزی کو جو سب سے جاہل تر ہے کو دیکھا تو (کہا کہ)۔“ (شمس) ❀ سہو کتابت سے ”اور ہم“ زائد ہے۔ ”ہم لوگ وہ آدمی“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

﴿۴۳﴾  
(علی حارزی شیخو کا نسبت)



وَمَا أَفْلَحَ الْعُمَرَانِ مِنْ ضَرْبِ لَعْنِكُمْ فَمَثَلِي لِهَذَا اللَّعْنِ أَحْرَىٰ وَاجْدُرُ

اور حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے تمہارے سے مخلصی نہیں پائی۔ پس میرے جیسا آدمی اس لعنت کے لئے لائق تر ہے

رُوَيْدَكَ دَابَّ اللَّعْنِ هَذَا وَصِيَّتِي وَبَعْضُ الْوَصَايَا مِنْ مَّنَايَا تُدَكَّرُ

لعنت کرنے کی عادت کو چھوڑ دے۔ یہ میری وصیت ہے اور بعض وصیتیں موتوں کے وقت یاد آئیں گی

وَيَأْتِي زَمَانٌ يَسْتَبِينُ خِفَاءُ نَا فَمَا لَكَ لَا تَخْشَىٰ وَلَا تَبْصُرُ

اور وہ زمانہ آتا ہے کہ ہماری پوشیدگی ظاہر ہو جائے گی۔ پس تجھے کیا ہو گیا کہ نہ تو ڈرتا ہے اور نہ حق کو پہچانتا ہے

وَلَا تُذَكِّرُوا الْأَخْبَارَ عِنْدِي فَإِنَّهَا كَجَلْدَةِ بَيْتِ الْعَنْكَبُوتِ تُكْسَرُ

اور میرے پاس محض خبروں کا کچھ ذکر مت کرو کہ وہ عنکبوت کے گھر کی طرح توڑی جاسکتی ہیں

وَإِنِّي لِأَخْبَارٍ مُّقَامٌ وَمَوْقِفٌ لَدَىٰ شَأْنِ فُرْقَانَ عَظِيمٍ مُّعَزَّرُ

اور خبریں بمقابلہ اس کتاب کے کہاں ٹھہر سکتی ہیں جو خدا کا بزرگ کلام قرآن شریف ہے

فَلَا تَقْفُ أَمْرَ السُّتِّ تَعْرِفُ سِرَّهُ فَتُسَالُ بَعْدَ الْمَوْتِ يَا مَتَهَوِّرُ

پس ایسے امر کی پیروی مت کر جس کا بھید تجھے معلوم نہیں۔ پس موت کے بعد اے دلیری کرنے والے! تو ضرور پوچھا جائے گا

وَلَسْتُ بِتَوَاقٍ إِلَىٰ مَجْمَعِ الْعِدَا وَلَكِنْ مَتَىٰ يَسْتَحْضِرُ الْقَوْمَ أَحْضُرُ

اور میں خواہ نخواہ دشمنوں کے مجمع کی طرف توجہ شوق نہیں رکھتا مگر جب مخالف لوگ مجھے بلا تے ہیں تو میں حاضر ہو جاتا ہوں

وَلِلَّهِ فِي أَمْرِي عَجَائِبُ لَطْفِهِ أَشَاهِدُهَا فِي كُلِّ وَقْتٍ وَأَنْظُرُ

اور خدا کو میرے کام میں اپنی مہربانی کے عجائبات ہیں۔ میں ان کو ہر ایک بات میں مشاہدہ کرتا ہوں

عَجِبْتُ لِخْتِمِ اللَّهِ كَيْفَ أَضَلَّكُمْ فَمَا إِنْ أَرَىٰ فِيكُمْ رَشِيدًا يُفَكِّرُ

میں خدا کی مہر پر تعجب کرتا ہوں کیوں کر تم کو گمراہ کر دیا۔ پس میں تم میں کوئی ایسا رشید نہیں دیکھتا جو فکر کرتا ہو

وَهَلْ مِنْ دَلِيلٍ عِنْدَكُمْ تُؤْتِرُونَهُ فَإِنْ كَانَ فَاتُونَا فَإِنَّا نُنْفَكِرُ

اور کیا کوئی دلیل تمہارے پاس ہے جس کو تم نے اختیار کر رکھا ہے؟۔ پس اگر ہو تو پیش کرو کہ ہم اس میں سوچیں گے

سَيَجْزِي الْمُهَيَّمِنُ كَاذِبًا تَارِكَ الْهَدَىٰ كِلَانَا أَمَامَ اللَّهِ لَأَنْتَسْتَرُ

خدا تعالیٰ جھوٹے کو سزا دے گا جو ہدایت کو چھوڑتا ہے۔ ہم دونوں گروہ خدا کے سامنے ہیں جو اس سے پوشیدہ نہیں ہو سکتے

أَتَعْصُونَ بَعْیًّا مِّنْ أَتَىٰ مِنْ مَّالِكِكُمْ وَقَدْ تَمَّتِ الْأَخْبَارُ وَالْأَيُّ تَبَهَّرُ

کیا تم محض بغاوت کے روسے اس شخص کی نافرمانی کرتے ہو جو تمہارے بادشاہ کی طرف سے آیا ہے اور خبریں پوری ہو گئیں اور نشان چمکا اٹھے

وَقَدْ قِيلَ مِنْكُمْ يَا تَيْنٌ إِمَامُكُمْ وَذَلِكَ فِي الْقُرْآنِ نَبَأٌ مُّكْرَرٌ

اور تم سن چکے کہ تمہارا امام تم میں سے ہی آئے گا اور یہ خبر تو قرآن میں کئی مرتبہ آچکی ہے

أَتَانِي كِتَابٌ مِّنْ كَذُوبٍ يُزْوَرُ كِتَابٌ خَبِيثٌ كَالْعَقَارِبِ يَا بُرِّ

مجھے ایک کتاب کذاب کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن

فَقُلْتُ لَكَ الْوَيْلَاتُ يَا أَرْضَ جَوْلَرَ لُعِنْتَ بِمَلْعُونٍ فَاَنْتِ تَدْمَرُ

پس میں نے کہا کہ اے گولہ کی زمین! تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی۔ پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی

تَكَلَّمْ هَذَا النِّكْسُ كَالزَّمْعِ شَاتِمًا وَكُلُّ امْرِءٍ عِنْدَ التَّخَاصُمِ يُسَبِّرُ

اس فرمایا نے کمینہ لوگوں کی طرح گالی کے ساتھ بات کی ہے اور ہر ایک آدمی خصومت کے وقت آزما جاتا ہے

أَتَزَعُمُ يَا شَيْخَ الضَّالَّةِ اِنِّي تَقَوْلْتُ فَاَعْلَمُ اَنَّ ذِيْلِي مُطَهَّرُ

کیا تو اے گمراہی کے شیخ! یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے یہ جھوٹ بنا لیا ہے؟ پس جان کہ میرا دامن جھوٹ سے پاک ہے

أَتُنْكِرُ حَقًّا جَاءَ مِنْ خَالِقِ السَّمَا سَيِّدِي لَكَ الرَّحْمَانُ مَا أَنْتِ تُنْكِرُ

کیا تو اس حق سے انکار کرتا ہے جو آسمان سے آیا۔ خدا عنقریب تیرے پر ظاہر کرے گا جس چیز کا تو نے انکار کیا ہے

إِذَا مَا رَأَيْنَا أَنَّ قَلْبَكَ قَدْ غَسَا فَفَاضَتْ دُمُوعُ الْعَيْنِ وَالْقَلْبُ يَضْجَرُ

جب ہم نے دیکھا کہ تیرا دل سیاہ ہو گیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور دل بے قرار تھا

أَخَذْتُمْ طَرِيقَ الشُّرْكِ مَرَكَزَ دِينِكُمْ أَهْلَذَا هُوَ الْإِسْلَامُ يَا مَتَكَبِّرُ

تم نے شرک کے طریق کو اپنے دین کا مرکز بنا لیا۔ کیا یہی اسلام ہے؟ اے متکبر!

وَمَا أَنَا إِلَّا نَائِبُ اللَّهِ فِي الْوَرَاي فَفِرُّوا إِلَيَّ وَجَانِبُوا الْبَغْيَ وَاحْذَرُوا

اور میں مخلوق کے لئے خدا کا نائب ہوں۔ پس میری طرف بھاگو اور نافرمانی چھوڑ دو اور ڈرو

وَإِنَّ قَضَاءَ اللَّهِ يَأْتِي مِنَ السَّمَا وَمَا كَانَ أَنْ يُطْوَى وَيُلْغَى وَيُحْجَرُ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی اور ممکن نہیں ہوگا کہ موقوف رکھی جائے گی اور باطل کی جائے گی اور روک دی جائے

نَطَقْتَ بِكُذْبِ أَيَّهَا الْغُولُ شَقْوَةً      خَفِ اللَّهُ يَا صَيْدَ الرَّدَى كَيْفَ تَجَسَّرُ

اے دیو! تو نے بدبختی کی وجہ سے جھوٹ بولا۔ اے موت کے شکار! خدا سے ڈر کیوں دیر لی کرتا ہے

أَتَقْصِدُ عَرَضِي بِالْأَكَاذِيبِ وَالْجَهَا      وَأَنْتَ مِنَ الدَّيَّانِ لَا تَتَسَتَّرُ

کیا جھوٹی باتوں کے ساتھ میری آبرو کا قصد کرتا ہے؟ اور تو سزا دینے والے سے پوشیدہ نہیں ہے

وَأَنْ تَضْرِبَنَّ عَلَى الصَّلَاتِ رُجَاجَةً      فَلَا الصَّخْرُ بَلْ إِنَّ الرُّجَاجَةَ تُكْسِرُ

اور اگر تو شیشہ کو پتھر پر مارے تو پتھر نہیں بلکہ شیشہ ہی ٹوٹے گا

تَعَالَى مَقَامِي فَاحْتَفِي مِنْ غُيُونِكُمْ      وَكُلَّ رَفِيعٍ لَا مَحَالَةَ يُسْتَرُ

میرا مقام بلند تھا پس تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا اور ہر ایک دور اور بلند بالضرور پوشیدہ ہو جاتا ہے

وَفِي حِزْبِكُمْ أَنَا نَرَى بَعْضَ آيِنَا      فَإِنَّا دَعَوْنَا حِزْبَكُمْ فَمَآخِرُوا

ہم نے تمہارے گروہ میں بعض نشان اپنے پائے کیونکہ ہم نے تمہارے گروہ کو بلایا اور وہ پیچھے ہٹ گئے

تَبَصَّرْ خَصِيمِي هَلْ تَرَى مِنْ مَطَاعِنٍ      عَلَيَّ خُصُوصًا غَيْرَ قَوْمٍ تُطَهَّرُ

اے میرے دشمن! تو سوچ لے کہ کیا ایسے بھی اعتراض ہیں جو خاص مجھ پر وارد ہوتے ہیں اور دوسرے نبیوں پر وارد نہیں ہوئے جن کو تو پاک سمجھتا ہے

وَأَرْسَلَنِي رَبِّي بِآيَاتٍ فَضْلِهِ      لِأَعْمُرَ مَا هَدَى اللّٰهُمَّ وَدَعَثَرُوا

اور خدا نے اپنے نشانوں کے ساتھ مجھے بھیجا ہے تاکہ میں اس عمارت کو بناؤں جو نبیوں نے اس کو توڑا اور ویران کیا

وَفِي الدِّينِ أَسْرَارٌ وَسَبُلٌ خَفِيَّةٌ      وَيُظْهِرُهَا رَبِّي لِعَبْدٍ يُخَيْرُ

اور دین میں بھید ہیں اور پوشیدہ راہیں ہیں اور میرا رب وہ بھیدا اس بندہ پر ظاہر کرتا ہے جس کو چن لیتا ہے

وَكَمْ مِنْ حَقَائِقَ لَا يُرَى كَيْفَ شَبَّحَهَا      كَنَجْمٍ بَعِيدٍ نُورُهَا يَتَسَتَّرُ

اور بہت سی حقیقتیں ہیں جو ان کی صورت نظر نہیں آتی۔ اس ستارہ کی طرح جو دور تر ہے۔ بے باعث دوری ان حقائق کا نور چھپ جاتا ہے

فَيَأْتِي مِنَ اللَّهِ الْعَلِيمِ مُعَلِّمٌ      وَيَهْدِي إِلَى أَسْرَارِهَا وَيُفَسِّرُ

پس خدا کی طرف سے ایک معلم آتا ہے۔ اور اس کے بھید ظاہر کرتا ہے اور بیان فرماتا ہے

وَأَنْ كُنْتَ قَدْ آلَيْتَ أَنْكَ تُنْكِرُ      فَكِدَى لِمَا زَوَّرْتَ فَالْحَقُّ يُظْهِرُ

اور اگر تو نے قسم کھالی ہے کہ تو انکار کرتا رہے گا۔ پس تو جس طرح چاہے اپنی دروغ بازی سے فریب کر اور حق ظاہر ہو کر رہے گا

وَسَوْفَ تَرَىٰ اَنِّي صَدُوقٌ مُّوَيَّدٌ      وَلَسْتُ بِفَضْلِ اللَّهِ مَا اَنْتَ تَسْطُرُ

اور عنقریب تو دیکھے گا کہ میں سچا ہوں اور مدد کیا گیا ہوں۔ اور میں خدا کے فضل سے ایسا نہیں جیسا کہ تو لکھتا ہے

وَيَسِدِّي لَكَ الرَّحْمَانُ اَمْرِي فَيَنْجِلِي      اَ اِنِّي ظَلَامٌ اَوْ مِنَ اللَّهِ نِيرٌ

اور خدا میری حقیقت تیرے پر ظاہر کرے گا پس کھل جائے گا کہ کیا میں تاریکی ہوں یا نور ہوں

اُرِيكَ وَ غَدَارَ الزَّمَانِ اَبَا الْوَفَا      يَدَ اللَّهِ فَالضُّوْضَاةُ يُخْفِي وَيُسْتُرُ

میں تجھے اور غدارِ زمانہ ثناء اللہ کو دکھلاؤں گا خدا کا ہاتھ۔ پس شور و فریاد سب موقوف ہو جائے گی

وَيَعْلَمُ رَبِّي مَنْ تَصَلَّفَ وَاَفْتَرَى      وَمَنْ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ بِرُمَّطَهَّرُ

اور خدا میرا جانتا ہے کہ شریرا اور مفتری کون ہے اور کون وہ ہے جو اس کے نزدیک نیک اور پاک ہے

اَتَطْفِي نُورًا قَدْ اُرِيْدَ ظُهُورُهُ      لَكَ الْبُهْرُ فِي الدَّارَيْنِ وَ النُّورُ يَبْهَرُ

کیا تو اس نور کو بجھانا چاہتا ہے جس کا ظاہر کرنا ارادہ کیا گیا ہے۔ تجھے دونوں جہانوں میں بدبختی ہے اور نور ظاہر ہو کر ہے گا

اَلَا اِنَّ وَقْتَ الدَّجْلِ وَالزُّورِ قَدْ مَضَى      وَجَاءَ زَمَانٌ يُحْرِقُ الْكِذْبَ فَاصْبِرُوا

خبردار ہو۔ جھوٹ اور فریب کا وقت گزر گیا۔ اور وہ زمانہ آ گیا جو جھوٹے کو جلا دے گا پس صبر کر

وَ اِنْ كُنْتَ قَدْ جَاوَزْتَ حَدَّ تَوْرِعٍ      فَكُفِّرْ وَ كَذِّبْ اَيُّهَا الْمُتَهَوِّرُ

اور اگر تو پرہیزگاری کی حد سے آگے گزر گیا ہے۔ پس مجھے کافر کہہ اور تکذیب کر۔ اے دلیر آدمی!

اَيَا اَيُّهَا الْمُؤَذَى خِفِ الْقَادِرَ الَّذِي      يَشِجُّ رُؤُوسَ الْمُعْتَدِينَ وَيَقْهَرُ

اے دکھ دینے والے! اس قادر خدا سے خوف کر۔ جو تجاوز کرنے والوں کا سر توڑتا ہے اور ان پر قہر نازل کرتا ہے

اِذَا مَا تَلَطَّى قَهْرُهُ يُهْلِكُ الْوَرَى      فَلَيْسَ بِوَاقٍ بَعْدَهُ يَا مُزَوِّرُ

جب اس کا قہر بھڑکتا ہے تو لوگوں کو ہلاک کر دیتا ہے۔ پھر اس کے بعد اے مزور! کوئی بچانے والا نہیں ہوتا

وَلَسْتُ تَرَاعِي نَهْجَ رَفِيقِي وَلَيْنِيَّةٍ      كَدَّابٍ ثَنَاءِ اللَّهِ تُؤَذَى وَ تَأْبِرُ

اور تو زمی کی راہ کی رعایت نہیں رکھتا۔ اور مولوی ثناء اللہ کی طرح نیش زنی کرتا ہے

أَلَا إِنَّ حُسْنَ النَّاسِ فِي حُسْنِ خُلُقِهِمْ وَمَنْ يَقْصِدِ التَّحْقِيرَ خُبْنًا يُحَقَّرُ

خبردار ہو کہ لوگوں کی خوبی ان کے عُلق کی خوبی میں ہے اور جو شخص شرارت سے تحقیر کرتا ہے اس کی بھی تحقیر کی جاتی ہے

أَوْ آخِيَتْ ذُبَابًا عَائِشًا أَوْ أَبَا الْوَفَا أَوْ أَفِيَتْ مُدًّا أَوْ رَأَيْتَ أَمْرًا تَسْرُ

کیا تو نے کسی بھیڑیے سے دوستی لگائی یا مولوی ثناء اللہ سے۔ کیا تو نے مد میں اپنا قدم ڈالایا امرت سر میں؟

أَلَا إِنَّ أَهْلَ السَّبِّ يُدْرَى بِلَطْمَةٍ وَمُجْرِمٌ لَطَمٌ بِالْهَرَاوِي يُكْسِرُ

خبردار ہو کہ گالی دینے والا لمحہ سے متنبہ کیا جاتا ہے اور جو طمانچہ مارنے کا مجرم ہو اس کو سونٹوں کے ساتھ کوٹا کرتے ہیں

فَأَيَّاكَ وَالتَّوْهِينِ وَالسَّبِّ وَالْقَلْبِي إِذَا مَرَمَيْتِ الْحَجْرَ بِالْحَجْرِ تَنْدُرُ

پس تو توہین اور گالی اور دشمنی سے پرہیز کر۔ جب تو نے پتھر چلایا تو پتھر سے ہی ڈرایا جائے گا

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّعْنَ وَالسَّبَّ دَابُّكُمْ وَمَنْ أَكْثَرَ التَّكْفِيرِ يَوْمًا سَيُكْفَرُ

اور میں جانتا ہوں کہ لعنت بازی اور گالی تمہاری عادت ہے اور جو شخص بار بار لوگوں کو کافر کہے گا ایک دن وہ بھی کافر ٹھہرایا جائے گا

وَأَنَا وَإِيَّاكُمْ أَمَامَ مَلِيكِنَا فَيَقْضِي قَضَايَانَا كَمَا هُوَ يَنْظُرُ

اور ہم اور تم خدا کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ پس وہ ہمارے مقدمہ کو جیسا کہ دیکھ رہا ہے فیصلہ کر دے گا

فَإِنْ كُنْتُ كَذَابًا كَمَا أَنْتَ تَزْعُمُ فَتَعْلَى وَإِنِّي فِي الْأَنَامِ أَحَقُّرُ

پس اگر میں جھوٹا ہوں جیسا کہ تو گمان کرتا ہے۔ پس تو اونچا کیا جائے گا اور میں لوگوں میں حقیر کیا جاؤں گا

وَأِنْ كُنْتُ مِنْ قَوْمٍ أَنْوَا مِنْ مَلِيكِهِمْ فَتُجْزَى جَزَاءَ الْمُفْسِدِينَ وَتُبْتَرُ

اور اگر میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اپنے بادشاہ کی طرف سے آئے۔ پس تجھے وہ سزا ملے گی جو مفسدوں کو ملا کرتی ہے

وَأَقْسَمْتُ بِاللَّهِ الَّذِي جَلَّ شَانُهُ سَيُكْرِمُنِي رَبِّي وَشَانِي يُكْبَرُ

اور میں خدا کی قسم لکھتا ہوں جس کی شان بزرگ ہے کہ عنقریب خدا میرا مجھے بزرگی دے گا اور میری شان بلند کی جائے گی

شَعَرْنَا مَالَ الْمُفْسِدِينَ وَمَنْ يَعِشُ إِلَى بُرْهَةٍ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ يَشْعُرُ

ہمیں انجام کار مفسدوں کا معلوم ہو گیا ہے اور جو شخص کچھ مدت تک زندہ رہے گا اسے بھی معلوم ہو جائے گا

وَفِي الْأَرْضِ أَحْنَأُ وَسَبْعُ وَشَرُّهُمْ رِجَالٌ أَهَانُونِي وَسَبُّوا وَكَفَرُوا

اور زمین میں سانپ بھی ہیں اور درندے بھی مگر سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو میری توہین کرتے اور گالیاں دیتے اور کافر کہتے ہیں

مَنْعَنَا مِنَ الْكُذْبِ الْكَثِيرِ فَكَأْتُرُوا وَشَرَّ حِصَالِ الْمَرْءِ كَذْبٌ يُكْرَرُ

ہم نے بہت جھوٹ سے ان کو منع کیا پس انہوں نے جھوٹ کثرت کے ساتھ بولنا شروع کیا۔ اور انسان کی بدترین خصلت وہ جھوٹ ہے جو بار بار بیان کرتا ہے

كَتَبْتُ فَوَيْلٌ لِّلْأَنَامِ وَالْقَلَمِ وَتَبَّتْ يَدُ تَعْوَى الْأَنَامِ وَتَهْدُرُ

تو نے اپنی کتاب لکھی پس ان انگلیوں پر داویلا ہے۔ اور ہلاک ہو گیا وہ ہاتھ جو لوگوں کو گمراہ کرتا اور بکواس کرتا ہے

وَكَيفَ الْفَرَاعَةَ لِلرَّسَالَةِ حُصِّلَتْ أَلَمْ يَكُ طَنْبُورًا وَمَا أَنْتَ تَزُمُرُ

اور کیونکر رسالہ تالیف کرنے کے لئے فراغت پیدا ہوگئی۔ کیا طنبور اور دوسرے مزامیر تیرے پاس موجود نہ تھے؟

أَوَإِنْسُ رِجْزِ الْكُذْبِ فِيهَا كَانَهَا كَنَيْفٌ وَقَدْ عَايَنْتُ وَالْعَيْنُ تَقْدُرُ

میں جھوٹ کی پلیدی اس رسالہ میں دیکھتا ہوں گویا وہ پاخانہ ہے اور میں نے دیکھا اور آنکھوں نے کراہت کی

زَمَانٌ يَسُحُّ الشَّرَّ عَنْ كُلِّ فَيَقَّةٍ وَزَلْزَلَةٌ أَرْدَى الْإِنْسَانَ وَصَرَّصَرُ

یہ وہ زمانہ ہے کہ وقتاً فوقتاً شر کے بادل سے پانی نکال رہا ہے اور ایک زلزلہ ہے جس نے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور ہوا سخت اور تیز چل رہی ہے

فَفِي هَذِهِ الْأَيَّامِ يُطْرَى ابْنُ مَرْيَمَ مَسِيحٌ أَضَلَّ بِهِ النَّصَارَى وَخَسِرُوا

پس ان دنوں وہ مسیح تعریف کیا جاتا ہے۔ جس کے ساتھ نصاریٰ نے مخلوق کو گمراہ کیا اور ہلاک کیا

كَذَلِكَ فِي الْإِسْلَامِ عَاثَ تَشْيِيعٌ أَبَادُوا كَثِيرًا كَاللُّصُوصِ وَدَمَرُوا

اسی طرح اسلام میں شیعہ مذہب پھیل گیا ہے۔ چوروں کی طرح بہتوں کو ہلاک کر چکے ہیں

نَرَى شِرْكَهُمْ مِثْلَ النَّصَارَى مُخَوِّفًا نَرَى الْجَاهِلِينَ تَشْيِعُوا وَتَنَصَرُوا

ہم ان کے شرک کو نصاریٰ کی طرح خوفناک دیکھتے ہیں۔ ہم جاہلوں کو دیکھتے ہیں کہ شیعہ ہوتے جاتے ہیں اور نصرانی بھی

فُتِبُ وَاتَّقِ الْقَهَّارَ رَبَّكَ يَا عَلِيُّ وَإِنْ كُنْتَ قَدْ أَرَمَعْتَ حَرْبِي فَأَحْضُرُ

پس اے علی حارری! تو خدا سے ڈر اور توبہ کر۔ اور اگر تو نے میرے مقابلہ کا قصد کر لیا ہے تو میں حاضر ہوں

عَاظَمْتُمْ عَلَى قَبْرِ الْحُسَيْنِ كَمُشْرِكٍ فَلَا هُوَ نَجَاكُمْ وَلَا هُوَ يَنْصُرُ

تم نے مشرکوں کی طرح حسین کی قبر کا اعتکاف کیا۔ پس وہ تمہیں چھڑانہ سکا اور نہ مدد کر سکا

أَلَا رَبُّ يَوْمٍ كَانَ شَاهِدَ عِجْزِكُمْ وَلَا سَيِّمًا يَوْمَ إِذَا الصَّحْبُ خَيْرُوا

خبردار ہو کہ تمہارے عاجز رہنے کے لئے کئی دن گواہ ہیں۔ خصوصاً وہ دن جب کہ ابو بکر اور عمر اور عثمان خلیفے ہو گئے اور حضرت علی رہ گئے

وَيَوْمَ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بَغْدِرُكُمْ بَاخُ الْحُسَيْنِ وَوُلْدِهِ إِذْ أُحْصِرُوا

اور جب کہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید کئے گئے

فَظَلَّ الْأَسَارَى يَلْعَنُونَ وَفَائِكُمْ فَرَرْتُمْ وَأَهْلُ الْبَيْتِ أَوْذُوا وَذَمُّرُوا

پس وہ قیدی یعنی اہل بیت تمہاری وفاق لعنت کرتے تھے تم بھاگ گئے اور اہل بیت دکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

هُنَاكَ تَرَاءَى عِجْزُ مَنْ تَحْسَبُونَهُ شَفِيعَ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ فَتَفَكَّرُوا

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہو گیا جس کو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کرے گا

زَعَمْتُمْ حُسَيْنًا أَنَّهُ سَيِّدُ الْوَرَى وَكُلُّ نَبِيٍّ مِنْهُ يَنْجُو وَيُغْفَرُ

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائے گا اور بخشا جائے گا

فَإِنْ كَانَ هَذَا الشِّرْكَ فِي الدِّينِ جَائِزًا فَبِاللَّغْوِ رُسُلُ اللَّهِ فِي النَّاسِ بُعِثُوا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے

وَذَلِكَ بُهْتَانٌ وَتَوْهِينٌ شَانِهِمْ لَكَ الْوَيْلُ يَا غَوْلُ الْفَلَا كَيْفَ تَجَسَّرُ

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسر شان ہے۔ اے جنگلوں کے غول! تجھ پر ویل! یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

طَلَبْتُمْ فَلَا حَا مِنْ قَتِيلٍ بِخَبِيَّةٍ فَخَبَيْتُمْ رَبَّ غَيُورٌ مُتَبَّرٌ

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نو میدی سے مر گیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نو مید کیا۔ وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے

وَوَاللَّهِ لَيْسَتْ فِيهِ مِئِي زِيَادَةٌ وَعِنْدِي شَهَادَاتٌ مِّنَ اللَّهِ فَانظُرُوا

اور بخدا اسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو

وَإِنِّي قَتِيلُ الْحَبِّ لَكِنْ حُسَيْنُكُمْ قَتِيلُ الْعِدَا فَالْفَرْقُ أَجْلَى وَأَظْهَرُ

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

حَدَرْنَا سَفَائِنُكُمْ إِلَى اسْفَلِ الثَّرَى وَأَوْثَانُكُمْ فِي كُلِّ وَقْتٍ نَكْسَرُ

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثریٰ کی طرف اتار دیں۔ اور تمہارے بت ہر وقت توڑ رہے ہیں

وَوَاللَّهِ إِنَّ الدَّهْرَ فِي كُلِّ وَقْتِهِ نَصِيحٌ لَكُمْ فِي نُصْحِهِ لَا يَقْصُرُ

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

تَنَاهَى لِسَانَ النَّاسِ عَنِ دَابِّ فُحْشِهِمْ وَمَقُولِكُمْ يَجْرِي وَلَا يَتَحَسَّرُ

تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔ اور تمہاری زبان اب تک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی

أَشَعْتُمْ طَرِيقَ اللَّعْنِ فِي أَهْلِ سُنَّةٍ فَأَجْرُوا طَرِيقَكُمْ فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْظُرُوا

تم نے لعنت بازی کی طریقوں کو اہل سنت والجماعت میں شائع کر دیا۔ پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا۔ اگر چاہو تو دیکھ لو

فَيَأْتِيَتْ مَتَمُّ قَبْلَ تِلْكَ الطَّرَائِقِ وَلَمْ يَكْ دِينَ اللَّهُ مِنْكُمْ يُخَسَّرُ

پس کاش! تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔ اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا

جَعَلْتُمْ حُسَيْنًا أَفْضَلَ الرَّسُلِ كُلِّهِمْ وَجَزْتُمْ حُدُودَ الصَّدَقِ وَاللَّهُ يَنْظُرُ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا اور سچائی کی حدوں سے آگے گزر گئے (اور اللہ دیکھ رہا ہے)

وَعِنْدَ النَّوَائِبِ وَالْأَذَى تَذَكَّرُونَهُ كَأَنَّ حُسَيْنًا رَبُّكُمْ يَا مُزَوَّرُ

اور مصیبتوں اور دردکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو گویا حسین تمہارا رب ہے۔ اے بد بخت جھوٹ بولنے والے!

وَخَرَّتْ لَهُ أَحْبَارُكُمْ مِثْلَ سَاجِدٍ فَمَا جُرْمُ قَوْمٍ أَشْرَكُوا أَوْ تَنَصَّرُوا

اور تمہارے علماء سجدہ کرنے والوں کی طرح اس کے آگے گر گئے۔ پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے

نَسِيْتُمْ جَلَالَ اللَّهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلَى وَمَا وَرَدُكُمْ إِلَّا حُسَيْنٌ أَنْكِرُ

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا وِرد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟

فَهَذَا عَلَى الْإِسْلَامِ إِحْدَى الْمَصَائِبِ لَدَى نَفَحَاتِ الْمِسْكِ قَدَرٌ مَقْنَطَرُ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے

وَإِنْ كَانَ هَذَا الشِّرْكَ فِي الدِّينِ جَائِزًا ﴿۸۲﴾ فَبِاللَّعْنِ رُسُلُ اللَّهِ فِي النَّاسِ بُعْثُوا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔ پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

وَأَيُّ صَلاَحٍ سَاقِ جُنْدٍ نَيْيْنَا إِلَى حَرْبِ حِزْبِ الْمُشْرِكِينَ فَدَمَرُوا

اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبی کا لشکر مقابلہ کے لئے چلا گیا۔ مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پلے ان کو ہلاک کیا

﴿۸۲﴾ حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے صرف اپنے ان معبودوں کی حمایت میں جو حسین

کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا



وَشَنُّوا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَنٍّْ بِمَوْطِنٍ فَصَارَ مِنَ الْقَتْلَى بَرَاژُ مَعْصِفُرُ

اور اپنی کوششوں سے خوب ان مشرکوں کو تباہ کیا لڑائی کے میدان میں۔ یہاں تک کہ ان کشتوں سے میدان جنگ سرخ ہو گیا

وَكَمُّ مِّنْ زَرَاعَاتٍ أُبِيدَتْ وَمِثْلَهَا بُيُوتٌ مَّبِيَّاتَةٌ وَطَرَفٌ مُّصَدِّرُ

اور بہت سی کھیتیاں تباہ کی گئیں اور گھر ویران کئے گئے اور وہ گھوڑے جو سب سے آگے نکل جاتے تھے مارے گئے

وَأُحْرِقَ مَالُ الْمُشْرِكِينَ وَحُصِّلَتْ مَعَانِمُ شَتَّى وَالْمَتَاعُ الْمَوْقَرُ

اور مشرکوں کا گھر بار جلایا گیا اور بہت سی غنیمتیں اور بہت متاع حاصل کئے گئے

بَبَدْرٍ وَأُحَدٍ قَامَ نَوْعٌ قِيَامَةٍ وَكَانَ الصَّحَابَةُ كَالْأَفَانِينِ كَسَرُوا

بدر میں اور اُحد کی لڑائی میں ایک قیامت برپا تھی اور اصحاب رضی اللہ عنہم شاخوں کی طرح توڑے گئے

هَمَّتْ مِثْلَ جَرِيَانِ الْعِيُونِ دِمَاءُ هُمْ تَسَوَّرَ دِعْصَ الرَّمْلِ مَا كَانَ يَقْطُرُ

اور چشموں کی طرح ان کے خون رواں ہو گئے اور ان کا خون ریت کے تودہ کے اوپر چڑھ گیا

وَكَانَ بَحْرُ الرَّمْلِ مَوْقِفَهُمْ فَهَمُّ عَلَى رِسْلِهِمْ بَارَوْا عِدَاهُمْ وَجَمَرُوا

اور خالص ریت میں ان کے کھڑے ہونے کی جگہ تھی پس انہوں نے بڑے وقار اور آرام سے دشمنوں کا مقابلہ کیا اور لڑائی پر جمے (رہے)

وَ قَامُوا لِبَدْلِ نَفُوسِهِمْ مِنْ صِدْقِهِمْ عَلَى مَوْطِنٍ فِيهِ الْمَنِيَّةُ يَزْءُرُ

اور اپنے صدق سے جان قربان کرنے کے لئے ایسی جگہ کھڑے ہو گئے جس میں موت شیر کی طرح غراتی تھی

وَصَبَّتْ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ مُصِيبَةٌ وَدَقُّوا عَلَيْهِ مِنَ السُّيُوفِ الْمَغْفَرُ

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر ایک مصیبت نازل ہوئی اور دشمنوں نے اس کے خود کو تلواروں سے اس کے سر میں دھنسا دیا

مقابلہ کرو تو اس مقابلہ کی کیا ضرورت تھی بلکہ مشرکوں کو کہنا چاہیے تھا کہ تم اپنے شرک میں حق پر ہو اور کلمہ لا الہ الا اللہ غلط ہے اب تم مہربانی کر کے جنگ چھوڑ دو اور ہمیں دکھ نہ دو۔ ہم تم سے بمقابلہ تمہارے کوئی جنگ نہیں کرتے اور ہم مانتے ہیں کہ غیر اللہ سے مرادیں مانگنا سب سچ ہے اس پر ہمارا کوئی اعتراض نہیں۔ منہ

عَلَىٰ مِثْلَهَا لَمْ نَطَّلِعْ فِي مُكَلِّمٍ وَإِنْ كَانَ عَيْسَىٰ أَوْ مِنَ الرُّسُلِ آخِرُ

ان تمام مصیبتوں کے لئے دوسرے نبی میں نظیر نہیں پائی جاتی خواہ عیسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہو

فَفَكَّرُ أَهَذَا كُتْلُهُ كَانَ بَاطِلًا وَمَا كَانَ شِرْكَ النَّاسِ شَيْئًا يُعْبَرُ

پس سوچ کیا یہ تمام کارروائی باطل تھی؟ اور شرک کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کو بدلایا جائے

أَلَا لَأَيْمِي عَارِ النَّسَاءِ أَبَالُوفًا إِلَامَ كَفْتِيَانِ الْوَعَىٰ تَتَنَمَّرُ

اے عورتوں کے عار ثناء اللہ۔ کب تک مردان جنگ کی طرح پلنگی دکھلائے گا

أَرَدْتُ الْهُوَىٰ مِنْ بَعْدِ سِتِّينَ حِجَّةً؟ وَذَلِكَ رَأْيِي لَا يَرَاهُ الْمُفَكِّرُ

کیا میں نے ساٹھ برس کی عمر کے بعد ہوا پرستی کو اختیار کیا۔ یہ تو کسی عقلمند کی رائے نہ ہوگی

أَرَيْنَاكَ آيَاتٍ فَلَا عُدْرَ بَعْدَهَا وَإِنْ خِلْتَهَا تُخْفِي عَلَى النَّاسِ تُظْهَرُ

ہم تجھے (کئی) ایک نشان دکھاتے ہیں اور اس کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے گا اور اگر تو خیال کرے کہ وہ پوشیدہ رہے گا تو وہ ہرگز پوشیدہ نہ رہے گا

أَرَدْتُ بِمُدِّ ذَلْتِي فَرَأَيْتَهَا وَمَنْ لَا يُوقِرُ صَادِقًا لَا يُوقِرُ

تو نے مقام مد میں میری ذلت کو چاہا پس خود ذلت اٹھائی۔ اور جو شخص صادق کی بے عزتی کرتا ہے وہ خود بے عزت ہو جائے گا

وَكَأَيِّنْ مِّنَ الْآيَاتِ قَدْ مَرَّ ذِكْرُهَا رَأَيْتُمْ فَأَعْرَضْتُمْ وَقُلْتُمْ تَزُورُوا

اور بہت سے نشان ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ تم نے وہ نشان دیکھے اور انکار کیا اور کہا کہ جھوٹ بولتا ہے

فَعَنَّ لَنَا بَعْدَ التَّجَارِبِ حِيلَةٌ لِنَكْتَبَ أَشْعَارًا بِهَا الْآيَ تَشْعُرُ

پس ہمارے لئے بہت تجارب کے بعد ایک حیلہ ظاہر ہوا تا ہم یہ چند شعر لکھیں جن سے تمہیں یہ نشان معلوم ہو جائیں

فَهَذَا هُوَ التَّبَكِّيْتُ مِنْ فَاطِرِ السَّمَاءِ وَهَذَا هُوَ الْإِفْحَامُ مِنِّي فَفَكَّرُوا

پس اسی ذریعہ سے تمہارا منہ خدا بند کرنا چاہتا ہے اور یہی میری طرف سے تمام حجّت ہے

❁ يستعمل لفظ كَأَيِّنْ كما يستعمل كَأَيِّنْ فِي لِسَانِ الْعَرَبِ - منہ

☆ سہو کا تب سے کئی کا لفظ چھوٹ گیا ہے۔ اصل ترجمہ یوں ہوگا۔ ”ہم تجھے کئی ایک نشان دکھاتے ہیں۔“ (شمس)

﴿۸۳﴾

اَثَارَتْ سَنَابِكَ طَرْفَنَا نَقَعَ فُوجُكُمْ فَهَلْ مِنْ كَمِيٍّ لِّلْوَعْلِ يَتَبَخَّرُ

ہمارے گھوڑوں کے سموں نے تمہاری خاک اڑادی۔ پس کیا تم میں کوئی سوار ہے جو میدان میں آوے؟

اَتْتَبْتُ عَظْمَةَ آيَتِي بِتَقَاعُسٍ وَقَدْ جِئْتُ مُدًّا سَاعِيًّا لِتَحَقَّرُ

کیا اب تو پیچھے ہٹنے سے میرے نشان کو ثابت کر دے گا؟ اور تو مد میں دوڑتا ہوا آیا تھا تا میری تحقیر کرے

فَاِنَّ تَعْرِضَنَّ الْاَنَ يَابْنَ تَصَلِّفٍ فَهَذَا عَلٰى بَطْنِ الْمُكْذَبِ خَنْجَرٌ

پس اگر اب تُو نے مقابلہ سے منہ پھیر لیا۔ پس یہ طور تو مکذب کے پیٹ پر ایک تلوار ہے

وَ اِنْ كُنْتَ تَخْتَارُ الْهَزِيْمَةَ عَامِدًا وَ تَهْوِي بِوَهْدِ الدَّلِّ عَجْزًا وَ تَحْدُرُ

اور اگر تو عمداً شکست کو اختیار کرے گا اور ذلت کے گڑھے میں عاجزی سے گر پڑے گا

فَفِيْهَا نِكَالُ الْعَلَمِيْنَ وَ لَعْنَةٌ وَ فِيْهَا فَضِيْحَتُكُمْ اَلَا تَتَذَكَّرُ

پس اس میں دین و دنیا کا وبال اور لعنت ہے۔ اور اس میں تمہاری رسوائی ہے۔ کیا تم خیال نہیں کرتے؟

وَ مَالِكَ لَا تَسْطِيْعُ اِنْ كُنْتَ صَادِقًا لِاَهْلِ صِلَاحٍ كُلِّ اَمْرٍ مِّسْرٌ

اور اگر تو سچا ہے تو کیوں اب تجھے مقابلہ کی قدرت نہیں ہوتی؟ اور صادق کے لئے ہر ایک کام آسان کیا جاتا ہے

وَ كُنْتُ اِذَا خَيْرْتُ لِلْبَحْثِ وَ الْوَعَا سَطَوْتُ عَلَيْنَا شَاتِمًا لِتَوْقُرُ

اور جب تو مقام مد میں بحث کے لئے انتخاب کیا گیا۔ تو نے ہم پر حملہ کیا تا اس طرح تیری عزت ہو

لَعْمَرِي لَقَدْ شَجَّتْ قَفَاكَ رِسَالَتِي وَ اِنْ مِتَّ لَا يَاتِيْكَ عَوْنٌ مُّعْزِرٌ

اور مجھے قسم ہے کہ میرے رسالہ نے تیرا سر توڑ دیا اور اب اگر تو مر بھی جائے تو تجھے وہ مدد نہیں پہنچنے کی جو تجھے عزت دے

وَ كَيْفَ وَ اَنْتُمْ قَدْ تَرَ كُنْتُمْ مُعِيْنَكُمْ وَ لَيْسَ لَكُمْ مَوْلٰى وَ مَنْ هُوَ يَنْصُرُ

اور تمہیں مدد کیونکر پہنچتی۔ تم تو خدا کو چھوڑ بیٹھے۔ اور تمہارا اب کوئی مولانا نہیں جو تمہیں مدد دے

اَفِيْكُمْ كَمِيٍّ ذُو نِصَالٍ شَمْرُدٌ فَاِنْ كَانَ فَلْيَبْحُضِرْ وَلَا يَتَاخَّرُ

کیا تم میں کوئی سوار لڑنے والا بہادر موجود ہے؟ پس اگر ہو تو چاہیے کہ حاضر ہو جائے اور توقف نہ کرے

وَ جِئْنَاكَ يَا صَيْدَ الرَّدٰى بِهَدِيَّةٍ وَ نُهْدِي اِلَيْكَ الْمُرْهَفَاتِ وَ نَعْقُرُ

اور اے وبال کے شکار! ہم تیرے پاس ایک ہدیہ لے کر آئے ہیں اور ہم تیرے تلواروں کا یعنی لاجواب قصیدہ کا تجھے ہدیہ دیتے ہیں

فَأُبَشِّرُ وَبَشِّرُ كُلَّ غُولٍ يَسْتَبِي ۖ سَيَأْتِيكَ مِنِّي بِالتَّحَائِفِ سَرُورُ

پس خوش ہو اور ہر ایک غول جو مجھے گالی دیا کرتا تھا اس کو بشارت دے۔ عنقریب میری طرف سے سید محمد مرتضیٰ لکھنوی کے تیرے پاس آئیں گے

وَإِنِّي أَنَا الْبَازِي الْمِطْلُ عَلَى الْعِدَا ۖ وَإِنِّي مُعَانٌ مِّنْ مُّعِينٍ يُكَبِّرُ

اور میں وہ باز ہوں جو دشمنوں پر جا پڑتا ہے اور میں خدا تعالیٰ سے مدد دیا گیا ہوں

أَثْرُ كُلِّ شَرْقِيٍّ الْبِلَادِ وَعَرْبِيَّهَا ۖ وَكُلِّ أَدِيبٍ كَانَ كَالْبَقِّ يَطْمُرُ

تو مشرق مغرب کو میرے مقابل پر برا بھلا کہتا کر اور ہر ایک ادیب کو بلا جو چھپر کی طرح کودتا تھا

وَمَنْ كَانَ يَحْكِي نَاقَةَ مُشْمَعَلَّةً ۖ صَعَارٌ يَمْسُ الْقَوْمَ فَاسْعَوْا وَدَبُّوا

اور اس شخص کو بلا جو تیز رو اونٹنی کے مشابہ ہو۔ قوم کو بڑی خواری پیش آئی ہے۔ دوڑو اور کچھ تدبیر کرو

وَإِنِّي لَعَمْرِ اللَّهِ لَسْتُ بِجَائِرٍ ۖ وَإِنْ كُنْتُ تَأْتِي بِالصَّوَابِ فَادْبُرُ

اور میں بخدا ظالم نہیں ہوں۔ اگر تمہارا جواب درست ہوگا تو میں پیچھے ہٹ جاؤں گا

وَإِنْ كُنْتُ لَا تُصَغِي إِلَيْنَا تَغْفَلًا ۖ تَهْدُ وَتُلْغِي كُلَّمَا كُنْتُ تَعْمُرُ

اور اگر تو نے ہمارے اس قول کی طرف توجہ نہ کی۔ تو تو اس عمارت کو ڈھادے گا اور بیکار کر دے گا جو تو نے بنائی تھی

أَلَسْتُ تَرَى يَرْمِي الْقَنَا مِنْ عِنْدِكُمْ ۖ جَهْلٌ وَلَا يَدْرِي الْعُلُومَ وَكَفْرٌ

کیا تو نہیں دیکھتا کہ وہ شخص تم پر نیزے چلا رہا ہے کہ جو تمہارے نزدیک جاہل۔ بے علم

فَأَيْنَ ضَرَتْ مِنْكُمْ عَلَامَةُ صِدْقِكُمْ ۖ وَأَيْنَ اخْتَفَى عِلْمٌ بِهِ كُنْتُ تُكْفِرُ

پس کہاں کو دکھائی سچائی کی علامت چلی گئی اور کہاں وہ علم چلا گیا جس کے ساتھ تو کافر بناتا تھا

وَإَيْنَ التَّصَلُّفُ بِالْفَضَائِلِ وَالنُّهْيُ ۖ وَإَيْنَ بِهَذَا الْوَقْتِ قَوْمٌ وَمَعْشَرٌ

اور کہاں وہ لاف زنی (جو) فضیلت اور عقل کی کی جاتی تھی اور کہاں ہے اس وقت تیری قوم اور تیرا گروہ؟

وَإَيْنَ عَفَتْ مِنْكُمْ طَلَاقَةُ الْأَسْنِ ۖ سِلَاطٌ عَلَيْنَا مِثْلَ سَيْفٍ يُشَهَّرُ

اور کہاں نابود ہو گئی زبانوں کی چالاکی۔ وہ زبانی جو ہم پر تلوار کی طرح کھینچی گئی تھیں

☆ سہو کاتب سے واکفر کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ مکمل ترجمہ یوں ہے۔ ”جو تمہارے نزدیک جاہل۔ بے علم اور

کافر ہے۔“ (شمس)

وَفِي خَمْسَةِ قَدْتَمَ نَظْمٌ فَصِيدَتِي بَلِ الْوَقْتُ خَالِصَةٌ أَقْلٌ وَأَقْصَرُ

اور میرا قصیدہ پانچ دن میں ختم ہوا بلکہ اصل وقت اس سے بھی کمتر ہے یعنی تین دن

فَفَكَّرُ بِجُهْدِكَ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَنَادِ حُسَيْنًا أَوْ ظَفَرَ أَوْ أَصْغَرُ

پس تو پندرہ راتیں کوشش کرتا رہ اور محمد حسین کو اور قاضی ظفر الدین اور اصغر علی کو بلا لے

وَهَذَا مِنَ الْآيَاتِ يَا أَكْبَرَ الْعِدَا فَهَلْ أَنْتَ تَنْسِجُ مِثْلَهَا يَا مُحَسَّرُ

اور یہ خدا کا نشان ہے اے بڑے دشمن! پس کیا تو اس کی مانند بنا لے گا؟

عَلَى مَوْطِنٍ يَخْشَى الْجَبَانَ نَجْمَرُ فَإِنْ كُنْتَ فِي شَيْءٍ فَبَادِرْ وَ نَبْدِرُ

جہاں بزدل بھاگ جاتے ہیں ہم جم کر کھڑے ہیں۔ پس اگر تو کچھ چیز ہے تو مقابلہ پر آ پھر ہم دیکھ لیں گے

أَتَسْتُرُ بَغِيَابَ بَرَقِ آيَاتِ رَبِّنَا سَيُظْهِرُ رَبِّي كُلَّمَا كُنْتَ تَسْتُرُ

کیا تو بغاوت کر کے نشانوں کی چمک کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے۔ پس میرا خدا وہ سب ظاہر کر دے گا جس کو تو چھپاتا ہے

تُرِيدُونَ ذَلَّتْنَا وَنَحْنُ هُوَ أَنْكُمْ وَلِلَّهِ حُكْمٌ نَافِذٌ فَسَيَأْمُرُ

تم ہماری ذلت چاہتے ہو اور ہم تمہاری اور خدا کے لئے حکم نافذ ہے۔ وہ فیصلہ کر دے گا

تَرَكَتُمْ كَلَامَ اللَّهِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ وَإِنَّ كَلَامَ اللَّهِ أَهْدَى وَأَظْهَرُ

تم نے خدا کے کلام کو بے دلیل ترک کر دیا اور خدا کا کلام اصل ہدایت اور ظاہر تر ہے

وَيَسِّرُهُ الْمَوْلَى لِيَذَّكَّرَ الْوَرَايَ فَلَاشَكَّ أَنَّ الدِّكْرَ أَجْلَى وَأَيَسْرُ

اور خدا نے اس کو سہل کیا تا لوگ یاد کریں۔ پس کچھ شک نہیں کہ قرآن روشن اور آسان تر ہے

وَفِيهِ تَجَلَّتْ بَيْنَتْ مِنَ الْهُدَى وَسَمَاهُ فَرَقَانَا عَلِيمٌ مُقَدَّرُ

اور اس میں کھلی کھلی ہدایتیں موجود ہیں۔ اور خدا نے اس کا نام فرقان رکھا ہے

☆ اس مصرع میں ربنا کا ترجمہ سہو کا تب سے نہیں لکھا گیا۔ ترجمہ یوں چاہیے تھا۔ ”کیا تو بغاوت کر کے ہمارے رب کے نشانوں کی چمک کو پوشیدہ کرنا چاہتا ہے“۔ (شمس)

وَ سَمَّاهُ تَبْيَانًا وَقَوْلًا مُفَصَّلًا فَآيَ حَدِيثٍ بَعْدَهُ نَتَخَيَّرُ

اور اس کا نام تبیان اور قول مفصل رکھا۔ پس کس حدیث کو ہم اس کے بعد اختیار کریں

فَدَعُ ذِكْرَ بَحْثٍ فِيهِ ظُلْمٌ وَفِرْيَةٌ وَفَكَرُ بِنُورِ الْقَلْبِ فِيمَا نُكْرِرُ

پس ایسی بحث کو چھوڑ دے جس میں جھوٹ ہے۔ اور نور دل کے ساتھ ہماری باتوں میں غور کر

لَنَا الْفَضْلُ فِي الدُّنْيَا وَأَنْفَكَ رَاغِمٌ وَكُلُّ صَدُوقٍ لَا مَحَالَهٖ يُظَهَّرُ

ہمیں دنیا میں بزرگی دی گئی اور تو دولت میں ہے۔ اور ہر ایک راستباز انجام کار غالب کیا جاتا ہے

عَلَوْنَا بِسَيْفِ اللَّهِ خَصْمًا أَبَا الْوَفَا فَنَمَلِي ثَنَاءَ اللَّهِ شُكْرًا وَنَسْطُرُ

ہم نے اپنے دشمن ابوالوفا کو مار لیا۔ پس ہم خدا کی تعریف از روئے شکر کے لکھتے ہیں

أَيَزْعَمُ أَنِّي قَدْ تَقَوْلْتُ عَامِدًا فَوَيْلٌ لَهُ يُغْوِي الْأُنَاسَ وَيَهْدُرُ

وہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عمداً جھوٹ بنا لیا۔ پس اس پر وایلا کہ لوگوں کو گمراہ اور بکواس کر رہا ہے

أَرَأِي بَاطِلًا قَدْ تَلَّمَ الْحَقُّ جُدْرَهُ فَاضْحَى الْهُدَى مِثْلَ الضُّحَى يُتَبَصَّرُ

میں دیکھتا ہوں کہ سچائی نے باطل کی دیواروں میں سوراخ کر دیا۔ پس ہدایت روز روشن کی طرح نمایاں ہو گئی

وَإِنِّي طَبَعْتُ الْيَوْمَ نَظْمَ قَصِيدَتِي وَكَانَ إِلَى نِصْفِ تَمْشِي نَوْمِبُرُ

اور آج میں نے اپنے اس قصیدہ کی نظم کو چھاپ دیا۔ اور نومبر کا مہینہ قریباً نصف گزر چکا تھا

كَذَلِكَ مِنْ شُعْبَانَ نِصْفٌ كَمِثْلِهِ فَيَارَبَّ بَارِكْهُا لِمَنْ يَتَذَكَّرُ

اسی طرح شعبان کا بھی نصف تھا۔ پس اے میرے رب! ان کے لئے اس کو مبارک کر جو ہدایت پر آنا چاہے

رَمِيْتُ لَا غَتَالَنْ وَمَا كُنْتُ رَامِيًا وَلَكِنْ رَمَاهُ اللَّهُ رَبِّي لِيُظَهِّرُ

میں نے اس رسالہ کو تیر کی طرح چلایا تاکہ دفعہ دشمن کا کام تمام کروں۔ اور دراصل میں نے اس کو نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا تاکہ مجھے غلبہ دے

☆ سہو کاتب سے بسيف اللہ کا ترجمہ رہ گیا ہے۔ مکمل ترجمہ یوں ہے۔ ”ہم نے خدا کی توار سے اپنے دشمن ابوالوفا کو مار دیا۔“ (شمس)

وَهَذَا لِعَهْدٍ قَدْ تَقَرَّرَ بَيْنَنَا بِمُدِّ فَلَمْ نَنْكُثْ وَكَمْ نَتَغَيَّرُ

اور یہ قصیدہ ہم نے اس عہد کے لحاظ سے لکھا ہے جو موضوعِ مُد میں کیا گیا تھا۔ پس ہم نے عہد شکنی نہیں کی اور نہ ہم بدل گئے

ذَوَايَ بَرَكَاتٍ نَزَلُوهَا مِنَ السَّمَاءِ لَنَا كَاللِّوَاقِحِ وَالْكَلامِ يُنْصَرُّ

ہم ایک ایسی برکات دیکھ رہے ہیں جو آسمان سے ہمارے لئے اتری ہیں۔ ان اونٹنیوں کی طرح جو حمل دار ہوتی ہیں اور کلامِ ہا تازہ کی گئی ہے

وَوَاللَّهِ إِنَّ قَصِيدَتِي مِنْ مُؤَيِّدِي فَشَنِي عَلَى رَبِّ كَرِيمٍ وَنَشْكُرُ

اور بخدا! میرا قصیدہ میرے اسی خدا کی طرف سے ہے۔ پس ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور شکر کرتے ہیں

وَيَا رَبِّ إِنَّ أَرْسَلْتَنِي مِنْ عِنَايَةٍ

اور اے میرے رب! اگر تو نے اپنی عنایت سے مجھے بھیجا ہے

فَأَيْدٍ وَكَمَلٌ كُلُّ مَا قُلْتُ وَأَنْصَرُّ

پس تائید کر اور ہر ایک طریق جو میں نے سوچا ہے اس کو کامل کر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

﴿ ۸۸ ﴾

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے  
کافر جو کہتے تھے وہ نگوںسار ہو گئے جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

## دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کیلئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار اس بات کے لئے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لئے کس زور سے اور کس قدر صرف مال سے مخالفین کو متنبہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے موضع مُد میں باواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور میں اس طرح کی کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ سچ بھی ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کر سکیں اور اسی مقرر مدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیسا ہو! اس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہو گئے لیکن جب ہمارے دوست مولوی سید محمد سرور صاحب و مولوی عبداللہ صاحب ۲ نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ بہانہ سے کام لیتے ہیں اس میں بھی کہہ دیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر متعلقہ جلسہ مہوتسو کی نسبت

﴿ ۸۹ ﴾



مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے۔ پس اگر اب بھی کہہ دیں کہ یہ عجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا اور میں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں آخر ۶ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مد کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہر حال قصیدہ بنانے کا زمانہ یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مد بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۲ نومبر ۲ء کو میں ایک گواہی کے لئے منشی نصیر الدین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچھری میں گیا شاید میں نے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸ نومبر ۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اردو مضمون ختم کر لیا اس لئے یہ امر شک و شبہ سے پاک ہو گیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اردو مضمون میں واقعات اُس بحث کے درج ہیں جو ۲۹ اور ۳۰ اکتوبر ۲ء میں بمقام مد ہوئی تھی پس اگر یہ قصیدہ اور اردو مضمون اس قلیل مدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیے جس نے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اُس اردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لئے اور دس ہزار روپیہ انعام پانے کے لئے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اردو کا رد بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اس شرط کا توڑنے والا ہوگا میں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت

نہیں ڈالتا جس مشقت سے میں نے حصہ نہ لیا ہو۔ ظاہر ہے کہ اُردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُن اعتراضات کا جواب ہے جو اُنہوں نے پیش کئے تھے۔ اس صورت میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اُردو عبارت پہلے سے بنا رکھی تھی۔ پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اُردو عبارت اور قصیدہ تیار ہو گئے ہیں میں اُسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا اُن لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو میں نے اُردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اُردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اسی مدت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو میں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ میری طرف سے یہ اقرار صحیح شرعی ہے جس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا اور جس کا وہ بذریعہ عدالت بھی ایفاء کر سکتے ہیں اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دوسرے میرے مخالف پہلو تھی کریں اور بدستور مجھے کا فر اور دجال کہتے رہیں تو یہ ان کا حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھہریں گے اور پھر میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب مل کر اُردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتمل برواقعات لکھ دیں میں کچھ عذر نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون لاحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو میں بیشک جھوٹا ٹھہروں گا مگر چاہیے کہ میرے قصیدہ کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اُردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں اس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے گا اور انشاء اللہ ۱۶ نومبر ۲۰۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لے کر جائیں گے اور اسی تاریخ

یہ رسالہ اُن تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کر دوں گا۔ بالآخر میں اس بات پر بھی راضی ہو گیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لئے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو انہیں اس صورت میں کہ ۱۸ یا ۱۹ نومبر ۲ء تک میرا قصیدہ اُن کے پاس پہنچ جائے گا۔ بہر حال ماننا پڑے گا کہ یکم نومبر ۲ء سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوئے مگر تاہم میں نے اُن کی حالت پر رحم کر کے اتمام حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لئے اور زیادہ کر دیئے ہیں اور ڈاک کے دن ان دنوں سے باہر ہیں۔ پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لئے تین دن ڈاک کے فرض کر لیتے ہیں یعنی ۱۷-۱۸-۱۹ نومبر ۲ء۔ ان دنوں تک بہر حال اُن کے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائے گا۔ اب اُن کی میعاد ۲۰ نومبر سے شروع ہوگی۔ پس اس طرح پندرہ دسمبر ۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۲ء کی دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی۔ انہوں نے اس قصیدہ اور اُردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں اُن کا ازلی حصہ ہوگا اور اس انعام میں سے ثناء اللہ کو پانچ ہزار ملے گا اور باقی پانچ کو اگر فتح یاب ہو گئے ایک ایک ہزار ملے گا۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی



لیلو  
بر  
مباحثہ

بٹالوی دچکڑالوی

قرآن مجید اور حدیث کا اصل مرتبہ اور مقام کیا ہے

مؤلف

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ  
صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر  
مسیح موعود حکم ربانی کا ریویو  
اور  
اپنی جماعت کے لئے ایک نصیحت

فریقین کی تحریرات سے معلوم ہوا کہ مباحثہ مندرجہ عنوان کے پیش آنے کی وجہ یہ تھی کہ مولوی عبداللہ صاحب احادیث نبویہ کو محض ردی کی طرح خیال کرتے ہیں اور ایسے الفاظ منہ پر لاتے ہیں جن کا ذکر کرنا بھی سوء ادب میں داخل ہے اور مولوی محمد حسین صاحب نے ان کے مقابل پر یہ حجت پیش کی تھی کہ اگر احادیث ایسی ہی ردی اور لغو اور ناقابل اعتبار ہیں تو اس سے اکثر حصے عبادات اور مسائل فقہ کے باطل ہو جائیں گے کیونکہ احکام قرآنی کی تفصیل کا پتہ حدیث کے ذریعہ سے ہی ملتا ہے ورنہ اگر صرف قرآن کو ہی کافی سمجھا جائے تو پھر محض قرآن کے رو سے اس پر کیا دلیل ہے کہ فریضہ صبح کی دو رکعت اور مغرب کی تین رکعت اور باقی تین نمازیں چار چار رکعت ہیں۔ یہ اعتراض ایک زبردست پیرایہ میں ہے گواپنے اندر ایک غلطی رکھتا ہے یہی وجہ تھی کہ اس اعتراض کا مولوی عبداللہ صاحب نے کوئی شافی جواب نہیں دیا۔ محض فضول باتیں ہیں جو لکھنے کے بھی لائق نہیں۔ ہاں اس اعتراض کا نتیجہ آخر کار یہ ہوا کہ مولوی عبداللہ صاحب کو ایک نئی نماز بنانی پڑی جس کا جمیع اسلام کے فرقوں میں نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ انہوں نے التّحیّات اور درود اور دیگر تمام ادعیہ ماثورہ جو نماز میں پڑھی جاتی ہیں درمیان سے اڑا دیں اور ان کی جگہ صرف قرآنی آیتیں رکھ دیں۔ ایسا ہی اور بہت کچھ نماز میں

تبدیلی کی جس کے ذکر کی اس جگہ ضرورت نہیں اور شاید مسائل حج و زکوٰۃ وغیرہ میں بھی تبدیلی کی ہوگی لیکن کیا یہ سچ ہے کہ حدیثیں ایسی ہی ردی اور لغو ہیں جیسا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے سمجھا ہے معاذ اللہ ہرگز نہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ ان ہردو فریق میں سے ایک فریق نے افراط کی راہ اختیار کر رکھی ہے اور دوسرے نے تفریط کی۔ فریق اول یعنی مولوی محمد حسین صاحب اگرچہ اس بات میں سچ پر ہیں کہ احادیث نبویہ مرفوعہ متصلہ ایسی چیز نہیں ہیں کہ ان کو ردی اور لغو سمجھا جائے لیکن وہ حفظ مراتب کے قاعدہ کو فراموش کر کے احادیث کے مرتبہ کو اس بلند مینار پر چڑھاتے ہیں جس سے قرآن شریف کی ہتک لازم آتی ہے اور اس سے انکار کرنا پڑتا ہے اور کتاب اللہ کی مخالفت اور معارضت کی وہ کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے اور حدیث کے قصہ کو ان قصوں پر ترجیح دیتے ہیں جو کتاب اللہ میں بتصریح موجود ہیں اور حدیث کے بیان کو کلام اللہ کے بیان پر ہر ایک حالت میں مقدم سمجھتے ہیں اور یہ صریح غلطی اور جادۂ انصاف سے تجاوز ہے۔ اللہ جلّ شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ **فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ**۔ یعنی خدا اور اس کی آیتوں کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے۔ اس جگہ حدیث کے لفظ کی تکمیر جو فائدہ عموم کا دیتی ہے صاف بتلا رہی ہے کہ جو حدیث قرآن کے معارض اور مخالف پڑے اور کوئی راہ تطبیق کی پیدا نہ ہو۔ اس کو رد کر دو۔ اور اس حدیث میں ایک پیشگوئی بھی ہے جو بطور اشارۃ النص اس آیت سے مترشح ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ آیتہ ممدوحہ میں اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ ایک ایسا زمانہ بھی اس امت پر آنے والا ہے کہ جب بعض افراد اس امت کے قرآن شریف کو چھوڑ کر ایسی حدیثوں پر بھی عمل کریں گے جن کے بیان کردہ بیان قرآن شریف کے بیانات سے مخالف اور معارض ہوں گے۔ غرض یہ فرقہ اہل حدیث اس بات میں افراط کی راہ پر قدم مار رہا ہے کہ قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں اور اگر وہ انصاف اور خدا ترسی سے کام لیتے تو ایسی حدیثوں کی تطبیق قرآن شریف سے کر سکتے تھے مگر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ

خدا کے قطعی اور یقینی کلام کو بطور متروک اور مجبور کے قرار دے دیں اور اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ ایسی حدیثوں کو جن کے بیانات کتاب اللہ سے مخالف ہیں یا تو چھوڑ دیں اور یا ان کی کتاب اللہ سے تطبیق کریں پس یہ وہ افراط کی راہ ہے جو مولوی محمد حسین نے اختیار کر رکھی ہے۔

اور ان کے مخالف مولوی عبداللہ صاحب نے تفریط کی راہ پر قدم مارا ہے جو سرے سے احادیث سے انکار کر دیا ہے اور احادیث سے انکار ایک طور سے قرآن شریف کا بھی انکار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ **قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ**ؑ پس جبکہ خدا تعالیٰ کی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے اور آجنگناہ کے عملی نمونوں کے دریافت کیلئے جن پر اتباع موقوف ہے حدیث بھی ایک ذریعہ ہے۔ پس جو شخص حدیث کو چھوڑتا ہے وہ طریق اتباع کو بھی چھوڑتا ہے اور مولوی عبداللہ صاحب کا یہ قول کہ تمام حدیثیں محض شکوک اور ظنون کا ذخیرہ ہے۔ یہ قلت تدبر کی وجہ سے خیال پیدا ہوا ہے اور اس خیال کی اصل جڑ محدثین کی ایک غلط اور نامکمل تقسیم ہے جس نے بہت سے لوگوں کو دھوکا دیا ہے کیونکہ وہ یوں تقسیم کرتے ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں ایک تو کتاب اللہ ہے اور دوسری حدیث۔ اور حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے گویا احادیث ایک قاضی یا جج کی طرح کرسی پر بیٹھی ہیں اور قرآن ان کے سامنے ایک مستغنیث کی طرح کھڑا ہے اور حدیث کے حکم کے تابع ہے۔ ایسی تقریر سے بے شک ہر ایک کو دھوکا لگے گا کہ جب کہ حدیثیں سوڈیڑھ سو برس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جمع کی گئی ہیں اور انسانی ہاتھوں کے مس سے وہ خالی نہیں ہیں اور بائیں ہمہ وہ احادیث کا ذخیرہ اور ظنی ہیں اور ان میں قسم متواترات شاذ و نادر جو حکم معدوم کا رکھتی ہیں اور پھر وہی قرآن شریف پر قاضی بھی ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ تمام دین اسلام ظنیاات کا ایک تودہ اور انبار ہے اور ظاہر ہے کہ ظن کوئی چیز نہیں ہے اور جو شخص محض ظن کو بیچہ مارتا ہے وہ مقام بلند حق سے بہت نیچے گرا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **اِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنِي** **مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا**ؑ یعنی محض ظن حق الیقین کے مقابلہ پر کچھ چیز نہیں۔ پس قرآن شریف تو



یوں ہاتھ سے گیا کہ وہ بغیر قاضی صاحب کے فتوؤں کے واجب العمل نہیں اور متروک اور مجبور ہے اور قاضی صاحب یعنی احادیث صرف ظن کے میلے کھیلے کپڑے زیب تن رکھتے ہیں جن سے احتمال کذب کسی طرح مرتفع نہیں۔ کیونکہ ظن کی تعریف یہی ہے کہ وہ دروغ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا۔ پس اس صورت میں نہ تو قرآن ہمارے ہاتھ میں رہا اور نہ حدیث اس لائق کہ اس پر بھروسہ ہو سکے۔ گویا دونوں ہاتھ سے گئے یہ غلطی ہے جس نے اکثر لوگوں کو ہلاک کیا۔

اور صراط مستقیم جس کو ظاہر کرنے کیلئے میں نے اس مضمون کو لکھا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کیلئے تین چیزیں ہیں (۱) قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں وہ خدا کا کلام ہے وہ شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے (۲) دوسری سنت اور اس جگہ ہم اہلحدیث کی اصطلاحات سے الگ ہو کر بات کرتے ہیں یعنی ہم حدیث اور سنت کو ایک چیز قرار نہیں دیتے جیسا کہ رسمی محدثین کا طریق ہے بلکہ حدیث الگ چیز ہے اور سنت الگ چیز۔ سنت سے مراد ہماری صرف آنحضرتؐ کی فعلی روش ہے جو اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتدا سے قرآن شریف کے ساتھ ہی ظاہر ہوئی اور

☆ نوٹ: میں جب اشتہار کو ختم کر چکا تھا دو تین سطریں باقی تھیں تو خواب نے میرے پر زور کیا یہاں تک کہ میں مجبوریؑ کا غد کو ہاتھ سے چھوڑ کر سو گیا تو خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آگئے۔ میں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا خسف القمر و الشمس فی رمضان۔ فباي الآء ربك ما تكذبن یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا پس تم اے دونوں صاحبو! کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو۔ پھر میں خواب میں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کو کہتا ہوں کہ الآء سے مراد اس جگہ میں ہوں۔ اور پھر میں نے ایک دالان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ اس میں چراغ روشن ہے گویا رات کا وقت ہے اور اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھول کر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں گویا اسی ترتیب سے قرآن شریف میں وہ موجود ہے اور ان میں سے ایک شخص کو میں نے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری ہیں۔ منہ

ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قدیم سے عادتہ اللہ یہی ہے کہ جب انبیاء علیہم السلام خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کیلئے لاتے ہیں تو اپنے فعل سے یعنی عملی طور پر اس قول کی تفسیر کر دیتے ہیں تا اس قول کا سمجھنا لوگوں پر مشتبہ نہ رہے اور اس قول پر آپ بھی عمل کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی عمل کراتے ہیں (۳) تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں کہ جو قصوں کے رنگ میں آنحضرتؐ سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعوں سے جمع کئے گئے ہیں۔ پس سنت اور حدیث میں ما بہ الاتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تو اترا رکھتا ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔ اور جس طرح آنحضرتؐ قرآن شریف کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔ پس جیسا کہ قرآن شریف یقینی ہے ایسا ہی سنت معمولہ متواترہ بھی یقینی ہے۔ یہ دونوں خدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے بجالائے اور دونوں کو اپنا فرض سمجھا۔ مثلاً جب نماز کے لئے حکم ہوا تو آنحضرتؐ نے خدا تعالیٰ کے اس قول کو اپنے فعل سے کھول کر دکھلایا اور عملی رنگ میں ظاہر کر دیا کہ فجر کی نماز کی یہ رکعات ہیں اور مغرب کی یہ اور باقی نمازوں کے لئے یہ یہ رکعات ہیں۔ ایسا ہی حج کر کے دکھلایا اور پھر اپنے ہاتھ سے ہزار ہا صحابہ کو اس فعل کا پابند کر کے سلسلہ تعامل بڑے زور سے قائم کر دیا۔ پس عملی نمونہ جو اب تک امت میں تعامل کے رنگ میں مشہود و محسوس ہے اسی کا نام سنت ہے لیکن حدیث کو آنحضرت صلم نے اپنے روبرو نہیں لکھوایا اور نہ اس کے جمع کرنے کیلئے کوئی اہتمام کیا۔ کچھ حدیثیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جمع کی تھیں لیکن پھر تقویٰ کے خیال سے انہوں نے وہ سب حدیثیں جلا دیں کہ یہ میرا سماع بلا واسطہ نہیں ہے خدا جانے اصل حقیقت کیا ہے۔ پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گذر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو بھی جمع کر لینا چاہیے

﴿۵﴾

تب حدیثیں جمع ہوئیں۔ اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے انہوں نے جہاں تک ان کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں اور ہر ایک مشتبہ الحال راوی کی حدیث نہیں لی۔ بہت محنت کی مگر تاہم چونکہ وہ ساری کارروائی بعد از وقت تھی اس لئے وہ سب ظن کے مرتبہ پر رہی بایں ہمہ یہ سخت نا انصافی ہوگی کہ یہ کہا جائے کہ وہ سب حدیثیں لغو اور ننگی اور بے فائدہ اور جھوٹی ہیں بلکہ ان حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی۔ یہودیوں میں بھی حدیثیں ہیں اور حضرت مسیح کے مقابل پر بھی وہی فرقہ یہودیوں کا تھا جو عامل بالحدیث کہلاتا تھا لیکن ثابت نہیں کیا گیا کہ یہودیوں کے محدثین نے ایسی احتیاط سے وہ حدیثیں جمع کی تھیں جیسا کہ اسلام کے محدثین نے۔ تاہم یہ غلطی ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ جب تک حدیثیں جمع نہیں ہوئی تھیں اُس وقت تک لوگ نمازوں کی رکعات سے بیخبر تھے یا حج کرنے کے طریق سے نا آشنا تھے کیونکہ سلسلہ تعامل نے جو سنت کے ذریعے سے ان میں پیدا ہو گیا تھا تمام حدود اور فرائض اسلام ان کو سکھلا دیئے تھے اس لئے یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا۔ تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نورِ علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنت کے لئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے ان میں سے سچے فرقے کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ پس مذہبِ اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہل حدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دی جاوے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے اور نہ حدیثوں کو مولوی عبداللہ چکڑالوی کے عقیدہ کی طرح محض لغو اور باطل ٹھہرایا جائے بلکہ چاہیے کہ قرآن اور سنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے

اور جو حدیث قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو اُس کو بسر و چشم قبول کیا جاوے یہی صراطِ مستقیم ہے۔ مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بد قسمت ☆ اور نادان وہ شخص ہے جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اُس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اُس کو ترجیح دیں۔ اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سنت سے کسی حدیث کو معارض پاویں تو اُس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبداللہ کے اہلحدیث سے اقرب ہے اور عبداللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے یہی چاہیے کہ وہ عبداللہ چکڑالوی

☆ نوٹ۔ آج رات مجھے رویا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت باردار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدہوا ہے اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی کو اُس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے وہ بوٹی اقیقون کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اُس درخت پر چڑھتی ہے اُس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس لطیف درخت میں ایک کھجواہٹ اور بدشکلی پیدا ہو رہی ہے اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے اُن کے ضائع ہونے کا ختم اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں۔ تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرا گیا اور پگھل گیا اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو کھنجنے میں دبا رکھا ہے تب اُس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائے جاتے ہیں اور ان کی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ تب میری آنکھ کھل گئی چنانچہ میں آنکھ کھلتے ہی اس وقت جو رات ہے اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اور اب ختم کرتا ہوں اور یہ شنبہ کی رات ہے اور ۱۲ بجے کے بعد ۲۰ منٹ کم دو بجے کا وقت ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ م۔ غ۔ ۱

کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتیٰ الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے اور چاہیے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبداللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دے دیں جس سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے ان حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلی ضائع ہو جائیں۔ ایسا ہی چاہیے کہ نہ تو ختم نبوت آنحضرت صلعم کا انکار کریں اور نہ ختم نبوت کے یہ معنی سمجھ لیں جس سے اس اُمت پر مکالمات اور مخاطبات الہیہ کا دروازہ بند ہو جاوے۔ اور یاد رہے کہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں ہے جو صاحبِ شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلعم وحی پاسکتا ہو بلکہ قیامت تک یہ دروازہ بند ہے اور متابعت نبوی سے نعمت وحی حاصل کرنے کے لئے قیامت تک دروازے کھلے ہیں۔ وہ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی مگر نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے ولا سبیل الیہا الیوم القیمة ومن قال انی لست من امة محمد صلی اللہ علیہ وسلم و ادعی انہ نبی صاحب الشریعة او من دون الشریعة و لیس من الامة فمثله کمثل رجل غمره السیلة المنہمر فالقاہ وراءہ و لم یغادر حتی مات۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس جگہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں اسی جگہ یہ اشارہ بھی فرما دیا ہے کہ آنجناب اپنی روحانیت کی رو سے ان صلحاء کے حق میں باپ کے حکم میں ہیں جن کی بذریعہ متابعت تکمیل نفوس کی جاتی ہے اور وحی الہی اور شرف مکالمات کا ان کو بخشا جاتا ہے۔

☆ اسی رات میں ایک الہام ہوا بوقت ۳ بجے ۲ منٹ اوپر اور وہ یہ ہے مَنْ أَعْرَضَ عَنِ ذِكْرِي نَبْتَلِيهِ بَذْرِيَّةٍ فَاسِقَةٍ مَلْحَدَةٍ يَمِيلُونَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَعْبُدُونَنِي شَيْئًا۔ جو شخص قرآن سے کنارہ کرے گا ہم اس کو ایک خبیث اولاد کے ساتھ بتلا کریں گے جن کی ملحدانہ زندگی ہوگی۔ وہ دنیا پر گریں گے اور میری پرستش سے ان کو کچھ بھی حصہ نہ ہوگا یعنی ایسی اولاد کا انجام بد ہوگا اور توبہ اور تقویٰ نصیب نہیں ہوگا۔ منہ

جیسا کہ وہ جلّ شانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔ اب ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ زبان عرب میں استدراک کے لئے آتا ہے یعنی تدارک مافات کے لئے۔ سو اس آیت کے پہلے حصہ میں جو امر فوت شدہ قرار دیا گیا تھا یعنی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی تھی وہ جسمانی طور سے کسی مرد کا باپ ہونا تھا۔ سو لکن کے لفظ کے ساتھ ایسے فوت شدہ امر کا اس طرح تدارک کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا گیا جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد براہ راست فیوض نبوت منقطع ہو گئے۔ اور اب کمال نبوت صرف اسی شخص کو ملے گا جو اپنے اعمال پر اتباع نبوی کی مہر رکھتا ہوگا اور اس طرح پر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا اور آپ کا وارث ہوگا۔ غرض اس آیت میں ایک طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی اور دوسرے طور سے باپ ہونے کا اثبات بھی کیا گیا تا وہ اعتراض جس کا ذکر آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۗ میں ہے دور کیا جائے۔ ما حصل اس آیت کا یہ ہوا کہ نبوت کو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے منکسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو امتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو اور اگر اس طور سے بھی تکمیل نفوس مستعدہ امت کی نفی کی جائے تو اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طور سے ابتر ٹھہرتے ہیں نہ جسمانی طور پر کوئی فرزند نہ روحانی طور پر کوئی فرزند اور معترض سچا ٹھہرتا ہے جو آنحضرت صلعم کا نام ابتر رکھتا ہے۔

اب جبکہ یہ بات طے پا چکی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت مستقلہ جو

براہِ راست ملتی ہے☆ اس کا دروازہ قیامت تک بند ہے اور جب تک کوئی اُمتی ہونے کی حقیقت اپنے اندر نہیں رکھتا اور حضرت محمدؐ کی غلامی کی طرف منسوب نہیں تب تک وہ کسی طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظاہر نہیں ہو سکتا تو اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتارنا اور پھر ان کی نسبت تجویز کرنا کہ وہ اُمتی ہیں اور اُن کی نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چراغِ نبوت محمدیہ سے ملکتب اور مستفاض ہے کس قدر بناوٹ اور تکلف ہے۔ جو شخص پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے۔ اُس کی نسبت یہ کہنا کیونکر صحیح ٹھہرے گا کہ اس کی نبوت آنحضرت صلعم کے چراغِ نبوت سے مستفاد ہے۔ اور اگر اس کی نبوت چراغِ نبوت محمدیہ سے مستفاد نہیں ہے تو پھر وہ کن معنوں سے اُمتی کہلائے گا۔ اور ظاہر ہے کہ اُمت کے معنے کسی پر صادق نہیں آسکتے جب تک ہر ایک کمال اُس کا نبی متبوع کے ذریعہ سے اس کو حاصل نہ ہو۔ پھر جو شخص اتنا بڑا کمال نبی کہلانے کا خود بخود رکھتا ہے وہ اُمتی کیونکر ہوا بلکہ وہ تو مستقل طور پر نبی ہوگا جس کے لئے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قدم رکھنے کی جگہ نہیں اور اگر کہو کہ پہلی نبوت اُس کی جو براہِ راست تھی دور کی جائے گی اور اب از سر نو اتباعِ نبوی نئی نبوت اس کو ملے گی جیسا کہ منشاء آیت کا ہے۔ تو پھر اس صورت میں یہی اُمت جو خیر الامم کہلاتی ہے حق رکھتی ہے کہ ان میں سے کوئی فرد بیمن اتباعِ نبوی اُس مرتبہ ممکنہ کو پہنچ جائے اور حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر اُمتی کو بذریعہ انوارِ محمدی کمالات نبوت مل سکتے ہیں تو اس صورت میں کسی کو آسمان سے اتارنا اصل حق دار کا حق ضائع کرنا ہے اور کون مانع ہے جو کسی اُمتی کو یہ فیض پہنچایا جائے تا نمونہ فیضِ محمدی کسی پر مشتبہ نہ رہے کیونکہ نبی کو نبی بنانا کیا معنی رکھتا ہے۔ مثلاً

☆ بعض نیم ملا میرے پر اعتراض کر کے کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خوشخبری دے رکھی ہے کہ تم میں تیس دجال آئیں گے۔ اور ہر ایک اُن میں سے نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کا جواب یہی ہے کہ اے نادانو! بد نصیبو!! کیا تمہاری قسمت میں تیس دجال ہی لکھے ہوئے تھے۔ چودھویں صدی کا خس بھی گزر نے پر ہے اور خلافت کے چاند نے اپنے کمال کی چودہ منزلیں پوری کر لیں جس کی طرف آیت وَالْقَمَرَ قَدَرْتَهُ مَنَازِلٌ لِّی بھی اشارہ کرتی ہے اور دنیا ختم ہونے لگی مگر تم لوگوں کے دجال ابھی ختم ہونے میں نہیں آتے شاید تمہاری موت تک تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اے نادانو! وہ دجال جو شیطان کہلاتا ہے وہ خود تمہارے اندر ہے۔ اس لئے تم کو نہیں پہچانتے۔ آسمانی نشانوں کو نہیں دیکھتے مگر تم پر کیا افسوس وہ جو میری طرح موبیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اُس کا نام بھی خبیث یہودیوں نے دجال ہی رکھا تھا۔ فالقلوب تشابہت اللہم ارحم۔ منہ

ایک شخص سونا بنانے کا دعویٰ رکھتا ہے اور سونے پر ہی ایک بوٹی ڈال کر کہتا ہے کہ لوسونا ہو گیا۔ اس سے کیا یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ وہ کیسیا گر ہے۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کمال تو اس میں تھا کہ امتی کو وہ درجہ و رزق اتباع سے پیدا ہو جائے ورنہ ایک نبی کو جو پہلے ہی نبی قرار پا چکا ہے امتی قرار دینا اور پھر یہ تصور کر لینا کہ جو اس کو مرتبہ نبوت حاصل ہے وہ بوجہ امتی ہونے کے ہے نہ خود بخود یہ کس قدر دروغ بے فروغ ہے بلکہ یہ دونوں حقیقتیں متناقض ہیں کیونکہ حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو حاصل ہے۔ اور پھر اگر حضرت عیسیٰ کو امتی بنایا جاوے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے مترشح ہے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ ہر ایک کمال ان کا نبوت محمدیہ سے مستفاض ہے اور ابھی ہم فرض کر چکے تھے کہ کمال نبوت ان کی کا چراغ نبوت محمدیہ سے مستفاض نہیں ہے اور یہی اجتماع نقیضین ہے جو بالبداہت باطل ہے اور اگر کہو کہ حضرت عیسیٰ امتی تو کہلائیں مگر نبوت محمدیہ سے ان کو کچھ فیض نہ ہوگا تو اس صورت میں امتی ہونے کی حقیقت ان کے نفس میں سے مفقود ہوگی۔ کیونکہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ امتی ہونے کے بجز اس کے اور کوئی معنی نہیں کہ تمام کمال اپنا اتباع کے ذریعہ سے رکھتا ہو جیسا کہ قرآن شریف میں جا بجا اس کی تصریح موجود ہے اور جبکہ ایک امتی کیلئے یہ دروازہ کھلا ہے کہ اپنے نبی متبوع سے یہ فیض حاصل کرے تو پھر ایک بناوٹ کی راہ اختیار کرنا اور اجتماع نقیضین جائز رکھنا کس قدر محقق ہے اور وہ شخص کیونکر امتی کہلا سکتا ہے جس کو کوئی کمال بذریعہ اتباع حاصل نہیں۔ اس جگہ بعض نادانوں کا یہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے کہ وحی الہی کے دعویٰ کو یہ امر متلزم ہے کہ وہ وحی اپنی زبان میں ہونے عربی میں کیونکہ اپنی مادری زبان اس شخص کیلئے لازم ہے جو مستقل طور پر بغیر استفادہ مشکوٰۃ نبوت محمدی کے دعویٰ نبوت کرتا ہے لیکن جو شخص بحیثیت ایک امتی ہونے کے فیض نبوت محمدیہ سے اکتساب انوار نبوت کرتا ہے وہ مکالمہ الہیہ میں اپنے متبوع کی زبان میں وحی پاتا ہے تا تابع اور متبوع میں ایک علامت ہو جو ان کے باہمی تعلق پر دلالت کرے۔ افسوس حضرت عیسیٰ پر ہر ایک طور سے یہ لوگ ظلم کرتے ہیں۔ اول بغیر تصفیہ اعتراض لعنت کے ان کے جسم کو آسمان پر چڑھاتے ہیں جس سے اصل اعتراض یہودیوں کا ان کے سر پر قائم رہتا ہے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ قرآن میں ان کی موت کا کہیں ذکر نہیں۔ گویا ان کی خدائی کیلئے ایک وجہ پیدا کرتے ہیں۔ تیسری نامرادی کی حالت میں آسمان کی طرف ان کو کھینچتے ہیں۔ جس نبی کے ابھی باران حواری بھی زمین پر موجود نہیں اور کا تبلیغ نام تمام ہے اس کو آسمان کی طرف کھینچنا اس کیلئے ایک دوزخ ہے کیونکہ روح اس کی تکمیل تبلیغ کو چاہتی ہے اور اس کو برخلاف مرضی اس کی آسمان پر بٹھایا جاتا ہے۔ میں اپنے نفس کی نسبت دیکھتا ہوں کہ بغیر تکمیل اپنے کام کے اگر میں زندہ آسمان پر اٹھایا جاؤں اور گوسا تو میں آسمان تک پہنچایا جاؤں تو میں اس میں خوش نہیں ہوں کیونکہ جب میرا کام ناقص رہا تو مجھے کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ ایسا ہی ان کو بھی آسمان پر جانے سے کوئی خوشی نہیں۔ مخفی طور پر ایک ہجرت تھی جس کو نادانوں نے آسمان قرار دے دیا خدا ہدایت کرے۔

والسلام علی من اتبع الهدی۔ المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی ۲۷ نومبر ۱۹۰۲ء



هَذَا كِتَابُ الْفَيْئِمِ مِنْ تَائِيدِ رَبِّ الْمَنَانِ

وَاللَّهِ أَنَّهُ مِنْ تَوْقِ رَبِّي لَا مِنْ تَوْقِ الْإِنْسَانِ

وَأَنَّ لَآئِيَةَ عَظِيمَةً مِنْ فِكْرِ عَافِ الدِّيَانِ -

وَأَسْمِيَتُهُ

# مَوَاهِبُ الْمُنِ

وَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْاِحْسَادِ فَلَاحِ اِحْسَادِ عَافِ اَللَّهِ

وَأَيْدٍ وَجَعَلَ قَرِيْبِي هَذَا قَادِيًا

دَارِ الْاِسْلَامِ وَجَمِيْعًا لِلْمَلِكَةِ

الْكِرَامِ

(امين)

تَدْرِيْعٌ فِي مَطْبَعِ نَصِيْحَةِ الْاِسْلَامِ قَادِيَانِ بِاِهْتِمَامِ

الْحَكِيْمِ فَضْلِ الدِّيْنِ اِبْهِيْمِيْدِي الْاَرْبَعَةَ عَشْرَ خَلْفِيْنَ

مِنْ شَوَّالِ سَنَةِ ١٣٢٤ مَطَابِقًا لِّلْاَرْبَعَةَ عَشْرَ خَلْفِيْنَ مِنْ

شَهْرِ جَنَوْرِي سَنَةِ ١٩٠٣



أَخْلَفَ بِاللَّهِ كُلَّ مَنْ بَلَغَتْهُ هَذِهِ الْأوراقُ أَنْ يُشيعوها في جرائدهم، وسيجزيهم العليم الخلاق  
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
 نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

## اللِّوَاءُ - وَآيَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ

پرچہ اخبار لواء و نشانے از آسمان

قد اعترض علينا صاحب اللواء<sup>☆</sup>، عفى الله عنه وغفر له  
 برما صاحب اخبار لواء (کہ از مصری برآید) اعتراضی کرده است خدا از او درگذرد و آن گناہ او بہ بخشد

خطأه الذي صدر منه من غير عزم الإيذاء. قال: وردت  
 کہ از و بغير قصد ایذاء صادر شدہ ست۔ او گفته است کہ بما پرچہ

إلينا نشرة باللغة الإنكليزية متضمنة آراء المسيح الذي ظهر  
 اخبارے رسیدہ بزبان انگریزی کہ متضمن بود برائے آن مسیح کہ در بعض

في بعض البلاد الهندية، وادعى النبوة، وادعى أنه هو عيسى  
 بلاد ہندیہ ظہور کردہ است و دعوی نبوت کردہ و گفته کہ آن عیسی کہ آمدنش

ليجمع الناس على دين واحد وليهديهم إلى سبيل التقي.  
 موعود بود آن منم تا کہ مردم را بر دین واحد جمع کنم و سوائے راہ تقوی ایشان را رہبری نمایم

وإنه زعم أن التطعيم ليس بمفيد للناس، واستدل بآية  
 و این شخص گمان برده است کہ آل خال زدن کہ از بہر طاعون می کنند بیچ فائدہ ندارد۔ و بآیة

﴿۲﴾

قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا، فانظروا إلى سقم هذا القياس . ثم بعد ذلك  
قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا استدلال کرده پس به بنید سقم این قیاس را بعد ازین

قال صاحب اللواء : إن هذا المدعى يزعم أن ترك الدواء هو مناط  
صاحب لواء میفرماید که این مدعی گمان میکند که ترک دوا مدار

التوكل على واهب الشفاء . وليس الأمر كذلك . فإن الاتكال على الله  
توکل ست بر خداوند شفا بخشنده حالانکه امر واقعہ چنین نیست چرا که توکل بر خدای عزوجل

تعالی هو العمل بمقتضى سنته، التي جرت في خلقته، وقد أمرنا في القرآن أن  
این معنی دارد که بمقتضی آن سنت و عادت عمل کرده شود که در مخلوقات او جاریست و ما در قرآن ماموریم که

ندراً الأمراض والطواعين بالمداواة والمعالجات، ولا نجد فيه  
مرضها و طاعون ہا را بدوہا و علاجا ازالہ نمائیم و در قرآن ازان تشبہای بیہودہ

شيئا مما قال هذا الرجل من الكلم الواهيات . بل الاتكال بالمعنى الذى  
نمی یابیم کہ این شخص میگوید بلکہ لفظ توکل بان معنی کہ

يظن هذا المدعى هو عدم الاتكال فى الحقيقة، فإنه خروجٌ من السنة الجارية  
این مدعی خیال میکند در حقیقت آن عدم توکل است چرا کہ درین خروج است از سنت جاریہ

المَحْسُوسَةِ المشهودة فى عالم الخلق، وخلاف لآية: لَا تَلْقُوا أَيَادِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۗ  
محسوسہ مشہودہ در عالم آفرینش و درین مخالفست آیه کریمہ را کہ لا تلقوا بایدیکم الی التہلکة است۔

هذا ما قال صاحب اللواء وما تظنى . فالأسف كل  
این آن اعتراض است کہ صاحب لواء کرده و گمان بد برده پس چه افسوس ہا کہ

الأسف عليه أنه اعترض قبل أن يُفتش وتجنّى . ولما قرأت ما أشاع  
برومی آید کہ بدون تفتیش براعتراض آمادہ شدہ و عیب جوئی کردہ و ہر گاہ من آن مضمون را

وَأْمَلِي، قُلْتُ: يا سبحان الله! ما هذا الكذب الذى على مقوله جوى؟  
خواندم کہ اشاعت کرد و نوشت، گفتم سبحان اللہ این چه دروغی است کہ بر زبان او جاری شد۔

﴿۳﴾

وَأِنِّي مَا تَفَوَهْتُ قَطُّ بِهَذَا فَكَيْفَ إِلَىٰ هَذَا الْقَوْلِ يُعْزَىٰ؟ يَطْلُبُنِي فِي  
ومن گاہے این چنین کلمات بر زبان زانده ام پس چگونه سوئے من منسوب کرده شدند۔ این کس مراد در بیابان

نیاط و أنا علی بساط، وَبَيْنَ مَا فَهْتُ بِهِ بِصُورَةِ أُخْرَىٰ. فَأَقُولُ: عَلِيٌّ  
می طلبد و من بر بساط نشسته ام و آن سخنها میگوید کہ بصورت دیگر گفته بودم۔ پس میگویم

رِسْلِكَ يَا فَتَىٰ. وَلَا تَعْزِنِي إِلَىٰ قَوْلٍ مَا أْتَعَزَىٰ. وَمِنْ حُسْنِ خِصَائِلِ  
کہ آہستہ باش اے جوان و مرا بسوئے آن سخن منسوب کن کہ من خود را سوئے آن منسوب نمی کنم و از سیرتہائے نیکو

الْمَرْءِ أَنْ يُحَقِّقَ وَلَا يَعْتَمِدَ عَلَيَّ كُلَّ مَا يُرَوَىٰ. فَاتَّقِ اللَّهَ يَا مَنْ يُجْرَحُ جِلْدَتِي  
کہ مرد را می شناسد اینست کہ تحقیق کند و بر ہر روایتی کہ بشنود اعتماد نہ نماید۔ پس بترس از خدا اے کہ پوست مرا جروح

وَيُشْهَرُ مَنْقِصَتِي، وَتَعَالِ أَقْصَىٰ عَلَيْكَ قِصَّتِي، وَاسْمِعْ مِنِّي مَعذِرَتِي،  
می کنی و منقصت من مشہور می نمائی و بیا کہ بر تو قصہ خود می خوانم و عذر من بشنو

ثُمَّ اقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ، وَاخْطُ خَطْوَةَ التَّقَىٰ، وَاسْلُكْ سَبِيلَ التَّقْوَىٰ، وَلَا تَقْفُ  
باز ہر فیصلہ کہ می خواہی اختیار تست کہ کردہ باشی و بچو پر ہیز گاران گام بزنی و راہ پر ہیز گاری برو پس آن چیز مرو

مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ. إِنِّي أَمْرٌ وَيَكْلَمُنِي رَبِّي، وَيُعَلِّمُنِي مِنْ لَدُنْهِ،  
کہ برو بوجہ یقین اطلاع نداری و ہوا پرستی کن من مردے ام کہ با من خدا گفتگو میکند و از خزائنہ خاص خود مرا

وَيُحَسِّنُ أَدْبِي، وَيُوحِي إِلَيَّ رَحْمَةً مِنْهُ، فَاتَّبِعْ مَا يُوحِي، وَمَا كَانَ لِي أَنْ أَتْرَكَ  
تعلیم میدہد و باب خود مرا تادیب می فرماید و از رحمت خود بر من وحی می فرستد۔ پس من وحی اورا پیروی میکنم و مرا چہ شد کہ

سَبِيلَهُ وَأَخْتَارَ طُرُقًا شَتَىٰ. وَكُلَّ مَا قُلْتُ قُلْتُ مِنْ أَمْرِهِ، وَمَا فَعَلْتُ شَيْئًا  
راہ او بگذارم و طریقہ ہائے متفرق اختیار کنم۔ و ہر چہ گفتم از امر او گفتم و از خود چیزے

عَنْ أَمْرِي، وَمَا افْتَرَيْتَ عَلَيَّ عَلِيٌّ رَبِّي الْأَعْلَىٰ، وَقَدْ خَابَ مِنْ افْتِرَائِي. أَتَعْجَبُ  
نہ کردہ ام و بر خداوند بزرگ خود دروغے نہ بستم و ہلاک شدنی است آنکہ مفتری است چہ ازین

مَنْ هَذَا؟ فَلَا تَعْجَبْ مِنْ فِعْلِ الْقَدِيرِ الَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَىٰ،  
کار و بار تعجب میکنی پس بر کار آن قادر ہیچ تعجب کن کہ زمین و آسمان ہائے بلند را پیدا کردہ است۔

وإنه يفعل ما يشاء، ولا يُسأل عما قضى. وعندى منه شهادات كثيرة،  
و او هر چه خواهد میکند و نتوان پرسید که چه کرده است و نزد من ازو بسیار شهادتها است

وإنه أرى لى آياتٍ كُبرى، وله أسرارٌ فى أبناءٍ وحيه الذى رزقنى ورُموزٌ  
و اونا نشانهای بزرگ برائے من نمود۔ و در اخبار غیبیه وحی او که مراروزی کرد۔ رازها و رمزها هستند

لا تُدرّكها عقول الورى. فلا تُمارِنى فى تركِ التطعيم، ولا تكن كمثل من أغفل  
که عقل انسانی بدانها نمی رسد۔ پس با من در ترک خال زدن طاعون مجادلہ کن و همچو آن شخص مباش

الله قلبه فاتخذ أسبابه إلهاً و كان أمره فُرطاً. ولكلِّ سببٍ إلى ربنا المُنتهى،  
که خدا دل او غافل کرد پس اسباب خود را خدای خود گرفت و از حد تجاوز کردن کار او شد و هر سبب را تا خدای ما

و يَفنى السبب بعد مراتب شتى. ثم تأتى مرتبة الأمر البحت  
انتهاء است و تا چند واسطه سلسله سبب مفقود میگردد۔ بعد از ان مرتبه امر خالص می آید که در ان مرتبه هیچ

لا يشار فيه إلى سبب ولا يومى، ويبقى الله وحده و تُقطع الأسباب  
چیز را سوائے سبب منسوب نتوان کرد و باقی ماند خدای واحدتها و اسباب منقطع کرده می شوند

و تُمحي. وليس للأسباب إلا خطوات، ثم بعده قدرٌ بَحْتٌ لا يُدرّك  
و محو میشوند۔ و اسباب را چند قدم اندیش نیست بعد از ان قدرت خالص است که غیر مدرک

ولا يُرى، و خزائن مخفية لا تُحدّ ولا تُحصى، و بحرٌ لا ساحل له، و دُشتٌ  
و غیر مرئی است۔ و خزانه های پوشیده هستند که لا تحد و لا تحصی است و دریا نیست که او را کناره نیست و دشتی است

نُطْناطٌ لا يُمسح ولا يُطوى. أعطلتِ القدرةُ البَحْتُ و بقى الأسباب؟  
دراز که قابل مساحت و طے کردن نیست۔ آیا قدرت خالص معطل گردید و صرف اسباب باقی ماندند

تلك إذا قسمة ضيزى! ألا تعلم كيف خلق الله آدم و عيسى، و تتلو ذكرهما  
این تقسیم خالی از عدل است آیا نمیدانی که خدا آدم و عیسی را چگونه پیدا کرده بود و تودر

فى القرآن ثم تنسى؟ أنسى قصة الكليم و فلق البحر العظيم، إذ أجاز  
قرآن کریم ذکر آن هر دو میخوانی و باز فراموش میکنی آیا قصه موسی را فراموش کردی و داستان شکافتن دریا یادداشتی

﴿۵﴾

البحر وأغرق فرعون اللئيم؟ فبيّن لنا أى فُذِكِ كان ركبهُ موسى؟ وما قص الله وقتلِهِ أو سلامتِ اذريابرون رفت و فرعون لئيم غرق شد پس ما را جواب ده که بر کدام کشتی موسی اذریاب گذشتہ بود

هذه القصص عبثاً بل أو دعها معارف عظمى، لتعلموا أنّ قدرة الله و خدا تعالی این قصه ہا را بطور عبث ذکر نہ کرده است بلکہ در ان ہا بسیارے از معارف عظیمہ ودیعت نہادہ تاکہ شاہد انیدکہ

ليست مُقَيِّدَةً فى الأسباب، وليزداد إيمانكم وتفتح عيونكم وتنقطع عروق قدرت او سجانہ در اسباب مقید نیست و تاکہ ایمان شما زیادہ گردد و چشم بکشاید و رگہائے شک

الارتياب، ولتعرفوا أنّ ربكم قديرٌ كاملٌ ما سُدَّ عليه باب من الأبواب، منقطع شوند و تاکہ بشناسید کہ خداوند شما خداوند یست قادر بر ویج درے اذریاب مسدود نیست

ولا تنتهى قدرته ولا تبلى. ومن أنكر سعة قدرته وقيدَها بسبب لقلّة و قدرت او انتہائے ندارد و نہ کہنہ میشود و ہر کہ از وسعت قدرت او منکر شود بہ سبب او را مقید گردانید

فطنته فقد خرّ من ذرى الصدق وهوى، و كان خروره أصعب وأدھى . پس او از کوہ صدق بیفتاد و افتادن او بسیار سخت شد

فلا تسبّ الذين يتركون بعض الأسباب بأمر الله الوهاب، ولا تُقَيِّدْ پس کسانے را دشنام مده کہ بہ حکم خداوندی ترک بعض اسباب میکنند و سنت ہائے

سنن الله فى دائرة أضيّق وأغسلى. اعلم أن الأسباب أصل عظيم للشرك خدا را در دائرہ تنگ و تاریک مقید کن و بدان کہ تحقیق اسباب اصلی عظیم است مرشک را

الذى لا يُغْفَر، وأنها أقرب أبواب الشرك وأوسعها للذى لا يحذر، و کم کہ بخشدہ نخواہد شد۔ و آن اذریابہائے شرک قریب تر درے ست و فرارخ تر برائے کسے کہ از او بپزنی کند۔

من قوم أهلکهم هذا الشرك وأردى، فصاروا كالطبعيين والدھريين، و بسا قوم ہا کہ این شرک او شان را ہلاک کردہ است پس ہچو طبعیان و دھریان شدند

يضحكون على الدین متصلفين ومستكبرين، كما تشاهد فى هذا الزمان وترى . و از راہ گزارف و تکبر بردین می خندند چنانچہ درین زمان مشاہدہ میکنی و می بینی

﴿۲﴾ وَلَا نَمْنَعُ مِنَ الْأَسْبَابِ عَلَى طَرِيقِ الْإِعْتِدَالِ، وَلَكِنْ نَمْنَعُ مِنَ الْإِنْهَمَاكِ فِيهَا  
وما از استعمال اسباب بطریق اعتدال منع نمیکنیم لیکن ازین منع میکنیم کہ ہمتن بر اسباب خود را اندازند و در ان منہک

والذہول عن اللہ الفعّال، وَمَنْ تَمَائِلَ عَلَيْهَا كَلَّ التَّمَائِلَ فَقَدْ طَعَى. ثم  
شوند و خدائے کار ساز را فراموش کنند و ہر کہ بر اسباب بتمام ہمت خود افتاد و او از حد تجاوز کرده است۔ باز

مع ذالک إِنْ كَانَ تَرَكَ الْأَسْبَابَ بِتَعْلِيمٍ مِنَ اللَّهِ الْحَكِيمِ، فَهِيَ آيَةٌ مِنْ آيَاتِ  
با وجود این کہ ذکر کردم اگر کسے اسباب را بتعلیم خداوند حکیم ترک کنند پس آن نشانی از نشانہائے

اللَّهِ الْجَلِيلِ الْعَظِيمِ، وَلَيْسَ بِقَبِيحٍ عِنْدَ الْعَقْلِ السَّلِيمِ، وَقَدْ سَمِعْتَ أَمْثَالَهَا  
خداوند بزرگ است و نزد عقل سلیم جائے اعتراض نیست و در بیان گذشتہ مثالہائے

فِي مَا مَضَى. وَاعْلَمْ أَنَّ لِأَوْلِيَاءِ اللَّهِ بَعْضَ أَعْمَالٍ لَا تَدْرِكُهَا الْعُقُولُ، وَلَا  
آں شنیدستی۔ و بدانکہ اولیاء خدا را بعض افعال می باشند کہ عقولہائے انسانی تا بکنہ ہائے آن ہا نہیں رسد

يَعْتَرِضُ عَلَيْهَا إِلَّا الْجَهُولُ. أَنْسَيْتَ قِصَّةَ رَفِيقِ مُوسَى وَهِيَ أَكْبَرُ مِنْ قِصَّتِي  
واعتراض نمیکند بر آن افعال مگر شخص نادان۔ آیا فراموش کردی قصہ رفیق موسی را و آن قصہ از قصہ من بزرگتر است

كَمَا لَا يَخْفَى؟ إِنَّهُ قَتَلَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ، وَمُنِعَ فَمَا انْتَهَى، وَخَرَقَ السَّفِينَةَ  
او نفسے بے گناہ را بکشت بغیر آنکہ بقصاص نفسی دیگر کشتہ باشد و منع کردہ شد پس باز نیامد و کشتی را بشکست

وظَنَّ أَنَّهُ يُغْرَقُ أَهْلَهَا وَجَاءَ شَيْئًا إِمْرًا. ثُمَّ هَلْهَنَا نَكْتَةُ لَطِيفَةٍ وَهُوَ أَنَّ  
حتی کہ گمان کردہ شد کہ اہل کشتی غرق خواهند شد و این آن حرکتہا از وصا در شدند کہ عقل آن ہا را قبول نمیکند باز اینجا نکتہ است لطیف

الْأَسْبَابِ خُلِقَتْ لِلْأَوْلِيَاءِ، وَلَوْ لَا وَجُودَهُمْ لَبْطَلَتْ خَوَاصُ الْأَشْيَاءِ،  
وآن اینست کہ ہمہ اسباب در اصل برائے اولیاء پیدا کردہ شدہ اند و اگر وجود ایشان نبودے پس البتہ خواص ادویہ ہمہ باطل گردیدے

وَمَا نَفَعُ شَيْءٌ مِنْ حَيْلِ الْأَطْبَاءِ، وَأَنْهُمْ لِأَهْلِ الْأَرْضِ كَالشَّفَعَاءِ، وَأَنْ وَجُودَهُمْ  
و چیزے از حیلہ ہائے طبیبان فائدہ نکر دے و تحقیق وجود اولیاء اہل زمین را بچو شفاعت کنندگان است و بلکہ وجود

حَرَزُهُمْ، وَلَوْ لَا وَجُودَهُمْ لَمَاتَ النَّاسُ كُلُّهُمْ بِالْوَبَاءِ. فَلَيْسَ الدَّوَاءُ فِي نَفْسِهِ  
شان برائے زمینیان تعویذ است و اگر وجود او شان نبودے ہمہ آدم بوبام روندے پس دوا در نفس خود چیزی نیست





شیتًا، بل یأتی الفضل من السماء، كما قال لی ربی فی وحی منه: "لولا الإکرام  
بلکہ فضل از آسمان می آید چنانچہ خداوند من مراد روحی خود فرمودہ کہ اگر من در ایام و بارعایت عزت تو

لہلک المقام"، وإن فی ذالک لعبرة لمن یخشى. ثم جرت عادة اللہ أن  
نمیداشتم ہمہ را ہلاک کردی و یک کس زندہ نماندے و درین وحی الہی جائے عبرت گرفتن است برائے آنکہ می ترسد باز عادت الہی چنین

بعض الناس یبتلون بکلم أولیائہ ولا یتدبرون ولا یفہمون، ویضل اللہ بہم  
جاری شدہ کہ بعض مردم بکلمات فرستادگان او در امتحان می افتند و در گفتار او شان تدبیر نمیکنند و نمی فہمند و خدا بگفتارشان

کثیرا، ویہدی بہم کثیرا، و کذالک قدر وقضی. ولا یضلون إلا الذین فی  
بسیار کس را گمراہ میکند و بسیار کس را ہدایت میدہد و چنین از ابتدا مقدر کردہ است و حکم فرمودہ و گمراہ نمی شوند مگر آنانکہ در

قلوبہم کبر فہم لکبرہم ینطحون، ولا یخافون یوم الحساب، ویصرون  
دل او شان تکبر است پس او شان بوجہ تکبر او شان سرون می زنند و از یوم محاسبہ نمی ترسند، و نہ تقوی اختیار

علی ما یقولون، وما لہم بہ علم ولا یتقون، ویسبون رسل ربہم بغير علم ویعترضون  
می نمایند و فرستادگان خدا را دشنام میدہند و بر قول پوشیدہ ایشان اعتراض نمایند

علی قولہم الأحمی. ولا یهدون إلى نورہم لشفوقہ سبقت، و لذنوب کثرت،  
و سوائے نورشان رہنمائی این کسان کردہ نمی شود و این برائے آن شقاوت کہ در زمان پیشین ازان حصہ گرفتہ بودند و برائے

ولمعاصی بلغت إلى المنتہی. فلا یرون إلا عیوبہم ولا یوقفون، ویعشی اللہ  
آن گناہان کہ بکثرت کردہ بودند و برائے آن معصیت کہ تا اہتبار سیدہ بود پس نمی بینند مگر عیبہائے اولیائے خدا را و توفیق خیر نمی یابند

أبصارہم لئلا یبصروا، ویصم آذانہم لئلا یسمعوا، ویختم علی قلوبہم لئلا یفہموا،  
و خدا چشمہائے ایشان می پوشد تا نہ بینند و گوش ایشان را گم میکند تا نشوند و بر دلہائے شان مہر میکند تا نشوند پس اولیائے

فیظرون إلیہم و ہم لا یبصرون. ذالک بما قدمت أیدیہم و بما تمایلو علی الدنیا،  
خدا را با وجود دیدن نمی بینند و سوائے شان نظر میکند مگر ایشان از نظر شان پوشیدہ می مانند این بشامت آن اعمال کہ پیش ازین کردہ بودند

و داسوا تحت أقدامہم دار العقبی. یسبون ولا یظلمون إلا أنفسہم ویبارزون اللہ الأغنی.  
بوجہ اینکه بر دنیا سرگون کردند و دار عقبی را زیر قدمہائے خود کوفتند و دشنام میدہند و ظلم نمیکنند مگر نفسہائے خود و با خدا غنی در جنگ مشغول اند

﴿ ۸ ﴾

وَأَنَّ سُبُحَّهِمْ إِلَّا حَسْرَةً عَلَيْهِمْ وَحَفْرَةً مِنَ النَّارِ، فيقربون الحفرة ظلمًا و طغوى، ومن دنا  
ودشام دادن نمايشان را بموجب حسرتها خواهد شد و آن دشام سوراخی هست از آتش برائے شان پس از روئے ظلم و زیادتی بدان سوراخ قریب تر

منها فقد تردى. يقولون ما رأينا من آية وما رأينا من أمر عجب. يا سبحان الله!  
میشوند و ہر کہ بدان نزدیک شد پس ہلاک گردید۔ میگویند کہ ما پہنچ نشانے ندیدہ ایم و نہ امرے عجیب مشاہدہ کردہ ایم سبحان اللہ این چہ

ما هذه الأكاذيب؟ ما لهم لا يخافون أيام الحسب؟ وقد رأوا منى أكثر من مائة ألف آياتٍ  
در وعظما ہست کہ میگویند و چہ شد ایشان را کہ از روز محاسبہ نمی ترسند حالانکہ زیادہ از یک لک نشانہائے من دیدہ اند۔

وخوارق ومعجزاتٍ، ففسى كل منهم ما رأى. فكيف إذا سئلوا يوم القيامة وكشفت  
پس ہر چہ دیدند فراموش کردند پس روز قیامت حال شان چہ خواهد بود و آن وقت چہ خواهند کرد چون ازین انکار پرسیدہ شوند

ما كنتموا، وأتوا ربهم بنفسٍ تتعربى؟ وإن لعن الصادقين المرسلين ليس بهيِّن،  
و ظاہر گردد ہر چہ پوشیدہ میکردند و بظہور خداوند خواهند آمد بر ہنہ و نتوانند کہ عیبہائے خود پوشند و لعنت کردن بر راستبازان و مرسلان

فسوف يرون ثمرة ما يبذرون، ويرون من أخذٍ ومن نجى. وإن الله يأتى ينقُص  
امرے بہل نیست پس عنقریب ثمرہ کا شتہ خود خواهند دید و زودتر خواهند دید کہ کدام کس گرفتار شد و کدام کس نجات یافت۔ و خداى آید

الأرض من أطرافها، فيرى الفاسقين ما أرى فى قرونٍ أولى. وإن لحوم أوليائه مسمومة،  
بدین طور کہ اول از اطراف کاروبار خود شروع کردہ است باز فاسقان را آن چیزے خواهد نمود کہ پیشینان را نموده است و گوشتہائے

فمن أكلها بالاغتيال والبهتان عليهم فقد دعا إليه الردى. وسبيدى السم  
اولیائے خدا زہر ناک میباشند پس ہر کہ بغیبت و لعنت کردن آں گوشتہا را بخورد و موت را سوائے خود بخواند و عنقریب آن زہر تا تاثیر ہائے خود

آثاره، ولا يفلح الفاسق حيث أتى. وإن الله غيور لنفوسهم كما هو غيور لنفسه،  
ظاہر خواهد کرد و مردے بدکار رہائی نخواہد یافت ہر جا کہ برود و خداے برائے اولیاء خود چنان غیرتے دارد کہ برائے نفس خود میدارد

فلا يترك من عادى، فانتظروا الممدى وإن أشقى الناس من عاداهم وإن  
پس نہ میگذازد و آن کس را کہ دشمنی کردہ است پس غایت کار را منتظر باشید و بد بخت تر از مردمان آن کسے است کہ با اولیاء خدا عداوتی دارد

أسعدهم من والى. وإنسى والله من عنده، وهو لى قائم، فما رأى العزیز.  
و سعیدتر از ایشان آن کس است کہ با ایشان محبت می درزد و من بخدا از زوداوستم و او برائے من استادہ است پس چہ رائے تست اے عزیز

﴿۹﴾

أَتَقْبَلُ أَوْ تَأْتِي؟ وما أنكرني إلا الذي خاف الناس، أو كان من الذين  
قبول میکنی یا انکار و انکار من بچکس نمیکند بجز آنکس که از مردم بترسد یا متکبرے

يستكبرون، أو ما فكّر حقّ فكره، فتخلف مع الذين يتخلفون، أو لم يصبر على ما  
باشد۔ یاد رکاز من چنان فکر نہ کر دے کہ حق فکر کردن است و با تخلف کنندگان تخلف کر دیا بر ابتلائے

ابتلاه به الله، فعشر وصار من الذين يهلكون. أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا  
کہ از خدا رسید بر صبر کار بند نشد و سرفاقد و از آنان گردید کہ ہلاک شدہ اند چہ گمان دارند کہ خدا از ایشان

أَنْ يَقُولُوا أَمْثَلَهُمْ لَا يَفْتَنُونَ<sup>۱</sup> وقد ردف الابتلاء نفوسهم وأموالهم و  
بدین قدر راضی گرد کہ دعویٰ ایمان آوردن کنند و هنوز از روی اعمال امتحان شمانہ کردہ باشد و تحقیق بلا

أعراضهم، ليعلم الله أنهم كانوا يصدّقون وما كانوا كحطب يتشظى.  
در پس جانہائے او شان و مالہائے او شان و آبروئے او شان ست تا خدا بداند کہ ایشان صادق ہستند و بچوآن ہی زم

ثم اعلم أيها العزيز، أنني لست كرجل يخالف الأسباب من تلقاء نفسه  
نہستند کہ باندک صدمہ پارہ پارہ میشود باز بدان اے عزیز کہ من بچو مردمے نیستم کہ از رائے خود ترک اسباب

ويسلك مسلك الحمقى، بل أعلم أن رعاية الأسباب شيء لا يُترك و  
کند و راہ نادان اختیار نماید بلکہ میدانم کہ رعایت اسباب چیزے ست کہ بجز ارشاد وحی الہی

لا يُلغى إلا بعد إحياء الله الوهاب، وما كان لبشر أن يترك الأسباب  
ترک نتوان کرد و ابطال آں نتوان نمود۔ و بیچ انسان رائی رسد کہ اسباب را بجز

من غير وحى انجلى. فلا تعجل على من غير بصيرة، ولا تجعلنى ذرية لوماحك  
وحی جلی فرو گذارد۔ پس بغیر بصیرت بر من عجلت مکن و مران شانہ نیزہ خود مگردان و نشانہ

و غرضاً لعائر يُرمى. إنك لا تعلم دخيلة أمرى و خبيء باطنى، فليس لك  
تیر ہوائی مرا مکن کہ مقصد آن معین نیست تو راز اندرون مرا نمی دانی و بر پنهانی باطن من اطلاع نداری پس ترا

أن تزرى قبل أن تدري، وكذلك من السعداء يُرجى. وقد أرسلنى  
نمیرسد کہ عیب گیری من کنی و هنوز از حقیقت من بیخبر باشی و از سعیدان امید ہاست کہ بچہنیں کنند و مرا آن خدائے

رَبِّي الَّذِي لَا يَتْرَكَ الْمَخْلُوقَ سُدَى . وَإِنِّي وَاللَّهِ صَدُوقٌ وَمَا كُنْتُ أَنْ أَمْنِي،  
فرستاده است که مخلوق خود را ضائع نمیگذارد۔ ومن بخدا صادقم وآن نیستم کہ دروغ بگویم۔

فَفَكَّرُ وَكَذَلِكَ مِنَ الْكِرَامِ أَمْنِي، وَلَا تَجَادِلْنِي فِي تَرَكَ التَّطْعِيمِ، وَقُلْ  
پس فکر کن وچنین از بزرگان امید می دارم ودر باره ترک خال زدن با من مجادلہ مکن و بگو کہ

رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا . وَلِلَّهِ تَصَرِّفَاتٌ فِي مَخْلُوقِهِ بِالْأَسْبَابِ وَمِنْ دُونَ الْأَسْبَابِ  
اے رب من علم من زیادہ کن۔ و مر خدا را در مخلوقات خود تصرف ہاست با اسباب و بغیر اسباب۔

وَيَعْلَمُهَا أُولُو النِّهْيِ . بَلْ هَذَا كَاللُّبِّ وَذَاكَ كَالْقَشْرِ، فَلَا تَقْنَعُ  
و عقلمندان اورا میدانند بلکہ تصرف بے اسباب ہجو مغز است و با اسباب ہجو پوست پس ہجو مغز  
فہو قنعت

بِالْقَشْرِ كَالْقَدْرِيَّةِ، وَاطْلُبْ سِرَّ أَقْدَارِهِ لِيُعْطِيَ .  
قدریہ بر پوست قناعت مکن و از قدرتہائے او تعالیٰ ہجو تا ترا عطا شود۔

إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ، وَلَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ، وَلَا تَحْذَرُهُ الْآرَاءُ، وَلَا  
خدا ہر چہ خواہد میکند و چشم ہا بکنہ قدرت او نتوانند رسید و رائے ہا حدیست او نتوانند کرد و

يَحْتَاجُ إِلَى مَادَّةٍ وَهَيُولِي . وَإِنَّهُ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يَشْفِيَ الْمَرْضَى مِنْ غَيْرِ دَوَاءٍ،  
اوحاجت مادہ و ہیولی نمیدارد و او قادرست کہ مریضان را بغیر دوا شفا دہد

وَيَخْلُقُ الْوُلْدَ مِنْ غَيْرِ آبَاءٍ، وَيُنْبِتُ الزَّرْعَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُسْقَى . وَمَا كَانَ  
و فرزندان را بغیر پدر پیدا کند و کشت را بغیر آب پاشی بکمال او رساند و طاقت دوا

لِدَوَاءٍ أَنْ يَنْفَعُ مِنْ غَيْرِ أَمْرِ رَبَّنَا الْأَعْلَى . يُوَدِّعُ التَّأْثِيرَ فِيمَا يَشَاءُ، وَيَنْزِعُ  
نیست کہ بغیر امر خداوند بزرگ مانفع رساند اودر ہر چہ خواهد تا تاثیر و دیت می نهد و از ہر چہ خواهد

عَمَّا يَشَاءُ، وَلَهُ الْأَمْرُ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى . وَمَنْ لَمْ يَأْمَنْ بِتَصَرُّفِهِ النَّامِ،  
آن تاثیر بیرون میکشد و مراوست را حکم در زمین و در آسمان ہائے بلند و ہر کہہ بر تصرف تام او ایمان نیارد و شناسد آن امر

وَلَمْ يَعْرِفْ أَمْرَهُ الَّذِي لَمْ يَأْبَهُ ذَرَّةٌ مِنْ ذَرَّاتِ الْأَنْعَامِ، فَمَا قَدْرَهُ حَقَّ قَدْرَهُ،  
اورا کہ یک ذرہ از ذرات مخلوق از وسر باز نتواند زد پس او قدر و منزلت خدا را شناخت چنانچہ حق قدر شناختن است

﴿۱۱﴾

وَمَا عَرَفَ شَأْنَهُ وَمَا اهْتَدَى . وَمَنْ ذَا الَّذِي حَدَّدَ قَوَانِينَ قُدْرَتِهِ، أَوْ أَحَاطَ عِلْمُهُ  
وَنَهْشَنَسَائِهِ شَانَ اَوْشَدَوْنَه هِدَايَتِ يَافِتِ وَأَنْ كَيْسَتْ كَهْ حَدْبَسَتْ قَوَانِينَ قُدْرَتِ اَوْ كَرْدَه اسْتِ يَاعْلَمِ اَوْ بَرَسْتِ اَوْ

بِسُنَّتِهِ؟ اَتَعْلَمُ ذَالِكَ الرَّجُلِ عَلَى الْاَرْضِ اَوْ تَحْتِ الثَّرَى؟ اَتَقُولُ كَيْفَ تُبْرَأُ الْمَرَضَى  
سَجَانَه مَحِيْطٌ كَرْدِيْدَه اَيَا اَيْنِ چنين كَس رَا بَرَزَمِيْن يَازِيْرِيْزَمِيْن مِيْدَانِيْ اَيَا مِيْكَوْنِيْ كَه چگونَه مَرِيْضَانِ

بَغِيْر دَوَاءِ .. ذَالِكَ اَمْرٌ بَعِيْدٌ؟ وَقَدْ بَرَأَكَ اللهُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا، ثُمَّ يُغْنِيْ ثُمَّ يُبْعِدُ،  
بَغِيْر دَوَاءِ بِشَوْنِ اَيْنِ اَمْرِ يَسْتِ بَعِيْدِ اَزِ قِيَاسِ حَالَا نَكَه خَدَا تَرَا پِيْدَا كَرْدُو تُو چِيْزَه نَبُوْدِيْ - بَا زِهَلَاكِ خَوَا هَدِ كَرْدِ بَا زِ

وَذَاكَ فَعَلُّ قَدْ جَرَى فَيَكُ فَيَكِيْفُ عَنْهُ تَحِيْدٌ؟ فَاتَّقِ اللهُ وَلا تُنْكِرْ قُدْرَتَه الْعَظْمَى .  
اَزِ سَرُوْعَا دَه خَوَا هَدِ نَمُوْدُو أَنْ كَارِيْسَتْ كَه دَرُو تُو جَارِيْ كَرْدِيْدَه پَسِ چَرَا زُو مَخْرَفِ مِيْشَوِيْ پَسِ اَزِ خَدَا تَبْرَسِ وَ قُدْرَتِ

وَإِنَّ الطَّاعُونَ تَرْمِيْ بِشَرِّهِ يُقْعِصُ عَلَى الْمَكَانِ، فَبَأَى دَوَاءِ يُرْجَى الْأَمَانَ؟  
بَزَرَكْتَرِ اَوْ رَا فَرَا مَوْشِ مَكْنِ وَطَاعُونَ اَنْكُرْ هَامِيْ بَارِدُو بَرْمَكَانِ خُوْدِ مِيْكَشُدُ وَغَلَزْدَرْدَه اَنْسَانِ اِزَانِ حَرَكْتِ كَنْدِ پَسِ

وَإِنَّ الدَّوَاءَ ظَنُونَ، وَالظَّنَّ لَا يَغْنَى مِنَ الْحَقِّ يَا فِتْيَانَ . اَتَذْكُرُ التَّطْعِيمَ؟  
بَكْدَامِ دَوَا اَزِ اَوْ اَمِيْدِ دَا شَتَه اَيِدِ - دَوَا صَرَفِ مَگَا نَهَا هَسْتَنْدِ پَسِ مَگَا نِ حَكْمِ يَقِيْنِ نَدَا رَدَا - اے مَرْدَانِ اَيَا خَالِ زَدَنِ

وَإِنَّهُ شَيْءٌ لَا يَغْنَى مِنْ لَهَبٍ بَسَطَ جَنَاحَهُ عَلَى جَمِيْعِ الْبِلْدَانِ، فَمَا عِنْدَكُمْ  
رَا يَا دِيْكَبِيْ وَأَنْ چِيْزَه اسْتِ كَه بَرَا اے دَفْعِ اَنْ زَبَانِ اَتَشِ كَا فِئِيْ نَيْسَتْ كَه چِنَا حِ خُوْدِ دَرِ تَمَامِ شَهْرِ هَادُوْر كَرْدَه اسْتِ وَ

مَنْ تَدْبِيْرُ يَمْنَعُ قَضَاءَ السَّمَاءِ وَيُرَدُّ هَذَا الثَّعْبَانَ . وَإِنَّهَا بَلِيَّةٌ تَرَى الْقَوْمَ مِنْهَا  
نَزْدِ شَمَا كَدَامِ تَدْبِيْرِ اسْتِ كَه قَضَا اے آسْمَانِ رَا مَنَعِ كَنْدُو اَيْنِ مَارَرَا رَدُّ كَنْدُو اَيْنِ بَلَا اِيْ اسْتِ كَه مِيْ بِيْ اِزَانِ قَوْمِ رَا

صَرَعُوا . وَقَدْ ضَلَّ الَّذِينَ زَعَمُوا أَنَّهُمْ أَحْصَوْا سِنْنَ اللهِ وَأَنَّهُمْ بِقَوَانِينِهِ  
مَرْدَه اِفْتَا دَه وَ مَگَرَا هَشْدَنْدِ كَسَا يَكِه مَگَا نِ مِيْكَنَنْدِ كَه مَاسَنْتَهَا اے خَدَا رَا حَصْرِ كَرْدِيْمِ وَ زَعْمِ كَرْدَنْدِ كَه اَوْشَانِ بَرَقَانُوْنِ قُدْرَتِ

يَحِيْطُونَ . سَبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَصِفُونَ ! وَإِنْ هُمْ إِلَّا كَالْعُمَى أَوْ أَضَلُّ سَبِيْلًا .  
اِحَا طِ مِيْدَا رَنْدِ خَدَا اے مَازَانِ مَنَقَصَتْ بَرْتَرِ اسْتِ كَه بَسُوْ اے اَوْ مَنَسُوْبِ مِيْكَنَنْدِ وَ نَيْسْتَنْدِ اَوْشَانِ مَگَرِ نَچُوْنَا بِيْنَا يَانِ يَا

بَلِ الْحَقُّ أَنَّ سُنَّتَهُ أَرْفَعُ مِنَ التَّحْدِيدِ وَالْإِحْصَاءِ ، وَلَهُ عَادَاتٌ ، فَيَخْرَقُ بَعْضُ  
اَزِ وِشَانِ بَدْرِ بَلَكَه حَقِّ اَيْنِ سَتِ كَه سَنْتِ اَوْ بَلَنْدْتَرِ اَزِ تَحْدِيْدِ وَ شَمَارِ كَرْدَنِ اسْتِ دَا وَا عَادَاتِ مِيْدَا رَدِ پَسِ بَعْضِ

عاداتہ للأحباء والأتقیاء، ویدى لهم ما لا يتصور ولا يرى .

عادہائے خود را برائے دوستان خود و پرہیزگارانی می شکند و ترک آن می نماید و آن امور برائے او شان پیدا میکند کہ

ولولا ذالک لَشَقِيَ طَلَابُهُ، وَنُكِرَ جَنَابُهُ، وَمَاتَ عَشَاقُهُ فِي الْحُجْبِ

بالا تر از تصور رویت اند و اگر چنین بودے۔ پس جو پیندگان او نا کام مانند و حضرت او عز اسمہ ناشاختہ ماندے و عاشقان او

وَالغشَاءِ وَالْعَمَى . وَوَاللَّهِ لَوْلَا خَرَقَ الْعَادَاتِ لَصَاعَتِ ثَمَرَاتِ الْعِبَادَاتِ،

در پردہ ہا و کورے مردندے۔ و بخدا اگر خرق عادات نبودے البتہ ہمہ ثمرہ ہائے عبادات ضائع گشتندے

وَمَاتَ عِبَادُهُ تَحْتَ مَكَائِدِ أَهْلِ الْمَعَادَاتِ، وَلِصَارَ الْمُنْقَطِعُونَ خَاسِرِينَ

و بندگان خاص خدا زیر کمر ہائے دشمنان مکار بمرندے۔ و آنانکہ سوئے او آمدہ و از ہمہ بریدہ اند

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَى، وَلِصَاعَتِ نَفُوسِهِمْ مِنَ الْهَجْرَانِ، وَمَاتُوا وَمَا لَهُمْ عَيْنَانِ، وَمَا

در دنیا و درین زبان کار شدندے و از جدائی حضرت عزت جانہائے ایشان ضائع گشتی و بغیر چشم بینا بمرندے و بچو

كَانَ أَحَدٌ كَمَثَلِهِمْ أَشَقَى . وَإِنَّ اللَّهَ جَنَّتَهُمْ وَجَنَّتَهُمْ، وَإِنَّهُمْ تَرَكَوا لَهُ عَيْشَهُمْ

اوشان بچکس بد بخت نبودے۔ و خدا بہشت ایشان است و سپر ایشان است۔ و اوشان برائے او عیش و راحت

و راحتہم، فَكَيْفَ يَتْرَكَ الْحَبَّ مَنْ كَانَ لَهُ؟ بَلْ يَسْعَى فَضْلَهُ إِلَى مَنْ مَشَى .

خود را ترک کردہ اند پس چگونہ آن دوست آنکس را ترک کند کہ ہمہ تن برائے او شدہ است بلکہ ہر کہ سوئے او برقرار آہستہ

وَالخَلْقَ عُمَى كُلَّهُمْ لَا يَعْرِفُونَ أَوْلِيَاءَهُ، فَيَعْرِفُهُمْ بِآيَاتٍ يَجْلِيهَا كَالضُّحَى .

آمد او سوئے او میدود و مردم ہمہ نابینا اند و دوستان خدا را نئے شناسند پس او بہ نشان ہائے روشن می شناساند

و لولا ترك العادات .. فما معنى الآيات؟ ألا تفكرون يا ولد المسلمين

و اگر خدا ترک عادات نمیکند۔ پس معنی نشانہائے چیست آیا فکر نمیکند اے اولاد مسلمانان

وَأُمَّةَ نَبِيِّنَا الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ سَلَامُ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ تَرَى النَّاسَ فِيهِ سُكَارَى

و امت پیغمبر ما کہ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم است تا آن روز کہ مردم دران چنان خواہند شد کہ گویا مستان

وَمَا هُمْ بِسُكَارَى . وَإِنَّ إِلَهَنَا إِلَهًا وَاحِدًا قَدِيمًا أَزَلِيًّا، وَقَدْ كَفَرَ مَنْ شَكَّ

ہستند حالانکہ مست نخواہند بود و خدائے ما خدا نیست یگانہ قدیم ازلی و کافر شد ہر کہ درین شک کرد

﴿۱۳﴾

وَبِالسَّوءِ تَظُنِّي. وَلَكِنَّهُ مَعَ ذَلِكَ يَتَجَدَّدُ لِأَصْفِيَانِهِ، وَيَبْرُزُ فِي حُلَلٍ جَدِيدَةٍ  
وَبِدَگَمَانِي نَمُوْدَ مَگَرِ اَوْبَا اِيْنِ هَمَّ بَرَاءِ اَوْلِيَاءِ خُوْدِ خُدَايَ نُوْمِيْگَر دُو بَرَاءِ اَوْلِيَاءِ خُوْدِ لِبَاسِ جَدِيْدِي پُوْشَد

لِأَوْلِيَائِهِ، كَأَنَّهُ إِلَهٌ آخَرٌ لَا يَعْرِفُهُ أَحَدٌ مِنَ الْوَرَايِ، فَيَفْعَلُ لَهُمْ أَفْعَالًا  
گُوِيَا خُوْدَايَ دِيگَر اَسْتِ كِه مَخْلُوْقِ اَوْرَانِي شِنَاسِد۔ پَس بَرَاءِ اَوْشَانِ اَنْ كَارِ هَا مِيكُنَدِ كِه

لَا يُرَى نَظِيْرُهَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا. وَلَا يَحْرَقُ عَادَتَهُ إِلَّا لِمَنْ خَرَقَ عَادَتَهُ  
نَظِيْرًا نَهَادِ دُنْيَا يَافَتَه نَمِي شُوْد۔ وِعَادَاتِ خُوْدِ رَانِي شِگَافِ دِگَر بَرَاءِ اَنْ كَسَانِيكِه عَادَاتِ خُوْدِ

وَتَزَكَّى، وَلَا يَنْزِلُ لِأَحَدٍ إِلَّا لِمَنْ نَزَلَ مِنْ مَرْكَبِ الْأَمَارَةِ وَرَكِبَ الْمَوْتَ  
رَانِي شِگَافِ دُو بَرَاءِ بِيْجِ كَسِ فَرُوْمِي آيِدِ مَگَرِ بَرَاءِ كَسِيكِه اَز مَرْكَبِ اَمَارَه فَرُوْمِي آيِدِ وِسْوَارِ مَوْتِ مِيگَر دُو

لَا بُتْغَاءَ الرِّضَى، وَخَرَّ عَلَى حَضْرَتِهِ وَأَحْرَقَ جَذَبَاتِ النَّفْسِ وَمَحَى. وَإِنَّهُ يُبَدِّلُ  
تَارِضَايَ خُدَايَ تَعَالَى حَاصِلِ كِنْدُو بَر دَر گَاهِ اَوْ اَقْتَادُو جَذَبَاتِ نَفْسِ رَا مِسُوْخَتْ وَنَا بُوْدِ كَر دُو اَو بَرَاءِ اَنْ اَنَا كِه

عَادَاتِهِ لِلْمُبَدِّلِينَ، وَيَتَجَدَّدُ لِلْمُتَجَدِّدِينَ، وَيَهَبُ وَجُودًا جَدِيدًا لِمَنْ فَنَى.  
تَبْدِيْلِ حَالَتِ خُوْدِ مِيكُنَد۔ تَبْدِيْلِ عَادَاتِ خُوْدِ مِيكُنَدِ بَرَاءِ اَنْكِه بَا صِلَاحِ نَفْسِ وُجُوْدِ خُوْدِ رَا نُوْمِيكُنَدِ نُوْمِي شُوْدِ فَا نِيَانِ رَا

وَهَذَا هُوَ الْمَطْلُوبُ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ. وَمَنْ لَمْ يَرْمَنْهُ شَيْئًا فَمَا رَأَى. وَإِنَّهُ يَتَجَلَّى  
وُجُوْدِ جَدِيْدِي بِنَخْدِ وَهَمِيْنِ مَطْلُوبِ هَرِ مُؤْمِنِ اَسْتِ وَاَنْكِه اَزِيْنِ چِيْزِ عَ نَدِيْدِه اُو چَر دِيْدِ۔ وَاَو بَرَاءِ اَنْ بِنْدِگَانِ خُوْدِ

لِعِبَادِهِ الْمُنْقَطِعِينَ بِقُدْرَةِ نَادِرَةٍ، وَيَقُومُ لَهُمْ بِعِنَايَةِ مُبْتَكِرَةٍ، فَيُرِي لَهُمْ آيَاتٍ  
كِه سُوَيْ اَوْ مُنْقَطِعِ مِي شُوْنَدِ بَقَدْرَتِهَائِ نَادِرَه نَجَلِي مِي فَرِ مَآيِدِ وَبَانَ عِنَايَتِهَا كِه هِيْجُوْ ثَمْرَه نُوْمِيَا شِنَدِ

مَا مَسَّهَا أَحَدٌ وَمَا دَنَى. وَإِذَا أَقْبَلُوا عَلَيْهِ بِتَضَرُّعٍ وَابْتِهَالٍ، سَعَى إِلَيْهِمْ وَنَجَّاهُمْ  
بَرَاءِ اِيْثَانِ قَاتَمِ مِي شُوْدِ پَس اَنْ شَا نَهَائِ اِيْنِ شَانِ نِي نَمَايِدِ كِه بِيْجَسِ بَدَانِ مَسْ نَدِ كَر دِه وَنَه بَدَانِ زُوْدِ يَكِ شُدِه وُچُوْنِ تَضَرُّعِ وَاگَرِيْ عُوَيْ اَو تَوَجُّعِ شُوْدِ نُوْمِي دُو سُوَيْ اِيْثَانِ

مَنْ كُلِّ نَكَالٍ وَمِنْ كُلِّ مَنْ آذَى. وَإِذَا اسْتَفْتَحُوا بِجُهْدِهِمْ وَإِقْبَالِهِمْ عَلَى الْحَضْرَةِ،  
وَنَجَاتِ مِيْدِ هَا اِيْثَانِ رَا اَزِ هَرِ وِبَالِ وَاَزِ هَرِ اَنْكَسِ كِه اِيْزَادِ وُچُوْنِ اَزِ خُدَايَ تَمَا مَتْرُ كُوْشِشِ فِتْحِ نُوْجُوْ هِنْدِ وُتَوَجُّعِ بَر دَر گَاهِ حَضْرَتِ عِزَّةِ سَمَّ

فُقْضِيَ الْأَمْرُ لَهُمْ بِخَرَقِ الْعَادَةِ، وَخَابَ كُلُّ مَنْ آذَاهُمْ وَمَا اتَّقَى. وَكَيْفَ يَسْتَوِي وَلِيُّ اللَّهِ  
كِنْدِ بَطُوْرِ خَرَقِ عَادَتِ فَيَصِلُه دَر حَقِّ شَانِ مِيكُنَدِ وِهَرِ مَفْسُدِ نَا كَامِ وَنَا مَرَادِ مِيْمَانَدِ كِه اِيْثَانِ رَا اِيْزَادِ وُتَقْوَى اِخْتِيَارِنَدِ كَر دُو چِگُوْنِه دُو سَبْتِ خُدَا

وعدوّہ .. ألا ترى؟ الذين طحنتهم رحى المحبّة، ودارت عليهم لِحَبِّهم أنواعٌ  
ودشمنِ خدا برابر شوند آیانی بنی آنا تکہ در آسائے محبت اود قیق کرده شدند و آمد بر ایشان در راه دوست شان

دور المصيبة، فهم لا يُهلکون. ولا یجمع الله عليهم موتین. موتٌ من یدہ  
قسمتیم از گردش مصیبت ایشان ہلاک کردہ نمی شوند و خدا جمع نمیکند بر ایشان دومرگ۔ مرگے از دست او

وموتٌ من ید عدوّہ. لئلا یضحک الضاحکون، وکذالک من بدو خلق العالم  
ومرگے از دست دشمن او تا کہ نہ خندہ کنند خندہ کنندگان۔ و همچنین ارادہ کردہ است از روزیکہ دنیا

قضى. إن يُهلکهم فهم عباده. وإن ینصُرهم فما العدوّ وعنادہ؟ وإنه کتب  
آفرید۔ اگر او ایشان را بنیر اند پس ایشان بندگان او هستند و اگر مدد دہد پس دشمن و عناد او چه حقیقت است تا نقصان

لهم العزّ والعلی. قوم أخفیاء تحت ردائہ، لا یعرفهم الخلق من دون إدرائہ،  
ایشان کند او برائے او شان عزت و غلبہ نوشتہ است۔ این قومے است پوشیدہ زیر چادر او تعالی و مخلوق ایشان را بجز شناسا کردن

واللّٰهُ یعرفُ ویرى. فیقوم لهم کالشاهدین، ویرى لهم آیات فی الأرضین،  
اونی شناسد مگر خدا می شناسد و می بیند پس مے ایستد برائے ایشان مثل گواہان و برائے شان در زمین ہا نشان ہا می نماید

ویهدی من یتبغی الہدی. ویتجالد لهم العدا، ویخلق لهم أسبابا  
و ہر کہ ہدایت طلبد اور اہدایت میدہد۔ و بدشمنان شان می آویزد یعنی در وقت ہر مشکلی از آسمان مدد شان میکند و

لا یخلق لغيرهم، ویأمر ملائکہ لیخدموہم بإیصال خیرہم، فینصر عبده  
برائے شان آن اسباب پیدا میکند کہ برائے دیگرے پیدا میکند و فرشتگان خود را حکم می فرماید کہ تا با ایصال خیر خدمت

من حیث لا یحتسب ولا یتظنّی. أتلو منی لشرک الأسباب مع أننی  
شان کند پس بندہ اور ازان گونہ از غیب مدد میرسد کہ نمیداند و نہ گمان میکند۔ آیا برائے ترک اسباب مرا

أمرتُ من ربّ الأرباب. فلا أعلم علی ما تلومنی. ما لک تبصرت من تتعاملی .  
ملامت میکنی با وجودیکہ من از خدا مامورم پس نمیدانم کہ چرا ملامت میکنی ترا چه شد کہ مے بینی با زنی بنی۔

وإنی ما أمنع الناس من التطمع، ولا ینفع ترکہ إلا یشائی ومن اتبعنی  
ومن مردم را از خال زدن منع نمی کنم و ترک کردن آنکسے رانفع نہ بخشد مگر مرا و آنان را کہ پیروی من



﴿۱۵﴾

بقلب سلیم، وِعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا لِرَضَى الرَّبِّ الرَّحِيمِ، وَانْسَلِخْ مِنْ نَفْسِهِ  
بدل صافی و بطور واقعی اعمال صالحہ بجای آرنڈتارضائے خدا تعالیٰ حاصل کنند۔ و از نفس خود بیرون می آید

كما تنسلخ الحیة من جلدھا، وبعُد من کل اثم و اثم، اولئک الذین  
ہمچنانکہ ما از جلد خود بیرون می آید و دور شد از ہر گناہ و گنہگار پس اینان اند کہ ازین جہنم بترک اسباب

حفظوا من هذا اللطی. انسیت عجائب امره تعالیٰ فی خلق المسیح و حفظ الکلیم  
نجات خواهند یافت آیایعجاب کاراوتعالیٰ در پیدائش مسیح و حفاظت موسیٰ

و خلق یحییٰ؟ أو تزعم أن ربنا لیس برّب کان فی قرون اولى؟ أظن أن موسیٰ  
و پیدائش تمکی فراموش کردہ یا گمان میکنی کہ خداوند ما آن خداوند نیست کہ در زمانہ ہائے پیشین بودہ است۔ آیا گمان تو این است

عند عبوره من غیر السفینة ألقى نفسه وقومه إلى التهلكة؟ ولا بد لك  
کہ موسیٰ وقت عبور او از دریا بغیر کشتی نفس خود را و قوم خود را در ہلاکت انداختہ بود۔ و ترا ازین

أن تؤمن بهذه الواقعة، وتقرّ بأن موسیٰ ما ركب الفلك وما أوی إلى جسّر  
ناگزیر است کہ ایمان برین واقعہ آری و اقرار کنی کہ موسیٰ نہ بر کشتی سوار شدہ بود و نہ از بہر حفاظت خود پناہ

لرعاية الأسباب المعتادة العادية، وترک محلّ الأمانة وترک سنن  
بہ پل بردہ و ازین طور رعایت اسباب معتادہ نہ کردہ۔ محل امن را گذاشتہ و ترک سنت الہی

اللہ و عصى. ففکر أيها الذی سللت علیّ المڈی، ألیس هذا محل الزرایة  
کردہ و نافرمان شدہ۔ پس فکر کن ایکہ بر من کار دہا کشیدی۔ آیا قصہ موسیٰ و غیرہ محل اعتراض نیست

كما أنت علیّ تنزری؟ أتعلم کم من سفائن جمع موسیٰ علیّ البّحر لرعاية  
ہمچنان کہ بر من اعتراض میکنی آیا میدانی کہ موسیٰ برائے رعایت اسباب چند عدد کشتی ہا بر

الأسباب؟ فأخرج لنا إن كنت قرأت فی الكتاب، ولا تهمّ فی وادی الهوی .  
دریا جمع کردہ بود۔ پس از قرآن شریف برائے ما آن مقام را برابر و در وادی ہوا و ہوس سرگردان مرو۔

ذالک ما علّمنا من کتاب اللہ، فلا أعلم إلى أين تتمشی، و من أين تتلقی .  
آنچہ ذکر کردیم آن ہمونت کہ کتاب اللہ ما را تعلیم داد پس نمیدانم کہ تو کجا میروی و از کجا این کلمات میکیری۔

مَا نَجِدُ فِي صُحُفِ اللَّهِ بَيَانَكَ وَمَا نَرَى . أَتَعْجَبُ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، وَكَانَ  
مَابَيْنَ تَوَدُّرِ قُرْآنِ نَبِيِّ يَابِمِ وَنَهْمِي بِئِنَّمْ جِهَ اَزْ نَشَانِهَائِي خَدَاتَعَالَى تَعْجَبُ مَيْكِنِي وَ

اللَّهِ عَلَيَّ كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا؟ أَلَا تَرَى أَنَّ نَارَ الْوَبَاءِ مُشْتَعِلَةٌ، وَمَوْتَ النَّاسِ  
خَدَابِرُ هَرِّ جِزْرِ قَادِرَةٌ اسْتِ آيَانِي بِنِي كِهَ آتَشِ وَبَادِرِ اشْتِعَالِ اسْتِ وَمَوْتَ مَرْمِ

كَالْقِلَاصِ مُتَتَابِعَةٌ، وَالطَّاعُونَ فِي الْاِقْتِنَاصِ لَا يَغَادِرُونَ ذَكَرًا وَلَا اُنْثَى؟  
بِجَوْشْتِرَانِ پِي يَكْدِيگَرِ رُونْدِهَ مَتَوَاتِرِ اسْتِ وَطَاعُونَ دَرِ شَكَارِ كَرْدَنِ نِهَ مَرْدِرَامِي گِذَارِدُونِهَ زَنِ رَا-

فَلَوْ كُنْتُ كَذُوبًا لِأَخَذَنِي رُعبُ الْعُقُوبَةِ، وَمَا اجْتَرَأْتُ عَلَى مِثْلِ هَذَا  
پِسِ اگَرِ مَنِ دَرِ وُغْلُو بُوْدَمِ الْبَتِهَ رُعبِ عَقُوبَتِ مَرَا مِيگِرْفَتِ - وَدَرِ وُقْتِ تَبَاهِي طَوَائِفِ مَخْلُوقِ

عِنْدَ هَذِهِ الطَّوَائِفِ الْمَخْدُوبَةِ وَالْخَلِيقَةِ الْمَشْغُوبَةِ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَقَوِّلاً  
وَهَلَاكْتُ اَوْشَانِ اَيْنِ چِنِينِ دَلِيرِي نِهَ كَرْدَمِ وَاگَرِ مَنِ مَفْتَرِي وَ

وَمَزُورًا لِإِرَاءَةِ الْكِرَامَةِ، مَا كَانَتْ لِي جِرَاءَةٌ أَنْ أَنْفُوهُ بِكَلِمَةٍ عِنْدَ قِيَامِ هَذِهِ  
بَانْدِهَ دَرِ وُغْ بُوْدَمِ تَا كِرَامَتِ خُودِ بِنِمَائِمِ مَرَا بِيچِ جِرَاتِ بُوْدَمِ كِهَ دَرِ وُقْتِ قِيَامِ اَيْنِ قِيَامَتِ يَكْ كَلِمَهَ بَمِ بَرِ زَبَانِ

الْقِيَامَةِ . وَإِنَّ غَضَبَ اللَّهِ شَدِيدٌ تَرْتَعِدُ مِنْهُ فَرَائِصُ الْمَلَأِ الْأَعْلَى، وَمَا كَانَ لِكَاذِبٍ  
رَانْدَمِ - وَتَحْقِيقِ غَضَبِ خَدَاتَعَالَى سَخْتِ اسْتِ شَانِهَائِي مَلَاءِ اَعْلَى اِزَانِ مِي لِرِزْنِدِ وَجَالِ بِيچِ دَرِ وُغْلُو نَيْسَتِ

أَنْ يَفْتَرِي عَلَيَّ حَضْرَةَ الْكِبْرِيَاءِ ، فِي وَقْتِ تَرُمَى النَّارِ مِنَ السَّمَاءِ وَيُقَعِّصُ  
كِهَ بَرِ خَدَاتَعَالَى دَرِ وُقْتِ اِفْتِرَا بِهَ بِنْدِ كِهَ اِزِ آسْمَانِ آتَشِ مِي بَارِدِ وَ مَرْمِ بَرِ جَائِ خُودِ

النَّاسِ عَلَيَّ الْمَثُورِ، وَيُمْسِي إِنْسَانٌ حَيًّا وَيَصْبِحُ فَإِذَا هُوَ مِنَ الْمَوْتَى . أَعِنْدَ  
مِي مِيرِنْدِ وَ يَكِ اِنْسَانِ شَامِ مِي كِنْدِ بِحَالَتِ زَنْدِگِي وَ صَبحِ اِزِ مَرْدِگَانِ مِي بَاشَدِ آيَا زِدِ

هَذَا الْقِعَاصِ يُفْتِي الْعَقْلَ أَنْ يَقُومَ أَحَدُ كَالْخَرَّاصِ ، وَيَفْتَرِي عَلَيَّ قَدِيرِ  
اَيْنِ نَاگِهَ كَشْتَنِي عَقْلِ فِتْوَى مِيدِهَدِ كِهَ بِيچِ كَسِ چُونِ دَرِ وُغْلُو اِيَانِ بَا يَسْتَدِ وَ بَرِ خَدَائِي بَيْنِنْدِهَ دَانِنْدِهَ

يَعْلَمُ وَيَرِي؟ أَلَيْسَ الْعَذَابُ قَامَ أَمَامَ الْأَعْيُنِ وَشَاعَ فِي الْقُرَى؟ وَذُعِيَ  
اِفْتِرَا بِنْدِ آيَا اَيْنِ عَذَابِ چِنِينِ نَيْسَتِ كِهَ رُوبَرِ وُغْلُو چَشْمِهَائِي مَرْمِ اِيْتَا دِهَ اسْتِ وَ دَرِ دِيهَاتِ وَ قَرِيَهَ هَا شَائِعِ

الناس من كل قوم لهذا القری؟ وإنی بُشِّرْتُ فِی هَذِهِ الْأَيَّامِ  
شده مردم از ہر قوم برائے این مہمانی خوانده شدہ اند ومن درین روزها بشارت دادہ شدم

﴿۱۷﴾

مِن رَّبِّي الْوَهَّابِ، فَأَمَنْتُ بِوَعْدِهِ وَرَضِيْتُ بِتَرْكِ الْأَسْبَابِ،  
از خداوند من کہ بخشنده است۔ پس بروعدہ او ایمان آورده ام و ترک اسباب راضی گشتم۔

وَمَا كَانَ لِي أَنْ أَعْصِيَ رَبِّي أَوْ أَشْكَّ فِيمَا أَوْحَى . وَلَا أَبَالِي قَوْلَ الْأَعْدَاءِ،  
و مرا چہ شد کہ خداوند خود را نافرمانی کنم یا در وحی او شک آرم۔ ومن پروائے سخن دشمنان ندارم

فَإِنَّ الْأَرْضَ لَا تَفْعَلُ شَيْئًا إِلَّا مَا فَعَلَ فِي السَّمَاءِ . وَإِنَّ مَعِيَ رَبِّي فَمَا كَانَ لِي  
چرا کہ زمین بیچ نتوان کرد مگر همان کہ بر آسمان کردہ شود۔ و تحقیق خداوند من با من است پس مرا

أَنْ أَفَكِّرَ فِكْرًا، وَإِنَّهُ بَشَّرَنِي وَقَالَ : " لَا أَبْقَى لَكَ فِي الْمَخْزِيَّاتِ ذِكْرًا "، وَقَالَ :  
نسزد کہ بیچ فکرے کنم و او مرا بشارت داد و گفت من نگذارم کہ بعد از مردن تو بیچ دستاویز عیب در دست مردم بماند

" يَعْصِمُكَ اللَّهُ مِنْ عُنْدِهِ . " وَهُوَ الْوَلِيُّ الرَّحْمَنُ ، وَإِنْ يُعْزِزْ حُسْنَ إِلَى سِوَادِ فَيْتْرَاءِ  
و گفت خدا خاص بفضل خود حفاظت تو خواهد کرد و ہمنوست دوست رحم کنندہ و اگر یک حسن بسوئے سیاہی منسوب گردد

الْحُسْنَانِ . هَذَا رَبَّنَا الْمُسْتَعَانَ ، فَكَيْفَ نَخَافُ بَعْدَهُ أَهْلَ الْعُدْوَانِ ؟  
بعوض آن دو حسن ظاہر خواهند شد اینست خداوند ما کہ از او مدد میخواہیم پس بعد ازین چگونه از دشمنان بترسم۔

فَلَا تُعَيِّرْنِي عَلَى تَرْكِ التَّطْعِيمِ ، وَإِنَّ رَبِّي بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ . أَلَا تَعْلَمُ  
پس مرا بر ترک خال زدن سرزنش مکن۔ زیرا کہ خداوند من ہر قسم پیدائش را میداند آیا نمیدانی کہ

مَا جَرَى عَلَى أُمِّ مُوسَى إِذْ أَلْقَتْ طِفْلَهَا فِي الْبَحْرِ وَقَلْبُهَا تَتَشَطَّى ، وَآمَنْتُ  
بر مادر موسیٰ چہ گذشت ہر گاہ کہ طفل خود را در دریائے انداخت و دل او پارہ پارہ شد و بروعدہ

بِوَعْدِ رَبِّهَا وَمَا وَهَنْتُ كَمَنْ تَظَنَّى ؟ أَتَعْلَمُ بِأَيِّ دَوَاءٍ كَانَ عَيْسَى يَبْرَأُ الْأَكْمَهَ  
خداوند خود کہ دانندہ عواقب است ایمان آورد و بچو بدگمانان سست نشد۔ آیا میدانی کہ بکدام دوا عیسیٰ کوران را

وَالْمَبْرُوصَ ؟ فَتَصَفِّحِ الْفِرْقَانَ وَالصَّحِيحِينَ وَارِنَا النَّصُوصَ ، أَوْ أَخْرِجْ لَنَا كِتَابًا  
بہ میکردو۔ \* پس برما بخوان آن آیت را و اوراق قرآن شریف بگردان یا برائے ما کتابے دیگر

آخر مِنْ كُتُبِ أُولَى . أَتَكْفِيكَ هَذِهِ الشَّوَاهِدُ أَوْ نَاتِيكَ بِأَمْثَالِ أُخْرَى؟  
از کتاب ہائے نخستین برابر آیا کفایت اند تر این گواہان یادگیر امثال ہا پیاریم

فَإِنْ فَكَّرْتَ فِيمَا تَلَوْتَ عَلَيْكَ مِنَ الْأَمْثَالِ ذَكَرًا، فَسَتَعْلَمُ أَنَّكَ قَدْ بَلَغْتَ مِنِّي  
پس اگر فکر کنی در آنچه بر تو خوانده ام از امثال برای یاد دہانیدن۔ پس عنقریب بدانی کہ از ما عذر کامل

عُدْرًا، هَذَا . وَسَأَكْشِفُ عَلَيْكَ أَمْرًا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا .  
شنیدی۔ این است بطور مختصر و عنقریب مفصل بیان آن امر می کنم کہ برو صبر نہ کردی۔

الْبَيَانُ الشَّافِي فِي هَذَا الْبَابِ وَتَفْصِيلُ مَا أَلْجَأَنِي  
بیان شافی درین در☆ باب تفصیل آن امر کہ چرا برای

إِلَى تَرْكِ التَّطَعُّيمِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَى رَبِّ الْأَرْضِ بَابِ  
ترک خال زدن مضر گردیدم و بیان توکل بر خدائے خداوندان۔

إِعْلَمُ أَنَّ مَوْضُوعَ أَمْرِنَا هَذَا هُوَ الدَّعْوَى الَّذِي عَرَضْتُ عَلَى النَّاسِ، وَقُلْتُ إِنِّي  
بدان کہ موضوع این امر ما آن دعوی است کہ بر مردم پیش کردم و گفتم کہ من

أَنَا الْمَسِيحُ الْمَوْعُودُ وَالْإِمَامُ الْمُنْتَظَرُ الْمَعْهُودُ، حَكَمَنِي اللَّهُ لِرَفْعِ اخْتِلَافِ الْأُمَّةِ،  
مسیح موعود ہستم و امام منتظر معہود ہستم۔ خدا مرا حکم مقرر کردہ ست برای رفع اختلاف امت

وَعَلَّمَنِي مِنْ لَدُنْهُ لِأَدْعُو النَّاسَ عَلَى الْبَصِيرَةِ . فَمَا كَانَ جَوَابَهُمْ إِلَّا السَّبُّ وَ  
واز جناب خود مرا تعلیم داد تا مردم را بوجہ بصیرت بخوانم۔ پس جواب ایشان بجز این تیج نبود کہ دشنام ہا

السُّتْمُ وَالْفَحْشَاءُ، وَالتَّكْفِيرُ وَالتَّكْذِيبُ وَالْإِيذَاءُ . وَقَدْ سَبُّونِي بِكُلِّ سَبِّ  
دادند و فحش ہا گفتند۔ و کافر گفتن و دروغ گو قرار دادن و ستم کردن۔ و مرا از ہر گونہ سب و شتم یاد کردند

فَمَا رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ جَوَابَهُمْ، وَمَا عَبَأْتُ بِمَقَالِهِمْ وَخَطَابِهِمْ، وَلَمْ يَزَلْ  
پس جواب آن دشنام ہا ندادم۔ و پروائے آن گفتگو و خطاب ایشان نداشتم و دشنام دادن

أمرُ شتمهم يزداد، ويشتعِل الفساد، ورأوا آياتٍ فكذبوها،  
ایشان ہمیشہ در زیادت بود و فسادشان ہمیشہ در اشتعال و بسیارے از نشانہا دیدند و تکذیب کردند

﴿۱۹﴾

وأنسوا علاماتٍ فأنكروها، وصالوا عليّ بمطاعنٍ مفترياتٍ، ومعائبٍ  
و چندین از علامتہا نموند پس انکار کردند و بر من بطعنہا افترا کرده و عیب ہا از خود تراشیدہ حملہ ہا

منحوتاتٍ، وأغرّوا زَمَعَ الناسِ عليّ للتوہين، و دعوا النصراني لتائيدهم  
کردند و مردم فر و مایہ و سفلاگان را برائے توہین من برانگیختند و نصاری و دیگر قومہا را برائے مدد خود

وغيرهم من أعداء الدين، وأفتى علماءهم لتكفيرنا، وتوالى الإشاعات لتعبيرونا،  
خواندند و علماء شان بر کفر ما فتوی ہا دادند و متواتر از بہر سرزنش ما اشاعت ہا کردند

وقطع العلقَ كلُّ من آخأ، ومُطرنا حتى صارت الأرض سواحي، وضحك  
و ہر کسی کہ دعوی برادری سے کرد از ما قطع تعلق نمود۔ و بر ما آن بارش بارید کہ زمین تر گردید۔ و سفیان

علينا سفهاؤهم من غير علم وما اتقوا خلاقهم، وكاد أن يشقَّ ضحكهم  
ایشان بر ما بغیر علم خندیدند و از پیدا کنندہ خود ہیج نترسند و چندان خندیدند کہ قریب بود کہ

أشد أقهم. ورقصهم العلماء كقراد يُرقص قرده، ويضحك من عنده،  
خندہ شان جانب لہم شازرا بشگافند و این مردم را علماء شان ز انسان جہانیدند کہ قلندرے بوزنہ خود را می

فتبعهم الحمقى كالمُحرج ومشوا خلفهم كالأعرج خلف الأعرج. وما  
جہاند مردم مجتمع را میخنداند۔ پس نادانان ہجو سگ تعلیم یافتہ پیروی ایشان کردند و از پس ایشان چنان رفتند کہ لنگ

احتفل محفل وما انتفض مجلس إلا باللعن عليّ وعلی المبايعين، و  
پس لنگ سے رود و ہیج محفلی منعقد نشد و ہیج مجلس بر نخاست مگر در حالت لعنت کردن بر من و بر بیعت کنندگان

تفسيق الصالحين. وما أطلعنا على حلقةٍ منهم إلا وجدناهم صخابين  
من کہ از صالحان ہستند۔ و ما بر ہیج حلقہ او شان اطلاع نیافتیم مگر او شان را فریاد و شور کنندگان

ولا عينين. وإنما مع أتباعنا القلائل أودينا من أفواجهم كل الإيداء،  
و لعنت کنندگان یافتیم و ما مع جماعت ما کہ اندک است از افواج ایشان ایذا دادہ شدیم ایذائے کہ کمال را رسیدہ بود

وربما وَقَفْنَا بَيْنَ أُنْيَابِ الْمَوْتِ مِنْ مَكْرِ تِلْكَ الْعُلَمَاءِ ، وَسُقْنَا بِهِتَانًا  
وَبِأَوْقَاتٍ دَرْمِيانٍ دَنْدَانِهَائِهِ مَوْتِ اِزْمِكْرِشَانِ اِيْتَادِهِ شَدِيمٍ وَمَا اِزْمِكْرِشَانِ وَظَلْمِ شَانِ

﴿۲۰﴾ وَظَلَمًا إِلَى الْحَكَّامِ ، وَأَغْرَى الْمُكْفَرُونَ عَلَيْنَا طَوَائِفَ زَمْعِ النَّاسِ  
سُوئے حاکمان کشیدہ شدیم وکافر گویندگان بر ما گروه درگروه از سفله طبعان

وَاللِّئَامِ ، وَمَكْرُوا كُلَّ مَكْرٍ لَا سَتِيصَالِنَا وَلَا طِفَاءً أَنْوَارِ صَدَقِ مَقَالِنَا ،  
وَلِيْنِيْمَانِ بَرَانْجِيْتِنْدِ - وَهَمِه مَكْرٍ بَرَائِهِ بِيخْ كُنِي مَا كَرْدِنْدِ - وَبَرَائِهِ مِيْرَانْدِنِ نُوْرِهَائِهِ صَدَقِ سَخْنِ مَا

وَصُبِّتِ عَلَيْنَا الْمَصَائِبَ ، وَعَادَانَا الْحَاضِرِ وَالْغَائِبِ ، فَمَا تَرَعَزْنَا  
وَبَرِ مَامِصِيْبَتِ هَارِيْجِيْتِه شَدِنْدِ - وَبَا مَا دَشْمَنِي كَرْدِ هَرَكِه حَاضِرِ وَغَائِبِ بُوْدِ - پَسِ بَمَا بِيْجِ جَنْبِيْهِ رَاهِ

وَمَا اضْطَرَبْنَا ، وَانْتَظَرْنَا النَّصْرَ مِنَ الْقَدِيرِ الَّذِي إِلَيْهِ أَنْبْنَا . وَفَسَّقُونِي  
نِيَاْفَتِ وَنَهْ اضْطْرَابِ كَرْدِيْمِ وَانْتَظَارِ نَصْرَتِ اِزْ اَنْ قَادِرِ كَرْدِيْمِ كِه سُوئے اُوْر جُوْع كَرْدِه اِيْمِ - وَ مَرَامِنْسُوْبِ

وَجَهَّلُونِي بِالْكَذْبِ وَالْاِفْتِرَاءِ ، وَبِالْعُوَا فِي السَّبِّ إِلَى الْاِنْتِهَاءِ ، وَإِنِّي  
بِفَسْقِ كَرْدِنْدِ وَنَسُوْبِ كِيْجِيْلِ كَرْدِنْدِ وَ اِيْنِ هَمِه كَذْبِ وَ اِفْتِرَا بُوْدِ وَ دَرْدِ شَانِ دَادِنِ بَا نِيْتِهَا رَسِيْدِنْدِ وَ مَن

لَأُجِبْتَهُمْ بِقَوْلٍ حَقٍّ لَوْلَا صِيَانَةُ النَّفْسِ مِنَ الْفَحْشَاءِ . وَسَعَوْا كُلَّ السَّعْيِ  
جُوَابِ شَانِ رَاسْتِ رَاسْتِ دَادِ مِ اِگَر خُوْدِ رَا اِرْجِيْشِ نِگِه نِه دَاشْتِيْ - وَ اِزْ هَمِه تَنِ اِيْنِ كُوْشِشِ كَرْدِنْدِ

لَأُبْتَلِيَ بَبَلِيَّةٍ وَيَغِيْرُ عَلَيَّ نِعْمَةً نَلْتُهُمْ مِنَ الرَّحْمَنِ ، فَخُذِلُوا فِي كُلِّ مَوْطِنٍ وَنَكَصُوا  
تَا مَنِ بِيْلَائِهِ بِيْتَلَا شُوْمِ وَ اِيْنِ نِعْمَتِ وَ اِجَابَتِ وَ قَبُوْلِيْتِ كِه خَدَا مَرَادِه اِسْتِ دُوْر كَرْدِ پَسِ دَر مِيْدَانِ نَا مَرَادِ

عَلَى أَعْقَابِهِمْ مِنَ الْخُذْلَانِ . وَكَلَّمَا أَلْقُوا عَلَى شَبَكَةِ خَدِيْعَةٍ مَخْتَرَعَةٍ ،  
مَانْدِنْدِ وَ اِزْ خُذْلَانِ بَرِ پَاشِنِه هَائِهِ خُوْدِ وَ اِپَسِ رَفْتِنْدِ وَ هَرِ دَفْعِه كِه بَر مَنِ دَامِ مَنْصُوْبِه تَر اَشِيْدِه اِنْدَا خْتِنْدِ -

فَرَجَّهَا رَبِّي عَنِّي بِفَضْلِ مَنْ لَدُنْهِ وَرَحْمَةٍ ، وَكَانَ آخِرَ أَمْرِهِمْ أَنَّهُمْ جُعِلُوا  
خَدَائِهِ مَنِ اِزْ اَنْ دَامِ بِنْفَضْلِ وَ رَحْمَتِ خُوْدِ رِهَائِيْ دَادِ وَ اِنْجَامِ شَانِ اِيْنِ بُوْدِ كِه اِيْتِشَانِ

أَسْفَلَ السَّافِلِينَ ، وَانْتَصَفْنَا مِنْ كُلِّ خَصْمٍ مَهِيْنٍ ، مِنْ غَيْرِ أَنْ نُرَافِعَ إِلَى  
اِسْفَلِ السَّافِلِيْنِ كَرْدِه شَدِنْدِ - وَ مَا اِزْ هَرِ دَشْمَنِ اِهَانَتِ كُنْدِه اِنْقَامِ كَرْتِيْمِ - بَغِيْرِ اَنْ كِه سُوئے قَا ضِيَا نِ رَجُوْعِ

قضاة أو نتقدم إلى الحاكمين. وأرادوا ذلّتنا، فأصبنا رفعةً وذكراً حسناً،  
کنیم یا بر در حکام رویم وایشان ذلت مارا اراده کردند پس ما بلندی و ذکر نیکو یا قنیم

﴿۲۱﴾

وَأَرَادُوا مَوْتَنَا وَأَشَاعُوا فِيهِ خَبْرًا، فَبَشَّرْنَا رَبَّنَا بِثَمَانِينَ سَنَةً مِنَ الْعَمْرِ أَوْ هُوَ  
وَموت ما خواستند و دران پیشگوئی کردند پس خدای ما را بشارت هشتاد سال عمر داد بلکه شاید ازین زیاده و

أَكْثَرَ عَدَدًا، وَأَعْطَانَا حِزْبًا وَوُلْدًا وَسَكَنًا، وَجَعَلَ لَنَا سَهُولَةً فِي كُلِّ أَمْرٍ، وَنَجَانًا  
مارا گروهی داد و فرزندان و همه چیزے که بدان آرام کنیم و در ہر امر ما را سہولت داد و از ہر کار فرماندہ نجات بخشید

مِنَ كُلِّ عَمْرٍ. وَ كُنْتَ فِيهِمْ كَأَنِّي أَتَخَطَّى الْحَيَاتِ أَوْ أَمْشِي بَيْنَ سَبَاعِ الْفُلُوتِ،  
و من در ایشان چنین بودم کہ گوید ماران گام می زدم یا در درندگان میروم پس خدای من پیش پیش من بچو رہے ہرے ہرے رفت

فَمَشَى رَبِّي كَخَفِيرٍ أَمَامِي، وَلَا زَمَنِي فِي تِلْكَ الْمَوَامِي. فَكَيْفَ أَشْكُرُ رَبِّي الَّذِي نَجَانِي  
و درین بیابان ہا ہمراہ من میماند پس چگونہ شکر خداوند خود کنم کہ مرا از آفتہا نجات داد برین کمزوری و

مِنَ الْآفَاتِ، عَلَى كَلُولِي هَذَا حَسْرَاتٍ. يَا أَسْفَا عَلَيْهِمْ. إِنَّهُمْ لَا يَفْكَرُونَ أَنَّ الْكَاذِبِينَ  
در ماندگی خود حسرتہا دارم اے افسوس! ایشان نمی فہمند کہ در ونگویان از حضرتہ عزّت

لَا يُؤَيِّدُونَ مِنَ الْحَضْرَةِ، وَلَا يَتَكَلَّمُونَ بِكَلَامِ الْبِرِّ وَالْحِكْمَةِ، وَلَا يُرْزِقُونَ مِنْ أَسْرَارِ الْمَعْرِفَةِ.  
تائید نمی یابند و کلام حکمت نمی کنند و اسرار معرفت روزی ایشان نمی شود

وَهَلْ تَعْلَمُ كَاذِبًا شَهِدْتُ لَهُ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ بِالآيَاتِ الْبَيِّنَةِ، وَاضْمَحَلَّتْ بِهِ  
و آیا می شناسی چنین در ونگوے را کہ برائے او آسمان و زمین بر نشانہائے خود گواہی دادہ باشد۔ و با وقوت شیطان مضحل

قُوَّةَ الشَّيْطَانِ وَتَخَافَتْ صَوْتَهُ مِنَ السَّطْوَةِ الْحَقَائِيَّةِ، وَطَفِقَ يَرِيدُ الْغَيْبُوبَةَ كَحَيَّةِ  
گشتہ باشد و آوازہ شیطان از سطوت حقانیت او آہستہ شدہ باشد۔ و شروع کرد کہ پوشیدہ شدن را میخواہد بچو مارے

تَأْوِي إِلَى جُحُورِهَا عِنْدَ رَمِي الصَّخْرَةِ؟ ثُمَّ مَعَ ذَلِكَ تَدْعُوا ظِلْمَةَ الزَّمَانِ إِمَامًا مِنْ  
کہ در وقت انداختن سنگ پناہ بسوراخ خود می برد۔ باز با وجود این ظلمتِ زمانہ امامے را کہ از خدا

الرَّحْمَنِ، وَقَدْ انْقَضَى مِنْ رَأْسِ الْمَائَةِ قَرِيبًا مِنْ خُمْسِهَا، وَدَنَّتِ الْمَلَّةُ لضعفها مِنْ  
باشدمی خواہد۔ و تحقیق گذشت از اس صدی قریب نهمس صدی و نزدیک شد ملت اسلام باعث ضعف آن

رمسها وداست الغفلة قلوب الناس وصار أكثرهم كالكلاب، وتوجهوا إلى  
از قبر خود و غفلت دلہائے مردم را پامال کرد و اکثر مردم بچو سگان شدند و توجه کردند

الأموال والعقار والأنشاب، ونسوا حظهم من ذوق العبادات،  
سوئے مال ہا و زمین ہا و فراموش کردند قسمت خود را از ذوق عبادات

وأقبلوا على الدنيا وزينتها وما بقى الدين عندهم إلا كالحكايات. ومن  
وسرنگون افتادند بردنیاز و زینت دنیا دین نزدیشان بجز حکایات ہا باقی نماند۔ و ہر کہ

تأمل في تشتت أهوائهم، وتفترق آرائهم، علم بالجزم أنهم قومٌ أغلقت  
در انواع اقسام خواہش ایشان و تفرقہ رائے ہائے ایشان تامل کند ابا و الجزم خواهد دانست کہ ایشان

عليهم أبواب المعرفة، وانقطع صفاء التعلق بالحضرة إلا قليل  
قومی ہستند کہ برود رہائے معرفت بستہ شد و صفائی تعلق بحضرت عزت منقطع گشت مگر کمتر

من الذين يدعون الله أن يرفع حُجب الغفلة. ولكن كثيرا منهم نبذوا  
از مردمان کہ دعا میکنند کہ خدا تعالیٰ پردہ ہائے غفلت بردارد مگر اکثر ایشان حقیقت توحید

حقيقة التوحيد من أيديهم وما بقى الإيمان إلا على الألسنة.  
را از دست انداختند و ایمان باقی نماندہ مگر بر زبان ہا

يُسبّون عبداً جاء هم في وقته ويحسبون أنهم يُحسنون، وختم الله  
آن بندہ را کہ نزدیشان در وقت خود فرستادہ شد دشنام میدہند و می پندارند کہ این کار نیکوست و خدا بر

على قلوبهم فهم لا يفهمون. يظنون أنهم على الحق وما هم على الحق،  
دلہائے شان مہر کردہ است پس ایشان نے فہمندگانے کنند کہ ایشان بر حق ہستند حالانکہ بر حق نیستند

وإن هم إلا يخرصون. تجدهم كأناس رقود، والتمتاملين على الجحود. خدعوا  
و دروغ می گویند تو ایشانرا بچو قوم خوابندگان خواہی یافت و مائل بر انکار مشاہدہ خواہی کرد از رسمہا

عن الحقائق بالرسوم وشغلوا عن اليقين بالموهوم. إنهم مروا بنا  
فریب خوردہ و حقیقت ہا از دست دادہ۔ و از بہر امرے موہوم یقین را گذاشتہ۔ ایشان اعتراض کنندگان بر ما



معترضین قبل ایفاء الموضوع حقہ، وراوا بَدْرنا ثم أرادوا شقَّه. وانی گذر کردند قبل از آنکه حق مقام ادا کرده باشند و ماہ چارده مارا دیدند باز شگافتن آن ماہ خواستند۔ ومن

﴿۲۳﴾

جئتهم عند الضرورة الحقّة، وفساد الأُمَّة، فكانت أدلة صدقی موجودة نزد او شان نزدیک حقّه وفساد امت آمده بودم پس دلیلهای صدق من در نفوس

فی أنفسهم ما رأوها من الغباوة، ثم من الشقوة أنهم ما فكروا فی رأس المائة او شان موجود بودند مگر از غباوت خود ندیدند۔ باز بدبختی اینست که ایشان در صدی بدری یعنی چهاردهم

البدریة، التي تختص بالمسیح الموعود عند أهل البصيرة، واتفقت علیها شهادات غور کردند۔ آن صدی چهاردهم که نزد اهل بصیرت بحسب موعود خصوصیت دارد و اتفاق کرده است و در شهادتهای

أهل الكشف والأحادیث الصحيحة، وإشارات النصوص القرآنية. ولما أصرّوا اهل کشف و احادیث صحیحہ و اشارات قرآن شریف و هر گاه بر انکار

على الإنكار أقبلت على المنكرين، وقلت عندي شهادات من الله، فهل أنتم من اصرار کردند سوئے منکران متوجه شدم و گفتم نزد من شهادت های خداست۔ پس چه شمار غیبت دارید

المتقبلين؟ فجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم. فیا أسفا على القوم الظالمين! هنالك که از قبول کنندگان شویید۔ پس انکار آن شهادتها کردند و دل شان آن را قبول کرده بود پس افسوس بران قوم ظالمان

تمنيت لو كان وباء يُنَبِّه المعتدين، وأوحى إلى أن الطاعون نازل وقد دران وقت تمنا کردم که کاش وبای بودے که این تجاوز کنندگان را متنبه کردے۔ و سوئے من وحی فرستاده شد که طاعون

دعته أعمال الفاسقين. فوالله ما مضى إلا قليل من الزمان حتى عاث می آید و موجب آمدن آن اعمال فاسقان است۔ پس بخدا که صرف قلیلی از زمان گذشته بود که طاعون

الطاعون فی هذه البلدان. فعزوه إلى سوء أعمالی، وقالوا: إنا تطيرنا بك، در ملک تباہی آغلندن شروع کرد۔ پس طاعون را سوئے بد اعمالی من منسوب کردند و گفتند که ما با تو بدفالی

وضحكوا على أقوالی، وقالوا: إنا من المحفوظين. لا يمسننا هذا اللظى، گرفته ایم و برخن های من خندیدند و گفتند که ما محفوظیم ما را این آتش مس نخواهد کرد

ولا يموت أحدٌ من علمائنا بالطاعون، فإننا نحن الصالحون وأهل التقى .  
 وپچکس از علماء ما بطاعون نخواهد مرد چرا که ما صالحان و پرہیزگاریم

وَأَمَّا أَنْتَ فَسْتَطَعْنَ وَتَمُوتُ فَإِنَّكَ كَيْدَبَانٌ . فَقُلْتُ : كَذَبْتُمْ، بَلْ لَنَا مِنَ الطَّاعُونَ  
 مگر تو عنقریب بطاعون مبتلا خواهی شد و خواهی مرد چرا که تو دروغگو هستی پس گفتم کہ دروغ گفتید بلکہ ما را طاعون

أمان، ولا تخوفوني من هذه النيران، فإن النار غلامنا بل غلام الغلمان .  
 امان ست۔ و مرا ازین آتش ہا مترسانید چرا کہ آتش غلام ماست بلکہ غلامِ غلامان ما است۔

فَمَا لِبَشَرٍ إِلَّا قَلِيلًا حَتَّى زَارُوا الْمَنُونَ، وَمَاتَ بَعْضُ أَجَلٍ عِلْمَانِهِمْ مِنَ الطَّاعُونَ،  
 پس درنگ نہ کروند مگر کمتر تا آنکہ زیارت مرگ کردند۔ بعض از بزرگتر علمائے ایشان بطاعون بمردند

و كُنْتُ أُخْبِرُتَ بِهَذَا قَبْلَ مَوْتِ ذَلِكَ الْمُطْعُونَ، فَإِنْ شِئْتَ فَانظُرْ أَيْبَاتًا  
 و بودم کہ خبر داده بودم بدین حادثہ قبل از مردن این عالم طاعون زدہ۔ و اگر بخوای پس ببین چند بیت

من قصيدتي الإعجازية، التي كتبناها في هذه الصفحة على الحاشية ☆  
 از قصیدہٴ اعجازی من آن بیت ہا کہ نوشتم من آنها را درین صفحہ بر حاشیہ

و ما نظمت تلك القصيدة إلا لهذا الحزب الذي خذلهم الله بتلك الآية،  
 و من نظم نہ کردم این قصیدہ را مگر از بہر ہمین گروہ کہ مخذول کرد خدا تعالی ایشان را بدان نشان

☆ منقول من صفحه ۵۸ و ۶۳ من کتابی الاعجاز الاحمدی۔

إذا ما غضبنا غاضب الله صائلا على معتد يؤذى و بالسوء يجهر  
 ما چون خشمگین شویم پس خدا بر آنکس خشمگین میگردد کہ در ایذاء آن حد تجاوز کرده و در بد گوئی کار خود را با تہنارسانیدہ

و يأتى زمان كاسر كل ظالم و هل يهلكن اليوم الا المذمر  
 و آن زمان می آید کہ شوکت ہر ظالم را خواهد شکست و آن روز پچکس ہلاک خواهد شد مگر آنکہ خود را پیش ازین ہلاک کردہ

و انسى لشمر الناس ان لم يكن لهم جزاء اهانتهم صغار يصغر  
 و من بدتر از ہم مردمان خواہم بود۔ اگر اہانت کنندگان را جزا نماند خود آن حقارتے پیش نیاید کہ خود محسوس کنند کہ این امر موجب کیلی و حقارت ماست

قضى الله ان الطعن بالطعن بيننا فذالك طاعون اتاهم ليصروا  
 خدا ایں فیصلہ در میان ما کرده است کہ طاعون عوض طعن است پس ہمین طاعون است کہ ایشان را خواهد آرد تا چشمشان بکشاید

﴿۲۵﴾

وَمَا خَاطَبْتَ إِلَّا إِيَّاهُمْ إِيْمَانًا لِلْحِجَّةِ، بَلْ سَمِيَتْ بَعْضُهُمْ فِي تِلْكَ الْقَصِيْدَةِ، لَنَلَا يَكُوْنُ  
وَمِنْ مَخَاطَبِ نَهْ كَرْدَمِ دَر قَصِيْدِهِ مَكْرَيْنِ كَسَانِ رَابِرَائِ اِتْمَامِ حِجَّتِ وَبَعْضِ اَوْشَانِ رَابِنَامِ ذِكْرِ كَرْدَمِ دَرِيْنَ قَصِيْدِهِ

أَمْرِي عُمَّةً عَلَى أَهْلِ الْبَصِيْرَةِ وَالنَّصْفَةِ. فَوَاللَّهِ مَا مَضَى شَهْرٌ كَامِلٌ عَلَى هَذِهِ  
تَا كِهْ بَرَاهِلِ بَصِيْرَتِ وَأَنْصَافِ اِيْنِ اِمْرِ مَنِ پُوشِيْدِهْ نَمَانْدِ- پَسْ بَخْدَا نَكْذَشْتِهْ بُوْدَا مَهْ تَمَامِ بَرِيْسِ خَبْرَهَا

الْأَنْبِيَاءِ الْمَشَاعَةِ، حَتَّى أَخَذَ الطَّاعُونَ كَبِيْرَهُمُ الَّذِي أَعْرَضَ عَلَيَّ أَشْرَارُ الْبَلَدَةِ .  
شَا لَعْ كَرْدِهْ- تَا آ نَكِهْ بَزْ رَكْتَرِ عِلْمَائِ اِيْتَا زِ طَاعُوْنَ كَرَفْتِ لِيْعْنِيْ اَنْ عَالِمِ كِهْ مَرْدَمِ شَرِيْرِ رَابِرْمَنِ بَرَا مِيْجِيْتِهْ

وَكَانُوا آذُونِي مِنْ كُلِّ نَهْجٍ وَبِالْعَوَا فِي الْإِهَانَةِ، وَأَشَاعُوا أَوْرَاقًا مَمْلُوءَةً مِنَ السَّبِّ  
مِي كَرْدُو بُوْدَنْدَمِ اَزْ هَرْ طَرِيْقِ اِيْذَامِي دَا دَنْدُو دَر رَاهَانْتِ مَبَالَعَمِي كَرْدَنْدُو اَنْ اَوْرَاقِ شَا لَعْ كَرْدَنْدُو كِهْ اَزْدَشْتَامِ

وَالْفَحْشَاءِ وَبِهْتَانِ وَالْفِرْيَةِ، وَمَعَ ذَلِكَ طَلَبَ مِنِّي أَلْذُّهْمَ قَبْلَ هَذِهِ الْوَاقِعَةِ آيَةً  
وَنَجْشِ كُوْنِيْ وَبِهْتَانِ وَدَرْوُغِ پُرْ بُوْدَنْدِ- وَبَا وُجُوْدِ اِيْنِ طَلَبِ كَرْدَا مَنِ نَشَانِيْ بَسِيَارِ نَحْصُومْتِ كَنْدِهْ اَز اِيْتَا نِ قَبْلِ اَزِيْسِ وَاقِعِهْ

كَنتَ وَعَدْتَهَا لِلْفِتْنَةِ الْمَنْكَرَةِ، وَأَشَاعَ ذَلِكَ فِي جَرِيْدَةِ هِنْدِيَّةٍ يَسْمَى بِالْفَيْسَةِ، وَمَا  
طَاعُوْنَ كِهْ دَر اِيْتَا نِ بَطْهَوْرَا اَمْدُ وَا شَاعَتِ كَرْدَا نِ طَلَبِ خُوْدِ رَا دِرِ پُرْ چِهْ اَخْبَارِ هِنْدِيْ كِهْ نَامِ اَنْ پِيْسِهْ اَخْبَارِ سَرَسْتِ وَنَهْ

طَلَبَ مِنِّي تِلْكَ الْآيَةِ إِلَّا بِالسَّخْرِيَةِ. فَأَرَاهُ اللَّهَ مَا طَلَبَ، وَكَانَ غَافِلًا مِنَ الْأَقْدَارِ السَّمَاوِيَةِ.  
طَلْبِيْدِ اَز مَنِ اِيْنِ نَشَانِ رَا اَكْرَا زَرْوَيْ خَنْدِهْ وَا سَتَهْرَا پَسْ بِنُوْمُوْدِ خُدَا تَعَالَى اَوْرَا اَنْچِهْ طَلَبِ كَرْدُو اَز تَقْدِيْرِ هَايْ آسْمَانِيْ غَافِلِ بُوْدِ

كَذَلِكَ يَتَجَالَدُ اللَّهُ قَوْمًا يَعَادُونَ أَهْلَ الْحَضْرَةِ، وَإِنْ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةٌ لِأَهْلِ  
نَجْمِيْنِ خُدَا شَمْشِيْرِ جَنْگِ مِي كَنْدِ بَا كَسَانِهْ كِهْ اِهْلِ اَوْرَا دَشْتَمَنِيْ گِيْرَنْدُو دَرِيْنَ بَرَايْ سَعَادَتِ مَنَدَا لِ عِبْرَتِ اسْتِ-

السَّعَادَةِ. وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يَفِرَّ مِنَ اللَّهِ، فَمَنْ حَارَبَ أَوْلِيَاءَهُ فَقَدْ أَلْقَى  
وَمَجَالِ بَشَرِيْ نِيْسْتِ كِهْ اَز خُدَا بَكْرِيْزِدِ- پَسْ هَرْ كِهْ بَا اَوْلِيَاءِ اَوْ جَنْگِ كَنْدِ اَوْ خُوْدِ رَا

نَفْسَهُ إِلَى التَّهْلُكَةِ. وَمَنْ تَابَ بَعْدَ ذَلِكَ فَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُ كَرِيْمٌ  
دَر هِلَاكْتِ اَنْدَا خْتِهْ اسْتِ- وَهَرْ كِهْ بَعْدَ اَزِيْنِ تُوْبِهْ كَنْدِ پَسْ خُدَا سُوَيْ اَوْرِ جُوْعِ خُوَابِدِ كَرْدُو چِرَا كِهْ كَرِيْمِ اسْتِ

وَاسِعُ الرَّحْمَةِ. وَإِنْ لَمْ يَكْفُوا أَلْسِنَتَهُمْ وَلَمْ يَمْتَنِعُوا وَلَمْ يَزِدْجُرُوا، وَيَعُودُوا  
وَسِيْعِ الرَّحْمَةِ- وَا كَرْزِبَانَ بَنْدِ نَهْ كَنْدِ وَبَا زِيْنِيْنْدِ وَبَا زِ بَسُوَيْ عَادَتِ نَخْسْتِيْنِ رَجُوْعِ كَنْدِ

﴿۲۶﴾

وَيَسْبُوا وَيَعْتَدُوا، فَيَعُودُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ بِلِيَةِ هِيَ أَكْبَرُ مِنَ السَّابِقَةِ. وَإِنَّهُ يُنْزِلُ  
وَدَشْنَامَ دِهِنْدَوَازِ حُدُورِ گَزَرِنْدَ۔ پس خدا سوائے ایشان بآن بلائے رجوع خواهد کرد کہ بزرگتر از بلائے اول خواهد بود

الْبَلَايَا بِالنَّوَالِي، وَلَا يَبَالِي، فَتَوَبُوا إِلَيْهِ يَا ذَوِي الْفِطْنَةِ. وَمَا يَفْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ ابْتِمَامِ  
وِخْدَاتِ تَعَالَى پے درپے بلا ہائی فرستد و بچ پروائے نداد پس اے دانایان! سوائے خدا رجوع کنید و خدا را  
إِنْ تَرَكْتُمْ سَبِيلَ الْفَحْشِ وَالْمَعْصِيَةِ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

بِعَذَابِ شَاقِ حَکَارِ اِکْرَطْرِ لِقِ نَحْشٍ وَمَعْصِيَتِ تَرَکِ کَنِیدِ وِخْدَاغْفُورِ وَرَحِيمِ اسْت۔

فِي بَيَانِ مَا ظَهَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالْمُعْجَزَاتِ وَالتَّائِيدَاتِ

در بیان آل امور کہ بعد ازیں بطور نشان ہا و معجزات ہا و تائیدات ہا شدند

ثُمَّ بَعْدَ هَذَا عَمَّ الطَّاعُونَ طَوَائِفَ هَذِهِ الْبِلَادِ، وَوَقَعَ النَّاسُ صَرْعِي كَالْجَرَادِ،  
بِاز طاعون در ملک ماعام شد مردم بچھو ملخ بر زمین افتادند

وَافْتَرَسَهُمْ هَذَا الْمَرَضُ كَالْأَسَدِ الْغَضَبَانَ، أَوْ كَذَنْبِ عَائِثٍ فِي قَطِيعِ الضَّانِ .  
و شکار کرد او شاں را ایں مرض بچھو شیر خشناک یا بچھو گرگے کہ در رمہ میشاں افتند

وَكَمِ مِنْ دَارٍ خَرِبَتْ وَصَالَ الْفَنَاءُ عَلَى أَهْلِهَا، وَالْأَرْضُ زُلْزَلَتْ وَصَبَّتِ الْآفَةُ  
و بسیا خانہ ہا ویران شدند و در باشندگان آن ہلاکت واقع شد و بر زمین زلزلہ افتاد۔ و آفت بر زم

عَلَى وَعَرَهَا وَسَهَّلَهَا. وَمَا تَرَكَ هَذَا الدَّاءُ مَقَامًا بَلْ جَابَ الْأَقْطَارَ، وَتَقَصَّصَى  
و سخت آن ریختہ شد و ایں مرض بچھو مقام را نگذاشت بل ہمہ طرفہا را قطع کرد۔ و تا قصی

الْأَسْوَارِ، وَوَطَأَ الْبَدُوَ وَالْحَضْرَ، وَأَدْرَكَ كُلَّ مَنْ حَضَرَ، وَمَا غَادَرَ أَهْلَ حُلَلٍ  
حدود ایں ملک رسید و نہ گذاشت و نہ شہرے و ہر کہ حاضر بود او را گرفت و نہ خوش پوشاں را گذاشت

وَلَا أَطْمَارٍ، وَدَخَلَ كُلَّ دَارٍ، إِلَّا الَّذِي عُصِمَ مِنْ رَبِّ غَفَارٍ. وَكَذَلِكَ حَضَرَ  
و نہ کہنہ پوشاں را و در ہر خانہ داخل شد مگر آنکہ خدائے غفور او را محفوظ داشت و بچھنیں فوج

﴿۲۷﴾

أفواج منهم مآدبة الطاعون، ورجعوا بمائدة من السمون، وجاؤوا كأضياف  
در فوج مردم دعوت طاعون را حاضر شدند و بمائده موت واپس آمدند۔ و بچو مہمانان در خانہ

دار هذا الوباء، فقدمت إليهم كأس الفناء. فالحاصل أن الطاعون قد  
ايس و با آمدند۔ پس کاسہائے موت پیش شاں بردہ شد۔ پس حاصل کلام اینست کہ طاعون ايس

لازم هذه الديار ملازمة الغريم، أو الكلب لأصحاب الرقيم. وما أظن  
ملک راجتاں دست بدامن ست کہ قرضخواہ قرضدار را۔ یا سگ اصحاب کہف را۔ و من گمان نمیکنم

أن يُعدم قبل سنين، وقد قيل: عمر هذه الآفة إلى سبعين. وإنها هي  
قبل از سالها ايس مرض معدوم شود۔ و میگویند کہ عمر او تا ہفتاد سال است و ايس ہماں

النار التي جاء ذكرها في قول خاتم النبیین، وفي القرآن المجید من رب  
آتش ست کہ ذکر آں در قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ می شود و در قرآن <sup>☆</sup> نیز ذکر آں است

العالمین، وإنها خرجت من المشرق كما روى عن خير المرسلین، و استحيط  
و آں از مشرق بروں آمدہ چنانچہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روایت کردہ اند۔ و ہمہ آبادی ہا

بكل معمورة من الأرضین، و كذلك جاء في كتب الأولین، فانظر حتى  
را محیط خواہد شد و پنجمین در کتابہائے پیشیناں آمدہ پس انتظار کن

يأتیک اليقين. فلا تسأل عن أمرها فإنه عسير، و غضب الرب كبير،  
تا ترائیقین بیاید۔ پس از امر آں مپرس کہ آں مشکل است و غضب خدا تعالیٰ بزرگ است

وفي كل طرف صراخ وزفير، وليس هو مرض بل سعيير. وتلك هي دابة  
و در ہر طرف فریاد و نالہ است و ايس مرض نیست بلکہ آتش سوزان است۔ و ايس ہمہ کرم

الأرض التي تكلم الناس فهم يجرحون، و اشتد تكليمها فيغتيال الناس  
زمین ست کہ مردم را میگزود پس او شاں مجروح میشوند۔ و سخت شد گزیدن او پس مردم بناگہ کشتہ میشوند

و يُقَعَصون بما كانوا بآيات الله لا يؤمنون، كما قال الله عز وجل  
و بجائے خود مے میرند چرا کہ او شاں بہ نشان خدا ایمان نمی آوردند ہچنان کہ گفتہ او تعالیٰ

وَأَنَّ مِنْ قَرِيْبَةٍ إِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۗ  
 کہ بیچ دہ نیست مگر ما قبل از یوم قیامت آزا ہلاک خواہم کرد یا معذب خواہم نمود

فکذا لک تشاہدون . و ذالک بأن الناس كانوا لا يتقون ، و كانوا يشيعون  
 و تخمین مشاہدہ میکنید و ایں ازیں باعث کہ مردم پر ہیزگاری اختیار نمی کردند۔ و بودند کہ شائع

الفسق فی أرض اللہ ولا يخافون ، و يزادون إثمًا و فحشاء و لا ينتهون .  
 مے کردند فسق را در زمین خدا نمی ترسیدند۔ و در بدی ہا زیادت می کردند و باز نمی آمدند۔

و إذا قيل : اسمعوا ما أنزل الله لكم فكانوا على أعقابهم ينكصون . فأخذهم  
 و چون گفتہ می شد کہ آنچه خدا برائے شما آورده است آزا بشنوید پس پس پامیرفتند پس گرفت

الله بعقابه هذا لعلهم يرجعون . و تری قلوب أكثر الناس تمايلت على  
 خدا تعالی ایشان را بعد از خود طاعون شاید باز آیند۔ و می بینی دلہائے اکثر مردم کہ بر

الدنيا فهم عليها عاكفون ، و تموجت جذبات نفوسهم و انفجرت منها  
 دنیا افتادند پس او شان بران معکف هستند۔ و جذبات نفسہائے ایشان در تموج آمدند و ازاں چشمہ ہا

عيون . و إذا قيل لهم : لا تعصوا أمر ربكم و أطيعوا مع الذين أطاعون ، و قد أرداكم  
 جاری شد۔ و چون ایشان را گفتہ شود کہ نافرمانی رب خود مکنید و اطاعت من کنید بانا کہ اطاعت کردند و بہ تحقیق

الطاعون ، قالوا : ما أنت إلا دجال ، و لم يحيطوا بأمری علما و لم يصبروا  
 طاعون شمارا ہلاک کردہ است۔ میگویند کہ تو چیزی نیستی مگر دجال حالانکہ حقیقت مرا بخوبی ہمیدہ اند و نہ فکر میکنند۔

كالذين يتفكرون . و قد رأوا آيات السماء و آيات الأرض ثم لا يتقون ، بل هم قوم  
 و تحقیق دیدند نشان ہائے آسمان و نشان ہائے زمین باز تقوی اختیار نمی کنند بلکہ ایں قومے ست

يجترءون . و قد بلغ الزمان إلى منتهاه و تبين أكثر ما كانوا ينتظرون ، ثم لا ينظرون .  
 کہ دلیری میکنند۔ و تحقیق زمانہ تا انتہاء خود رسیدہ و ظاہر شد اکثر ازاں چہ انتظار می کنند۔ باز نمی بینند۔

أهذه علمُ الدجاجلة؟ فأروني كمثلها إن كنتم تصدقون ، أم كنتم أشقياء في كتاب الله فما جعل الله  
 چاہیں نشان دجالان است۔ پس بنمائید مرا مثل آن اگر شما راستگو هستید چہ شمار کتاب الہی بد بخت بودید پس خدا بہرہ شما

﴿۲۹﴾

نصیبکم إلا الدجالین . ما لکم کیف تحکمون؟ بل ظهر وعد اللہ فی وقتہ صرف دجالان داشتہ چه شد شمارا چگونه حکم میکنید۔ بلکہ وعدہ خدا در وقت خود حق حق بظہور

صدقاً وحقاً، فبؤساً للذین لا یقبلون . قوم لُدُّ یؤثرون الظلمات علی النور آمدہ پس افسوس بر آنا نکہ قبول نمی کنند قومے ست بسیار خصومت کننده اختیار میکنند

وہم یعلمون، وکأین من آیة رأوها بأعینہم ثم ینکرون . ألم یروا ظلمت را بر نور و میدانند و بسیار نشان ہا کہ بچشم خود دیدہ اند آیا ندیدہ اند

أن الأرض ملئت ظلماً وزوراً وأن العدا من کل حدب ینسلون؟ کہ زمین از ظلم و دروغ پُر شدہ است و دشمنان از ہر بلندی مے دوند۔

وقال بعضهم : ما رأینا من آیة . یا سبحان اللہ ! ما ہذہ الأكاذیب وترک بعض از علماء ایشان گفتند کہ ما نشانے ندیدہ ایم۔ پاک ست خدا اینچہ دروغ ہاست و ترک کردن

خوف الحسیب؟ وإن فصل القضا یا یكون بالشواہد أو الألیاء، خوف خدا تعالیٰ و درستی فیصلہ مقدمہ ہا یا گواہان می شود یا بہ قسم ہا۔

فأراہم ربی شواہد من الأرض والسّموات، فعمّوا و صمّوا و ما خافوا یوم پس بنمود خدائے من برائے او نشان گواہان صدق من از زمین و از آسمان۔ پس ندیدند و نشنیدند و ترسیدند

المکافاة . ثم أقسم باللہ الذی خلق الموت والحیاة إنی لصدوق از روز مکافات۔ باز قسم می خورم بآں خدائے کہ موت و حیات را پیدا کرد کہ من بر راستی ہستم

وما افتريت علی اللہ وما اتبعت الشبهات، وانی أنا المسیح الموعود و بر خدا افترا نہ کردہ ام و پیروی شبہات نہ نمودم و من مسیح موعود

و الإمام المنتظر المعہود، و أوحی إلی من اللہ کالأنوار الساطعة، فأذکر و امام منتظر معہود ہستم و وحی کردہ شد سوئے من از خدا تعالیٰ همچو نور ہائے روشن پس من مردم را

الناس آیام اللہ بالبصیرة . و بَشَّرْتُ أن وقت البرد قد مضى، و زمان از روز ہائے خدا از روی بصیرت یاد میدہانم و بشارت دادہ شدہ ام کہ وقت سرد بگذشت و زمانہ

الزهر والشمس أُنِي، وكاد أن تنجاب الثلوج وتخرج المروج، وحن أن يُنبذ  
گلهامیوہ ہا بیامدہ و نزدیک شد کہ برف ہا بگدازند و سبزہ ہا بیروں آیند و بر انداختہ شوند

الذین انتبذوا الحق ظَهْرِيَا، وملئوا فيما دونه أمرًا فَرِيَا، وكان مَرَجُوا منهم  
آنا نہ حق را پس پشت انداختند و در کتب ہائے خود دروغ را جمع کردند و از علماء این امید داشتہ بودیم

أن ينبهوا همهم، ويوجهوا إلى التعاون كَلِمَهُم، ويساعدوا بما يصل  
کہ ہمت ہائے خود را خبردار کنند و سوائے مدد کلمات خود را توجہ دہند۔ و تا بحدیکہ ممکن باشد مدد ما

إليه إِمكانهم، ويقوم به بيانهم. فخالفونا لا بِسِرِّ القلب بل بجهر اللسان،  
کنند و تا بحدیکہ بیان تو اس کرد بیان کنند پس مخالفت ما کردند نہ بدل بلکہ بجز زبان و تیز کردند

وحدوا أَلْسِنَهُم إلى حد كان فى الإمكان، كأنهم سباع أو حيوات، وكان  
زبان ہا را تا بحدیکہ امکان داشت گویا او شاش درندگان ہستند یا ماران و گویا

ألسنهم رماح أو مرهفات. وما كان جوابهم إلا أن يقولوا إنه دجال  
زبانہائے شاش نیزہ ہا ہستند یا تیغہا۔ و جواب ایشان بجز ایں تیغ نبود کہ ایں دجال است

من الدجالين، وما تذكروا من درج من المفترين. أَوْضَعْتُ لَهُمْ  
از دجالان و یاد نہ کردند آنا نہ کہ از مفتریان گذشتہ اند۔ آیا برائے شاش تیغ

قبول فى الأرض أو أرى الله لهم من الآى الموعودة للعالمين؟ ومن  
قبولیتی بر زمین پیدا شد یا خدا تعالیٰ برائے شاش نشانہائے موعود خود بنمود و ہر کہ

أراق كأس الكرى، ونصنص ركاب السرى، ونظر إلى زمن مضى، فلا يخفى  
ریخت کاسہ خواب را و نیک راندن شتران شب سیر را۔ و نظر کرد دران زمانہ کہ بگذشت پس براو

عليه مآل المتقولين. أتعلمون رجلا ورد حمى الحضرة كالسارقين، ودخل  
انجام کار مفتریان پوشیدہ نخواہد ماند آیا میدانید انسانی را کہ در مرغزار حضرت عزت ہیچو دزدان بیاید و در

حرم الله كاللصوص الخائنين، ثم كانت عاقبة أمره كالصادقين؟  
حرم الہی ہیچو دزدی کنندگان خیانت پیشہ داخل شد۔ باز انجام کار او ہیچو راستان بود



﴿۳۱﴾

أَتَحْسِبُونَ الْاِفْتِرَاءَ كَأَرْضٍ دَمَتْ دَمَثُهَا كَثِيرٌ مِنَ الْخَطَا، وَاهْتَدَتْ إِلَيْهَا  
آيَاكُمَا مَيِّكُنِيْدَ اِفْتِرَا رَاكُهٗ بَهْجُو زَمِيْنٍ نَزْمٍ سَتٍ كَهٗ نَزْمٍ كَرْدَ اَنْزَابِ سِيَارِ گَامِ بَا۔ وِرَاهٗ يَافِتْ

أَبَايِبِلٍ مِنَ الْقَطَا؟ كَلَا. بَلْ هُوَ سَمٌّ زُعَافٌ مِّنْ أَكْلِهِ فَفَقَعَصٌ مِّنْ غَيْرِ مَكْثٍ  
سُوئے اَنْ گِرُوِهٗ دَر گِرُوِهٗ مَرغَانِ سَنَگِ خَوَار۔ ہرگز نیست بلکہ اَنْ زہر قاتل است ہر کہ اَنْزَا بخورد بے توفیق ہمد

وَفَنَىٰ. وَكَيْفَ يَسْتَوِي رَجُلٌ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ فَعُلِمَ مِنْ لَدُنْهِ وَءُعْطِيَ آيَاتٍ كَبْرَىٰ،  
وِنَا بُوْدشُد۔ وچگونہ برابر شود مردی کہ از خدا بترسد پس از طرف او نشا نہا و صلاحیت عقل یافت۔

وَنُورًا وَصَلَاحًا وَنُهَىٰ، وَأُرْسِلَ إِلَىٰ خَلْقِ اللّٰهِ لِيَهْدِيَهُمْ إِلَىٰ سَبِيلِ الْهُدَىٰ.  
وَسُوْنٰی مَخْلُوْقٍ فَرَسْتَا دَشْتَا اَوْشَاں رَا طَرَفِ رَا هَا ئے ہدایت رہنمونی کند

وَرَجُلٌ آخِرٌ يَمْشِي كَلِصْوَصٍ فِي اللَّيْلِ وَمَالَ عَنِ الْحَقِّ كُلِّ الْمِيلِ، وَسَرَىٰ يَبْجَاسَ  
وَمَرْدِي دِيگَرِ سَتٍ كَهٗ بَهْجُو دُزْدَاں بِشَبِّ مِي رُوْد۔ وَاَزْحَقِ دُوْر تَر تَرَفْتَهٗ وَ دُوْر كَرْدِ دَر دَلِ دَاشْتَنِ

خَوْفِ اللّٰهِ وَاسْتَشْعَارَهٗ، وَتَسْرِبَلٌ لِّبَاسِ الْاِفْتِرَاءِ وَشِعَارَهٗ، وَقَصْرٌ هَمَّهٗ عَلٰى الدُّنْيَا  
خَوْفِ الْهٰبِي وَنَهَاں دَاشْتَنِ اَلْ واپوشیدہ لباس افترا را و جامہ اورا۔ و ہمہ ہمت خود بردنیا

الَّتِي يَتَجَنَّبُهَا \* وَلَا يَقْصِدُ الْآخِرَةَ وَلَا يَجْتَلِيْهَا؟ كَلَا. لَا يَسْتَوِيَانِ، وَلِلصَّادِقِيْنَ  
گَمَاشْتِ وَمِي چنید اورا و قصد عاقبت نمی کند و نمی بیند اَنْزَا ہرگز این ہر دو برابر نیستند و برائے صادقان

قَدْ كَتَبَ الْفُرْقَانَ. وَعَدُّ مِنَ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ فِي كِتَابِهِ الْقُرْآنِ. فَلَا حَاجَةَ  
نُوْشْتَهٗ شُدہ است کہ در ایشان و غیر ایشان ما بہ الامتياز باشد۔ ایں وعدہ است از خدا تعالیٰ در کتاب او کہ قرآن مجید است۔

لِاَعْدَائِيْ إِلَىٰ اَنْ يَشْرَعُوْا رِمَاحَهُمْ، اَوْ يَتَقَلَّدُوْا سِلَاحَهُمْ، اَوْ يَكْفُرُوْا اَوْ يَفْسُقُوْا،  
پس بچ حاجت نیست کہ نیزہ ہا بچبائند و سلاہا بیا و بزنید یا مِرَا کافر بگویند و فاسق بدانند

فَإِنْ هَذِهِ كَلِمَاتٌ مِنْ قَبِيْلِ الْفَحْشَاءِ، وَإِنَّ الْمَوْتَ مَنَقُصٌّ عَلٰى كُلِّ رَأْسٍ مِنَ السَّمَاءِ،  
کہ ایں ہمہ طریق ہا از طریق فحش ست۔ و موت آواز می کند از آسمان بر ہر سرے۔

فَلَمْ يَخْتَارُوْنَ سَبِيْلَ الْاَتْقِيَاءِ وَمَا فِيْ اَيْدِيهِمْ اِلَّا الظَّنُّ، وَقَدْ اَهْلَكَ  
پس چرا تقویٰ اختیار نمی کنند۔ و در دستِ شان بجز ظن کدماں چیز است و پیش زیں

اليهود ظنونهم من قبل هؤلاء، فكفروا ☆ بعيسى ابن مريم وخاتم الأنبياء .  
ظن ہائے یہودیاں راہلاک کردہ پس بعیسیؑ و آنحضرت صلعم اس بہ ﴿ہچو ایں روایت

أتسکرونی بمثل هذه الروایات؟ کلا بل تعرفون الصادق والكاذب بالعلامات،  
انکار من کنید؟ ہرگز نیست ایمان نیاوردند بلکہ صادق و کاذب را بنشانہا خواہید شناخت و ہر درخت

و كل شجر يُعرف بالثمرات. أرايت سارقا وافي باب الإمارة، وسرق مالا بأعين  
از ثمر ہائے خود شناختہ میشود۔ آیا دیدی ہیچ دزدے را کہ بردری امیری رفت و روبروئے بینندگان مالے

النظارة، ثم ما أخذ بعد هذه الغارة فكيف لا يؤخذ من يعير دين الله و  
بدزدید و پس ایں تاراج گرفتار نشد پس چگونہ گرفته نشود کسی کہ تغیر دہد دین الہی را و

يقوّض مبانيه، ويحرف بحسب هواه معانيه، ليرأ المسلمون من الحق،  
بنیاد آن بر کند۔ حسب خواہش خود معانی اور امدل گرداند تا کہ مسلمانان از حق بیزار شوند

ويلحقوا بمن يناويه ويطمر كالبق. أظنّ هذا الأمر من الممكنات كالا بل هو  
و باں کس پیوندند کہ با مسلمانان دشمنی می ورزد و ہچو پیشمی جہد آیا این امر را از ممکنات گمان می کنی۔

من المحالات. ولو كان الله لا يغضب على المفتريين لصاع الدين، ولم يبق  
ہرگز نیست بلکہ ایں از محالات است۔ اگر خدا چنین بودی کہ بر مفتریان غضب نکردے البتہ دین ضائع شدے

دليل على صدق الصادقين، وارتفع الأمان واشتبه أمر الدين. ولله غيرة  
و دلیلی بر صدق صادقان باقی نماندی۔ و امان مرتفع شدی و امر دین مشتبه گشتی۔ و خدائی راست

كالبحار الزاخرة، والجبال الشامخة، أمواجه ملتطمة، وأفواجها مزدحمة،  
غیرت ہچو دریائی تیز رونده و کوہ ہائی بلند سرکشیدہ موجہائی آل غیرت پی یکدیگر اندوشرجہائی انبوی

فيسلّ سيفه على المتقولين، لتلا يتكدر بهم عين المرسلين في أعين الجاهلين .  
پست کنید پس شمشیر خود بر افترا کنندگان می کشد تا بوجہ شامت ایشان چشمہ صافی مرسلان مکر نہ

وكل ذلك كتب في الكتب، فرد العدا رة الغضب، فأغلقت دونهم  
گرد و ایں ہمہ در کتاب ہا نوشتیم۔ پس رد کردند رو غضب نہ از جہت انصاف۔ پس برایشان درہائے خود

﴿۳۳﴾

الأبواب، وما كلمتُ أحداً إلا الذي أناب. وكانت أنفاسي متصاعدة لهجوم به يستم وبأبجج كس مكالمته ندمم مگر با آنکه رجوع کنند و انفاس من بالامی کشیدند از ناگه آمدن

الحزن، وعبراتي متحدرة تحدر القطرات من المزن. ثم تسعرو الطاعون ولا حزن و اشک های من فرومی افتند بچو فرو افتادن قطره های بارش۔ باز فروخته شد طاعون و نه

كأوائل الزمان، وكان يأكل قُرَى وأمصاراً كالنيران. هنالك أوحى إليّ بچو روزهای اول و بود که می خورده بار و شهرها را بچو آتش۔ دریں وقت سوئی من وحی

مرة أخرى، وقيل: إن الأمان للذي سكن دارك ولازم التقوى. وأما کرده شد بار دوم که آن شخص را از طاعون امان است که در خانه تو سکونت اختیار کرد و لازم گرفت تقوی را مگر

الفاظ الوحي فهو قوله تعالى: "إِنِّي أَحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِي الدَّارِ الفاظ وحی این اند که خدا تعالی میفرماید که من همه را که در خانه تو هستند از طاعون محفوظ خواهم داشت

إِلَّا الَّذِينَ عَلَوْا مِنَ اسْتِكْبَارٍ"، وقال: "إني مع الرسول أقوم، وألوم من مگر آنانکه از اطاعت من سرکشند و از ربه اطاعت من گردن بیرون کشند آنان از طاعون در امن نیستند و گفت او بجانم که

يلوم، أَفْطِرُ وَأَصُومُ"، وقال: "لولا الإكرام لهلك المقام." وكان هذا من بار رسول خواهم ایستاد و آنکس را ملامت خواهم کرد که ملامت گراو باشد و اظفار خواهم کرد و روزه خواهم داشت و گفت او بجانم

في أيام إذ الصخور من الطاعون تتوقع، وبلاياها إلى الخلق تتتابع. وبشروني که اگر مرا پاس عزت تو بودی همه را که درده هستند هلاک کردی و این وحی وقتی شده بود که سگهای طاعون برابر میبارید و بلا پد در پی

ربي بأن هذه العصمة آية لك من الآيات، ليجعل فرقانا بينك وبين می آمد و خدای من مرابشارت داد که این حفاظت برائے تو نشانی خواهد بود تا او تعالی در تو دور

أهل المعادة. ثم بعد ذلك الوحي الذي نزل من الله الكريم، صدر من دشمنان تو فرقی ظاهر کند۔ بعد از این وحی حکم خال زدن بر آمد۔

الحكومة حكمُ التطعيم لهذا الإقليم. فما كان لي أن أعرض عن حكم الرحمن، برائے این اقلیم۔ پس مجال من نبود که از حکم ایزدی سر بتابم

بل كنت أنتظر آية عند هذا التكلان، ليزداد جماعتي إيماناً وليكمل العرفان. وطعنتي  
بلکہ بوم کہ انتظار نشانی میگردم بروقت این توکل تا جماعت من در ایمان و عرفان ترقی کند و بریں توکل ہر شخص کہ

على ذلك كل من كان يعبد صنم الأسباب، وقالوا: إن في التطعيم خيراً فكيف تترك  
پرستش اسباب می کردم را بطعن پیش آمد و گفتند کہ در حال زدن خیر و صواب ست پس چگونه

طريق الخير والصواب؟ فأشعت في كتابي السفينة أن الطعن لا يرد عليّ  
طریق خیر را می گذاری۔ پس من در کتاب کشتی نوح شائع کردم کہ این طعن بر من بعد از مقابلہ

إلا بعد المقابلة، وأما قبلها فليس هو من شأن أهل العقل والفتنة.  
واقع خواهد شد و پیش از مقابلہ طعن کردن کار خرد منداں نیست

فلو ثبت في آخر الأمر أن العافية كلها في التطعيم، فلست من الله العزيز  
پس اگر در آخر امر ثابت شد کہ ہمہ عافیت در حال زدن است پس من از طرف خدا نیستم

الحكيم. وكان هذا الإعلان أمراً حفظه الصبيان، وعرفه النسوان،  
و این اعلان من امرے بود کہ طفلان آنرا یاد کردند و زنان شناختند۔

وذكر في الأندية، وورد مجالس الأعزة، وارتفع به الأصوات في الشوارع  
و در مجلس ہا مذکور شد و در مجلسہائے بزرگان ذکر او گردید۔ و در کوچہ ہا بذکر آں آواز ہا بلند

والأزقة، حتى وصل الخبر إلى الحكومة. فتعجب كل من سمع من توكلنا في هذه  
شدند حتی کہ این حکومت را نیم خبر گردید۔ پس ہر یک ازیں توکل دریں اشتعال و با

النيران المشتعلة. فبعضهم ألحقوني بالمجانين، وبعضهم حسبوني كخرف  
در تعجب ماند۔ پس بعض مردم مرا بجنون منسوب کردند۔ و بعض مردم بچو پیران مسلوب العقل

فارغ من العقل والدين. فسمعنا قول المعترضين، وتوكلنا على الله المعين،  
مرا پنداشتند پس ما کلمہ ہائے او شان شنیدیم و توکل کردیم بر خدائے مددگار

وقلت: لا تعيروني قبل الامتحان، وانتظروا إلى آخر الأوان. وسعى الحكومة  
و گفتم کہ قبل از امتحان مرا سرزنش مکنید۔ و تا آخر وقت انتظار کشید و حکومت برطانیہ

كل السعى لتسرف من الخلق هذه العقوبة، وليلفّف المجانيق المنصوبة،  
تمامتر کوشش کرد کہ ایں عقوبت را از مردم بردارد و مجانیق قائم کرده طاعون را بہ پیچید

﴿۳۵﴾

و يقوّض الخيام المضروبة. وما كان هذا إلا نار من السماء، فكلما أرادوا إطفاءها  
وخمہ ہائے طاعون را کہ زدہ شد بکنند۔ ونبود ایں طاعون مگر آتش از آسمان۔ پس بہ مرتبہ کہ میرانیدن ایں

زادت نيران الوباء، وأحاطت بالأفطار والأنحاء. وأنعم الله علينا بالعصمة من هذه  
آتش خواستند آن زیادہ شد وہمہ طرفہا را محیط گردید و خدا تعالیٰ بر ما بحفاظت خود انعام کردہ۔

النار، وعصم كل مؤمن تقى كان في الدار. وما اختتم الأمر إلى ذالك، بل ظهرت مضرة التطعيم  
وہر مؤمن پر ہیہ نگار کہ در خانہ من بود محفوظ ماند و بر ہمیں قدر کار ختم نشد بلکہ بمقابلہ عافیت ما مضرت

بالمقابلة، وزجّينا الأيام بالخير والعافية. ونرى أن نفضل هذه المقابلة للنظارة.  
خال زدن ظاہر شد۔ وما یخیر و عافیت روز با ہر بردیم و مناسب دانیم کہ برائے بینندگان تفصیل ذکر ایں مقابلہ کنیم

## تفصیل ما ذکرناہ بالاجمال تفصیل آنچه ذکر کردیم آنرا بجملاً

قد سبق فيما تقدم أن بعض الناس جادلوني في أمر ترك التطعيم، وقالوا  
پیش ازیں گذشتہ است کہ بعض مردم با من مجادلہ کردند کہ چرا خال زدن را مے گذاری و گفتند

أتجعل نفسك من الذين يلقون بأيديهم إلى التهلكة ويميلون عن  
آیا نفس خود را از انان میگردانی کہ بدستہائے خود خویشتن را در ہلاکت می افگند و از راه

النهج المستقيم؟ فالصواب الأخذ بالاحتياط، وتقديم الحيل التي  
مستقیم مے گردند۔ پس بہتر ایں ست کہ طریق احتیاط اختیار کردہ شود و پیش از غلبہ طاعون آن حیلہا

تقدّر بها على درء هذا الداء والإشحاط. فقلت: لا تعجلوا على، ولا بد لكل  
استعمال کردہ آید کہ بدان ایں مرض را دور توان کرد پس گفتم کہ بر من شتابی مکنید و ہر خصومت کنندہ را

مجادل أن ينتظر إلى آخر الزمان، ليظهر الله أي فريق أقرب إلى العافية  
لازم است کہ تا آخر وقت انتظار کند تا خدا تعالیٰ ظاہر کند کہ کدام فریق اقرب بعافیت

وَأَلْأَمَانُ . وَلَا يُقْضَىٰ أَمْرٌ بِإِطَالَةِ اللِّسَانِ ، بَلِ الْحَقُّ هُوَ الَّذِي يَتَحَقَّقُ عِنْدَ  
وَأَمَانٍ سَتِ . وَيُجِبُّ أَمْرَ بَرْبَانَ دِرَازِي فَيُصَلِّهِ نَمِي يَابِدِ . بَلَكَّةُ حَقٌّ هَمَانَسْتُ كَمَا وَتِ قَتِ اِمْتِحَانِ

الامتحان، ومن استعجل بالملامة فيصبح كالندمان، ومن أكل غير فصيح  
متحقق شود۔ و ہر کہ برائے ملامت جلدی کر دیں عنقریب ہیچو پشیماناں صبح خواہد کرد و ہر کہ خام را بخورد

فسيكون ما أكله آفةً على المعدة والأسنان . وأشعت كل ما قلت في كتابي  
پس عنقریب آں خوردہ او آفت خواہد شد بر معده و دندان ہا۔ و ہر چہ گفتم در کتاب خود کشتی نوح

السفينة، وما كان لي أن لا أشيع بعد نزول الوحي والسكينة . وما  
شائع کردم۔ و مجال من بود کہ بعد نزول وحی و سکینت آں را شائع نہ کنم و من ہیچ

أعلم رجلاً إلا بلغه هذا الخبر، وما أعرف أذنًا إلا قرعها هذا الأثر، حتى  
مردے را نمی دانم کہ این خبر اورانہ رسیدہ باشد۔ و ہیچ گوشتی را نشناسم کہ این نشان او را نہ کوفتہ باشد۔

إن هذا النبأ وصل إلى الدولة وأركانها، وشاع في كل بلدة وسكانها،  
تا بحدیکہ این خبر تا دولت برطانیہ و ارکان او رسید۔ و در ہر بلدہ و ساکنان آں بلدہ شائع

وزاد الناس طعنا وملامة، ورأينا من السُّنْهِم قِيَامَةً . فحاطبتهم وقلت :  
گشت و مردم در طعن افزودند۔ و ما از زبانہائے شاہ قیامتے دیدیم۔ پس من ایشان را مخاطب

إننا نحن المنجدون، وإننا نحن بُشِّرْنَا وَإِنَّا لَمُحْفَظُونَ . فلو لم يصدق هذا  
کردم و گفتم ما گروہیم مدیافتہ۔ و ما از خدا بشارت یافتیم و ما محفوظیم۔ پس اگر این قول راست نباشد

القول فلست من الصادقين، وليس كمثل كاذب في العالمين . وينسف  
پس من صادق نیستم و ہیچو من ہیچ کاذب در دنیا نخواہد بود۔ و برخواہد کند

الطاعون لى ربى ولو أنه جبال، وينزفه ولو أنه سيل مغتال، وإننا  
طاعون راب من برائے من اگر چہ آں کوہ ہا باشد۔ و خشک خواہد کرد و اگر چہ آں سیلے ناگاہ کشدہ باشد۔ و ما

أكثر أمنًا وعافية من الآخرين . فانتظروا حتى حين، ثم قولوا ما تقولون  
بہ نسبت دیگران زیادہ تر در امن و عافیت خواہیم ماند۔ پس تا اخیر انتظار کنید باز گوئید ہر چہ گوئید

﴿ ۳۷ ﴾

إِن رَأَيْتُمُونَا مِنَ الْأَخْسَرِينَ، وَإِنَّا سَنُزَجِي الْأَيَّامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمَنِينَ .  
اگر مارا بہ نسبت دیگرال زیادہ تر زیاں کاریافتید۔ و ما بفضلہ تعالیٰ ایں روز ہا را با من بسر خواہیم کرد

فَمَا سَمِعَ كَلَامَنَا أَحَدٌ مِنَ الْأَعْدَاءِ، وَضَحِكُوا عَلَيْنَا وَسَخَرُوا مِنَّا وَأَوْذَيْنَا كُلَّ  
پس ہیچ دشمنی کلام ما نشنید و بر ما خندیدند و استہزا کردند و ہرگونہ ایذا دادہ شدیم۔

الْإِيذَاءَ . وَمَا زَلْنَا غَرَضَ سَهَامٍ، وَدَرِيَّةَ رِمَاحٍ كَلَامٍ، حَتَّى أَتَى الْوَقْتُ الْمَوْعُودَ،  
و ما ہمیشہ بودیم نشانہ تیر ہا و نشانہ نیزہ ہائے کلام۔ تا آنکہ وقت موعود بیامد

وَبَدَأَ الْقَدْرَ الْمَعْهُودَ، وَهُوَ أَنَّ الطَّاعُونَ لَمَّا تَمَكَّنَ مِنْ حِصَارِهِ، وَأَحْدَقَ  
و تقدیر معہود آشکارا گردید و آل ایں ست کہ ہر گاہ طاعون قلعہ خود را مضبوط ساخت۔ و ہمہ دیوار ہائے

بِجَمِيعِ أَسْوَارِهِ، أَوْجَسَتْ الْحُكُومَةُ فِي نَفْسِهَا خَيْفَةً، وَطَلَبَتْ لِلتَّطْعِيمِ زَمْرَةً  
خود بتکمیل رسانید حکومت برطانیہ در دل خود بہ ترسید۔ و برائے خال زدن گروہی حاذق

حَاذِقَةً فَقَلَّتْ فِي نَفْسِهَا إِنَّهَا فَعَلَتْ كُلَّ مَا فَعَلَتْ بِمَصْلَحَةٍ وَلَكِنَّا حَرَبٌ بِمَشِيئَةِ  
از اطباء بطلبید پس در دل خود گفتیم کہ ایں حکومت ہر چہ کردہ ست نیک ارادہ کردہ ست مگر آن جنگی ست بمشیت

مَقْدَرَةٌ، فَإِنَّ الْقِيَامَ فِي جَنْبِ قَدْرِ اللَّهِ قَعُودٌ، وَالتَّيْقِظُ رَقُودٌ، وَالسَّعْيُ  
خدا تعالیٰ چرا کہ بمقابلہ خدا استادان در حقیقت نشستن است۔ و بیداری در حقیقت خواب است۔ و دویدن در حقیقت

سَكُونٌ، وَالعقل جنون، والرأى خرافة، والإصلاح مفسدة . وَكَانَ الْقَوْمُ  
آرمیدن است۔ و عقل در حقیقت جنون است۔ و رائے زدن بے عقلی است۔ و اصلاح در حقیقت تباہی انداختن است و قوم مارا

يَجْهَلُونَنَا وَيَخْطِئُونَ، وَيَكْذِبُونَ بِنَبَأِنَا وَلَا يَصْدَقُونَ . فَكُنَّا نَنْتَظِرُ  
بنادانی منسوب می کرد۔ و تکذیب ما می کردند۔ و تصدیقی نمی کردند و ما انتظار می کردیم

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِنَا وَبِهِمْ، وَكَانَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُونَ عَلَيَّ رِغْمَ مَا قَلْنَا لَهُمْ .  
کہ خدا با ما و ایشان چہ می کند و مردم برخلاف ما با ہم گفتگو می کردند

فَلَمَّا أَكْثَرَ الْكَلَامُ، وَقِيلَ : أَيْنَ الْإِلَهَامُ، إِذَا فَرَّاسْتِي مَا أَخْطَأْتُ، وَكَيْاسْتِي  
پس چون گفتگو بسیار شد و گفتند کہ الہام کجاست پس ناگاہ فرست من خطانہ کرد وزیر کی من

کالشمس اشرفت، و آیتی تبینت، و درایتی تزیینت، و وجوه اسودت، و وجوه  
بہجو آفتاب بد زشید و نشان من ظاہر شد و دانشمندی من آراستہ گردید۔ و روہاسیہ شدند۔ و روہا

ابیضت۔ و ما أرخی ربی للمنکرین حبل الإنظار، بل أراهم عاجلا ما أنکروه  
سفید شدند۔ و خداوند من برائے منکراں رسن مہلت سست نکرد بلکہ بزودی ایشان را چیزی نمود کہ

بالإصرار۔ و ما أبطأ الوقت حتى شاعت الأخبار فی مضرة التطعیم، و  
ازاں انکار میکردند۔ و چندیں دیر نشد کہ دربارہ نقصان خال زدن خبر ہا منتشر شدند و

قیل إنه يجعل المرء عیناً والامرأة کالعقیم، و قیل إنه یدھب بسماعة  
گفتہ شد کہ خال زدن مرداں را نامرد کند و وزن را بہجو عقیم۔ و این ہم گفتہ شد کہ خال زدن قوت

الآذان و نور الأبصار، و کذا لک قیل أقوال أخرى ولا حاجة إلى الإظهار۔  
شنوائی و بینائی را دور میکند۔ و بچہیں دیگر خباہتیں نیز گفتند و حاجت اظہار نیست۔

و بلغت أخبار الموتی واحدا بعد واحد، و تواتر الأمر و لم یبق حاجة إلى شاهد۔  
و رسیدن خبر ہائے میرندگاں یکے بعد از دیگرے و متواتر شد ایں امر چنداں کہ حاجت گواہی نماند

و قیل إن مضرتہ للناس کالأسد المصحر و النمر الموغر، و إنه أقعص فی بعض  
و گفتہ شد کہ مضرت خال زدن بہجو شیریں است کہ از بہر حملہ در میدان بیروں مے آید و بہجو پلنگے کہ او را خستگین کردہ شود و او

آفاق کالمبادر إلى ضرب أعناق، و کمثل مؤثر القتل علی استرقاق، و توافق  
در بعض بلاد مردم را گشت بہجو کسے کہ جلدی کند برائے گردن زدن و بہجو کسے کہ بر بردہ گرفتن کشتن را اختیار کند و

تلک الأخبار کلاً وفاق۔ فلم نلتفت إلى أقوال العامة، و لم نقم لها وزناً، و إن  
ایں خبر ہا با ہم موافقت کلی داشتند پس ماسوے اقوال مردم التفات نہ کردیم۔ و ایں اقوال را بیچ وزن نداریم کہ

هذا هو نهج السلامة، و قلنا إن أكثر الأخبار تأتي بالأراجيف، فنصبر  
ہمیں راہ سلامت است۔ و گفتیم کہ اکثر اخبار در روغہائے بے بنیاد شائع می کنند۔ پس صبر میکنیم

حتى ننقذ الأمر کالصیاریف، مع اننا سمعنا بأذانا حکایات فی هذا الباب،  
تا بوقتیکہ بہجو سرہ کنندگان امر مخ را دریاہیم با وجودیکہ ما بگو شہائے خود حکایت ہا شنیدیم



﴿۳۹﴾

وروايات لا تُردّ ولا تُنسب إلى كذاب بالاستعجاب. ورأينا العامة عند سماع  
وآں رواہا تھا کہ نہ رد تو اں کر دہ سوائے دروغگوئی منسوب تو اں کر دہ عام مردم را وقت شنیدن خال زدن

التطعيم في الخوف المزيج والفرق المحرج، ومع ذلك وضعناهم موضع الدواب،  
درخو فی یاقتم کہ بیقرار کنندہ بود۔ در ترس بیتاب کنندہ مشاہدہ کردیم و با وجود ایں ما و شاں را در چار پایاں جادادیم

وما عبأنا بهم ولا بأقوالهم كأولى الألباب. وبيننا نحن في هذا الدفع والذب،  
و نہ پروائے ایشاں کردیم و نہ پروائے قول ایشاں در ایں میان کہ ما در دفع خیالات عامہ مشغول بودیم

والاستدراك على العامة والسعي والخب. إذ أتتنا جرائد من الحكومة  
واز بہر اثبات غلطی ایشاں در سعی و تاخت بودیم کہ ناگاہ ما را از طرف حکومت اخبار ہا رسید

فيها نبأ عظيم، وخبر أليم. فارتعدت الفرائص عند سماعه، وظلّع فرس  
کہ در انہا خبری عظیم و واقعہ دردناک نوشتہ بود۔ پس بجز شنیدن آں خبر شانہ ہا نمی دند۔ واسپ سعی کردن

السعي بسطاعه. فقرأنا الخبر كما يقرأ المحزونون، وقلنا إنا لله وإنا إليه راجعون.  
بداغ آں خبر خرم شد۔ پس آں خبر را بخوانیدیم بچپاں کہ غمنا کاں میخوانند و گفتیم انا لله وانا إليه راجعون۔

وهذا هو الخبر الذي أشعته قبل هذا النعي الأليم، وقلت إن العافية معنا  
وایں ہمہ خبر است کہ شائع کردم آنرا پیش ازین خبر مرگ کہ دردناک ست۔ و گفتیم کہ عافیت با ما ست

لامع أهل التطعيم. وإنه آية من الآيات، ومعجزة عظيمة من المعجزات، فُنسَر بها و  
نہ بکسانیکہ صاحب خال زدن ہستند۔ و ایں نشانی از نشانہا ست۔ و معجزہ بزرگ از معجزات ست۔ پس ما بوجہ ایں

مع ذلك نبكى على الثيبات الباقيات، واليتامى الذين ودّعوا آباءهم قبل وقتهم  
نشان خوش ہستیم لیکن باوجود ایں می گرتیم بر بیوگان گریہ کنندگان و بر آں یتیمان کہ قبل از وقت خود

بتلك المعالجات. فبما أسفا على يوم عُرضوا فيه للتطعيم، وليت شعري لو أتوني  
پدران خود را پُر زود کردند بدین تلاہما۔ پس افسوس بر آں روز کہ برائے خال زدن پیش کردہ شدند۔ و کاش اگر نزد من بیامندے

مؤمنين لحفظوا من هذا البلاء العظيم. وما أدراك ما هذه الآفة، ثم ما أدراك  
ازین بلائے عظیم نجات یافتندے بیچ دانی کہ ایں آفت چیست باز میدانی کہ

ما هذه الآفة؟ فاعلم أن في أرضنا هذه قرية يقال لها ملكوال، فاتفق أن عملة  
ايس آفت چيست۔ پس بدانکہ دريس سرزمين ما ہے است کہ نام آں ملکوال است۔ پس اتفاق افتاد کہ عملہ

التطعيم واقوا أهلها مع حزب من الرجال، ودعوهم إلى هذا العمل بالرفق  
خال زدن نزد مردمان آں دہ آمدند باگروہے از مردمان۔ واوشاں را از راہ نرئی و حیلہ گری سوئے خال زدن

والاحتیال. فقیض القدر لتبیرهم وتدمیرهم أنهم حضروا تلك العملة، وكانوا  
خواندند۔ پس مقدر کرد الہی برائے ہلاکت اوشاں کہ حاضر شدند نزد آں عملہ و بودند

تسعة عشر نفرًا عِدَّةً، وأما أسماؤهم فافروؤوا الحاشية، فعرضوا أنفسهم للتطعيم  
نوزدہ در شمار گمر نامہائے اوشاں پس بر حاشیہ بخوانید پس برائے خال زدن خویشتن را

جرأة ليكونوا نموذجا لمن يخشاه شبهة. فلما دخل سم التطعيم عروقهم، صهر أ كبادهم،  
پیش کردند تا برائے ترسندگان نمونہ باشند و شبہہ را دور کنند۔ پس ہر گاہ داخل شد ہر خال زدن در گہائے ایشاں

وأذاب فؤادهم، وخبطوا قلبين. ثم لما هجروا تغيرت حواسهم، وأترعت من الموت  
گداز کرد و جگر ہائے ایشاں را و گداز کرد دل شاں و در بے آرای دست و پا زدند چون روز بہ نیمہ خود رسید حواس شاں متغیر شد

كأسهم، فأصبحوا في دارهم جاثمين. وردوا أمانات الأرواح إلى أهلها☆. ومُلت  
وازموت کہ کاسہ شان پر گشت پس در خانہ ہا خود بے حرکت افتادند۔ و رد کردند امانت جانہا را سوئے مالک آنہا

البيوت بكاءً وجزعا وصارت الأقارب كالمجانين. هناك قامت القيامة في تلك القرية،  
وخانہائے شاں از گریہ و بکا پُشدند آنگاہ قائم شد قیامت در اں دہ

وارتفعت أصوات النوادب بالكلم المؤلمة، وكل من كان في القرية سعوا إليهم  
و بلند شد آواز نوحہ کنندگان بکلمات دردناک و ہمہ آں مردم کہ در دہ بودند سوئے ایشاں بتما متر

متعجبين ومتأسفين، واثالوا إلى بيوتهم موجفين وباكين. وأما ما مرّ على نسوانهم  
تعجب شتافتند متأسف کنندگان و بزودی سوئے خانہ شاں رفتند شباب کنندگان و گریہ کنندگان۔ و آنچه گذشت بر زہائے شاں

اسماء رجال ما توا من التطعيم ونسى المخبر اسم احد منهم۔ ۱۔ امیر الدین قوم علماء ۲۔ عمر ترکان ۳۔ جمال کشمیری  
۴۔ جیون شاہ سید ۵۔ مہر داد میرامی ۶۔ سلطان موچی۔ ۷۔ حیات ترکان ۸۔ فتح دین قوم جٹ ۹۔ قاسم شاہ سید  
۱۰۔ امام الدین قوم جٹ ۱۱۔ شادی جٹ ۱۲۔ حیات جٹ ۱۳۔ لدھا جٹ ۱۴۔ روڈا کھار ۱۵۔ نور احمد قوم علما ۱۶۔ ساون کھتری  
۱۷۔ شب دیال کھتری ۱۸۔ کرپارام کھتری ۱۹۔ نسی المخبر اسمہ

☆ بلغنا بعد هذا ان بعضهم بقوا كمعلق بين الموت و الحيات الى عشرة ايام بعد التطعيم ثم زهقت  
نفوسهم بالعداب الاليم. منه

وصبیانہم، فلا تسأل عن شأنهم. إنهم اسالوا الغروب، وعطوا الجيوب،  
وكدكان شان پس حال شان پرس ایشان اشک ہائے خود جاری کردند۔ وگربانہا دریدند۔

ومزقوا القلوب، وسعروا الكروب، وتذکر كل حميم الحميم، ولعنوا التطعيم،  
ودلہا پارہ کردند وبقرار یہا افروختند وہر خویشاوندی خویشاوند خود را یاد کرد۔ وخال زدن رالعت

بما رأوا أحياء هم صرعی، وتفجع كل من سمع هذه الفاجعة العظمی، وطار ت  
کردند چرا کہ زندگان خود را مردہ افتادہ دیدند و دردمند شد ہر کہ اس واقعہ را شنید۔ وعقل

عقول القربی، وصار نهارهم كليل أعسلی. وما كان في القرية رجل إلا انتهى  
ایشاں پرید و روز بچو شب تاریک گشت وخال زدن رالعت کردند و درودہ ہیکس نمازند مگر

إلى فنائهم، وتصدى لاستنشاء أنبائهم. ووالله ما نصفنا الشهر<sup>☆</sup> بعد نبأ  
بخانہ شاں آمد واز حالات شاں پرسید وبخدا ہنوز ماہ بعد اشاعت خبر

تقدّم ذكره للطلباء، حتى ظهرت هذه الواقعة من القضاء، وصدقت وحی الله  
مذکور گذشتہ بود۔ تا آنکہ اس واقعہ از قضائے الہی ظاہر شد و تصدیق کرد وحی خدا را

وكل ما عثر عليه من حضرة الكبرياء. ولما اطلعت عملة التطعيم على هذه الحوادث  
و ہر چہ از خدا تعالی اطلاع یافتہ بودم وچوں عملہ خال زدن بریں واقعہ اطلاع یافت۔

الواقعة، بادروا إلى نائب السلطنة، وأسر جواد الأوبة، وبهتوا مما ظهر  
جلدی کردند سوئے ارکان سلطنت و براسپ بازگشتن زیں کشیدند و مہوت شدند

من الأقدار السماوية. وبعد ذلك ثنى الله عنان الحكومة عن الإسرار<sup>⊗</sup> على  
بہ باعث آنچه از تقدیر سماوی ظاہر شد۔ و بعد ازین عنان خدا تعالی عنان حکومت را ازین امر باز کشیدند

هذه الأعمال المشتبها، بل أنفت الدولة من شدة كانت في الأزمنة السابقة،  
کہ بریں اعمال مشتبہ بلکہ شدت سختی کہ سابق درین امر بوجہ دولت برتش را بسیار ناپسند آمد

وذلك بما ضاعت به نفوس تسعة عشر من الرعية في ساعة واحدة. ومنع التطعيم  
وایں بدیں سبب کہ ضائع شد باعث خال زدن جانہا نوزدہ کس از رعیت در ساعت واحد و بذریعہ تارہا

☆ ایڈیشن اول میں یہ الفاظ زائد لکھے گئے ہیں اور اگلی مطبع میں ترجمہ میں ”نصف“ کا لفظ نہ گیا ہے۔ (ناشر)

⊗ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”الاصرار“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

بالرسائل البرقية، ثم أخذ طريق الرفق والتؤدة، وترك طريق يشابه الجبر  
طريق خال زدن بند کردند۔ باز طریق نرمی و آہستگی اختیار کرده شد۔ و اس طریق کہ در چشم عامہ مردم بصورت

فی أعین العامة . ولا شك أن هذه الدولة ما آلت شفقةً، وما تركت  
جبری نمود ترک کرده شد۔ و شک نیست کہ اس سلطنت در شفقت بر رعایا ہیچ تقصیری نہ کرده است و در

فی جهدها دقیقة، وما اختار التطعيم إلا بعد ما رأته فيه منفعة .  
کوشش خود ہیچ دقیقہ نہ گذاشته۔ و خال زدن را اختیار نہ کرد تا بوقتیکہ در نفع نیافت

والحق أن الأمر كان كذلك إلى أن خالفناه من وحى السماء، فأراد الله أن يصدّق  
و حق ہمیں است کہ خال زدن نفع میگرد تا بوقتیکہ بہ حکم وحی سماوی مخالفت کردیم۔ پس ارادہ کرد خدا تعالی کہ

قولنا وينجيننا من ألسن الجهلاء، فعند ذلك أبطل نفع التطعيم، وأحدث مضرة  
تصدیق قول ما کند و مار از زبان جهلا بر باند۔ پس درین حالت خدا تعالی نفع خال زدن را باطل کرد و در مضرت

فيه، ليُظهر صدق ما خرج من فيه. ولو لم يكن كذلك فكيف كان من الممكن  
نہاد تا سخنی کہ از دہانش بر آمدہ بود آن را بظہور رساند۔ اگر چنین نہ بودی پس چگونہ ممکن بود

أن يظهر الآیة، ويتحقق لنا الحفظ والحماية؟ ووالله إن لم يهلك أهل تلك  
کہ نشان ظاہر شدی۔ و چگونہ برائے ما حفاظت و حمایت متحقق شدی و اگر مردم این دہ ہلاک نشدندے

القريبة لهلكُ والحقُّ بالكاذبين، لأنني كنت أشعت أن العافية معنا وهذا  
البت من ہلاک شدی و سوائے دروغویان منسوب گشتی چرا کہ من شائع کردہ بودم کہ عافیت با ماست و ہمیں

هو معيار صدقنا عند الطالبين، ولو ظهر عكسه فهو من أمارات كذبي، فليكدّبنی  
معیار صدق ماست نزد جوئندگان۔ و اگر برخلاف این ظاہر شد پس آں از نشانہائے دروغ من

عند ذالك من كان من المكذبين. و كانت هذه المصارعة كدريّة في أعين الناس،  
خواہد بود پس باید کہ در آن وقت تکذیب من کنند تکذیب کنندگان و این کشتی همچون نشانہ بود در چشم مردمان

و كنت كمعلق. إما أن أحيأ وإما أن أقتل في هذا البأس. فأراد الله أن يغلبني  
و من همچو معلق بودم یا زندہ کردہ شوم و یا دریں جنگ قتل کردہ شوم۔ پس ارادہ کرد خدا تعالی کہ مرا غالب کند

كما غلبني من قبل في موطن، فليس على الحكومة ذنب بل كان آية عند ربّي  
چنانچہ پیش ازیں در ہر میدان غالب کردہ است پس برسلطنت ہیچ گناہ نیست بلکہ ایں نشانے بود کہ خدا آتزا

فأظهر و أعلن. ولا بد من أن نقبل أن هذه الحادثة كانت داهية عظيمة،  
ظاہر کرد و ضرورت کہ ماقبول کنیم کہ ایں حادثہ عظیمہ بود

ومصيبة كبرى، وترتعد الفرائص إلى هذا اليوم بتصور هذه الواقعة،  
و مصیبتی بزرگ بود و تا امروز بتصور ایں واقعہ شانہ ہامے جنبند۔

ولا نجد مثلها في الأيام السابقة. وما كان بال قوم شقت هذه الفجعة جنوبهم،  
و مثل آں در ایام سابق نمی یابیم و چه حال آں قوم خواهد بود کہ ایں مصیبت کہ ناگہاں رسید

و كوى الجزع قلوبهم، وكيف كان لطم الخدود وضرب الصدور عند تلك  
جیب ہائے اوشاں راجاچاک کرد و ایں جزع دل اوشاں را داغ داد۔ و چگونه بود طمانچہ زدن بر رخسار و بر سینہ

البلوى، إذما أُلحِقَ في ساعة أحياءهم بالموتى. ومع ذلك لا جناح على  
زدن وقت ایں مصیبت۔ چونکہ در ساعتے نام زندگان اوشاں مردہ شد۔ و باوجود ایں حکومت برطانیہ را

الحكومة البريطانية، فإنها اختارت ذلك بصحة النية، بعد التجربة الكثيرة  
هیچ گناہی نیست چرا کہ او ایں عمل بصحت نیت بعد تجربہ کثیرہ اختیار کردہ بود

وبذل الأموال لدفع هذا المرض أكثر مما تبذل الدول الأخرى في مثل هذه  
و خرچ کرد مال ہا را برائے دفع ایں مرض اکثر از آنکہ دولتہائے دیگر در مثل ایں مقامات برائے

المواضع المقلقة لإنجاء الرعية. وكذا لا يعود اعتراض إلى أركان السلطنة،  
رعیت خرچ می کنند ہیچیں ہیچ اعتراضے سوئے ارکان سلطنت رجوع نمی کند

فإن الدولة وأركانها ما كانوا يعلمون ما ظهر من النتيجة. وقد اتقنت لهذه  
چرا کہ ایں دولت و ارکان آں نمی دانستند کہ ایں نتیجہ بظہور خواهد آمد و بوجہ ایں حادثہ شانزا

الحادثة أكبادهم، ورقق فؤادهم، والمهم هذه الداهية وأوجعهم هذه  
صدمہ رسید و ایشاں را رقتے طاری شد۔ و دردناک کرد ایشان را ایں مصیبت و درد رسانید

المصيبة، بما فجأ القرية بلاء، وما سبق إليه دهاء. ولأجل ذلك فرضت  
ایشان را این حادثہ چہ کہ بنا گاہ گرفت آں دہ را بلائے۔ و بیچ عقلی نہ دریافت کہ این چنین خواہد شد و از بہر ہمیں

الدولة وظائف لورثائهم، وواستهم مع الأسف الكثير وقامت لایوائهم،  
مقرر کردہ پیشن ہائے برائے وارثان این مردگان و غمخواری کرد و نشان را باندوہ کثیر و استاد برائے جائے دادن ایشان

وبذلت العناية لایرضائهم. و كان التطعيم عندها في أول أمره كمائدة  
و مہربانی ہا برائے راضی کردن اوشان مبذول فرمود۔ و خال زدن در اول امر نزد او بیچو آں بود کہ

تتحلب لها الأفواه، وتسلمظ لها الشفاه، ولكن بعد ذلك أخذت بالتوجه  
بخیال آں آب در دہاں می آید و لب اورا بشوق می لیسند۔ مگر بعد از این طریق احتیاط و پرہیز بتوجہ

﴿۳۳﴾

التام طريق الاحتياط والاحتماء، وأوجب مراعاته إلى الانتهاء. و كذلك  
تام اختیار کرد و رعایت آنرا تا بانہا واجب داشت و بچہیں

جرت عادة هذه الحكومة، فإنها تفعل كلما تفعل بكمال الحزم والتؤدة،  
عادت این حکومت چنین واقع ست کہ او ہر چہ میکند بکمال آہستگی میکند

وإنها تتعهد رعاياها كالأبناء، ولا ترضى بأمر فيه مظنة الإيذاء. ولذلك  
و این دولت تعہد رعیت خود چنان می کند کہ تعہد فرزندان و بیچ امر راضی نمی شود کہ در این منطفہ ایذاست۔

وَجَب شکرها بما تساعد مساعدة الأمهات، وأين كمثل هذه الحكومة؟  
و از بہر ہمیں شکر او واجب گشت چہ کہ چنان مدد رعیت میکند کہ مادران۔ و بجا است نظیر این حکومت

فاطلبوا في الأقطار والجهات. وأرى كل عاقل يثنى عليها لمنتها، ويفديها  
پس بجوئید ہمہ طرف و ہر دانشمند را می بینم کہ از بہر احسان او بروثنائے میگوید

بمہجنتہ، و ذالک لإحسانها وكثرة حسنيتها. فالحمد لله على هذه النعمة ولذلك  
و جان خود برو فدا میکند۔ و این برائے احسان و کثرت نیکی او پس شکر خدا را برین نعمت او۔ و از بہر ہمیں

و جب على كل مسلم ومسلمة شكر هذه الدولة، فإنها تحفظ نفوسنا وأعراضنا  
بر ہر مسلمان مرد باشد یا زن واجب است کہ شکر این دولت کند چہ کہ او نگہبانی جانہائے و آبرو ہائے ما

وأموالنا بالسیاسة والنصفة. وحرام علی کل مؤمن أن یقاومها بنیة الجهاد،  
وما لهاے مابعدالت و سیاست خودمی کند و حرام است بر ہر مؤمن کہ مقابلہ ایں دولت کند بہ نیت جہاد

وما هو جہاد بل هو أقبح أقسام الفساد. وهل من شأن فتوة الإسلام أن  
وآں جہاد نیست بلکہ بدترین قسم فساد است و آیا شان مردی اسلام را ایں می زبید کہ

تعتاض إحسان المحسن بالحسام؟ ثم اعلم أنا لا نتكلم بشيء في شأن  
احسان محسن را بشمشیر جواب دہیم باز بدانکہ ما در شان خال زدن بیچ مخالفانہ

التطعيم، بل نعترف بفوائده وبما فيه من النفع العظيم، ونقر بأن فيه  
کلام نمی کنیم۔ بلکہ ما قرا نوازند آں و اقرار آنچہ در نفع بزرگ است می کنیم۔ و اقرار میکنیم کہ در و برائے

شفاء للناس، ولا خوف ولا بأس، ولذلك لما شاهدت الحكومة أن صول  
مردم شفا است بیچ خوف و اندیشہ نیست و از ہمیں وجہ چون سلطنت انگریزی مشاہدہ کرد کہ حملہ

الطاعون بلغ إلى غايته، وهو له انتهى إلى نهايته، أثرت التطعيم على كل تدبير،  
طاعون تا نہایت رسیدہ است و خوف آں تا بکمال انجامیدہ عمل خال زدن را بر ہمہ تدبیر با اختیار کرد

وأعدت له الوسائل بصرف مال كثير، واجتهدت في بذل وسعها تفجعاً  
و برائے آں وسیلہ ہا را ب صرف مال کثیر مہیا ساخت و برائے ہمدردی مردم طاعون زدہ تا بوسعت خود

للخلق المطعون، لتعمد به ظبي الطاعون. و كان هذا العمل جاريا  
کوشش کرد تا بدوشمشیر طاعون را در نیام کند و ایں عمل از سالہا جاری بود

من سنوات، وما سمعنا مضرته من ثقات، بل كان أهل الآراء يثنون  
من سنوات و ما سماعنا مضرته من ثقات، بل کان اہل الآراء یثنون و ما ضرر او از مردمان ثقہ گاہے نشنیدیم۔ بلکہ مردم اہل رائے ایں دوا را ثنای کردند۔

على هذا الدواء، ويحسونه أسرع تأثيراً وأدخل في أمور الشفاء. و كان  
و آں سربلج التاثير و در امور شفا بسیار دخیل می پنداشتند و امر

الأمر هكذا إلى أن ألفت كتابي سفينة نوح، وخالفني التطعيم فيه بأمر الله  
واقعہ بیچین بود تا بوقتیکہ من کتاب خود کشتی نوح را تالیف کردم و در ایں کتاب با مرخصائے

السَّبَّوحِ . وقلت إن العافية أصفها وأبقاها وأبعدها من العذاب الأليم، قدوس - خال زدن را مخالفت کردم - وگفتم کہ عافیت کہ باقی تر و صافی ترست دورتر است از عذاب الیم -

ہی کلہا معنا لا مع اهل التطعیم، فإن لم یصدق کلامی هذا فلست من آن ہمہ با ما ست نہ باہل خال زدن پس اگر ایں کلام من راست آید پس دریں صورت از

الله العظیم . فارتفع الأصوات بالطعن والملامة، وقالوا أتخالف هذا خدا تعالیٰ نیستم پس بلند شدند آوازها بطعن و ملامت و گفتند آیا تو مخالفت میکنی -

العمل وهو مناط السلامة؟ وأما ما تذکر من وحیک فهو لیس بشیء و سترجع بالندامة، ایں عمل را و آں مدار سلطنتی است مگر آنچہ ذکر کنی از وحی خود پس آں چیزے نیست و عنقریب بندامت

﴿۳۶﴾

أو تقيم عليك وعلى من معك عذاب القيامة. وإن العافية كلها في التطعیم وقد جربه رجوع خواهی کرد یا بر خود و بر جماعت خود عذاب قیامت قائم خواهی کرد و ہمہ عافیت در خال زدن است و آزموده اند

المجربون، فمن عمل به فلا خوف عليهم ولا هم يُطعنون. هنالك رِقُّ قلبي، آں آزمایش کنندگان - پس هر کہ عمل خال زدن بجا آورد پس ایشانرا بیخوف نیست و نہ ایشانرا طعن خواهد شد در آن وقت

وفاضت دموع عینی، بما رأیت زئی الناس غیر زئی المسلمین، و رأیت أنهم مرارقت آمد و اشک از چشم رواں شد چرا کہ لباس مردم غیر لباس مسلمانان دیدم - و دیدم کہ ایشان

يؤمنون بحيل الناس ولا يؤمنون بوعد رب العالمين. یاؤون إلى أولى التجارِب، بخیلہ ہائے مردم ایمان نمی آرند و بوعده خدا ایمان نمی آرند پناہ می برند سوئے صاحبان تجربہ

ولا یاؤون إلى الله القريب . يأخذون عن الذين يظنون، ولا يأخذون عن وپناہ نمی برند سوئے قادر و نزدیک یاد میکنند از انان کہ گمانہای کنند و نہ یاد میکنند از انان کہ

الذى تحت أمره المنون . فشكوت إلى الحضرة، لیسرئنی مما قيل وینجینی تحت حکم او موت است - پس در حضرت بارہ تعالیٰ شکایت کردم تا از قول شاں بری گرداند و از تہمت

من التهمة، و لیبکت المخالفين ويرد إلینا بركات العافية، و یبطل شاں نجات بخشد و دہان مخالفان بہ بندد و بركات عافیت سوئے مارڈ کند و عمل تطعیم را



عمل التطعيم و يظهر فيه شيئاً من الآفة، ويُرى الناس أنهم خطنوا في باطل گرداند و درو آفتی ظاهر کند و مردم را بنماید که اوشان در خطی قرار

التخطية و ليعلم الناس أن الشفاء في يده لا في أيدي الخليفة. فلم أزل أدعو دادن من خود خطا کردند تا مردم بدانند که شفا در دست اوست نه در دست مخلوق پس همیشه بودم که

و أبتهل و اقبل على الله ذى الجبروت و القدرة، حتى بانث أمارة الاستجابة دعا میگردم و متوجه می شدم سوائے خدائے ذوالجبروت قادر تا آنکه ظاهر شدند نشانهائے قبولیت

و صدق النبأ المكتوب، و استنجز الوعد المكذوب. و اقتحم التطعيم و خبرے کہ نوشته بود راست برآمد و راست کرده شد آں وعده کہ اورا کذب شمرده بودند و داخل شد داخل زدن

فإن الأنام اقتحام الصرغام، و رأى الناس مضرته بالعينين، و ناب بصحن مردم بهجو داخل شدن شیر و مردم مضرت اورا بهردو چشم خود دیده اند و مشاہده

العيان مناب عدلين، و أشرق الحق كاللجين، و قضينا الدين بالدين. بجائے دو گواہ عدل استاد و درخشید حق بهجو سیم و ادا کردیم قرض را بقرض

هذا أصل ما صنع الدهر في ملكوال، و إن هو إلا تنبيه للنفوس الأبية من ایں اصل حقیقت آں واقعه است کہ در ملکوال پدید آمد۔ و نیست این مگر تنبیه برائے نفسہائے سرکش از

الله ذى الجلال. و كنا أعرضنا عنهم إعراض العلية عن الأرزلين، و لكن الله خدائے عزّوجل۔ و ما از ایشان بهجو مسلک بزرگان با خورداں اعراض کرده بودیم۔ مگر خدا اراده کرد

أراد أن يفتح بيننا و هو خير الفاتحين. فاسكت. عافاك الله بعد هذه کہ در ما فیصلہ کند او بہتر است از ہمہ فیصلہ کنندگان۔ پس خاموش باش خدا عافیت روزے کند ترا پس ظهور

الآية، و لا تذهب أروشدك الله إلى طرق الغواية. و حسبك يا شيخ، ایں نشان بود و مرد راه راست نماید ترا خدا تعالی سوائے راه ہائے گمراہی و کافی است ترا اے شیخ

ما سمعت من اعتذاري، ثم ما رأيت من آية جباري. و ثبت من هذه آنچه عذر من شنیدی باز آنچه نشان خدائے من دیدی و ثابت شد از یں

الآية أن الله يودع التأثير ما يشاء ويسلبه مما يشاء ، والأصل أمره المجرد ،  
نشان کہ خداداد ہرچہ خواہد تا شیرود یعت میفرماید واز ہرچہ خواہد تا شیر را بروں می کشد واصل کار حکم

والأسباب له الأفياء. والتطعيم نافعاً كان أو مضرًا. لا نبحت فيه بعد  
اوست واسباب امر او را مثل سایہ اند۔ وخال زدن نافع باشد یا مضر ما بعد از نشان درو بحث نمی کنیم۔

ظهور الآية، فإن الإفحام قد انتهى إلى الغاية. وما كان لأحد أن يعزبها  
چرا کہ اتمام حجت تا نہایت رسیدہ است و ہیکس را گنجایش نیست کہ اس نشان را

إلى نوب الزمان، فإنها ردت نباء الرحمن. وإنها ليست بآية بل  
سوءے حوادث زمانہ منسوب کند۔ زیرا کہ اس نشان بعد از پیشگوئی بظہور آمدہ است و آل یک نشان نیست بلکہ

آيات، وكلها مشرقة كالشمس وبينات. فالأول: نباء أشعته  
نشانہاستند۔ و ہمہ آنہا بچو آفتاب می درخشند و محکم اند پس اول آن خبرست کہ شائع کردم

قبل ظهور الطاعون وسيله، وقبل أن يجلب برجله وخيله. فأغار  
آں را قبل از سیل آں (طاعون) و قبل زانکہ شد پیدادگان و سواران خود را۔ پس غارت زد

الطاعون بعد ذلك على الهند كالصعلوك، وأقام الحشر وذك الناس  
طاعون بعد از آن پیشگوئی بر مملکت ہند بچو زد غارت گر و قائم کرد قیامت را و کوفت مردم را

كلّ الدكوك. والنبأ الثاني: هو وعد تكفلنا ووعد العصمة، والأمر  
بچو زمین ہائے کوفتہ و پیشگوئی دوم وعدہ تکفل و حفاظت است و امر است

بترك التطعيم والرجوع إلى حضرة العزة، ولذلك أطمع الأمر ووقفت  
بترک خال زدن و رجوع سوءے خدا تعالی و برائے ہمیں اطاعت کردم امر را

موقف العبيد، وما كان لي أن أنف من أمر الرب المجيد. والنبأ الثالث:  
و در موقف بندگان استادم و مجالم چہ بود کہ از اں کراہت کنم و پیشگوئی سوم

عيث الطاعون في بعض العلماء من الأعداء، وقد ذكرته ولا حاجة الي  
اینست کہ بعض علماء مخالف بطاعون خواہند (مرد) و ذکر آں در گذشت و حاجت

إعادة الانباء. وكل ما قلتُ أمرٌ مشتهر وعلى الألسن دائر، وكل من خالف  
اعادہ نیست ہرچہ گفتم مشہورست وبرزبانہا جاری است وہرکہ او مخالفت کرد

فهو الآن حائر. ومن ممن الله أنه وقانى فى كل موطن من وصمة طيش السهام،  
او اکنون حیرانست واز احسان ہائے خداست کہ او بہر میدان مرا از خطارتن تیرہا

وإخداج الوحى والإلهام. وأما الطبيب فلا يأمن العثار، ولو شرب من العلوم  
وناقص برآمدن وحی والہام محفوظ داشت واما طبیبان پس از لغزش در امن نیستند اگرچہ از علم دریاہا

البحار، سيما التطعيم الذى يُخشى على الناس من أثر سمّه، والتشخيص ناقص  
بنوشند بالخصوص خال زدن کہ خوف اثر زہر او جائے اندیشہ مردمان راست و ہنوز تشخيص ناقص است

﴿۴۹﴾

والعقول بمعزل عن فهمه. وربما يسمع الطبيب من وراثاء مريضه: ويحك  
وعقباہ از نہم معزول اند و بسا مرتبہ می شنود طبیب از وارثان مریض کہ وائے بر تو

ما صنعت، والنفس أضعت؟ وربما يخطئ الأطباء خطأً عظيماً، ويهدون  
ایں چہ کردی و جانى را ضائع کردی و بسا اوقات طبیبان خطاء عظیم میکنند و مریض را

إلى المریض عذاباً أليماً، فيعبر المریض بحر الدنيا كالسفن المواخر،  
عذاب الیم ہدی می دہند۔ پس باعث ایشان مریضان از دریائے دنیا ہچمو کشتی ہا عبور میکنند

ویموت الواحد منهم بعد الآخر. فعند ذلك يفرون ويشدون سروجهم  
ویکی بعد از دیگرے مے میرد پس در وقت ایں واقعات میگریزند و زین ہا کہ فرود آورده بودند

المحطوطة، ويحلون أفراسهم المربوطة. كذلك فى سبيلهم آفات، وفى  
بازبر اسپ ہا می کشند و اسپ ہا بستہ را می کشانند ہچچیں در راہ شان آفتہا ہستند۔ و در

كل خطوة خطيأت. وإنما نسمع أمثال ذلك فى كل طبيب، جاهل وأريب.  
ہر قدم خطاہاست و ما ایں نمونہ در ہر طبیب می شنویم جاہل باشد یا دانا

ومن ذا الذى ما أخطأ قط، أو له الإصابة فقط؟ وإنى قرأت كتباً من  
و کد ام طبیب است کہ گاہی خطانہ کردہ یا اوراست ہمیشہ اصابت رائے و من کتاب ہا ازیں

ہذہ الصناعات، واشتقت إليها شوق الخبز عند المجاعة، فرأيتها فرسَ صناعت خواندہ ام۔ واشتياق آں کردہ ام ہچوشوق☆ در وقت گرسنگی۔ پس دیدم آں صناعت

البراز، لا طَرْف الوهاد، وعند عُضال زرعها أقلّ من الحصاد. ثم اسپ زمین کشادہ ہموار نہ آں اسپ عمدہ کہ مغاکہا و شیبہا را طے تواند کرد و در وقت بیماری سخت درودن آں از

رُزقتُ رزقا حسنا من وحى الله اللطيف الشريف، فوجدتُ الطبّ کاشتن کمتر است بازوجی لطیف و شریف روزی من شد۔ پس طب را بمقابلہ او

بجنبه كالکيف. وإذا جاءنى الوحى بکماله، وکشف الدجى بجمالہ، قلت: ہچوپاخانہ یافتم۔ چون آمدوجی نزد من بکمال خود۔ و دور کرد تاریکی را بجمال خود

یا وحى ربي أهلا وسهلا، رُحْب وادیک، وعزّ نادیک. أنت الذى يهَب العوجى ربّ من برائل فرود آمدی و راه نرم آمدی وادی تو وسیع است و انجمن تو بزرگ ست تو آں هستی کہ

للعُمى العيون، وللصمّ الكلام الموزون، ویحیی الأموات، ویرى الآيات. نایبیاں را چشمہا می بخشد۔ و گوش کر را کلام موزون می دہد۔ و مردگان را زندہ می گرداند۔ و نشانہا می نماید

مالک و للطبابة، وإن هى إلا كالذبابة. أنت الذى یصبى القلوب، ویزیل چه نسبت بتوطبات را۔ و آں گسی است ازیں زیادہ نیست۔ تو آں هستی کہ دلہا را می برد و بیقراری ہا

الکروب، وینزل السکينة، ویشابه السفینة. طوبى لأوراق هى مرآتک، وواہا دور میکند و آرام فرود آرد و کشتی را مشابہ است۔ چه پاک آن ورقہا ہستند کہ در انہا درج میشوی

لأقلام هى أدواتک. وصحفک نشرت لنا أوراقها عند کل ضرورة بالطف وچه خوب آن قلم ہا ہستند کہ آں آلہ نوشتن تست و صحیفہ ہائے تو اوراق خود کن صورت وقت ہر ضرورت برما کشود۔

صورة، کأنها ثمرات أو عذارى متبرجات. فالحاصل أنى وجدتُ کل ما وجدتُ گویا آں میوہ ہا ہستند۔ یا زنان باکرہ آراستہ۔ پس حاصل اینست کہ من ہر چه یافتم از وجی رحمن یافتم۔

من وحى الرحمن .. وנסأتُ نضوى المجهود بسوطه إلى أهل العدوان. وإن در اندم شتر لاغر خود را کہ ماندہ شدہ بود۔ بتازیانہ او سوائے دشمنان و بہ تحقیق

حیل الإنسان لا تبارز وحی الرحمن، إلا ویغلب الوحی ویهدھا من البیان .  
حیلہ ہائے انسان برابری نتوانند کرد وحی خدا را۔ پس وحی غالب میگردد و آں حیلہ ہا از پنج بر کند۔

ألم تر کیف فعل ربنا بالمخاصمین؟ ألم یجعل تطعیمهم مُلیمهم وأکرمننا بالفتح المبین؟  
آیا ندیدی کہ خدائے ما با خصومت کنندگان چه کرد۔ آیا نہ کرد خال زدن او شاں ملامت کننده او شاں و بزرگی داد ما را

وسمعتم کیف اعتاض الناس منه بالراحة النصب، وبالصححة الوصب، و  
بفتح نمایان و شمشیدہ اید چگونہ مردم از خال زدن بجائے راحت رنج دیدند و بجائے صحت بہ بیماری مبتلا

بالحیة الحمام، وبالنور الظلام؟ ما زال التطعیم یطرح بهم کل مطرح، وینقلهم  
شدند و بجائے روشنی در تاریکی افتادند۔ و ہمیشہ خال زدن از جائے بجائے ایشاں را مے افگند و از چراگاہ

﴿۵۱﴾ إلى مصرع من مسرح، حتی زهقت نفوسهم وهم كالمبهوت، وأخر جوا من البيوت،  
در جائے افگندن می انداخت تا آنکہ جاں ہائے ایشاں از تنہا بر آمد و ایشاں بچو مہوت بودند

وبقی المدبرون فی أعین الناس كالممقوت . والتطعیم جعل کلهم فی ساعة  
و تدبیر کنندگان در چشم مردم بچو شخصی شدند کہ اور دشمن می گیرند۔ و خال زدن ہمہ را در ساعتی مردہ ساخت۔

أمواتا، فصدروا أشتاتا، والذین لم یموتوا فابتلوا ببعض عوارض،  
پس جا بجای طور متفرق مردہ افتادند۔ و آنا نکہ نمرند پس مبتلا شدند بہ بعض عوارض

وكانوا كبهائم فما ترک الطاعون البکر فیهم ولا الفارض . والذین اجتنبوا  
و بودند بچو بہائم پس طاعون نہ جوان ایشاں را گذاشت و نہ پیرا۔ و آنا نکہ از اجتناب کردند

فهم طلوعوا من مجالس التطعیم طلوع شارد، ونفروا نفازا أبدا، ما نعلم ما صنع  
پس ایشاں از مجال☆ خال زدن گریختند و بچو وحشاں نفرت کردند نمی دانم کہ ایشاں را

الله بهم. فهذه فوائد التطعیم، وهذا نفعه العظیم ! فلا تنكروا و عد رب کریم،  
چہ پیش آمد۔ پس اینست فائدہ خال زدن و نفع عظیم آں۔ پس انکار مکنید وحی خدا را

وإنه رحمة وسلام قولاً من رب رحیم . وأما التطعیم فكم من بیوت  
و آں رحمتی ست از خدائے تعالیٰ و سلامتی است مگر خال زدن پس بسیار خانہ ہا

بہ خلّت، و کم من عیون اغرورقت. ما بال قریة یتاماها بذکر  
ازاں خالی شدند۔ و چندس چشمہ پر آب شدند۔ چه حال آں قریہ ست کہ میگریند یتیمان آں بذکر

الآباء؟ وما ماتوا إلا بسمّ هذا الدواء، والذین شنّ الغارة علیهم الفناء،  
پدران۔ و نمرند مگر بہ زہر ایں دوا۔ و آنا نکہ برایشاں موت تافت۔

كان أكثرهم من السنّ فی فتاء. فویل لقریة حُمّ فیها ما توقعته، و ظهر ما أشعته،  
اکثرایشاں جوان بودند پس واویلا است بر ایں قریہ کہ قصد کرده شد در آں چیزے کہ من امید میراشتم و ظاہر شد

و كان أسرع من ارتداد الطّرف، حتی تغیرت أعینهم و ضری علیهم الموت  
آنچه من شائع کردم و بود زودتر از چشم زدن کہ چشمہ ایشاں متغیر شدند۔ و موت برایشاں بچو اسپ عمدہ بخت۔

كالطّرف، و عنّ لعملة التطعیم کرب، و ما كان إلا بالله حرب. ولما  
و پیش آمد عملہ خال زدن را بقراری۔ و نبود مگر بخدا جنگ کردن۔ و چون

أجالوا فیهم الطرف و جدوهم عرضة للتهلكة، و رأوا الموت یسعی علی  
بروہائے شاں نظر انداختند ایشاں را نشانہ ہلاکت یافتند۔ و دیدند کہ موت بر روئے شاں

و جوههم وینادی للرحلة، و رأوا القوم یلحظونهم شزرا، و یوسعونهم  
می دود و برائے کوچ کردن آوازها میدہد و قوم را دیدند کہ بہ چشم کج می بینند۔ و بسیار

زرایة و زجرا، فخرجوا من الأرض و عرصاتها، و الطیر فی و کناتها، ثم  
عیب جوئی می کنند۔ پس ازاں زمین بیرون آمدند۔ و ہنوز پرندگان روح در آشیانہ ہا

طارت الأرواح، و اشتد النیاح فهذا حال تجارب الإنسان، ثم ینکرون  
بودند و باز پرواز کردجا نہا۔ و سخت شد ماتم ایں حال تجربہ ہائے انسان است۔ باز انکار

وحی الرحمن! وای شقاوة أكبر و أعظم من إنکار المرسلین، و سوء الظن  
وحی رحمن میکنند و کدام شقاوت بزرگتر است از انکار مرسلان۔ و بدگمانی در تائید

بالمؤیدین؟ یقولون أنت کاذب! فما لهم إنهم ینبہوننی عنی، و یظنون أنهم  
یافتگان میگویند کہ تو کاذب ہستی پس چه شد آنہا را چه مرا از من خبر میدہند۔ و گمان میکنند کہ ایشاں

أعثر على نفسي مني؟ أم كبر عليهم قولي. إني أنا المسيح؟ وما هو إلا حسدٌ معاصرةٍ  
برفس من الزمن زياده اطلاع دارند۔ آیا گراں آمد ایشانرا قول من کہ من مسیح موعودم ونیست این مگر حسد معاصرت

وإنكار من الحق الصريح، فليتقوا ربهم ولا يتكلموا ككسٍ وقيحٍ .  
وانکار از حق صریح۔ پس باید کہ از خدا بترسند و بچو مردی بد خو بے جیا گفتگو نہ کنند۔

فإن أك كاذبا فسأدراً كالغشاء، وإن أك صادقاً فمن ذا الذي يطفئ  
پس اگر من دروغگو هستم پس دفع کردہ شوم مانند خس و خاشاک۔ و اگر من صادقم پس کیست کہ نور مرا

نوری بحيل الإطفاء؟ ووالله إني أنا المسيح الموعود، ومعى ربى الودود .  
مخیلہ ہائے اطفاء منطفی کند۔ و بخدا کہ من مسیح موعود هستم۔ و با من خدائے من است

ووالله إنه لا يضيعنى ولو عادانى الجبال، ووالله إنه لا يتركنى ولو تركنى  
و بخدا کہ او ہرگز مرا ضائع نخواہد کرد اگرچہ کوہ ہادشمن من شوند۔ و بخدا او مرا ترک نخواہد کرد اگرچہ

الأحباء والعيال. ووالله إنه يعصمنى ولو أتى العدا بالمرهفات، ووالله  
احباء و عیال مرا ترک کنند۔ و بخدا او مرا محفوظ خواہد داشت اگر دشمنان بشمشیر ہا بیایند و بخدا

إنه يأتينى ولو ألقى فى الفلوات، فليكيدوا كل كيد ولا يمهلون، فسيعلمون  
او پیش من خواہد آمد اگرچہ در بیابان ہا مرا افگند۔ پس ہر مکر کہ میدانید کنید و مرا مہلت نہ ہید۔ پس عنقریب

أى منقلب ينقلبون. أيخوفوننى بحيل الأرض ولا يخافون الذى إليه  
خواہند دانست کہ بکدام جا بازگشت خواہند کرد آیا مرا می ترسانید مخیلہ ہائے زمینی و ازاں ذات نمی ترسید کہ

يرجعون؟ أفكلما جاء هم من الآيات فقطعوا عليها بدس منهم وإلغاء  
سوئے اور جوع خواہید کرد چہ عادت شما گردیدہ کہ در ہر نوبت نشانہا شمارا رسیدند آنها ☆ بہ شبہات پیدا کردن

الأمر بالشبهات. وما أنكر أكثر الناس إلا من دواعى الشطارة، لا من مقتضى  
واخفا کردن بریدہ آید۔ و انکار نہ کردند اکثر مردم مگر از وجہ خبث نہ از مقتضائے

الطهارة. وسيربهم الله آية فلا ينكرونها، وينزل نازلة فلا تردونها. وإن  
طہارت۔ و عنقریب خدا آنہا را نشانی، نماید و فرو آورد بعض نوازل پس رد نہ توانند کرد۔ و برائے

للناس من اللہ تعالیٰ علی رأس کل مائتہ نظرۃً، فیوسل عبدًا من لدنہ خلق خدا تعالیٰ را برسر ہر صدی نظری است۔ پس برائے اصلاح شان از طرف خود

لإصلاحہم رحمة، فكیف ینسی اللہ زمانا نزلت فیہ عیون الہدایۃ، بندہ رومی فرستد۔ پس چگونہ فراموش کند خدا تعالیٰ آن زمانہ را کہ خشک شد در و چشمہ ہائے ہدایت

وسالت سیول الغوایۃ؟ وما عندکم لطالب إذا استفاد، سوی الحدیث ورواں شد سبیل ہائے گمراہی۔ و نزد ہمشایست برائے طالبی کہ استفادہ جوید بجز حدیثی کہ مشابہ

الذی شبابہ الجماد۔ فذالک هو الہم الذی نفی عنی الکری، وأذاب چیزی بے جان است۔ پس ایں ہماں غم است کہ خواب من برد۔ و گداخت کرد

عظامی وجرحنی بالممدی۔ فأراد اللہ أن یحکم ما شادہ، ویظہر الدین اتخوانہائے من و مجروح کرد مرابکار۔ پس ارادہ کرد خدا تعالیٰ کہ محکم کند چیزے را کہ بنا کرد۔ و غالب کند دین را

وصدقہ وسدادہ۔ وما کان عادته أن یتعلل بعُلالۃ، ویقنع ببلالۃ، وصدق و راستی او۔ و از عادت او ایں نیست کہ قناعت کند بچیزے اندک۔ و کفایت کند بآب اندک

وما هو عندکم فهو أقل من بلۃ، وغیر کاف لنقع غلۃ۔ فأرسلنی ربی و ہر چہ نزد ہماں است آں از تری کمتر است۔ و کافی نیست برائے نشانیدن تنگگی۔ پس فرستاد مرا خداوند من

لأهدیکم إلی الماء المعین الغزیر، فما لکم لا تعرفون القبیل من الدبیر؟ تا ہدایت کنم شمارا سوئے آب صافی و بسیار۔ پس چہ شد شمارا کہ نمی شناسید دوست را از دشمن

ألاترون الإسلام کیف غار ماؤہ وغاب ضیاؤہ، ونزلت حیاضہ قبل آیائی بید کہ چگونہ آب اسلام فرو رفت و روشنی او غائب شد و خشک کردہ شدند حوضہائے او قبل

أن تُنور ریاضہ، وأحرق بساطہ ومزق أنماطہ؟ فلا قوۃ إلا باللہ! ونشکو إلیہ، از ینکہ شگوفہ آرد باغبائے او و سوزانیدہ شد بساط او۔ پس قوت نیست مگر بخدا سوئے او شگوفہ

وننتظر نصرہ نصر المبعی علیہ۔ ترون هذا الزمان ثم لاترون یا فتیان، فهذا إحدى ماست و امید داریم یاری کردن خدا را بچہا تکہ او یاری مظلومان میکند بید۔ ایں زمانہ را بازاے جو انان نمی بید پس ایں



المصائب علی دین الرحمن. ولا أدری لِمَ أقبلَ الناسُ علیّ إقبالَ مَنْ لبسَ الصفاقة،  
بر دین خدا مصیبتی ست۔ و نمیدانم کہ چرا مردم بمن ہیچو کسی رو آوردند کہ جامہ بے شرمی را می پوشد

وخلع الصداقة؟ أجتئهم فی غیر الأوان، أو عرَضْتُ علیهم ما خالف آئی الفرقان؟  
و کشید جامہ راستی را آیامن در غیر وقت خوزه\* آمده ام یا برایشان چیزی عرض کردم کہ مخالف آیت قرآن ست

أو قتلتُ بعض آبائهم، فاغتاطوا لسفک دمائهم؟ وقد أراهم الله لی الآياتِ،  
یا من بعض پدران ایشان را کشته ام۔ پس بوجه کشتن ایشان بر من خشمگین شدند۔ و تحقیق نمود خدا تعالی برائے من نشانها

وشهد بالبینات. فمِن بعض الآياتِ بلیة الطاعون من رب العباد،  
و بمعجزات گواہی من داد۔ و از بعض نشان ها بلائی طاعون است از خدا تعالی۔

﴿۵۵﴾ وقد أخبرْتُ به ولم یکن منه أثر فی هذه البلاد. و من بعضها موت  
و من ازو خبر دادم و در ملک ازو هیچ نشانی نہ بود۔ و منجمله آن موت

بعض العلماء بهذه البقعة، كما كنت أنبأت بها قبل تلك الواقعة، فصال  
بعض علماء ست دریں دیار چنانچہ قبل ازیں واقعہ خبر داده بودم۔ و حملہ کرد

علیهم الطاعون کراکب تام الآلات، مغتال فی الفلوات. فأخذهم  
برایشان طاعون ہیچو سوار کامل السلاح کہ ناگاہ کشنده باشد در بیابانها۔ پس گرفت آنها را

ما يأخذ الأعزل من شاکی السلاح، والجبان من کمی طاعن بالرماح.  
آن حالت کہ بے سلاح را\* و بزدل را از سوار درخشنده نیزه ها

ومنهما ما نصرنا ربنا فی أمر التطعیم، وجعل العافية حظنا عند البلاء  
و از انجمله آن نشان ست کہ در باره خال زدن نمود۔ و عافیت در وقت بلاء عظیم بهره ما

العظیم. و كان التطعیم فی أول الأمر شیئاً علیہ یشی، والشفاء به یرجى،  
کرد۔ و خال زدن در اوّل امر قابل تعریف بود۔ و شفا از امیدے داشتند

ثم لما خالفته بوحي من الرحمن، ظهر ما ظهر من عیبه ولم یبق  
باز چوں بوحی الہی مخالفت آن می کردم۔ پس ظاهر شد آنچه ظاہر شد از عیب آن و باقی نماند

\* سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”وقت خود“ ہونا چاہیے۔ (ناشر) ☆ سہو کتابت معلوم ہوتا ہے ”را می گورد“ ہونا چاہیے۔ (ناشر)

صورة الاطمئنان. وكنت أعلم أن الله سيظهر لنا بآية منه فيها نموذج صورت اطمئنان۔ و مرازیں علم بود کہ خدا تعالیٰ بہ نشاں خود نمونہ عافیت برائے ما

العافية، ولكنی ما كنت أعلم أنه يرى هذه الآية بهذه السرعة. فظهرت ظاہر خواہد نمود مگر ازیں خبر نبود کہ بدیں زودی خواہد نمود پس ظاہر شد

الآية وجعل التطعيم كسجل يطوى، و ذكر ينسى. ثم بدا للحكومة أن نشان و کرده شد خال زدن بچونامہ کہ پیچیدہ شود۔ یا بچو ذکر می کہ فراموش کرده آید باز حکومت مصلحتی دید

يعيده بتبديل يسير و امتحان يوصل إلى اليقين، ولكن أكثر الناس کہ باز خال زدن را بانک تبدیل بطور امتحان جاری کند مگر اکنون اکثر مردم

ليسوا بمطمئنين، بما رأوا موت تسعة عشر و أناسا آخرين من المؤمنين . مطمئن نیستند چرا کہ دیدند موت نوزده کس و دیگر مردم آفت رسیده

و ليس سبب الطاعون فأرّ تخرج من قعر الأرض إلى الفناء، بل سببه سوء و سبب طاعون آن موشها نیستند کہ ازتہ زمین بالا می آیند بلکه سبب آن

الأعمال و ارتكاب الفسق و المعصية بترك الحياء. فظهر الطاعون و أوردی بداعمالی و ارتکاب فسق و فجور است بترک حیا۔ پس ظاہر شد طاعون و ہلاک کرد

بنی آدم و بنائتہ و ردفتہ الآيات، و ذلك بأن علاج أمراض المعصية بنی آدم و پسران او شال را و در پس آن نشاں ظاہر شد۔ و این از بہر آن شد کہ علاج امراض معصیت

و أنواع الجرائم و الجذبات، ليس سوى المعجزات و الآيات. و لا يؤمن و انواع جرائم و جذبات بجز معجزات و نشاں ہا چیزے نیست۔ و ہیچکس

أحد بالله حقاً إلا بعد هذه المشاهدات، و لا يمنع النفس من المعاصي كفارة، بخدا حقیقی ایمان نتواند آورد مگر بعد این مشاہدات۔ و نفس را ہیچ کفارہ از گناہاں باز نمیدارد

بل نفوس عبیدها بالسوء أمارة، و إنما يمنعها معرفة تامّة مرعدة، و رؤية بلکه نفسہاے کفارہ پرستاں سخت فرمان کنندہ ہدی است۔ و بجز این نیست کہ نفس را از گناہاں آن معرفت منع میکند کہ تام باشد و لرزانندہ

مندردہ مخوفہ، ثم تاتى سلطنة المحبة وتضرب خيامها على القلوب،  
باشد و آں دیدار که مندر و مخوف باشد باز سلطنت محبت می آید پس خیمه هائے خود بردلهای زند

و تطهرها من بقايا الذنوب. ولكن أول ما يدخل قرية النفسانية، ويُفسد  
و پاک می کند آنهار از بقایا گناه ها مگر اول چیزے که در قریةٔ نفسانیت داخل می شود و عمارات

عماراتها و يجعل أعزتها كالأذلة، هو خوف شديد ورعب عظيم من الحضرة،  
آز آتیاہ گرداند و عزیزاں اور اد مرغاک ذلت می آگند۔ آں خوف شدید و رعب عظیم است از حضرت باری تعالیٰ

يستولى على القوى البشرية، فيمزقها كل ممزق و يُبعد بينها وبين أهوائها  
که بر قوتهاے بشریت مستولی مے گردد۔ پس آزا پارہ پارہ میکند و در انہا و در حصہائے آنہا دوری می اندازد

﴿۵۴﴾

و يزكي كل التزكية. وليس من الممكن أن يتطهر إنسان من غير رؤية  
و بطور کامل پاک میگرداند۔ و ہرگز ممکن نیست کہ انسان بجز رویت خدائے زندہ غیر تمند

الحيّ الغیور، و من غير اليقين الذي يقوِّض خيام الزور. وليس رؤيته تعالیٰ  
پاک گردد۔ و بجز آں یقین کہ خیمه هائے دروغ را بر کند۔ و دیدن او تعالیٰ

في دار الحُجُب إلا بالآيات، وإن الآيات تُخرج الإنسان من الظلمات،  
دریں دار حجب بجز نشان ہا صورت نمی بندد۔ و نشان ہا انسان را از ظلمات بیرون می آرند

حتى يبقى الروح فقط و تعدم الأهواء، و يبلغ مقاما لا يبلغه الدهاء، ولا  
تا آنکہ روح فقط می ماند۔ و ہوا ہا معدوم می شوند و آں مقامی را میرسد کہ عقل آزانمی رسد و ہچکس

يدخل أحد ملكوت السماء إلا بعد هذه الرؤية و كشف الغطاء .  
در ملکوت آسمان داخل نمی شود۔ مگر بعد زیں رویت و دور کردن پردہ ۔

فالحاصل أن النجاة من الذنوب لا يمكن إلا برؤية الله بأصفي التجليات،  
پس حاصل کلام این ست کہ نجات از گناہان ممکن نیست مگر بدیدن خدا تعالیٰ کہ بصافی تر تجلیات باشد۔

ولا يتحقق هذا المقام لأحد إلا برؤية الآيات. و من لم ير الرحمن في هذا  
و این مقام کسی را متحقق نمی گردد مگر بدیدن نشان ہا۔ و ہر کہ دریں مقام شب باشی خدا را ندید

المُراح فما رأى، والموتُ خير للفتى من عيشه عيش العمى. وإنما الدنيا وزينتها  
پس چه دید- و مردن برائے مرد بہتر است از کورانہ زندگی- و دنیا و زینت آں ہمہ

لهوٌ ولعبٌ لا تُغرّبها السعداءُ، بل هم يؤثرون كل موت لعلهم يرون ربهم.  
لہو و لعب است سعیدان بر آں مغرور نمی شوند بلکہ ہر موتے را اختیار میکنند مگر آنکہ خداوند خود را بہ بینند۔

فأولئك هم الأحياء. وإن الدنيا ملعونة فمن طلبها فكيف يُرحم؟ فألجمُ  
پس دراصل ہمیں گروہ زندگانند۔ و دنیا چیز ہی است لعنتی پس ہر کہہ اور اطلب کردا و چگونہ قابل رحم شود۔ پس

فرسك قبل أن يُلجم. ما لكم لا تتقون الذنوب التي هي أصل هذا الوباء؟  
اسپ خود را گام بدہ قبل ازینکہ بدہاں گام کنند چہ شد شمارا کہ از گناہاں پر ہیز نمی کنید کہ آں اصل سبب این وباء است۔

فلا أعلم ما أمّنكم من قدر السماء. وإنی جئت كالصبا برّياً هذه البشارة،  
پس نمی دانم کہ چہ چیز شمارا از قضا و قدر آسمان در امن کردہ است و من بچو صبا بخوشبوئے این بشارت آمدہ ام

فمن تبعني حقاً وعمل صالحاً فسيُحفظ من هذه الخسارة. ولن تكفي أحداً أن  
پس ہر کہہ پیروی من کند و عمل صالح بجا آورد پس ازین ہلاکت او محفوظ خواهد ماند۔ و بجز اعمال و صفائی

يباعني فقط من دون الأعمال و صفاء التعلق بالله ذي الجلال، فغيروا ما  
تعلق بخضرت عزت کسی از بیعت من ہرگز فائدہ نخواہد برد پس تبدیلی اندرون ہائے

بأنفسكم ليغير ما قدر لكم من نكال. أتكذبون بغير علم ولا تختمون على شفاهكم؟  
خود کنید تا مقدر شمارا تبدیل کردہ شود آیا بغير علم تکذیب میکنید و بر لبہا مہر نمی نہید۔

كبرت كلمة تخرج من أفواهكم! وقال بعض العدا: إنى أعليتُ هذا الرجل،  
بزرگ است آں کلمہ کہ از دہن شما بیرون می آید۔ و یکی از دشمنان گفت کہ من این شخص را بلند کردم۔

وإنى أفرطته ثم إنى سأحطه. فانظروا إلى هذا الكذب والاستكبار، وإن  
و قدم او پیش نہادم بازنم کہ او را بر زمین خواہم افکند پس سوئے این دروغ نظر کنید و این تکبر را بہ بنید۔ و خدا

الله لا يرضى عن عبد إلا بالصدق والانكسار. ثم انظروا كيف كذب الله وأجاب  
از بیچ بندہ راضی نمی گردد مگر بصدق و فروتنی باز بہ بنید کہ چگونہ تکذیب او کرد خدائے من

قبل جوابی، و جمع بعد ذالک أفواجا علی بابی، وملاً بیوتی من أصحابی .  
پیش از جواب من۔ و جمع کرد بعد ازین فوج ہا بردر من۔ و خانہ ہائے من از اصحاب من پر کرد۔

وإن فی ذالک لآیة للمستبصرین، و عبرة للمستعجلین۔ أم غضبوا علی بما  
ودرین نشانے است برائے بینندگان۔ چہ بر من ازین دشمنانک شدند

قلتُ إن عیسی مات، وانی أنا المسیح الموعود الذی یحیی الأموات؟ ولو فکروا  
کہ گفتم عیسی بمرد۔ و من آل مسیح موعود ہستم کہ مردگان را زندہ خواہد کرد۔ و اگر در

فی القرآن لما غضبوا، ولو اتقوا لما تعیظوا . و إن موت عیسی خیر لهم  
قرآن فکر کردند غضب کردند۔ و اگر تقوی اختیار کردند غضبانک نهندے و مردن عیسی برائے شان بہتر است

لو کانوا یعلمون۔ و إن اللہ آتاهم مسیحا کما آتی الیہود مسیحا، ما لهم لا یفہمون؟  
اگر دانستندے۔ و خدا ایشان را مسیحی داد ہم چنانکہ یہود را مسیحی داد چہ شد ایشان را کہ نمی فہمند

سلسلتان متماثلتان فما لهم لا یتدبرون؟ یقولون سیکون فئعة من ہذہ  
ایں ہر دو سلسلہ با ہم مطابقت میدارند۔ پس چہ شد ایشان را کہ تدبر نمیکنند میگویند کہ عنقریب ازین امت

الأمۃ یہودا و علی خلقهم یخلقون، و لا یعتقدون بأن یکون المسیح الموعود  
گروہی یہودی خواہد شد و در خلق یہودیاں مخلوق خواہند شد۔ و این اعتقاد نمیدارند کہ مسیح موعود ہم از ایشان

منہم بل هذا الفخر إلى الیہود ینسبون ! اأعطوا نصیبا من شر الیہود وما  
خواہد بود بلکہ ایں فخر را سوائے یہود منسوب میکنند۔ پس باید کہ فکر کنند چہ ایشان را از بدی یہود نصیبی

أعطوا حظا من خیرهم؟ ساء ما رضوا به لأنفسهم و ساء ما یحکمون ! بل کما أن  
داده شد و از نیکی و بہتری ایشان چیزے حصہ ایشان نگشت چہ بد چیزی است کہ بر اں راضی شدند و چہ بد حکمے است

الیہود منا کذلک المسیح الموعود منا، و لیست ہذہ الأمۃ أشقی الأمم لیصح ما یزعمون .  
کہ بہ نسبت خود کردند بلکہ بچنانکہ یہود از ما هستند ہمیں طور مسیح موعود نیز از ما است و ایں امت از ہمہ امتاں بد بخت تر نیست تا

یقولون ہذہ ہی العقیدۃ التي ألفتنا علیہا آباءنا . ولو کان آباؤہم من الذین  
ہر چہ زعم کردند صحیح باشد میگویند کہ ایں همان عقیدہ است کہ ما پدران خود را بر اں یافتہ ایم اگر چہ پدران ایشان از اں مردم

یخطنون . ما لهم بصرون علی ما فهموا ولا یترون؟ أم لهم أیمان علی الله باشند کہ خطا میکنند۔ چه شد ایشان را کہ برہم خود اصرار میکنند و نمی گذارند۔ یا ایشان از خدا قسم گرفته است۔

أنه لا يفعل إلا الذي هم يقصدون؟ سبحانه وتعالى لا يُسأل عما يفعل وهم کہ او ہماں خواہد کرد کہ مقصود ایشان ست پاک است خدا تعالیٰ و بلندتر از کار خود پرسیدہ نمی شود و

يُسألون . يسمون المسيح حَكَمًا ثم أنفسهم يحكّمون . أم رأوا في القرآن ما يزعمون؟ ایشان پرسیدہ میشوند۔ نام مسیح موعود حکم می نهند باز خود کار حکم میکنند۔ آیا آنچه گمان میکنند آن در قرآن دیدہ اند۔

فليُخْرِجوه لنا إن كانوا يصدقون . يا أسفا عليهم ! إن يتبعون إلا الظن پس بر آرند و مارا بنمائند۔ برایشان افسوس است محض ظن را پیروی مے کنند

وليس الظن شيئاً إذا خالفه المرسلون . بل يحكّمون أنفسهم في الله ورسوله و ظن چیزی نیست در آن صورتی کہ مخالف قول مرسلان باشد بلکہ ایشان در امر خدا و رسول نفسہائے خود را حکم

ويجترءون ، ويصرون علی ما ليس لهم به علم ولا يخافون . ومن العجب قرار میدہند۔ و براں چیزها اصرار میکنند کہ براں علم ندارند و نمی ترسند۔ و عجب اینست

أنهم ينتظرون الحَكَمَ ثم يقولون إنهم من الزلل لمحفوظون ! ولا يريدون کہ یکطرف انتظار حکم میکنند و طرف دیگر میگویند کہ ما از لغزش محفوظیم۔ و نمی خواہند

أن يتركو أقولاً من أقوالهم . فما يفعل الحَكَمُ إذا جاءهم ، فإنهم بزعمهم في كل کہ سخنی از سخنهاے خود ترک کنند پس اگر حکم بیاید چه خواہد کرد چرا کہ او شان بزعم او شان در ہر کار

أمر مصيبون . وإن ظهور المسيح من هذه الأمة ، ليس أمر يعسر فهمه علی اصابت رائے میدارند۔ و آمدن مسیح موعود ہم از این اُمت چیزی نیست کہ برداشتمندان فہمیدن آں

ذوی الفطنة ، بل تظهر دلائله عند التأمل في المقابلة ، أعنى عند موازنة گراں آید۔ بلکہ دلائل این دعویٰ بروقت مقابلہ تامل کنندگان خوب می فہمند یعنی بروقت موازنہ

السلسلة المحمدية بالسلسلة الإسرائيلية ولا شك أن سيدنا سيد الأنام وصدور سلسلہ محمدیہ با سلسلہ اسرائیلیہ۔ و هیچ شک نیست کہ سردار ما و سردار مخلوق و صدر

الإسلام، كان مثيل موسى، فاقتضت رعاية المقابلة أن يُبعث في آخر زمن الأمة  
اسلام مثیل موسیٰ بود۔ پس رعایت مقابله تقاضا کرد کہ در آخر زمانہ مثیل

مثیل عیسیٰ. وإليه أشار ربنا في الصحف المطهرة، فإن شئتم ففكروا في سورة  
عیسیٰ معوث گرد و سوائے آں اشارہ کردہ ست پروردگار مادر قرآن شریف و اگر بخواید فکر کنید در سوره

النور والتحریم والفتاحه. هذا ما كتب ربنا الذي لا يبلغ علمه العالمون،  
نور و تحریم و سورہ فاتحہ۔ ایں آنتست کہ نوشتہ است آن پروردگار ما کہ علم عالمان بعلمش نرسد۔

فبأى حديث بعده تؤمنون؟ وإنه جعلنى مسيحه وأيدنى بآيات كبرى،  
پس بعد از کلام الہی بر کدام چیز ایمان خواهید آورد۔ و او مرا مسیح خود کرد و مدد من کرد بہ نشانہائے بزرگ

وَعَطَّلتِ الْعِشَارُ وَتَرَوْنَ الْقِلاصَ لَا يُرَكَّبُ عَلَيْهَا وَلَا يُسْعَى. ورأيتم  
و معطل کرده شدند مادہ شتران و می بینید مادہ شتران را نہ بران سوار میشوند و نمی دوایند۔ و دیدہ اید

يا معشر الهند والعرب، كسوف القمرين في رمضان، فبأى آيات ربكما  
اے معشر ہند و عرب کسوف قمر و شمس در رمضان۔ پس کدام کدام نشانہائے خدا را

تكدّبان؟ أم تأمركم أحلامكم أن تحسبوا الظنون كأمر منكشف مبين؟  
تکذّبان؟ أم تأمرکم احلامکم آن تحسبوا الظنون کأمر منکشف مبین؟

ولقد كان لكم عبرة في الذين آثروا الظنون من قبل على اليقين، وما آمنوا  
و شتار قصہ آنان مقام عبرت بود کہ پیش ازیں گمان را اختیار کردند۔ و بمرسلاں

بالمرسلين. فكان إنكارهم حسرات عليهم، وإذا أئد الرسل فوڈوا لو كانوا  
ایمان نیاوردند۔ پس انکارشان برایشاں حسرتها بود و چون رسولاں را تا ناید خدا شامل حال شد

مؤمنين. ولقد ضرب الله لكم أمثالهم في القرآن فاقراء وها كالمتدبرين .  
آرزو کردند کہ کاش ایمان آوردندی۔ و تحقیق خدا تعالیٰ مثالہائے آں در قرآن شریف ذکر فرمودہ پس بتدریج بخوانید۔

فويل للذين يقرء ونهاثم لا يفهمون، ويمرون بها غافلين. عسى ربكم  
و بر آن مردم و او بیلاست کہ میخوانند آنهارا و نمیفہمند۔ و میگذرند بران مقامها بغفلت۔ عجب نیست کہ خدا بنماید

أَنْ يَرِيكُمْ مَا لَا تَرُونَهُ، وَيُرِدْفَ رَأْيِكُمْ صَوْنَهُ، فَتَكُونُوا مِنَ الْمَبْصُرِينَ. فَلَا  
شَأْرَ لِأَجْزَائِهِ كَمَا نَحْنُ بَيْنِي وَأَنْزَارًا. وَدَرْوَيْسَ رَأْيِ شَاصِيَانَتِ خُودِ بِنَشَانِ دَرْوَيْسِ شَا از بِنَشَانِ شَوِيدِ۔ پس

تِيَأَسُوا مِنْ رُوحِ اللَّهِ وَلَا تَسْتَعْجِلُوا، وَاصْبِرُوا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُتَّقِينَ .  
نُومِيدِ مَشُودِ وَزُودِي مَكْنِيدِ وَصَبْرُ بَكْنِيدِ اِيں بہتر است برائے شَا اَگر تَقْوَى مِيدَارِيدِ۔

وَإِنْ صَبَرْتُمْ فَتُبْصِرُونَ وَيَبْلُغُ فِكْرُكُمْ مَحَلَّهُ، وَتُكْرَمُونَ بَعْدَ الْمَذَلَّةِ، فَتَكُونُونَ  
اَگر شَا صَبْرُ كْنِيدِ پس چِشْمِ شَا كَشَائِيدِ وَفَكْرِ شَا كَمَلِ خُودِ خُودِ اِدر سِيدِ وَ بَعْدَ اَزْذَلَّتِ عَزَّتِ يَابِيدِ وَ مَرَا

مِنَ الْعَارِفِينَ. وَكُنْتُمْ تَقُولُونَ لَوْ نَزَلَ الْمَسِيحُ فِي زَمْنِنَا لَكُنَّا نَاصِرِينَ. فَهَذَا  
شَنَاسِيدِ۔ وَ شَا مَعِ كَفْتِيدِ كِه اَگر مَسِيحِ دَر زَمَانِه مَانَا زَلِ شُودِ هَر آئِينِه اَز مَدِ دِگَارَانِ خُودِ اِيْمِ گَر دِيدِ۔ پس اِيں

نَصْرَكُمْ أَنْكُمْ تَكْفُرُونَ وَتَكْذِبُونَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ وَلَا بَرَهَانَ مَبِينٍ. تَرُونَ آيَاتِ اللَّهِ  
مَدِ شَا مَسْتِ كِه شَا مَرَا كَا فَر مِي گُويِيدِ وَ تَكْذِيبِ مِي كْنِيدِ بَغِيرِ آ نَكِه عِلْمِ يَقِينِي نَزْدِ شَا شُودِ بَا دَلِيلِه بَاشَدِ۔ مِي بَيْنِيدِ شَا نَهَائِه خُودِ

ثُمَّ تَكْذِبُونَ مُسْتَكْبِرِينَ، كَأَنْ لَمْ تَرَوْهَا، وَلَا تَكَلِّمُونَ إِلَّا مُسْتَهْزِئِينَ. وَتَشْتَمُونَ  
بَا زِ تَكْذِيبِ اَز رَاهِ تَكْبَرِ مِي كْنِيدِ گُويَا نَدِيدِه اِيدِ شَا نَهَارَا وَ نَحْنِ نَمِي كْنِيدِ مَگَر بَا سْتَهْزَا۔ وَ دَشَامِ

وَ تَسَبُّونَ، وَلَا تَخَافُونَ يَوْمَ الدِّينِ. وَإِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ، وَمَا أَحْطَطُمْ بِمَا قَالَ  
مِي دِهِيدِ وَ نَمِي تَر سِيدِ اَز رُوزِ قِيَامَتِ۔ وَ پِي رُويِ نَمِي كْنِيدِ مَگَر نَحْنِ رَا وَ اِحَا طَهْ نَه كَر دِيدِ۔ قَوْلِ خُودِ

اللَّهُ وَمَا وَا فَيْتَمُونِي طَالِبِينَ. أَتُرِيدُونَ أَنْ تَطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ؟ وَاللَّهُ مَتَمُّ نُورِهِ وَلَوْ  
رَا وَ نَه نَزْدِ مَنِ بَحَالَتِ طَلَبِ دِينِ آمِيدِ۔ آيَا مِي خُودِ اِيدِ كِه نُورِ خُودِ اَرَا مُنْطَفِئِي گَر دَانِيدِ خُودِ اِنُورِ خُودِ اَرَا كَامَلِ خُودِ اِيدِ سَا خُودِ

كُنْتُمْ كَارِهِينَ. وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُهُ لِعِبَادِهِ الْمُرْسَلِينَ، إِنَّهُمْ مِنَ الْمُنْصُورِينَ. وَيَل  
اَگر چَرَا كَر اِيدِ كَر اِهْتِ كِيدِ وَ كَلِمِه اَو پِي شِ اَز اِيں قَرَارِ يَافْتِه كِه بِنَدِگَارَانِ فَر سْتَا دِه اَز وَ مَدِ دِ خُودِ اِيدِ يَافْتِ۔ وَ اَو يَلَا سْتِ

لَكُمْ وَلَا أَحْلَامَكُمْ! لَا تَعْرِفُونَ الْوَجُوهَ، وَلَا تَرُونَ رَحْمَةَ تَتَابِعَ نَزُولِهَا، وَلَا تَسْأَلُونَ رَبَّكُمْ  
بَرِ شَا وَ بَرِ عَقْلِهَا شَا كِه رُوبَارَانِي شَنَاسِيدِ وَ نَمِي بَيْنِيدِ رَحْمَتِي رَا كِه مَتَوَاتِرِ دَر نَزُولِ اسْتِ وَ نَمِي خُودِ اِيدِ اَز رِبِ خُودِ

مُبْتَهَلِينَ. لِيُرِيَكُمْ الْحَقَّ وَيُنْجِيَكُمْ مِنْ ضَلَالٍ مَبِينٍ. أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَتَكَبَّرُوا عَلَيَّ أَخْبَارَكُمْ،  
بِخُضْرَعِ۔ تَا شَا مَرَا حَقِّ بِنَمَايِيدِ وَ اَز ضَلَالَتِ بَر هَانَدِ۔ اے مَر دِمَانِ تَكْلِيَه مَكْنِيدِ بَر اَخْبَارِ خُودِ



و کم من أخبار أهلكت المتبعين. وإن النخیر کله فی القرآن، ومعہ حدیث  
ولیسار از اخبار و آثار است کہ ہلاک کرد پیروی کنندگان را و ہمہ خیر در قرآن است۔ و باوے آں حدیث نیز

طابقہ فی البیان، والذین یتبعون ما وراءہ فأولئک من العادین .  
ہست کہ باقرآن مطابقت دارو۔ و آنانکہ بجز این ہر دورا ہے دیگر اختیار میکنند پس ایشان از تجاوز کنندگان ہستند۔

ولولا هذا المعیار لما ج بعض الأمة فی بعضها بالإنکار، وفسدت الملة  
و اگر این معیار نبودی پس بعض این امت در بعض افتادی و ہمہ ملت تباہ شدے

فی الدیار، واشتبه أمر الدین علی المسترشدين. أيها العباد. اتقوا يوماً  
در مملکتہا۔ و امر دین بر طالبان مشتبہ گشتے۔ اے بندگان بترسید از روزیکہ

﴿ ۶۳ ﴾

لا ینفع فیہ إلا الصلاح، ومن ترکہ فلن یلقى الفلاح. اتقوا یوما یجمع الکفار  
کہ در روز بجز صلاح ہیچ چیز نفع نہد۔ و ہر کہ ترک کرد صلاح را پس ہرگز نجات نخواہد یافت ترسید از اں روزیکہ کفار

والفجار، ویقول الفاسقون وهم فی النار : ما لنا لا نرى رجلاً کنا نعدّهم من  
و فجار را جمع خواہد کرد و فاسقان کہ در جہنم باشند خواہند گفت کہ ما را چہ شد کہ ما آں کسان را در جہنم نمی بینیم کہ ایشان را

الأشرار؟ فینادی مناد من السماء : إنهم فی الجنة وأنتم فی اللظى. وتحضر  
شریری پنداشتیم۔ پس ندا دہند و دہندہ از آسمان کہ ایشان در بہشت اند و شما در دوزخ و ہر نفس

کل نفس حضرة الله ذی الجلال، ویجاء بكل نبی و أعدائهم، وتعرف کل أمة  
بجضور خدا تعالی حاضر خواہد شد۔ و تمام انبیاء و دشمنان او شان را حاضر کردہ خواہد شد۔ و ہر امت

إمامها، ویظہر ما له من قرب و کمال، فیقال : أهذا ملعون أم هذا دجال؟  
امام خود را خواہد شناخت و قرب و کمال امام ظاہر کردہ خواہد شد و گفتہ خواہد شد این ملعون است و این دجال۔

یوم یکشف الله عن ساقه ویرى کلّ مجرم عقابا، ویقول الکافر یا لیتنی کنت  
آن روز خدا ساق خود را خواہد نمود و ہر مجرم را عقاب خواہد نمود و کافر خواہد گفت کہ کاش من خاک

ترابا ! أيها الإنسان ! ما أنت وما مکائدک؟ أتعمی الله وینقض علی رأسک  
بودی۔ اے انسان تو چیست و فریب تو چیست آیا نافرمانی خدا میکنی و بر سر تو شکار کنندہ تو

صائدک؟ الیوم کلمنی ربی و خاطبنی بکلمات، فنکتبها فإن فیها آیات، آواز میکند۔ امروز ہمکلام شد مرارت من و مرا مخاطب کرد بچند کلمہ پس بنویسم آن کلمات کہ در آن نشانها

فتلک هذه يا ذوى الحصاة": جاءنى آئيلٌ واختار، وأدار إصبعه وأشار: هستند پس آن کلمات این اندازے خردمندان۔ آمدن زدن جبرئیل علیہ السلام و مرا برگزید و گردش داد انگشت خود را

يعصمك الله من العدا، ويسطو بكل من سطا. "ثم خاطبني ربى وقال: اشارت کرد خدا ترا از دشمنان نگه خواهد داشت۔ و بر آنس حمله خواهد کرد کہ بر تو حمله کند۔ باز مخاطب شد خداوند من و گفت

"إن آئيلٌ هو جبرئيل، وهو ملكٌ مبشرٌ من رب جليل." آئیل نام جبرئیل است۔ و آن ملک مبشر است از خداوند۔

إني فرغت الآن من الجواب، وبقی ما آذيتٌ من العتاب، فإنك من اکنون از جواب فارغ شدم۔ و باقی ماند آنچه ایذا دادی از عتاب۔ چرا کہ

ذکرتنى بألفاظ التحقير، وما اتقيتٌ حسيك عند الازدراء والتعبير. تو مرا با لفاظ تحقیر یاد کردی۔ و نہ ترسیدی از حساب گیرنده خود وقت عیب جوئی و سرزنش

يا عافاك الله من أنت بهذا الطبع المستشيط، وجمع السلاطة مع اللسان خدا ترا با عافیت دارد بگو کہ کیستی باین طبع افروخته۔ و جمع کردن دراز زبانی بازبان

السليط؟ كنت لا تعرفنى ولا أعرفك، ولا تعلمنى ولا أعلمك، ثم آذيتٌ وما فصیح۔ بودی کہ تو نمی شناختی مرا نہ من شناسائے تو بودم۔ و نہ ترا از حال من علمی بود نہ مرا باز ایذا دادی و

صبرت، وتركتُ التقوى وما حذرت. أيها العزيز اتقى الخبير الديان، وقد ردف صبر نکردی۔ و ترک کردی تقوی را و نہ ترسیدی۔ اے عزیز بترس از جزا دهنده آگاه۔ و تحقیق هر بدی را

☆ لفظ آئیل مشتق من الایالة یقال الة ای ساسه و اصلحه و انه اسم جبرئیل فی کلام الله الجلیل و ان تسمیة جبرائیل بآئیل تسمیة مارئیناها فی کتاب قبل هذا الالهام. فَلِلَّهِ کلمات لا تحصر بالاقلام. و لعله اشارة الی منصب جبرائیل. و هو الاصلاح و اعانة المظلومین بالسیاسة و ذب العدا بالحجة و الدلیل. منه

كُلُّ سُوءِ الْحُسْبَانِ. وقد نزل المسيح من السماء، والطاعون من الأرض أتى، عذاب لازم افتاده۔ و نازل شد مسیح از آسمان۔ و طاعون از زمین بیامد۔

فإذا لم تتوبوا اليوم فمتى؟ فاعلموا أن هذا أو أن رفض الكبر والخيلاء، لا وقت پس اگر امروز توبہ نہ کرید کے خواہید کرد۔ پس بدانید کہ ایں آں وقت است کہ کبر و ناز را ترک کنید نہ وقت

الرعونة والغفلة والاستهزاء. وإن الله غضب غضبا شديدا على الذين رعونت و غفلت و استهزاء و خدا بسیار غضبناک بر کسانی است کہ

رضوا بعيشة الغفلة، وآثروا الدنيا وزينتها ولا يؤمنون إلا بالألسنة، فأذکر کم بزندگی غفلت راضی شدہ اند۔ و اختیار کردند دنیا را و زینت آنرا و ایمان نمی آرند مگر بزبان ہا پس یاد میدہانم

بأيام الله.. فاتقوا الله يا ذوى الفطنة. وليس هذا الوقت وقت العزاة وتقلد شمار روزہائے خدا پس بترسید اے دانشمندان۔ و ایں وقت جہاد نیست و نہ وقت آویختن

الرماح والمرهفات، بل أمرنى ربى يا معشر هذه الأمة أن تتقلدوا بسلاح التوبة نیزہ ہا و شمشیر ہا۔ بلکہ حکم کرد رب من اے گروہ ایں امت کہ سلاح توبہ و عفت

والعفة، فإن النصره كلها فى هذه العدة. وإن الأرض ملعونة ممقوتة لكثرة پوشید چرا کہ ہمہ مدد دریں ساز و سامان است و زمین باعث گناہان لعنتی شدہ است

الخطيات، ولترك الله والتمایل على الخزعبيلات. وليس الوقت وقت السيف و بجهت ترک خدا تعالیٰ و افتادن بر کارہائے باطل و ایں وقت شمشیر ہا

والأسنة، بل أو ان تزكية النفوس وثني الأئمة. فإن الفساد كما دخل و نیزہ ہا نیست بلکہ وقت تزکیہ نفس ہا و بازگردانیدن عنان ہا است چرا کہ فساد چچا نکہ داخل شدہ است

قلوب أعداء هذه الملة، كذلك دخل قلوب المسلمين من غير التفرقة. در دلہائے دشمنان ایں مذہب پنجہنیں داخل شدہ است در دلہائے مسلمانان بغیر تفرقہ۔

فلن يغلب الأشرارُ أشرارًا آخرين بغزاة، بل بعفة وتقاة، فلن ينصر الله پس جہاد ہرگز شریران بر شریران غالب نخواہند شد مگر بعفت و تقویٰ۔ پس ہرگز خدا مدد

ملوک الإسلام مع وهنهم وغفلتهم في الدين، بل يغضب غضبا شديداً  
ملوک اسلام نخواهد کرد باوجودستی وغفلت اوشان بلکه سخت غضب خواهد کرد

ويؤثر الكافرين على المسلمين. ذالك بأنهم نسوا حدود الله ولا يباليون أمر  
و کافران را بر مسلمانان اختیار خواهد نمود۔ و این برائے این خواهد بود که اوشان حدود خداوند فراموش

رهبهم وليسوا من المتقين. يؤمنون ببعض القرآن ويكفرون ببعض، ولا  
کردند و متقی نیستند۔ بریک حصہ قرآن ایمان مے آرنند و از حصہ دیگر منکر اند۔ و

يشيعون الحق بل يعيشون كالمنافقين. هذا بال أهل الزمان، ثم ينكرون  
حق را شائع مے کنند و همچو منافقان زندگی بسر مے کنند۔ این حال اہل زمانہ است۔ باز انکار مے کنند

ويكذبون بعد بُعث من الرحمن. أعجبوا أن جاءهم منذر منهم في وقت  
و تکذیب شخصی مے کنند کہ از خدا مبعوث شدہ است۔ چه تعجب کرده اند کہ زودشان نذیر مے ہم از ایشان در وقت

فقد الناس فيه حقيقة الإيمان؟ أم يقولون افتراء وقد رأوا آياتي ثم  
فقدان حقیقت ایمان رسید۔ چه مے گویند کہ افترا کرده است و تحقیق دیدہ اند نشانہائے من

ألقوها وراء حجب النسيان؟ أيها الناس. أرايتم إن كنتم من عند الله  
باز انداختند پس پردہ ہائے نسیان۔ اے مردمان آیا غور کرده اید کہ اگر من از خدا ہستم

و كفرتم بي. فأى خسِر أكبر من هذا الخسران؟ أتريدون أن أضرب عنكم  
و شما انکار مے کردہ اید پس کدام زیان از این زیان بزرگتر است۔ چه ارادہ میکنید کہ من بشما از رسانیدن

الذکر صفحاً بعد ما أمرت للإنداز؟ وما كان لمرسل أن يكلمه الله ويأمره  
و حق خود را بگردانم بعد از آنکہ ما مورشدم برائے ترسانیدن۔ و مجال ہیج مرسل نیست کہ خدا باو مے کلام کند و حکم فرماید

ثم يخفى أمر ربّه خوفاً من الأشرار. فاتقوا الله، ولا تقدّموا بين يديه  
باز آن مرسل از شریران ترسیدہ حکم خدا را پوشیدہ دارد۔ پس بترسید از خدا و از و گام خود پیش منہید

ولا تصروا على الظن كل الإصرار.

و برنگمان بکمال مصرنباشید۔

## ذکرُ نَبَدٍ من عقائدنا

اند کے ذکر در بارہ عقائد ما

إِنَّا مُسْلِمُونَ .. نؤمن بكتاب الله الفرقان . ونؤمن بأن سيدنا  
ما مسلمائيم بكتاب الہی قرآن شریف ایمان می آریم و ایمان می آریم کہ سیدنا

محمدًا نبیہ ورسولہ، وأنه جاء بخیر الأديان . ونؤمن بأنه خاتم الأنبياء  
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نبی خدا و رسول خداست و دین او بہتر اديان است۔ و ایمان می آریم کہ او خاتم الانبياء است

لا نبی بعده، إلا الذي رُبِّيَ من فيضه وأظهره وعدّه . ولله مكالمات و  
بعد او هیچ پیغمبرے نیست۔ مگر آنکہ از فیض او پرورش یافته باشد و موافق وعدہ او ظاهر شد۔ و خدا را مکالمات و

مخاطبات مع أوليائه في هذه الأمة، وإنهم يُعطون صبغة الأنبياء و ليسوا  
مخاطبات است با وليائے خود دریں امت۔ و ایشان را رنگ انبياء دادہ می شود۔ و در حقیقت

نبيين في الحقيقة، فإن القرآن أكملَ وطَرَ الشريعة، ولا يُعطون إلا فهم القرآن، ولا  
انبياء نیستند۔ زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بکمال رسانیدہ است۔ و دادہ نمی شوند مگر فهم قرآن و نہ

يزيدون عليه ولا ينقصون منه، ومن زاد أو نقص فأولئك من الشياطين الفجرة .  
زیادہ می کنند و نہ کم میکنند از قرآن و ہر کہ زیادہ کرد یا کم کرد پس او از شیطانان است کہ بدکارانند۔

و نعنَى بختم النبوة ختم كمالاتها على نبينا الذي هو أفضل رسل الله وأنبيائه، و  
وازلفظ ختم نبوت مراد ما ختم کمالات نبوت است بر رسول ماصلی اللہ علیہ وسلم و او از ہمہ پیغمبران افضل است و

نعتقد بأنه لا نبی بعده إلا الذي هو من أمته و من أكمل أتباعه، الذي وجد  
اعتقاد می داریم کہ بعد از او هیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از امت او باشد۔ و از

الفيض كله من روحانيته وأضاء بضياءه . فهناك لا غير ولا مقام الغيرة،  
روحانیت او فیض یافته باشد۔ پس در جنین نبوت وجود غیرتی نیست و نہ مقام غیرت است۔

ولیسست نبوة أخرى ولا محلّ للحيرة، بل هو أحمدٌ تجلّى في سَجَنَجَلٍ آخر، ولا يغار  
بلکہ او احمد است کہ در آئینہ دیگر تجلّی کرده و ہیچ کس بر

رجل علی صورته النبی اراه الله فی مرآة وأظہرَ . فإن الغيرة لا تهيج علی التلامذة  
صورت خود غیرت نمی کند کہ در آئینہ بنماید۔ چرا کہ غیرت بر شاگردان و فرزندان

والأبناء ، فمن كان من النبی . وفي النبی . فإنما هو هو ، لأنه فی أتمّ مقام الفناء ، ومصبغ  
نمی آید۔ پس ہر کہ از او باشد و روے باشد پس در حقیقت ہمون است چرا کہ او در اتمّ مقام فنا است۔ و

بصبغته ومرتدی بتلك الرداء ، وقد وجد الوجود منه وبلغ منه كمال النشو والنماء .  
رنگین برنگ اوست و چادر او پوشیدہ است۔ و وجودے از ویافتہ است و از او تا کمال نشو و نما رسیدہ۔

وهذا هو الحق الذي يشهد علی برکات نبینا، ويرى الناس حُسْنَه فی حُلّ التابعین  
وہمین حق است کہ گواہی میدہد بر برکت نبی ماصلی اللہ علیہ وسلم وی نماید حسن وے را در پیروان تابعین

الفانین فیہ بکمال المحبة والصفاء ، ومن الجهل أن يقوم أحد للمراء ، بل هذا  
فانین بکمال محبت و صفائی تعلق۔ و از نادانی است کہ کسے برائے پیکار بایستد۔ بلکہ این

هو ثبوت من الله لنفّی کونه أبتَر، ولا حاجة إلى تفصیل لمن تدبّر . وإنه ما كان  
ثبوت است از خدا تعالی برائے نفی ایتز بودن وے صلی اللہ علیہ وسلم و برائے تدبّر کنندہ حاجت تفصیل نیست۔ و او از

﴿۶۸﴾

أبا أحد من الرجال من حيث الجسمانية، ولكنه أب من حيث فیض  
روے جسمانیت پدر ہنچکس از مردان نیست۔ و لکن او پدر است از روے فیض رسالت

الرسالة لمن کمل فی الروحانية . وإنه خاتم النبیین وَعَلَمُ المقبولین . ولا  
برائے آنکہ در روحانیت کامل کردہ شود۔ و او خاتم الانبیاء است و نشانے است برائے مقبولان۔ و

یدخل الحضرة أبدا إلا الذي معه نقش خاتمه، و آثار سنته، ولن یقبل  
در حضرت باری عز اسمہ ہرگز کسے داخل نشود مگر آنکہ با او نقش خاتم او و نشان سنت اوست۔ و ہیچ عمل و

عمل ولا عبادة إلا بعد الإقرار برسالتہ، والثبات علی دینہ و ملتہ . وقد هلک  
عبادت منظور نخواہد شد مگر بعد اقرار رسالت او و بعد ثبوت بر دین او و ملت او۔ و ہلاک شد

من تركه وما تبعه في جميع سننه، على قدر وسعِهِ وطاقته. ولا شريعةَ بعده، ولا آس كس که ترک کرد اور او در جمیع سنن او بقدر طاقت و وسعت پیروی او نہ کرد و بیچ شریعت بعد او

ناسخ کتابہ و وصیتہ، ولا مبدلَ لکلمتہ، ولا قَطَرَ کُمُزْنِیَہ. ومن خرج مَثقالَ نیست و نہ بیچ کتابے ناسخ کتاب و شریعت او است و بچکس مبدل کلمہ او نیست و بیچ بارشے بچو باران او نیست۔ و ہر کہ

ذرة من القرآن، فقد خرج من الإيمان. ولن يفلح أحد حتى يتبع كل ما ثبت بمقدار یک ذرہ از قرآن خارج باشد پس او از ایمان خارج شد۔ و ہرگز کسے نجات نخواہد یافت تا بوقتیکہ پیروی نہ کند ہمہ آس

من نبينا المصطفی، ومن ترک مقدار ذرة من وصاياہ فقد هوى. ومن اعمال را کہ از پیغمبر مصلی اللہ علیہ وسلم ثابت اند و ہر کہ بمقدار یک ذرہ از وصیت او ترک کرد پس او بیزیر افتاد و ہر کہ

ادعی النبوة من هذه الأمة، وما اعتقد بأنه رُبِّي من سيدنا محمدٍ خیر البریة، دعوی نبوت ازین امت کند و اعتقاد او این باشد کہ پرورش او از آنحضرت شدہ است

و بأنه ليس هو شيئاً من دون هذه الأسوة، وأن القرآن خاتم الشريعة، فقد و این اعتقاد ندارد کہ بجز آن پیشوا او چیزے نیست و قرآن خاتم شریعت است پس

هلك وألحق نفسه بالكفرة الفجرة. ومن ادعی النبوة ولم يعتقد بأنه ہلاک شد و نفس خود را با کفران و بدکاران ملحق کرد۔ و ہر کہ دعوی نبوت کند و این اعتقاد ندارد کہ او

من أمته، و بأنه إنما وجد كل ما وجد من فيضانه، وأنه ثمرة من بستانه، از امت آنحضرت مصلی اللہ علیہ وسلم است و ہر چہ یافت از فیضان او یافت۔ و او یک ثمرہ ایست از باغ او

وقطرة من تَهْتَانِهِ، و شَعَشَعٌ من لمعانه، فهو ملعون ولعنة الله عليه وعلى ویک قطرہ از بارش او و ساییہ تک از روشنی او پس او لعنتی است و لعنت خدا برو و بر

أنصاره و أتباعه و أعوانه. لا نبيُّ لنا تحت السماء من دون نبينا المجتبی، انصار او و براتباع او و بر اعوان او۔ برائے ما بجز حضرت محمد مصلی اللہ علیہ وسلم بیچ پیغمبری زیر آسمان

ولا كتاب لنا من دون القرآن، و كل من خالفه فقد جَوَّ نفسه إلى اللطی. نیست و بیچ کتابے بجز قرآن ندارد ہم پس ہر کہ مخالفت قرآن کند او بسوئے جہنم خویش را کشیدہ است

ومن أنكر أحاديث نبينا التي قد نُفِدتْ ولا تُعارض القرآن، فهو أخو إبليس  
وہر کہ انکار احادیث پیغمبر ما کند آں حدیثا کہ تنقید آن شدہ ومخالفت بقرآن ندارند۔ او برادر شیطان است

وإنه ابتاع لنفسه اللعنة وأضاع الإيمان. وإن القرآن مقدّم على كل شيء، و  
واخرید برائے نفس خود لعنتے وایمان را ضائع کرد۔ وقرآن مقدم بر ہر چیز است و

وحی الحکم مقدّم على أحاديث ظنية، بشرط أن تطابق القرآن وحیہ مطابقة  
وحی حکم یعنی مسیح موعود مقدم است بر احادیث ظنیہ بشرط اینکہ آں وحی مسیح موعود بقرآن مطابقت کُلّی

تامة، وبشرط أن تكون الأحاديث غير مطابقة للقرآن، وتوجد في قصصها  
دارد۔ وبشرط اینکہ قصہ ہائے آں حدیث بقصہ ہائے قرآن مطابقت ندارند یعنی در قصہ ہائے آں

مخالفة لقصص صحفٍ مطهرة. ذالك بأن وحی الحکم ثمرة غضّ وقد جُنِيَ  
احادیث وقرآن شریف باہم مخالفت باشد۔ این اعتقاد برائے این ضروری است کہ وحی مسیح موعود ثمرہ تازہ است کہ

من شجرة يقينية، فمن لم يقبل وحی الإمام الموعود، ونبذہ لروایات لیست  
از درخت یقینی چیدہ شدہ است۔ پس ہر کہ وحی امام موعود را قبول نہ کرد۔ و برائے روایات غیر مشہود

كالمحسوس المشهود، فقد ضل ضللاً مبيناً، ومات ميتة جاهلية،  
آزرا از دست انداخت۔ پس او در گمراہی واضح افتاد و بر موت جاہلیت بمرد۔

وآثر الشك على اليقين ورُدّ من الحضرة الإلهية. ثم إن كان من الواجب  
وآثر شک را بر یقین اختیار کرد و از حضرت الوہیت رد کردہ شد۔ باز اگر اعتماد

﴿۷۰﴾

الأخذ بالروایات فی کل حال. ففي أيّ شيء رجلٌ يقال له حکم من الله ذی الجلال؟  
بر روایات داشتن در ہر حال لازم بودے۔ پس چہ چیز است آں شخص کہ نام او از خدا تعالی حکم نہادہ شدہ باشد۔

فكيف أعطيه هذا اللقب مع أنه لا يحکم في مسألة من المسائل، بل يقبل  
وچگونہ دادہ خواہد شد اور این لقب باوجودیکہ او در مسئلہ از مسائل پیچ فیصلہ اختلاف نمیکند۔ بلکہ ہر چہ

كل ما عند العلماء كالمستفتى السائل؟ فعند ذالك لا يستقيم لقب الحکم  
نزد علماء است آں ہمہ قبول میکند مانند آں کسیکہ فتویٰ ے پُر سدو سائل میباشد پس دریں وقت لقب حکم برو



لشأنه، بل هو تابع للعلماء ومقلد لهم في كل بيانه. ونعتقد بأن الصلاة راست نمی آید بلکه او پیروی کننده علماء است و در هر بیان مقلد او شان است و نیز ما اعتقاد داریم که نماز

و الصوم و الزكوة و الحج من فرائض الله الجليل، فمن تركها متعمدا و روزه و زكوة و حج از فرائض خداوند بزرگ است۔ پس هر که عمداً این ارکان را

غير معتذر عند الله فقد ضل سواء السبيل.

بغير عذرے کہ نزد خدا صحیح باشد بگذارد بگمراهی گرفتار شد۔

ومن عقائدنا أن عيسى ويحيى قد وُلدا على طريق خرق العادة، و از جمله عقاید ماست که حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیهما السلام بطریق خرق عادت متولد شده اند۔

ولا استبعاد في هذه الولادة. وقد جمع الله تلك القصتين في سورة واحدة، و دریں ولادت هیچ استبعاد نیست۔ و جمع کرد خدا تعالیٰ این هر دو قصه را در سوره واحدہ

ليكون القصة الأولى على القصة الأخرى كالشاهدة. وابتداً من يحيى و ختم على تا کہ یک قصه دیگر قصه را گواه باشد۔ و شروع کرد از یحییٰ علیہ السلام و ختم کرد بر

ابن مريم، لينقل أمر خرق العادة من أصغر إلى أعظم. و أما سرّ هذا الخلق في عیسیٰ علیہ السلام تا کہ انتقال امر خرق عادت از خورد سوئے بزرگ باشد۔ مگر راز این قسم پیدایش در

يحيى و عيسى فهو أن الله أراد من خلقهما آية عظيمة. فإن اليهود كانوا قد تركوا طريق یحییٰ و عیسیٰ پس اینست کہ اراده فرمود خدا تعالیٰ کہ از این هر دو پیدایش نشانی نماید و آن اینست کہ یہود راہ میانہ روی و

﴿۷۱﴾

الاقتصاد و السداد، و دخل الخبث أعمالهم و أقوالهم و أخلاقهم و فسدت راستی ترک کرده بودند و خباثت در اعمال شان و اقوال شان و اخلاق شان داخل شده بود و فاسد

قلوبهم كل الفساد، و آذوا النبيين و قتلوا الأبرياء بغير حق بالعناد، شدند دلہائے شان بہر نوع فساد۔ و ایذاء دادند انبیاء را و ناکرہہ گناہان را قتل کردند۔

و زادوا فسقا و ظلماً و ما بالوا بطش رب العباد. فرأى الله أن قلوبهم و در فسق و ظلم از حد گذشتند و نترسیدند حملہ خداوند بندگان را۔ پس دید خدا تعالیٰ کہ دلہائے شان

اسودت، وأن طبایعهم قستت، وأن الغاسق قد وقب، ووجه المهجة  
سیاہ شدند۔ وطبیعت ہائے شان سخت شد۔ و تاریکی درآمد۔ و راہ میانیہ برایشان

قد انتقب. وفسدت التصورات كأنها لیل دامس، أو طریق طامس. و جاوزوا  
پوشیدہ گشت۔ و تباہ شدند تصور ہا گویا آن شمی است سخت تاریک یا راہی ست ناپدید۔ و تجاوز

الحدود، و نسوا المعبود، و تسوؤوا الجدران، و نسوا الیدیان. و كانوا ما بقی  
کردند از حد ہا فراموش کردند معبود را و از دیوار ہا بیرون چہیدند و جزا دہندہ را فراموش کردند۔ و چنان شدند کہ

فیہم نور یؤمنہم العنار، و یرى الحق ویصلح الأطوار، و صاروا کمجدوم انجذمت  
بچ نورے درایشان نہماند کہ از لغزش باز دارد و حق۔ نماید و اصلاح اطوار کند۔ و بچو مجزومی شدند کہ اعضاء او بریدہ

أعضاؤه، و كرهه رؤاؤه. فإذا آلت حالتهم إلى هذه الآثار، لعنهم الله  
شدند۔ و کورہ شد صورت او۔ پس چونکہ انجام حالت ایشان این شد و نوبت این نشانہا رسید لعنت کرد خدا

و غضب على تلك الأشرار، و أراد أن يسلب من جرثومتهم نعمة النبوة، و  
برایشان و غضب کرد بر آں بدکاران۔ و ارادہ کرد کہ از خاندان او شان نعمت نبوت بر باید۔ و

يضرب عليهم الذلة، و ينزع منهم علامة العزة. فإن النبوة لو كانت باقية في  
برایشان ذلت بہا دربر کشد از ایشان علامت عزت۔ چرا کہ اگر نبوت در خاندان ایشان باقی ماندے۔

جرثومتهم، لكانت كافية لعزتهم، و لَمَا أمكن معه أن يشار إلى ذلتهم .  
پس البتہ برائے عزت شان کافی بودے۔ و دریں حالت ممکن نبودے کہ ایشانرا بسوئے ذلت منسوب کردہ باشد۔

ولو ختم الله سلسلة النبوة العامة على عيسى، لما نقص من فخر اليهود شيء كما لا يخفى،  
و اگر خدا نبوت عامہ را بر عیسیٰ ختم کردے البتہ از فخر یہود چیزے کم نہ شدے۔

ولو قدر الله رجوع عيسى الذي هو من اليهود، لرجع العزة إلى تلك القوم ولنسخ  
و اگر مقدر کردے خدا تعالیٰ رجوع آن عیسیٰ سوئے دنیا کہ از یہود بود۔ البتہ سوئے یہود عزت شان واپس آمدی و امر ذلت

أمر الذلة، و لبطل حكم الله المعبود. فأراد الله أن يقطع دابرهم، و يجيح بنيانهم،  
شان منسوخ گشتے و حکم خدا تعالیٰ باطل گردیدے پس خدا تعالیٰ ارادہ فرمود کہ بیخ کئی یہود کند

وَبُحِكِم ذَلَّتْهُمْ وَخَذَلَانِهِمْ. فَأَوَّلُ مَا فَعَلَ لِهَذِهِ الْإِرَادَةِ هُوَ خَلْقُ عَيْسَى  
وَذَلَّتْ وَخَذَلَانِ وَأَشَارَ اسْتَوَارًا وَرَدَّ يَسَى أَوَّلَ كَارِيكَ خَدَاتَعَالَى بَرَاءَةَ اَيْنِ ارَادَهُ كَرَدَ اَيْنِ پِيدَ اَشْ عَيْسَى اسْت

من غير أبٍ بالقدرة المجردة. فكان عيسى إرهابًا لنبينا وعلمًا لنقل النبوة،  
بغير پدر۔ پس بود عیسی ارہاص برائے نبی ماصی اللہ علیہ وسلم و نشان برائے نقل نبوت

بما لم يكن من جهة الأب من السلسلة الإسرائيلية. وأمّا يحيى فكان  
چرا کہ عیسی از جہت پدر از سلسلہ بنی اسرائیل نبود مگر یحیی

دليلاً مخفياً على الانتقال، فإن يحيى ما تولد من القوى الإسرائيلية البشرية،  
بر انتقال نبوت دلیل مخفی بود۔ چرا کہ یحیی از قوای اسرائیلیہ بشریہ پیدائش شد

بل من قدرة الله الفعّال. فما بقى لليهود بعدهما للفخر مطرَحٌ، ولا للتكبر  
بلکہ از قدرت خدائے پاک۔ پس بعد ازین ہر دو نبی کہ بدین طور پیدائشند یہود بر سلسلہ نبوت خود جائے فخر نہماند

مَسْرَحٌ. و كان كذلك ليقطع الله الحجاج، وينقص التصلف ويسكن  
ونہ برائے تکبر چرا گاہ و همچنین شدتا کہ خداجت ہا را قطع کند۔ و لاف زدن را کم کند و فرو نشانند

العجاج. ثم بعد ذلك نقل النبوة من وُلدِ إسرائيل إلى إسماعيل، وأنعم  
غبار را۔ بعد ازین نبوت را از اولاد اسرائیل بسوئے اسمعیل منتقل فرمود و انعام

﴿۷۳﴾

الله على نبينا محمد وصرف عن اليهود الوحي و جبرائيل. فهو خاتم الأنبياء  
فرمود بر نبی ماصی اللہ علیہ وسلم و باز داشت وحی را و جبرائیل را از خاندان یہود۔ پس او خاتم الانبیاء است

لا يبعث بعده نبي من اليهود، ولا يرد العزة المسلوبة إليهم، وهذا وعد  
مبعوث نخواهد شد بعد از وی و هیچ نبی از خاندان یہود۔ و عزتے کہ از یہود باز گرفته شد باز او پس نخواهند داد و این

من الله الودود. و كذلك كُتِبَ في التوراة والإنجيل والقرآن، فكيف يرجع  
وعدہ خدائے و دود است۔ و همچنین نوشته است در تورات و انجیل و قرآن۔ پس چگونه باز آید

عيسى، فقد حبسه جميع كتب الله الديان؟ وإن كان راجعا قبل يوم القيامة  
عیسی و باز داشته است اور اتمام کتاب ہائے خداتعالی۔ و اگر ضروری است کہ قبل قیامت در دنیا آمدہ باشد

فَلَا بُدَّ مِنْ أَنْ نَقْبَلَ أَنَّهُ يَكْذِبُ إِذْ يُسْأَلُ عَنِ الْأُمَّةِ فِي الْحَضْرَةِ، فَفَكَّرُ فِي قَوْلِهِ  
پس ضروری است کہ تا قبول کنیم کہ او دروغ خواهد گفت نزد خدا تعالی چون پرسیده شود از امت خود در حضرت بارہی تعالی

تَعَالَى: إِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسِي ابْنَ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ أَنْ تَمُوتَ فِي جَوَابِهِ، أَصَدَقَ أَمْ  
پس فکر کن در قول او تعالی یعنی اینکه چون خدا گفت عیسی را کہ آیا تو گفتی کہ مر او مادر ما را خدا بداند باز فکر کن کہ او در جواب

كَذَبَ بِنَاءِ عَلِيِّ زَعَمَ قَوْمٌ يَرْجِعُونَهُ مِنْ وَسْوَاسِ الْخَنَاسِ؟ فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ  
چہ گفت راست گفت یا دروغ بر بنائے زعم تو مے کہ از وسوسہ شیطانی او را او پس بد نیامے آرند۔ چرا کہ اگر ہمیں

حَقًّا أَنْ يَرْجِعَ عَيْسَى قَبْلَ يَوْمِ الْحَشْرِ وَالْقِيَامِ، وَيَكْسِرُ الصَّلِيبَ وَيُدْخِلُ  
امر راست است کہ عیسی قبل از قیامت سوئے دنیا رجوع خواهد کرد۔ و صلیب را خواهد شکست و

النَّصَارَى فِي الْإِسْلَامِ، فَكَيْفَ يَقُولُ إِنِّي مَا أَعْلَمُ مَا صَنَعْتُ أُمَّتِي بَعْدَ  
نصاری را در اسلام داخل خواهد نمود۔ پس چگونہ خواهد گفت کہ مرا از امت خود از ازل روز پنج خبر مے نیست

رَفَعِي إِلَى السَّمَاءِ؟ وَكَيْفَ يَصِحُّ مِنْهُ هَذَا الْقَوْلُ مَعَ أَنَّهُ أَطَّلَعَ عَلَى شِرْكَ  
کہ مرا بسوئے آسمان برداشتند۔ و چگونہ این سخن او راست خواهد بود با وجودیکہ او از شرک

النَّصَارَى بَعْدَ رَجُوعِهِ إِلَى الْغُبَرَاءِ، وَأَطَّلَعَ عَلَى اتِّخَاذِهِمْ إِيَّاهُ وَأُمَّه  
نصاری بعد از رجوع اطلاع یافت۔ و بریں اطلاع یافت کہ او شان او را و مادر او را

إِلَهُينَ مِنَ الْأَهْوَاءِ؟ فَمَا هَذَا الْإِنْكَارُ عِنْدَ سُؤَالِ حَضْرَةِ الْكَبِيرِيَاءِ إِلَّا كَذْبًا  
خدا مے انکارند۔ پس این انکار از چہ قبیل خواهد بود۔ بجز اینکه او را

فَاحْشَا وَتَرَكَ الْحَيَاءَ. وَالْعَجَبُ أَنَّهُ كَيْفَ لَا يَسْتَحْيُ مِنَ الْكُذْبِ الْعَظِيمِ،  
دروغ فاحش و ترک حیاء شد۔ و عجب است کہ چگونہ او بحضور خداوند تعالی از دروغ گفتن

وَيَكْذِبُ بَيْنَ يَدَيِ الْخَبِيرِ الْعَلِيمِ! مَعَ أَنَّهُ قَدْ رَجَعَ إِلَى الدُّنْيَا وَقَتَلَ النَّصَارَى  
حیا نخواهد کرد۔ حالانکہ بسوئے دنیا رجوع کرده بود و نصاری را قتل نموده

وَكَسَرَ الصَّلِيبَ وَقَتَلَ الْخَنْزِيرَ بِالْحُسَامِ الْحَسِيمِ. وَمَا كَانَ مَكْثَ سَاعَةٍ كَغَرِيبٍ  
و صلیب را شکستہ و خنزیر را کشتہ۔ و در رنگ او ہجو مسافر راہ گذر

﴿۷۴﴾

یمرّ من أرضٍ بأرضٍ غیر مقیم، ولا یفتش بالعزم الصمیم، بل لبث فیہم إلی  
مُحَضِّ یک ساعت نبود

أربعین سنة، وقتلہم وأسرہم وأدخلہم جبراً فی الصراط المستقیم ثم یقول: لا  
ماندہ و نصاریٰ راکشتہ و قید کردہ و جبراً در دین اسلام آورده۔ باز خواهد گفت کہ

أعلم ما صنعوا بعدی. فالعجب کل العجب من هذا المسیح و کذبہ الصریح! أنؤمن  
من نمیدانم کہ بعد از من قوم من چه کرد این عجب مسیح است و عجب دروغ او چه ما برین ایمان

بأنه لا یخاف یوم الحساب ولا سوط العقاب، و یکذب کذباً فاحشاً یعافه  
آریم کہ او از روز حساب و تازیانہ عقاب نترسید و در حضور خدا تعالی چنان دروغی خواهد گفت

زَمَعُ الناس، و یرضی بزور یأنف منه الأراذلُ الملوّثون بالأدناس؟ أیجوز العقل  
کہ مردمان ادنیٰ و فرومایہ ہم از و کراہت می کنند و بان کذب راضی خواهد شد کہ مردم ملوث و بد رویہ ہم از و پیز

فی شأن نبی أنه رجع إلی الدنیا بعد الصعود إلی السماء، و رأى قومه النصاریٰ  
می کنند۔ آیا عقل سلیم در شان پیغمبرے تسلیم میکند کہ او را از آسمان بدنیا آید۔ و قوم خود نصاریٰ را دیدم

و شرکهم و تشلیثهم بعینیہ من غیر الخفاء، ثم أنکر أمام ربه هذه القصة،  
و شرک او شان کچشم خود دید۔ باز بحضور خدا تعالی ازیں ہمہ قصہ انکار کرد

وقال: ما رجعت إلی الدنیا الدنیّة، ولا أعلم ما بال قومی مُدْرُفَعْتُ إلی السماء  
و گفت من سوئے دنیا ز رفعتہ ام۔ و مرا از قوم خود از آن روز خبرے نیست کہ بر آسمان دوم

الثانیة. فانظروا أئی کذب أكبر من هذا الکذب الذی یرتکبه المسیح أمام  
برداشتہ شدہ ام پس بنگرید کہ کدام دروغ ازیں بزرگتر خواهد بود کہ مسیح بحضور خدا تعالی

عین الله فی یوم الحساب و المسألة، ولا یخاف حضرة ربّ العزة. فالحاصل  
خواهد گفت بروز قیامت

أنه لما منع القرآن نزول المسیح من السماء فی الآیة التي هی قطعیة الدلالة،  
منع کرد قرآن نزول مسیح را از آسمان در آیت قطعیّت الدلالات

تَعَيَّنَ إِذَا مِنْ غَيْرِ شَكٍّ أَنَّ الْمَسِيحَ الْمَوْعُودَ لَيْسَ مِنَ الْيَهُودِ بَلْ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ .  
پس متعین شد کہ مسیح موعود ازیں امت است نہ از یہود

و كيف وإن اليهود ضربت عليهم الذلّة؟ فهم لا يستحقون العزة بعد العقوبة الأبديّة .  
وچگونہ از یہود باشد۔ و یہود برائے ہمیشہ مورد ذلت شدہ اند۔ و بعد از عقوبت ابدی حق عزت نہ دارند

فاعلموا أن خيال رجوع عيسى يشابه زبدًا، وأن محبوس القرآن لا يرجع أبداً . ثم  
پس بدانید کہ خیال رجوع عیسیٰ مشابه زبّد است و ہر کرا قرآن از آمدن او باز داشته است او ہرگز

إذا فرض رجوعه فيستلزم هذا كذب سيّدنا خير البرية، فإنه قال إن المسيح  
نہ خواہد آمد باز۔ اگر رجوع عیسیٰ فرض کردہ آید پس ایں امر مستلزم کذب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم است چرا کہ او گفته کہ

الآتي يأتي من الأمة . وليس من الأمة إلا الذي وجد كماله من فيوض المصطفى،  
مسیح موعود ازیں امت خواہد بود و از امت ہیکس نتواند شد مگر کسی کہ کمال خود از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ولا يوجد هذا الشرط في عيسى، فإنه وجد مرتبة النبوة قبل ظهور سيدنا خاتم  
یافتہ است و ایں شرط در عیسیٰ علیہ السلام متحقق نہ گردد چرا کہ او مرتبہ نبوت قبل ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یافتہ

الأنبياء، فكماله ليس بمستفاد من نبينا صلى الله عليه وسلم وهذا أمر ليس فيه شيء  
است۔ پس کمال او از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستفاد نیست۔ و ایں امر بدیہی است۔

من الخفاء . فجعله فردا من الأمة جهلاً بحقيقة لفظ "الأمة"، وخلاف لكتاب  
پس او را فردے ز امت شمار کردن جهل است۔ از حقیقت لفظ امت و خلاف قرآن است۔

حضرة الكبرياء . فلا شك أن إدخاله في الأمة كذب صريح وترك الحياء .  
پس بچ شک نیست کہ داخل کردن او در امت کذب صریح و ترک حیاء است۔

ففكّر في ذلك إن كنت من أهل الاتقاء . والحاصل أن الله سلب من  
پس درین فکر کن اگر اہل تقویٰ ہستی پس حاصل کلام اینست کہ خدا تعالیٰ بعد

اليهود بعد عيسى نعمة النبوة، فلا ترجع إليهم أبداً في زمان خير البرية .  
عیسیٰ نعمت نبوت از یہود سلب کرد۔ پس ہرگز ہرگز در زمانہ خاتم الانبیاء ایں فضیلت سوائے ایشان مسترد نخواہد شد

وكون عيسى من غير أب وبلا ولدٍ دليلٌ على ما مر بالدلالة القاطعة، وإشارةً إلى  
و بودن عیسی بے پدر و بے فرزندان دلیلی برین واقعہ بود بدلات قطعیه

قطع تلك السلسلة الإسرائيلية. فلا يجيء نبي من اليهود لا قديم ولا حديث  
و اشارت بود سوائے قطع این سلسلہ۔ پس ہرگز نخواہد آمد پیچ نبی از یہود نو باشد یا کہنہ

في دور النبوة المحمدية، وعدٌ من الله ذى العزة. وكما نزع النبوة منهم كذا لك  
در دور نبوت محمدیہ وعدہ است از خدا تعالیٰ و بچنان کہ نبوت از یہود باز گرفتہ شد

نزع منهم ملكهم وغادرهم الله كالجيفة. وكان تولدٌ يحيى من دون مس  
بہمین طور سلطنت او شان باز گرفتہ شد و گزاشت خدا تعالیٰ او شان را بچومر دار۔ و بود تولد یحیی بدون مس

القوى البشرية، وكذلك تولدٌ عيسى من دون الأب وموتُهُما بدون  
قوی بشریہ و بچنین تولد عیسی بغیر پدر و موت آل ہر دو بغیر

ترك الورثة علامةً لهذه الواقعة. وأما المسيح المحمدي فله أب و  
ترک وارثان علامت این واقعہ کہ نبوت از ان سلسلہ منقطع گشت مگر مسیح محمدیہ پس او را پدر

﴿ ۷۷ ﴾

وُلد من العنایات الإلهية، كما كُتب أنه "يتزوج ويولد له "من الرحمة،  
است و پسران از عنایات الہیہ بچنانکہ نوشته شد کہ او متاہل خواہد شد و بچگان پیدا شوند از رحمت الہی

فكانت هذه إشارةً إلى دوام السلسلة المحمدية وعدم انقطاعها إلى يوم  
پس این اشارہ بود طرف دوام سلسلہ محمدیہ و عدم انقطاع آل تا روز

القيامة. وعجبٌ كل العجب من الذين لا يفكرون في هذه الآيات، التي  
قیامت و بسیار تعجب از کسانی است کہ درین نشانہا نظر نمی کنند آنکہ برائے

هي لنبوة نبينا كالعلامات، ويقولون إن عيسى تولد من نطفة يوسف أبيه،  
نبوت پیغمبر مصلی اللہ علیہ وسلم بچومر علامت ہا است۔ وی گویند کہ عیسی از نطفہ پدر او یوسف پیدا شدہ است

ولا يفهمون الحقيقة من الجهلات. ومن المعلوم أن مريم وُجدت  
و از جہالت حقیقت رائے فہم نہد و معلوم است کہ مریم صدیقہ قبل ازین کہ

حاملًا قبل النکاح، وما كان لها أن تتزوج لعهد سبق من أمها بعد الإجحاح. نکاح کند حاملہ یافت شد۔ وجمال او نبود کہ نکاح کند چرا کہ بعد از آبستن مادر او ہمین عہد کردہ بود کہ نکاح نخواہد کرد

فالأمر محصور في الاحتمالين عند ذوى العيينين : إمّا أن يقال إن عيسى پس این امر در دو احتمال مے دارد نزد صاحبان بصیرت اول اینکہ گفتہ شود کہ عیسیٰ علیہ السلام

خُلِقَ من كلمة الله العلام، أو يقال - ونعوذ بالله منه - إنه من الحرام . مخلوق از کلمہ خداوندی است۔ یا نعوذ باللہ این گفتہ شود کہ ولادت حرام دارد

ولا نجد سببًا إلى حمل مريم من النکاح، فإن أمها كانت عاهدت الله وسوے این خیال ہیچ راہے نیامیم کہ حمل مریم از نکاح قرار دادہ بود۔ چرا کہ مادر مریم بخدا تعالیٰ عہد کردہ بود کہ

أنها يتركها محررةً سادنة، و كانت عهدها هذا في أيام اللقاح . وهذا أمر نکتبہ مریم را از نکاح بے تعلق دارد و برائے خدمت بیت المقدس مقرر کند و این عہد در ایام حمل خود کردہ بود۔ و این آن امر

من شهادة القرآن والإنجيل، فلا تتركوا سبيل الحق والفلاح . هذا لمن است کہ از قرآن شریف و انجیل آزرانوشته ایم پس راہ حق و فلاح ترک نکنید۔ این تفصیل برائے

استوضحته فطرته، ولا تقبل خارق العادة عادته . وأما نحن فنؤمن آن شخص است کہ تفصیل را میخواند و امر خارق عادت و اعادة او قبول نمیکند۔ مگر ما بکمال قدرت

بکمال قدرة الله الأعلى، ونؤمن بأنه إن يشاء يخلق من ورق الأشجار كمثل ﴿٤٨﴾ خداوند تعالیٰ ایمان مے آریم۔ و بدین ایمان آریم کہ اگر او تعالیٰ بخواہد از برگ درختان مثل

عيسى . و کم من دود فی الأرض لیس لها أبوان، فأی عجب یاخذ کم من عیسیٰ پیدا کند۔ و بسیار کر مہار زمین اند کہ او شانزادہ مادرست و نہ پدر۔ پس کدام تعجب مے گیر دشمار از

خلق عيسى يا فتیان؟ وإن لله عجائبَ نفضت عندها أكياس الكياسة، پیدا آتش عیسیٰ یا مردان۔ و نوز <sup>☆</sup> خدا آں عجائب کار ہاست کہ بمقابلہ شان کیسہ ہائے دانائی افشانده شد

وغرائب ظلع بها فرسُ الفراسة، بل في كل خلقه يظهر إجمال القرائح و آن غریب امور اند کہ بمقابلہ شان اسپ فراسٹ لنگ است بلکہ در ہر پیدائش او بحر طبیعت ہا ظاہر مے گردد



وَيُظْهِرُ إِكْدَاءَ الْمَاتِحِ وَالْمَاتِحِ . وَالذِّينَ يَنْكُرُونَهَا فَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ الْقَدْرِ ، وَعَجْرَ آبٍ كَشَدَّةٍ وَدَرْتِكِ چاه رونده بظہور آید۔ وآنانکہ انکار این میکنند پس نہ شناختند خدا را حق شناختن

وَقَعَدُوا فِي الظُّلُمَاتِ مَعَ وجودِ نُورِ البَدْرِ ، وَبُعِدُوا مِنَ الضِّيَاءِ ، فَهَذَا بِهِمْ إِلَى وَبوجود نورِ ماهِ درظلمت نشینند۔ و دور شدند از روشنی پس بردایشان

الظُّلَامِ البَّيِّنِ الْمُطَّرَّحِ وَالبُّعْدِ المَبْرُحِ . وَالعجب منهم أنهم مع كونهم ضالِّينَ راسوے ظلمت جدائی دور اندازندہ۔ و دوری اندو بگین کنندہ و عجب است از ایشان کہ ایشان باوجود بودن

تَمْشَوْا أَمَامَ النَّاسِ كَالْحَرِيَّتِ ، وَمَا فَرَّقُوا وَاقْتَحَمُوا المَوَامِي المَهْلِكَةَ كَالْمَصَالِيَتِ ، گمراه پیش پیش مردم بچور بہر رفتند۔ و خوف نہ کردند و داخل شدند بیابانہائے مہلکہ را بچود لیران۔

فَهَلَكُوا فِي الفُلُواتِ كَالْحائِرِ الوَحِيدِ ، وَاسْتَسَلَمُوا لِلْحَيْنِ وَمَا انْتَهَوْا مِنَ القَوْلِ پس ہلاک شدند در بیابان ہا بچور سرگشتہ تنہا۔ و فرمانبردار شدند مرگ را۔ و باز نیامدند از سخن

المبيد . فلم يَأْمَنُوا عَثَارًا ، بَلْ زَلُّوا فِي كُلِّ قَدَمٍ وَرَأُوا تَبَارًا . وَشَجَّعُوا قُلُوبَهُمْ طَمَعًا فِي ہلاک کنندہ پس از لغزش در امن نماندند پس در ہر قدم لغزیدند و تباہی را دیدند و لیر کردند و لہائے خود را

صِيدَ العِوامِ ، وَزَعَرَهُمُ ظُلْمَةُ الجَهْلِ فَمَا ارْتَعَوْا وَمَا امْتَنَعُوا مِنَ الاقْتِحَامِ . از طبع برائے شکار کردن عوام۔ و ترسانید او شان را ظلمت ہائے جہل پس نہ ترسیدند و نہ بازماندند از داخل شدن

﴿۷۹﴾

ثمَّ عِنْدَنَا دَلَالٌ عَلَى مَوْتِ عِيسَى لَا نَرِي بَدَأًا مِنْ نَشْرِهَا لَعَلَّ النَّاسَ باز نزد ما بر موت عیسی بسیار دلائل موجود اند کہ اشاعت آنہا را ضروری میدانم تا کہ

يَفْقَهُونَ . فَمِنْهَا نصوصُ قُرْآنِيَّةٍ وَهِيَ أكبرُ الدَّلَائِلِ لِقَوْمِ يَفْقَهُونَ ، وَمِنْهَا مردمان بفہمند۔ پس از انجملہ نصوصہائے قرآنیہ ہستند کہ نزد دانشمندان از ہمہ دلائل افضل و بزرگتر اند۔ و بعض

نصوصُ حَدِيثِيَّةٍ لِأَنَّاسٍ يَفْكَرُونَ . فَإِنَّ اللَّهَ صَرَحَ فِي آيَةِ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي ۱ از انہا برائے مردمان غور و نظر کنندہ نصوص احادیث ہم اند۔ زیرا کہ اللہ تعالیٰ در آیت فلما توفيتني

وفاة ابن مريم ، و صرح معه عدم رجوعه إلى الدنيا كما تقدم . و رآه نبينا و فات ابن مریم را۔ و عدم رجوع اور ايسوے دنیا صراحتاً بیان فرمودہ است چنانچہ بیانش سابق گذشت۔ و در

صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قاعدًا عند یحییٰ، ولا یُجَوِّزُ العقل أن ینقل  
شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ را جلس وندیم حضرت یحییٰ دیدہ است و عقل و نقل جائز نمیدارد

الْحَیِّ إِلَى عَالَمِ الْمَوْتِ، وَمَنْ الْحَقُّ بِالْمَوْتِ فَهُوَ مِنْهُمْ كَمَا لَا یُخْفَى . وَقَالَ الذِّیْنِ لَا  
کہ زندہ این عالم در عالم مردگان ملحق شود و اگر شود از مردگان خواهد شد۔ و مردمانیکہ در قرآن مجید

یتدبّرون کتاب اللہ و لیس فی قلوبہم طلب الحق و العرفان، إن حیاة عیسی  
نظر و غور نمیکند و معرفت صدق و طلب حق در دلہائے شان نیست۔ قول حسن بصری را

ثابت بما قال الحسن البصری، إنه لم یمت ویأتی فی آخر الزمان . فالجواب إنا لا  
حدیث دانستہ حیات عیسیٰ را از ان ثابت میکنند و میگویند کہ عیسیٰ نہ مُردہ است او در آخر زمان خواهد آمد۔ جوابش ہمیں کافی است

نؤمن ببصری ولا مصری، وإنما نؤمن بالفرقان، ونؤمن بقول نبینا الذی  
کہ ما بر قرآن مجید و بر حدیث صحیح مرفوع متصل نبی معصوم کہ از طرف خدائے رحمن علم صحیح داده شدہ است ایمان آوردیم

أعطی علمًا صحیحًا من الرحمن . وقد سمعت ما جاء فی الحدیث و فی القرآن المجید،  
نہ بر قول بصری یا گفتار مصری و حدیث و قرآن مجید ہمانست کہ شنیدی۔

فلا ینبغی بعد ذالک أن تقول هل من مزید . وإن الموت من سنة الأنبیاء  
و سزاوار نیست بعد ازین ہر دو شاہد عدل کہ هل من مزید گوئی۔ حالانکہ از زمان حضرت آدم تا حضرت خاتم النبیین

من آدم إلى نبینا خیر البریة، فكیف خرج عیسیٰ من هذه السنة المتوارثة؟  
این موت سنت ہمہ انبیاء بودہ است۔ پس ازین سنت اللہ کہ از آدم تا این دم برائے جملہ انبیاء و جملہ ابرار

وقد ورث هذه السنة كل من جاء بعده من الأبرار، وهلمَّ جورًا إلى أن ورثنا  
و نیکان متوارث آمدہ است۔ حضرت عیسیٰ چگونہ بیرون سے تو اند شد و این سلسلہ پختنماند تا آنکہ ما وارث

من جمیع الأخیار . ثم من الدلائل الوقائع التاريخية والشواهد التي جمعتها  
شدیم۔ باز مجملہ دلائل بر موت عیسیٰ واقعات تاریخیہ اند و نیز آن شواہد کہ در کتب

الکتاب الطبیة . ومن تصفح تلك الكتب التي زادت عدتها علی الألف،  
طبیہ کہ زائد از ہزار خواہند بود جمع کردہ شدہ اند و این کتب ہا از زمان پیشینیان تا این وقت مسلم و

وہی مشہورہ مسلمۃ من السلف إلى الخلف، فلا بد له أن يشهد أن مرهم عيسى مشهورا ندیس کسیکہ این صد ہا کتب راجتو کردہ مطالعہ کنند بضرورت گواہی خواہد داد کہ برائے

قد صنع لجراحة إله أهل الصلبان، وهذه واقعة لا يختلف فيها اثنان. وهي من معالجز زخم صلیبی خدائے ترسایان مرہم عیسیٰ تیار کردہ شدہ بود درین امر کسے را اختلافی نیست و این

المراهم المشهورة المقبولة، ويوجد ذكرها في كتب زهاء ألف من هذه الصناعة. مرہم عیسیٰ کہ تخمیناً در ہزار کتب مذکور است۔ از مرہم ہائے مقبولہ و متداولہ اطباء است

و كذلك اطلعنا على قبره الذي قد وقع قريبا من هذه الخطة، وثبت أن ذلك وعلاوہ برین این ست کہ ما اطلاع یافتہ ایم بر قبر عیسیٰ کہ قریب این خطہ پنجاب در سرینگر کشمیر واقع است۔ واز

القبر هو قبر عيسى من غير الشك والشبهة. ولا يُضعف الحقائق الثابتة إنكارُ دلائل قاطعہ ماراثابت شدہ است کہ این قبر قبر عیسیٰ است۔ وثبوت حقائق ثابت شدہ را انکار

العلماء الحاسدين، فإنهم لا يتكلمون إلا مستكبرين، ولا يدخلون علينا إلا منكرين. ملایان حاسد و متکبر کہ تکذیب پیشہ ایشان است ضعیف نمی تواند کرد

ونجدهم متكبرين كبير الاحتقار، قليل الفهم كثير الإنكار. ثم يقال لهم قدوة الأمة وے بنم ایشان را کوتاہ فہم کہ غیر خود را بسیار حقیر دانستن عادت شان است۔ معہذا عوام ایشان را پیشوائے امت

ونجوم الملة! ماتت الروحانية، وغلبت الدنيا الفانية. ما لهم لا يفهمون و ستارہ ہائے دین و ملت میگویند روحانیت در ایشان مردہ شدہ است۔ و جب دنیائے دون بر ایشان غالب است چہ شد ایشان را

أن رفع عيسى كان لرفع تهمة اللعنة؟ فمن رفع جسمه إلى السماء فقط فإنه کہ نمی فہمند کہ رفع عیسیٰ برائے رفع کردن تہمت لعنت است لیکن بر رفع جسد غضری براءت از تہمت ملعونیت

لا يبرأ من هذه التهمة. ثم لما كان عيسى قد أرسل إلى قبائل اليهود كلهم وكل من نمی تواند شد۔ باز میگوئیم کہ عیسیٰ برائے ہدایت کل قبائل یہود از بنی اسرائیل

كان من بنى إسرائيل، وكانت القبائل منتشرة في الأرض كما روى وقيل، مبعوث شدہ بود۔ و قبائل بنی اسرائیل بسبب آمدن ابتلاءات از بادشاہ وقت در اطراف زمین

كان من فرائضه أن يسير ويختار السياحة، ويستقري قبائل أخرى .  
منتشر شدہ بودند چنانچہ در کتب تواریخ مذکور است پس فرض منصبی حضرت عیسیٰ ہمین بود کہ قبائل منتشر را بسیر و سیاحت

فكيف صعد إلى السماء قبل تأدية فرضه وتكميل دعوته؟ هذا باطل عند  
جنتونمودہ ہدایت بکند۔ پس قبل از ادائے این فرض منصبی و تکمیل دعوت خود بر آسمان چگونہ صعود نمود کہ عند العقل

النهي . ثم إن ظنَّ رفعه إلى السماء لم يشمر إلا ثمرة ردّية، ولم ينبت إلا شجرة خبيثة .  
محض باطل است۔ باز میگوئیم کہ گمان صعود او بر آسمان بجز نتیجہ ردیہ و شجرہ خبیثہ ہیچ بار و بر نیارود

فلو كان هذا الأمر حقًا و كان هذا الفعل من عند الله حقيقة، لترتب عليه  
اندرین صورت اگر حیات عیسیٰ و صعودش بر آسمان راست و حق بودے بالضرورت نتیجہ نیک براں پیدا شدے۔

نتيجة حسنة . فلا شك أن هذا الاعتقاد وسوسة شيطانية، وشبكة  
پس ہیچ شک نیست کہ این اعتقاد فاسد محض و وسوسہ و دام شیطانی است و ہمین سبب

إبليسية، ولذلك صُبتْ منه مصائب على التوحيد، وُضع التثليث في  
ازین عقیدہ فاسدہ بر توحید اسلام مصیبت ہا رو دادہ۔ و بجائے نام خدائے یکتائے و

موضع اسم الله الوحيد الفريد، وفتح أبواب جهنم على كثير من الناس، وألقى منه  
بے نیاز تثلیث خبیث جا گرفتہ است۔ و بر بسیارے از مردمان دروازہ ہائے جہنم ازین اعتقاد فاسد کشادہ شدہ اند۔

ألوف من الوری في ورطة الشرك وبراثن الخناس . ولو كان المسلمون  
و ہزاران ہزار خلائق در پنجہائے شیطانی گرفتار شدہ در گرداب شرک افتادند۔ اگر مسلمانان

لم يعتقدوا بهذه العقيدة الفاسدة، لأمنوا من الارتداد ولنجوا من السهام  
با این عقیدہ فاسدہ معتقد نہ بودند البتہ از فتنہائے ارتداد۔ و ہم از نشانہ گردیدن تیر ہائے اعتراضات

النصرانية . ولكن الآن قد نراهم كالأسارى في يد قسوس النصرای يقولون  
نصرائی محفوظ مانند و لکن اکنون ے پیغم کہ مسلمانان در دست ہائے پادریان مانند قیدیان مبتلا شدہ از جواب عاجز

بأسنهم : إن سيد الرسل نبينا المصطفى، ولكن لم يقترن هذا القول بالعمل  
آمدہ اند بزبان میگویند کہ نبی ما برگزیدہ انبیاء سردار جملہ مرسلین است و لکن پوشیدہ نیست کہ این قول شان زبانی است

کما لا یخفی . یا سماء ! لم لا تنشق لجسارتهم؟ ویا أرض ! لم لا تنزلزل  
وہم اترانے ندارد۔ اے آسمان بریں جرأت ایشاں چراشگافتہ نمی شوی و اے زمین بایں ارتکاب جرمیہ

لجریمتهم؟ انہم انما رفعوا الیویۃ المجد و الفخار و العزّ العیسیٰ، و ما أبقوا شیئا  
شان چسان درزلزلہ نمی آئی کہ این مسلمانان ہم جملہ علمہائے عزت و بزرگی را برائے عیسیٰ نصب کردہ اند۔ و برائے سردار ما کہ

لسیّدنا المصطفیٰ . و نظر اللہ الی الأرض فوجدھا مملوءة من إطراء ابن  
برگزیدہ از جملہ مرسلین است۔ بچ بزرگی را باقی نداشتہ اند۔ دریں وقت خدائے بزرگ و بزرگ دید کہ ہمہ زمین ازین افراط بچا و اطراء

مریم، و من التفريط فی خیر وُلد آدم، و رأی البلاد فی أشدّ حاجةٍ الی  
عیسیٰ بن مریم پر شدہ است۔ و در حق سید ولد آدم این چنین تفریط و حق شناسی عالمگیر است بایں ضرورت اشد متوجہ شد کہ یک مجددے

وجودِ یُظہر علیٰ اهل الصلبان فضلَ ختم المرسلین، و یدافع عن المسلمین،  
را مبعوث فرمائند کہ بنیادین افراط و تفریط را بر انداختہ فضائل واقعیہ ختم المرسلین را برتر سایان ظاہر کند و از طرف اہل

فبعثنی لهذا المقصود، و کان أمرا مقضیا من اللہ الودود . وانی قد أقمت  
اسلام اعترضہا بے ترسایان را مدافعت بکند۔ برائے ہمین مقصد اعظم مر مبعوث فرمودہ۔ و این بعثت من در علم خداوند تعالیٰ

﴿ ۸۳ ﴾

لہذہ الخدمة من مدة نحو ثلاثین عامًا، و قد آدب اللہ بی کثیرا من  
مقدر بود۔ و من برائے ہمین خدمت از مدت سی سال ایستادہ ام و اللہ تبارک و تعالیٰ بسبب من دردہان پادریان

الشُّرُدِ و أَلجمہم إجمًا . و واللہ إن الزمان لا یحتاج الی رؤیة أعجوبة  
سرکش لگام ادب دادہ است۔ و تم است بنام خدائے بزرگ کہ زمانہ را برائے نظارہ این اعجوبہ بچ ضرورتے نیست

نزولِ رجل واحد من السماء ، بل یحتاج الی أن تصعد الی السماء نفوس  
و نبودہ کہ کہ ادای شخص بحکم عنری از آسمان فرو آید بلکہ ہمین ضرورتے ہست کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند یعنی

کثیرة بالتزکی و الالتقاء . ألا ترون الی المسلمین کیف أخلدوا الی الأهواء  
بسبب او در و قش بسیارے نفوس ارضیہ و مادیہ از تزکیہ و پرہیزگاری بر آسمان صعود نمائند آیانے بنید مسلمانان را کہ ہمہ تن در ہوا

الأرضیة؟ و کیف انحطوا و نسوا حظہم من الأنوار السماویة؟ و مع ذالک  
و ہوسہائے نفسانیہ چگونہ مائل و منہمک شدہ اند و در پستیہائے ارضیہ افتادہ نور ہائے آسمانی را نادیدہ نسیمنیا کردہ اند و معہذا

ما بقى فيهم عقل سليم، وفهم مستقيم. تجدد قولهم مجمع التناقضات والهفوات، چیزے از عقل سلیم و فہم مستقیم در ایشان باقی نمانده۔ و اقوال ایشان مجمع تناقضات و بیہودگی ہا است

وتجد فعلهم ملوثًا بالإفراط والتفريط من الجهلات. مثلاً إنهم يقولون إنَّ وبسبب جهالتہائے شان کردار ہائے ایشان ہم پُر از افراط و تفریط است۔ مثلاً می گویند کہ حضرت مسیح

عیسیٰ کان أكبر السیاحین، وقطع محیط العالم كله ولم يترك أرضاً من الأرضین، از جملہ سیاحان عالم کثیر السیاحت بود۔ بلکہ تمام دنیا را قطع منازل نموده بیچ قطعہ زمین را نہ گذاشت کہ در آن نگرددیدہ

ثم يقولون قولاً خالفَ ذلك ويصرون على أنه رُفِع عند واقعة الصليب بحکم باز برخلاف این قول خود میگویند کہ در عمر سہ و سی سالگی یعنی بوقت واقعہ صلیبی بر آسمان صعود نمود

رب العالمین، وصعد إلى السماء وهو ابن ثلاث وثلاثين. فانظروا في أي زمان و بر آسمان رفت و او عمر خود سی و سہ سال میداشت۔ پس بیان کنید کہ سیر و سیاحت

ساح في العالم، و زار كل بلدة ولم يترك أحداً من المعالم؟ وكذلك عالم کہ بالاندکوز شدہ است۔ در کدام وقت کردہ است حتی کہ بیچ قطعہ دنیا را از سیاحت خود نگذاشتہ باشد و همچنین

يقولون إن عيسى قد رُفِع وأدخل في الأموات، ثم يقولون قولاً خالف قولهم میگویند کہ عیسیٰ در آسمان دوم یا چهارم مرفوع شدہ است و در عالم اموات۔ نزدیکی فوت شدہ نشسته است باز تناقض این قول

الأول، إذ يزعمون أنه حيٌّ وسينزل من السماوات. وكذلك يقبلون أن خود میگویند کہ اوزندہ است و از آسمان نازل خواهد شد۔ و همچنین تسلیم مے کنند کہ

المسيح الموعود من الأمة، ثم يقولون ما خالف قولهم هذا ويظهِرون أن مسیح موعود از ہمین امت است۔ باز مخالفش قول میکنند کہ همان عیسیٰ بنی اسرائیلی از

عیسیٰ ينزل من السماء لا من أمة نبينا خير البرية. وكذلك يقولون: لَا إِكْرَاهَ آسمان نازل خواهد شد نہ از امت نبی خیر البرایا۔ و همچنین قائل اند کہ در

فِي الدِّينِ،<sup>۱</sup> و يقرؤون هذه الآية في الكتاب المبين، ثم يقولون قولاً خالف دین ماجر و اکراه نیست و آیت لا اکراه فی الدین را در قرآن مجید مے خوانند۔ باز مخالفت این قول میکنند

﴿ ۸۳ ﴾

ذالک ویصرون علی أن مہدیہم یخرج بالحسام، ولا یقبل إلا الإسلام .  
بلکہ اصراری نمایند کہ مہدی موعود بسیف و سنان خروج نمودہ جنگاہا خواہد نمود حتی کہ از کسے بجز اسلام قبول خواہد کرد

فانظر إلى هذه التناقضات وتوالی الهفوات!

در صورت عدم قبول اسلام ہمہ راتہ تیغ خواہد نمود این تناقضات و اقوال بیہودہ را بغور ملاحظہ بکنید۔

سیقول السفهاء: فما بال القرون الأولى، الذين ماتوا على هذا الخطاء نادانان خواہند گفت کہ حال زمانہائے گذشتہ چیست کہ بر این خطا مردند و گمان میکردند

وظنوا أنه ينزل عيسى. فاعلموا أنهم كمثل اليهود ظنوا قبل خاتم الأنبياء أن  
کہ عیسی نازل شود۔ پس بدانید کہ او شان مانند یہود ہستند کہ پیش از خاتم الانبیاء گمان می بردند کہ

مثیل موسی من قومهم، فما أخذهم الله بهذا الخطاء، ولما ظهر سيدنا  
مثیل موسی از قوم ایشان خواہد بود پس خدا ایشان را بر این خطا گرفت و ہر گاہ نبی کریم ظاہر

سید المرسلین، وأنكره من أنكره وقالوا كقول السابقين، أخذهم الله  
شد۔ پس آنان کہ منکرش شدند و مانند گفتار پیشینان گفتند۔ خدا او شان را

بذنوبهم بما كانوا مكذبين. وإن الجرم لا يكون جرمًا إلا بعد إتمام الحجّة،  
بسبب گناہان و تکذیب سخت گرفت۔ والبتہ گناہ پس از تمام کردن حجت گناہ مے گردد

﴿۸۵﴾

قالذين ما وجدوا زمنَ مرسل و خلوا قبل بعثته في الغفلة، أولئك لا يأخذهم  
پس آنان کہ زمانہ مرسلے نیافتند و پیش از پیداشدنش در غفلت ببردند۔ او شان را خدا نمی گیرد

الله بما لم ينكروا ولم تبلغهم دعوة، فيغفر لهم من الرحمة. أكان للناس  
بسبب این کہ انکار نہ کردند۔ و دعوت با ایشان نرسید پس ایشان از رحمت بخشیدہ خواہند شد۔ آیا مردم

عجب أن جاء هم منذر في هذا الزمان. يا حسرة عليهم! كيف نسوا سنن الله  
در شگفت اند کہ ترسانندہ پیش ایشان درین زمانہ آمد۔ وائے بر ایشان چگونہ فراموشیدند راہائے خدا را

مع أنهم يقرؤون القرآن وقد جرت سنة الله في عباده أنهم إذا أسرفوا  
باین کہ قرآن می خوانند۔ و طریق خدا در بندگانش جاری است کہ چون از حد درمیگذرند

وجاوزوا حدود الاتقاء ، أقام فيهم رسولاً لينهاهم عن المنكرات والفحشاء .  
وازحدر ہیزگاری بیرون سے روند۔ درایشان رسولے برپا میکند کہ ایشان را از بدی و ناسنجاری بازدارد۔

وإذا جاءهم نذيرهم فإذا هم أحزاب ثلاثة . حزب يعرفونه بميسمه ونطقه  
وہر گاہ آن ترسانندہ نزد ایشان می آید ناگہان سہ گروہ میگردند۔ گروہے از چہرہ و گفتارش اورا سے شناسند

كما يعرف الفرس مسرحه من الأثانة . وحزب تنفتح عيونهم بروية الآيات،  
چنانکہ اسپ چرگاہ خود را از جائے بسیار گویا سے شناسد۔ گروہے می باشد کہ دیدہ ایشان از دیدن نشانہا میکشاید۔

وتذوب شبهاتهم بمشاهدة البينات . وفرقة أخرى ما أعطوا بصيرةً  
و شہہ ہائے ایشان از دیدن نشانہا گدازے شود۔ و گروہ سوم را از خدا پیمائی دادہ نے شود۔

من الحضرة، فيخبطون خبطاً عشواء ولا يصلون إلى الحقيقة، وتقتضى  
پس مانند شتر مادہ کوردست و پامیززند و تحقیقت نمی رسند۔ و دلہائے ایشان

قلوبهم القاسية عقوبة من العقوبات وآفة من الآفات، ولا يؤمنون أبداً  
بہ سبب سختی تقاضائے عذاب میکنند۔ و ہرگز ایمان نمی آرند

حتى يُسَلَّبَ منهم الأمن والراحة، وينزل عليهم النصب والشدة . فهذا أصل  
تا اینکہ امن و آرام از ایشان سلب سے شود۔ و برایشان سختی و کوفت فرودے آید۔ پس اینست اصل

العذاب النازل من السماء ، ولذلك نزل الطاعون، فليفكر من كان من  
آن عذاب کہ از آسمان فرودے آید۔ و از جہت ہمین سبب طاعون آمد پس دانشمندان را باید

أهل العقل والدهاء . لا إكراه في الدين، ولكن تقتضى طبائعهم نوعاً  
خوب اندیشہ نمایند و در دین اکراه نیست لیکن طبیعت ہائے ایشان گونه

من الإكراه، ولا جبر في الملة، ولكن تطلب فطرتهم قسماً من الجبر للانتباه .  
اکراه راے خواہند۔ و در ملت جبر نیست لیکن فطرت ایشان برائے بیدار شدن یک قسم جبر را طلب میکند

ولا حرج ولا اعتراض، فإنه أمر ما مسه أيدي الإنسان، بل هو آية من الرحمن.  
و بیج مضائقہ و جائے اعتراض نیست چہ کہ این امر را دست انسان نرسیدہ بلکہ این نشانی است از خدا



ولیسٹ الآيات المنذرة من قبيل الإكراه والجبر، وإنما الإكراه في المرهفات و نشان ہائے ترسانندہ از قسم اکراه و جبر نے باشند۔ واکراه در حقیقت در شمشیر ہا

و غیر ہا من آلات الزُّبر . فاختار الله لهذا الزمان لتنبیہ الغافلین نوعاً و غیرہ آلات آہن مے باشند۔ پس خدا برائے این زمان برائے آگاہانیدین غافلان۔ گونہ

من العذاب، وهو ما يخرج من السماء لا ما يخرج من القرباب . فألقى الرعب عذاب اختیار کرد و آن عذاب آنست کہ از آسمان مے آید نہ از نیام برون می آید۔ پس اورد دلہا

فی القلوب مرة بالطاعون المقعص البتار، وطوراً بزلزل سجدت لها جدران ترس انداخت گاہے بطاعون کہ در جائے کشندہ ہلاکت کنندہ است۔ ووقع بزلزلہ ہا کہ دیوار ہائے ممالک بسبب آن بر زمین

الديار، وأخرى بطوفان نارى انشقت به الجبال وارتجت به البحار . وإنه فى مے افتند، و در وقتے دیگر بسبب طاعون آتش کہ بدان کوہ ہا پارہ پارہ شدند و دریا ہا بطوفان در افتادند و آن در

تعظیم و زفير، وما قل من تدبير، وما غادر من صغير ولا كبير وقد جمعت الحكومة جوش و خروش است و بائیچ تدبیر کم نہ گردیدہ۔ و نہ خرد ☆ را گذاشت و نہ کلان را حکومت برائے

لدفعه كل ما رأت أحسن فى هذا الباب، فما ظفرت بسبب من الأسباب . دفع آن ہر چہ درین باب خوب و مناسب دید بجا آورد پس بائیچ سبب کامیاب نہ شد۔

﴿ ۸۷ ﴾

فأصل الأمر أن الله تعالى أجاب طاعني ومن معهم بالطاعون، و من على بالمنون، پس اصل حقیقت اینست کہ خدا تعالیٰ طعن کنندگان مرا و آنان را کہ از گروہ ایشان اند بطاعون جواب داد و از فرستادن مرگ

و خاطبني قبل هذا الوباء، وقال: "الأمراض تشاع والنفوس تضاع"، فأنزل النكال منت بر من گذاشت و پیش ازین مرگ بمن گفت کہ بیماری ہا پراگندہ کردہ شوند و جانہا تباہ کردہ شوند۔ پس سزا را

وفعل كما قال . ووالله إنى قد أنبئت به قبل هذه المائة الهجرية، ثم تواتر فرود آورد و کرد۔ چنانکہ گفت و سوگند بخدا کہ مرا خبر دادہ شد پیش ازین صدی ہجری۔ باز خبر ہا در پیے

الأخبار حتى ظهر الطاعون فى هذه الناحية . ولما بلغنى هذا الخبر ووصلنى یکدیگر آمدند تا اینکه طاعون درین اطراف ظاہر شد۔ و ہر گاہ این خبر بمن رسید۔ و روئے بغور

منه الأثر، أجلتُ فيه بصرى، وكررت فيه نظرى، فإذا هي الآية الموعودة،  
نگاہ کردم چه می بینم که این و باہمان نشان من است کہ وعدہ شدہ بود۔  
والعدة المعهودة . ثم إن الطاعون قَلل المعادين، وكثر حزبنا المستضعفين،  
و وعدہ عہد کردہ شدہ۔ پس طاعون دشمنان را کم کرد۔ و گروہ ما را کہ ناتوان شمرده بودند، پیروز  
حتیٰ إنهم صاروا زهاء مائة ألفٍ أو يزيدون . وأما في هذه الأيام فعدتہم  
تا این کہ آن گروہ از یک لک زیادہ شد ولے دریں روز ہا شمار ایشان  
قريب من ضعفها، وإن في هذه لآية لقوم يتدبرون . والذين اعتنقوا الحسد  
دو چند آن شمار گردیدہ است و ہر آئینہ درین ترقی نشانے است برائے اندیشہ کنندگان۔ و آنانکہ بعلگیر شدن کینہ و حسد را۔  
والشحناء ، فهم يؤثرون الظلام ولا يؤثرون الضياء ، وقد انتقشت الضغائن  
اوشان تاریکی را اختیار می کنند و روشنی را ترک میکنند۔ و کینہ و دشمنی پنهانی در طبیعت ہائے  
والأحقاد على قرائحهم من الابتداء ، وهي شىء توارثه الأبناء من الآباء . وترى  
ایشان از ابتدا نقش پذیر شدہ۔ و آن چیز است کہ پسران از پدران میراث یافتہ اند۔ و آنچه در  
فيہم موادًا سُميَّة من البخل والعُجب والرياء ، ما سمعنا نظيرها في قرون طويلة  
طبیعت ایشان از بخل و خود بینی و خود نمائی دیدہ می شود۔ مثل آن در زمانہ ہائے دراز نشیدہ ایم  
و آرمنا ممتدة في قصص الكفار والأشقياء . ووالله كفى من عليم على قرب  
در قصہ ہائے کافران و بد بختان۔ و بخدا وجود این عالمان گواہ و نشان  
القيامة وجود هذه العلماء . يقربون أهل الدنيا ليُكرموا عندهم، ولا يقربون  
کافی است بر قرب قیامت۔ نزدیک اہل دنیا می روند کہ نزد ایشان عزت دادہ شوند و نزد  
التقوى ليُكرموا في السماء . وقع الإسلام في وهاذ الغربة وهم ينأمون على  
تقویٰ نمیروند تا در آسمان عزت دادہ شوند۔ اسلام در مغاک غربت افتاد۔ و ایشان بر  
بساط الراحة، وديست الملة وهم يراؤون بالعمامة والجبّة والعصى الجميلة  
بستر راحت خواب میکنند۔ و ملت پامال شد و ایشان خود را با عمامہ و جبہ و عصا ہائے خوب

واللحی الطویلة . زالت قوة الملة وفُقد سلطان الدین، وهم یبتغون زینة  
وریشہائے درازی نما سندر قوت ملت و دین زوال پذیرفت۔ وایشان زینتِ دنیا  
الدنیا و قُرب السلاطین. ثم مع ذالک لا حاجة عندهم إلى مجدّد من الرحمن!  
و قرب پادشاہان را مے جوئند۔ باز با وجود این حال نزد ایشان ضرورت مجدّدے از خدا نیست  
وحسبہم أنفسهم حُماة الدین و کُماة الميدان ! ولما التصق بهم کثیر من نجاسة  
وایشان حامیان دین و مردانِ میدان بس اند۔ وچوں بسیارے از پلیدی  
الدنیا و عفونتها، و قدرها و عذرتها، ذهب اللہ بنور عرفانہم، و ترکہم  
دنیا و گندگی آن بایشان پیوست۔ خدا نورِ عرفان از ایشان بر بود۔ و ایشان را  
فی طعیانہم . ما بقى فيهم دقة النظر وصحة الفراسة، وقوة تلقى الأسرار ولطافة  
در طغیانی بگذاشت در ایشان باریکی نظر و صحت فراست و قوت دریافتن رازها و صفائی  
العقل والکیاسة . وأرى أن أبواب الهدى تفتح على غيرهم ولا تفتح عليهم  
عقل و دانش نماندہ۔ و مے بینم کہ درہائے ہدایت بردیگران کشادہ می شوند و برایشان بہ سبب  
لخبث القلوب، فإنہم قطعوا العلق کلها من المحبوب، وصعب علیہم استقصاء  
پلیدی دل با زنی گردند۔ زیرا کہ ایشان ہمہ علاقہ ہا از محبوب بریدہ اند۔ پس گران آمد برایشان  
الحقایق واستخراج الدقائق وحلُّ المعضلات الدینیة . ومع ذالک ہم الأمانة  
در یافتن حقیقت ہا و بر آوردن دقیقہا و کشودن رازہائے سر بستہ دین و با این ہمہ ایشان  
والصادقون والصالحون فی أعین العامة، والأبرياء من کل ما ذکرنا فی  
در چشم عوام امین و صادق و صالح۔ وبری ہستند از ہمہ عیب کہ درین نوشتہ  
هذه الصحيفة! فهذا إحدى المصائب على الملة، وليس الطاعون إلا نتيجة  
بیان کردہ ایم۔ پس این بلائے بزرگ است بر ملت و طاعون نتیجہ این  
هذه الثقة، وثمرة هذه الحسنات ! ونرى أن هذه البلاد وشوارعها قد بولغ  
پرہیزگاری و بر این نیکی ہا است۔ و مے بینم کہ کوچہ ہائے و راہ ہائے این شہر ہا

فی أمور نظافتها ببذل المال والسعی والهمة، وألقى فی کل بشرٍ دواءً یقتل  
از خرچ کردن مال و کوشش بسیار صاف و پاک کرده می شوند و در هر چاه دوائے کشنده کرهما

السدیدان بالخاصیة، ثم نرى الطاعون کلّ يوم فی الزیادة، وكذلك ثبت  
انداخته می شود۔ باز طاعون در روز افزونی می باشد۔ و همچنین

التطعیم کالعقیم، وبطل ما ظنّ فیہ من المنفعة، وقد سمعت ما ظهر من نتیجة،  
خال زدن بی سود بر آمد۔ و گمان نفع آن بیکار رفت۔ و نتیجہ کہ ظاہر شد شنیدہ

وما نفع شربُ الأدوية، ولا تعهّد الحارات والأزقة والمنازل الموبوءة، وإزالة  
و نوشیدن دواها و خبر گیری کردن محلّہ ها و کوچہ ها و مکان های و بازده و رفع کردن

کل ما كان مضرًا بالصّحة. وقد بلغت التدابیر منتهاها، ثم مع ذالک نرى نار  
هر چیز مضرحت۔ هیچ نفع نہ بخشید و تدبیر باحد کمال رسیدند۔ بایں ہمہ آتش

الطاعون یزید لظاها. وما تقلّص إلى هذا الوقت هذا الداء الویبل، وما  
طاعون و زبانه آن در زیادت است۔ و هنوز این وبائے ہلاک کننده دور نہ گردیدہ

انقشعت غیابہ إلى قدر قليل، بل صرصره کل يوم مُجیحة، و زلازلہ مُبیدة،  
و تاریکی ہائش اندکے ہم پاش پاش نشدہ بلکہ تند بادش ہر روز از بیخ برکنندہ است و زلزلہ ہائش تباہ کننده است

و عقول الأطباء متحيرة، و أحلامهم مبہوتة. ولم یقتصر هذا المرض علی المحال  
و عقل طبیان در حیرت است۔ و دانش ایشان سر اسیمہ از کار رفتہ است۔ و این و با بر جاہائے ناپاک و گندہ بند شدہ

القدرۃ كما ظن فی الابتداء، بل زار القدرۃ و غیرها علی السواء، و دخل جمیع الربوع  
القدرۃ کما ظن اول گمان کرده شدہ بود بلکہ در جائے پاک و گندہ یکسان داخل گردیدہ۔ و در ہر منزل و قبیلہ

و الأحياء، و فجع كثيرا من أهلها و مملأ البيوت من الصراخ و البكاء. و تواترت  
درآمدہ۔ و بسیارے از اہل آنہارا بدر آوردہ و خانہ ہارا از گریہ و زاری پُر کردہ۔ و زلزلہ ہائے

زلزله المفزعة، و صواقعه المریعة، و دخل کل بلدة بأنواع العذاب، و لکن طابت  
از جائے برندہ۔ و صاعقہ ہائے خوف دہندہ آن پیاپے شدند۔ و با عذاب گوناگون در ہر شہر داخل شدولے

له الإقامة في الفنجاب وما بقيت أرض لم تحدث فيها إصابة ما من الطاعون،  
در پنجاب اور اقامت خوش آمد و پنج سرزمین باقی نمانده که پنج کدام واقعا طاعون در آن واقع نشده باشد

ولم يبق دار لم يرتفع فيها أصوات السمّون . فما ذالك إلا جزاء الأعمال، وثمره ما تقدم  
وخاصه نمانده که آواز مرگ در آن بلند نشده۔ پس این جزای کردارها و ثمره گفتار

من سيئات الأقوال والأفعال . وإلى الآن لم ينقطع هذا الطوفان، ولم يبق  
و کردار بد است که پیش رسانیده اند۔ و تا این دم این طوفان بانجام نرسیده۔ و پنج

جميل الصبر والسلوان . وكيف ولم ينقطع مادته التي في الصدور، بل هي في زيادة  
شکيبائی و تسلی نمانده۔ و چگونه ختم شود و هنوز ماده آن که در سینہ ہا است قطع نشده۔ بلکہ آن در

و بدور . قد سمعوا ما جاء من الله ذي الجلال، ثم لا يتمالكون أنفسهم من الاشتعال،  
ترقی است شنیده اند آنچه از خدا آمده۔ باز نفس خود را از غیض و غضب باز نمیدارند

وقطعوا العلق وأقسموا جهد أيمانهم أنهم لا يسمعون الحق ولا يتركون الضلال .  
و علاقہ ہا را بریدہ اند و سوگند غلیظ خورده اند کہ حق را نشنوند و گمراہی را نگذارند۔

و كانوا يقولون من قبل إن قول الحكم مقدم على الأحاديث الظنية، والآن  
و پیش ازین می گفتند کہ قول حکم بر احادیث ظنیہ مقدم است۔ و اکنون

يقدمون ظنونهم على النصوص القرآنية والدلائل القطعية . وإن جبروت الألوهية  
ظن ہائے خود را بر نصوص قرآنی و دلائل یقینی مقدم می کنند۔ و بزرگی خداوندی

أدهشت الدنيا كلها ولكن ما قرب خوف قلوب هذه الطائفة، كأنهم براء في  
ہمہ دنیا را در حیرت افگندہ و لیکن در دل این گروہ خوف داخل نشده گویا در نوشته تقدیر برائے

صُحف المشيئة . وقد رأوا نقل بعض الصدور منهم إلى القبور، ثم لا يمتنعون من  
ایشان بریت آمدہ است۔ و دیدہ اند کہ بعضی سرکردگان بگور فرستہ اند۔ باز در شتام و

السب والشتم والكذب والزور، كأنهم أترضوا بها من ثدى الأمهات،  
دروغ باز نمی مانند۔ گویا این عادت بدگویی را از پستان مادر بطور شیر نوشانیہ شدہ اند

أَوْ وُلِدُوا فِطْرَةً عَلَىٰ هَذِهِ الْجِهَالَاتِ . أَيَحْسِبُونَ نِيَّ أُنَىٰ أَحَبُّ الشَّهْرَةِ فَيَحْسُدُونَ  
یا از روی فطرت بر این جهل پیدا شده اند۔ آیے پندارند کہ من شہرت را دوست میدارم پس ازین سبب

وَوَاللَّهِ إِنِّي لَا أَحِبُّ إِلَّا مَغَارَةَ الْخُلُوةِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ . وَمَا كُنْتُ أَنْ أُخْرَجَ  
حسد میکنم بخدا من کج تنہائی را دوست میدارم کاش دانستندے۔ ومن ہرگز نمیجو استم کہ از گوشہ خود

إِلَى النَّاسِ مِنْ زَاوِيَتِي ، فَأَخْرَجَنِي رَبِّي وَأَنَا كَارَةٌ مِنْ قَرِيْبَتِي . وَكُنْتُ أَتَنْفَرُ كُلَّ  
بسوئے مردم بیرون سے آمدم۔ پس خدا مرا بیرون کر دو من از تہ دل کراہت میکردم۔ و از شہرت

نَفْرَةً مِنَ الشَّهْرَةِ ، وَمَا كَانَ شَيْءٌ أَلَدَّ إِلَيَّ مِنَ الْخُلُوةِ ، فَأَيُّ ذَنْبٍ عَلَيَّ إِنْ أَخْرَجَنِي  
بیزاری بسیار میداشتم۔ و هیچ چیز را از خلوت لذیذ تر نمی پنداشتم پس مرا چہ گناہ اگر خدا مرا از گوشہ من

رَبِّي مِنْ حَجْرَتِي لِلْمَصْلَحَةِ الْعَامَةِ . وَمَا كُنْتُ مِنْ جَرْتُومَةِ الْعُلَمَاءِ الْأَجَلَّةِ ، وَلَا مِنْ  
برائے بہبود عامہ خلق بیرون آورد۔ ومن از گروہ عالمان بزرگ نبودم ونہ من از

قَبِيلَةٍ مِنْ بَنِي الْفَاطِمَةِ ، لِأُظَنَّ أَنِّي أَطْلُبُ مَنْصِبَ بَعْضِ آبَائِي بِهَذِهِ الْحِيلَةِ .  
قبیلہ بنی فاطمہ بودم کہ گمان رود کہ من ازین حیلت منصب پدران را طلب میکنم

وَمَا كَانَ هَذَا إِلَّا فَعَلَ مِنَ السَّمَاءِ ، وَمَا كُنْتُ أَنْتَظِرُهُ لِنَفْسِي كَأَهْلِ الْأَهْوَاءِ .  
و این فعل آسمانی است۔ ومن مانند ہوا پرستان چشم در راہ نبودم۔

ثُمَّ بَعْدَ ذَلِكَ سَعَى الْعُلَمَاءُ كُلُّ السَّعَى لِيَهْدُوا بَنِيانَنَا ، وَيُفَرِّقُوا أَعْوَانَنَا ، فَكَانَ  
پس بعد ازین عالمان کوشش بسیار نمودند کہ خانہ ما را ویران و یاوران ما را پراگندہ بکنند۔ مگر

آخِرُ أَمْرِهِمْ أَنَّهُمْ أَصْبَحُوا خَاسِرِينَ . وَجَمَعَ اللَّهُ شَمْلَنَا وَبَايَعَنَا أَفْوَاجَ مِنَ الطَّالِبِينَ .  
آخر کار زیان کار گردیدند۔ و خدا ما را فراہم آورد و فوج از طالبان بیعت ما کردند

وَكَانَ هَذَا أَمْرًا مَوْعُودًا مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فِي كِتَابِي "الْبُرَاهِينِ" ، مِنْ مَدَّةِ عِشْرِينَ سَنَةً ،  
و این امر در کتاب من کہ براہین احمدیہ نام دارد از طرف خدا وعده شدہ بود۔ از مدت بست سال

وَإِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُتَفَكِّرِينَ . وَأَظْهَرَ اللَّهُ لِي آيَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَآيَاتٍ فِي الْأَرْضِ  
و درین برائے اندیشہ کنندگان نشانی است۔ و خدا برائے من نشانہائے از آسمان و زمین پدیدار کرد

لیہتدی بها من كان من المبصرين . وإن الزمان يتكلم بلسان الحال أنه يحتاج تا آنکہ بینا است بآن ہدایت یابد۔ وزمانہ ہم بازبان حال کلام میکند کہ او محتاج

إلى مصلح، وقد بلغ إلى غاية الاختلال . ويوجد في العالم تقلبٌ أليم، وتغيّر عظیم، مصلحے می باشد و غفل بسیار دران راہ یافتہ است۔ و در جہان گردش دردناک و تبدیل بزرگ یافتہ شود

لا يوجد مثله فيما سبق من الأزمنة، وإنّ الهمم كلها تمايلت على الدنيا الدنيّة، کہ در زمانہ پیشین مثل آن نیست۔ و ہمہ ہمتہار و بدنیائے دنی آورده اند

وبقى القرآن كالمهجور، وأخذت الفلسفة كالقِبلة . ونرى الكسل دخل القلوب، و قرآن مہجور و متروک گردیدہ و فلسفہ را قبلہ گردانیدہ اند۔ و کسل در دلہا

ونرى البدعات دخلت الأعمال، ويُسبُّ نبينا ويُسْتَم رسولنا ويحسبونه شر و بدعات در اعمال داخل شدہ۔ و نبی ما را دشنام دادہ می شود و بدترین

الرجال، ويكذب كتاب الله بأشنع الأقوال وأكراه المقال . فأين غيرة الله للقرآن مردم اورامی پندارند و بدترین گفتار ہا تکذیب کتاب خدا کردہ مے شود۔ پس غیرت خدا برائے قرآن

وللرسول وقد وُطئ الإسلام كذرة تحت الجبال أينظرون عيسى وقد ثارت و رسول کجا است و حال اینکہ اسلام چون ذرہ در زیر کوه پامال گردیدہ۔ آیا انتظار عیسیٰ مے کنند

بسببه فتنٌ وهو في السماء فما بال يوم إذا نزل في الغبراء وكانت اليهود قبل بسبب او فتنہ ہائے پیدا شدہ و حال اینکہ او بر آسمان است پس آنروز چہ حال خواهد بود چون او بر زمین نازل شد۔ و قبل ازین مانند

ذالك ينتظرون، كمثل قومنا إلیاس، فما كان مآل أمرهم إلا یأس . فمن عقل قوم ما یہود انتظار الیاس میکشیدند۔ مگر آخر نومید گردیدند۔ پس ازدانش

السمراء أن يعتبر بالغير ويجتنب سبل الضیير، وقد قال الله تعالى : فَسَعَلُوا أَهْلَ مرداست کہ از دیگران عبرت بگیرد و از راہ ضرر برکنار باشد۔ و خدا تعالیٰ فرمودہ پس از اہل ذکر پرسید

الدُّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۱ . فليسألوا النصارى هل نزل إلیاس قبل عيسى اگر نئے دانید۔ پس از نصاریٰ پرسند کہ آیا الیاس پیش از آسمان

من السماء كما كانوا يزعمون وليسألوا اليهود هل وجدتم ما فقدتم أيها نازل شده چنانچہ گمان میکردند۔ واز یہود پرسند کہ آیا اے منتظران چیزے گم شدہ را

المنتظرون فثبت من هذا أن هذه العقائد ليست إلا الأهواء، ولا يجيء بياقيد۔ پس ازین ثابت شدہ کہ این عقیدہ ہا محض ہوا و آرزوئے دروغ ہستند و نہ کسے

أحد من السماء وما جاء. فمن كان يبنى أمره على العادة المستمرة والسنة الجارية، از آسمان آید و نہ کسے آمدہ۔ پس ہر کہ بنائے امر خود را بر عادت ہموارہ و جاریہ خداوندی مے نہد

هو أحق بالأمن من رجل يأخذ طريقا غير سبيل متوارث من السابقين، ولا او پیشتر حقدار امن است ازاں کسے کہ خلاف راہ گذشتگان را اختیار مے کند۔ و

يوجد نظيره في الأولين. وليس مثله إلا كمثل الذين يطلبون الكيمياء، فينهب ما نظیرش در پیشینیان یافتہ نشود۔ مثال این کس مثال کسے است کہ کیمیا را طلب مے کند۔ و آخر کار

بأيديهم زمرة الشُّطَّار والمحتالين، فيكون عند ذلك ولا ينفعهم البكاء. وإن حیلہ بازان ہمہ مال را غارت می برند۔ پس آخر گریہ و زاری میکند و لیکن گریستن نفع نمی بخشد۔ و

الأخبار الغيبية لا يخلو أكثرها من الاستعارات، والإصرار على ظواهرها مع مخالفة اکثر اخبار غیبی خالی از استعارہ نیستند۔ و بضر ایستادن بر ظاہر آنها با وجود مخالفت

العقل ومخالفة سنة الله في أنبيائه من قبيل الضلالة والجهلات. وإن عقل و مخالفت سنت اللہ کہ در انبیاء جاری است گمراہی و نادانی است۔ و

الكرامات حق لا ننكرها في وقت من الأوقات، ولكن ننكر أمرًا خالف كتب الله کرامات حق اند ما انکار نداریم۔ و لیکن ما انکار بر امرے میکنیم کہ خلاف کتاب اللہ

وخالف ما ثبت من تلك الشهادات، وخالف سنن الله في رسله و نافی کل باشد و آنچه ازان گواہی ہا ثابت شدہ۔ و مخالف سنت اللہ در رسولان وے باشد۔

المنافات، وهذا هو الحق كما لا يخفى على أهل الحصة. وما أنكر اليهود عيسى و ہمیں حق است و دانشمندان آنرا مے دانند۔ و انکار یہود بر عیسیٰ



إلا بما لم ينزل إلياس من السماء قبل ظهوره، فقالوا كافر كذاب ملحد ولم  
ازہمین سبب بود کہ الیاس از آسمان نازل نشد پیش از ظهور وے پس اورا کافر دروغگو و بیدین گفتند و

يعترفوا بذرة من نوره. فلو كان من عادة الله إنزال الذين خلوا من السماوات،  
اقرار از ذرہ نورش نہ کردند۔ پس اگر عادت خدا نازل کردن گذشتگان از آسمان بودے

لأنزل إلياس قبل عيسى ولنحى رسوله من ألسن اليهود ومن سبهم إلى  
البتة الیاس را قبل از عیسی نازل کردے۔ و رسول خود را از زبان یہود و دشنام ایشان

هذه الأوقات. والحق إن لكل أمة ابتلاء عند ظهور إمامهم، ليعلم الله  
تا این وقت رہانیدے۔ و حق این است کہ برائے ہر امت در وقت ظہور امام یک ابتلائے میباشد تا خدا در میان

كرامهم من لئامهم. كذلك لما جاء عيسى ابتلى اليهود بعدم نزول إلياس  
بزرگان و فرما رنگان فرق کند۔ بچنین چون عیسی آمد بسبب نازل نشدن الیاس از آسمان یہود

من السماء، ولما جاء سيدنا المصطفى قالوا ليس هو من بنى إسرائيل  
در ابتلا افتادند۔ و چون سیدنا مصطفی آمد و گفتند او از بنی اسرائیل نیست،

فابتلوا بهذا الابتلاء. ثم إنى لما بُعثتُ في هذا الزمان من ربى الأعلى نحت  
پس در این ابتلا فتادند باز چون خدا مراد درین زمان مبعوث کرد

علماء الإسلام عذراً كما نحت اليهود لإنكار عيسى. فالقلوب تشابهت، والوقائع  
عالمان اسلام همان بہانہ پیش آوردند کہ یہود برائے انکار عیسی کردند پس دلہا مانند یکدیگر شدند۔ و واقعات

اتحدت، فما نفعتهم آية، وما أدركتهم دراية. ووالله لو تمثلت الآيات النازلة  
یکسان پیدا شدند۔ پس ہیچ نشانے ایشانرا نفع نداد و نہ چیزے ایشانرا فہمائید۔ بخدا اگر آن نشانہا

لتصديقى وتأيدى على صور الرجال، لكانت أزيد من أفواج المملوك  
کہ برائے تصدیق و تائید من نازل شدہ اند شکل مردمان گرفتندے۔ البتہ از افواج بادشاہان

والأقوال. ولا يأتى علينا صباح ولا مساء إلا ويأتى به أنواع الآيات، ثم  
و سرداران زیادہ بودندے۔ و در ہر صبح و شام برائے ما یک نشانے تازہ ہویدامے شود۔ باز

مع ذالک ما أریبُ آیة فی زعم هذه العجموات ! وإن الله حَقَّق فی نفسی باوجود این ہمہ درگمان این بہایم ہیچ نشانے نہ نمودہ ام۔ و خدا تعالیٰ در نفس من سورہ ضحیٰ را

سورۃ الضحیٰ اذ توفیٰ أبی، وقال: " ألیس الله بکاف عبده"، فکفلی کما وعد و آوی . ثابت گردانیدہ۔ چون پدر من وفات یافت فرمود آیا خدا برائے بندہ خویش کافی نیست و کفیل من شد و مراجعے داد۔

ثم لما رآنی ضالاً مضطراً إلی سبیلہ الأخری، ولم یکن رجل لیهدینی .. علمنی باز چون مرا برائے راہ ہائے پوشیدہ خود بیقرار و مضطرب دیدم مرا از پیش خود تعلیم و ہدایت داد۔

من لدنہ و ہدی . ثم لما جمع عندی فوجا و وجدنی عائلاً أنعم علیّ و أغنی . باز چون مردم بسیار نزد من جمع کرد و مرا عیالدار و تہیدست یافت غنی فرمود۔

و هو معی اینما کنت، و یبارز لی من بارزنی من العدا، ولی عنده سرّ لا یعلمہ غیرہ و او با من است ہر جا کہ باشم و با دشمنان من جنگ میکند و مرا باوے سرّیست کہ دیگرے

لا فی الأرض و لا فی السماء . و اذ قال: " ألیس الله بکاف عبده " فی یوم وفاة أبی، نہ در آسمان و نہ در زمین ازان آگاہ نیست۔ و چون گفت الیس اللہ در وقت وفات پدر من۔

فواللہ ما دُفئت عافیة و راحة فی عهد أبی کعهد ربّی . و اذ رآنی فی ضلالة الحبّ بخدا من آن عافیت و راحت کہ در عہد ربّ خود پوشیدہ ام ہرگز در عہد اب خود ندیدم۔ و چون مرا در ضلالت محبت دید

و بشارتی بالهدایة، فواللہ جذبنی کل الجذب و أجری إلیّ بحار الدرایة . و اذ قال إنی بشارت ہدایت داد۔ بخدا مرا بسوئے خود تا متر کشید و دریا ہائے ہمہ برائے من روان فرمود۔ و چون گفت ترا

سأغنیک و لا أترکک فی الخصاصة، فواللہ أنعم علیّ و علیّ من معی من فوج من غنی خواہم کرد و در تنگ دستی نخواہم گذاشت۔ بخدا بر من و بر اصحابِ صُفّہ من بسیار

أصحاب الصفة. هذه قصتی .. ثم یجعل الحاسدون من العلماء فی الدجالین حصتی . انعام کرد۔ اینست ما جرائے من باز این حاسدان مرا دجال مے گویند۔

لا یرون ضعف الدین و الملة، بل یضعفون الضعیف و یتروکونہ فی الأنیاب النصرانیة . ضعف دین و ملت را نمی بینند۔ بلکہ ناتوان رانا توان زیادہ بگردانند و او را در دندان و پنجه نصرانیت میگردانند

## التعلیم للجماعة

### تعلیم برائے جماعت

لا یدخل فی جماعتنا إلا الذی دخل فی دین الإسلام، واتبع کتاب اللہ  
در جماعت مانچکس داخل نتواند شد بجز کسے کہ در دین اسلام داخل گردد۔ وقرآن شریف

و سنن سیدنا خیر الأنام، و آمن باللہ ورسولہ الکریم الرحیم، وبالْحَشْر والنشر  
وسنت نبوی را پیرو گردد۔ و بخدا و رسول او کہ کریم و رحیم ست ایمان آرد۔ و نیز محشر و نشر

والجنة والجحیم .و یعد و یقرّ بأنه لن یتغی دینا غیر دین الإسلام، و یموت  
و بهشت و دوزخ ایمان آرد۔ و وعده کند و اقرار کند کہ بجز دین اسلام بیچ دین را نخواهد تلید۔ و

علی هذا الدین .. دین الفطرة .. متمسکا بکتاب اللہ العلام، و یعمل بکل ما ثبت  
بر دین فطرت خواهد مُرد۔ و هر چه از سنت و قرآن و

﴿۹۷﴾

من السنة والقرآن و إجماع الصحابة الکرام. و من ترک هذه الثلاثة  
اجماع صحابه ثابت گردد بھمہ کار بند گردد۔ پس ہر کہ این ہر سه طریق را گذاشت

فقد ترک نفسه فی النار، و کان مآلہ التباب و التبار . فاعلموا ایہا الإخوان  
او خویشتن را در آتش گذاشت۔ و مال کار او ہلاکی خواهد بود۔ پس بدانید اے برادران

أن الإيمان لا یتحقق إلا بالعمل الصالح و الاتقاء، فمن ترک العمل متعمدا  
کہ ایمان متحقق نمی شود مگر بعمل صالح و تقوی۔ پس ہر کہ عمداً و از راه

متکبرا فلا ایمان له عند حضرة الکریاء . فاتقوا اللہ ایہا الإخوان و ابذروا  
تکبر عمل صالح را گذاشت پس ایمان او ہم بر باد رفت۔ پس برائے خدا اے برادران تقوی اختیار کنید و

إلی الصالحات، و اجتنبوا السيئات قبل الممات . و لا تغرّنکم نضرة الدنيا  
سوائے اعمال صالحہ بدوید۔ و پیش از ای کہ موت آید از بند بیہار ہیزید۔ و شمارا تا زگی دنیا

و خضرتها، و بريق هذه الدار وزينتها. فإنها سراب و مآلها تباب، و حلاوتها و سبزی آن فریبند بدون درخش این خانه و زینت او شمارا مغرور کند چرا که آن سرباست و انجام آن بلاکت است۔ و شیرینی آن

مراة و ربحها خسارة. و إن الصاعدين فی مراتبها يشابهون دَرِيَّةَ الصَّعْدَةِ، تنجی است۔ و سود آن نقصان است۔ و آنانکه در مراتب آن صعود میکنند او شان به نشانه نیزه مشابه اند

و الراغبين فی شوکتها يضاهئون مجروح الشوكة. و من تمايل علی خیرها فهو و آنانکه در شوکت آن رغبت می کنند ایشان بجز روح خار میمانند و هر که بر مال دنیا بگردد افتد او

یبعث من معادن الخیرات، و من دخل فی سراتها فهو یخرج من الصراط. از معادن نیکی دور خواهد شد و هر که در سرداران آن داخل شد او از صراط مستقیم برون رفت

و إن نورها ظلمات، و نجدتها ظلمات. فلا تمیلوا إليها کل المیل، فإنها نور دنیا تاریکی است۔ و مدد آن ستم است۔ پس بجهت تن سوئے او میل نکنید۔ چرا که این

تغرق سابحها و لا کالسَّیْل. و لا تقصدوها قصد مُشیحِ فارغ من الدین، دنیا شناساوری کننده خود را از سیلاب بدتر شده غرق میکند۔ پس دنیا را چنان مطلبید که کسی می طلبد که از دین فارغ است

و لا تجعلوها إلا كخادم فی سبیل الملة لا کالْحَدِیْن. و لا تطمَعوا کل الطمع بلکه شما دنیا را محض بر مرتبه خادم دین بدارید نه ازین زیاده۔ و چشم طمع درین خیال مدوید

فی أن تكونوا أغنى الناس رحيب الباع خصيب الرباع، و لا تنسوا که شما بسیار فراغ دست و بسیار متمول شوید۔ و بهره خود از

حظکم من دینکم فلا تعطون ذرة من ذالك الشعاع. و إن الدنيا دین فراموش نکنید پس درین صورت یک ذره شعاع شمارا عطا نخواهد شد۔ و تحقیق دنیا

أكلت آباء کم و آباء آبائکم، فكيف تتركکم و أزواجکم و أبناء کم؟ و لا خورده است پدران شمارا و پدران پدران شمارا۔ پس چگونه شمارا و زنان شمارا و فرزندان شمارا خواهد گذشت

تتخذوا أحداً عدواً من حقد أنفسکم کالسفهاء، و طهروا نفوسکم و باید که از کینه نفس خود هیچ کس را دشمن نگیرید۔ و نفس های خود را

من الضغن والشحناء . ولا تنكثوا العهود بعد ميثاقها، ولا تكونوا عبیداً  
از ہمہ کینہ پاپاک کنید و عہد ہا را بعد پختہ شدن آن مشکند۔ و بعد از آنکہ نفس را

أنفسکم بعد استرقاقها، وكونوا من عباد الله الذین إذا حالفوا فما خالفوا،  
غلام خود کردہ اید غلام نفس مشوید۔ و از ان بندگان الہی شوید کہ چون قسم خوردن پس مخالفت قسم نکند

وإذا وافقوا فما نافقوا، وإذا أحبوا فما سبوا . ولا تتبعوا الشيطان الرجیم،  
و چون موافقت کنند پس نفاق کنند و چون دوست دارند پس دشنام دہند و پیروی شیطان رجیم مکنید

ولا تعصوا ربکم الکریم، وإن متّم بالعذاب الألیم . کونوا لله أطوع من الأطلال،  
و نافرمانی خداوند کریم مکنید۔ و اگر چه بعذاب دردناک بگیری۔ و برائے خداوند خود زیادہ تراز

وأصفی من الزلال، وتواصوا بالأفعال لا بالأقوال .  
سایہ فرمانبرداری باشید۔ و صافی تراز آب زلال باشید۔ و بفعل نصیحت بکنید نہ بقول

وتحاموا اللسان، وطهروا الجنان . وإذا تنازعتم فرّدوه إلى الإمام،  
و زبان را نگہدارید۔ و دل را پاک کنید۔ و اگر با ہم تنازع کنید پس آن تنازع را سوئے امام ردّ کنید

وإذا قضی قضیتکم فارضوا بها واقطعوا الخصام، وإن لم ترضوا  
و چون فیصلہ کند پس بر فیصلہ او راضی شوید و قطع خصومت کنید۔ و اگر راضی نشوید

فأنتم تؤمنون بالألسن لا بالجنان، فاحشوا أن تحبّط أعمالکم بما  
پس شما بزبان ایمان آورده اید نہ بدل۔ پس بترسید کہ اعمال شما حبط نشوند

أصررتم على العصیان . تیقظوا أن لا تضلّوا بعد أن جاء کم الهدی،  
بباعث اصرار بر نافرمانی۔ بیدار باشید کہ بعد از ہدایت گمراہ نشوید۔

وكونوا الربکم وآثروا الدین على الدنیا، ولا تكونوا كالذین لا یخافون الله  
و برائے خداوند خود باشید و دین را بر دنیا اختیار کنید و بچون آن مردم مشوید کہ از خدا نئے ترسند

ویخافون عباده، ویتبعون أهواءهم وینسون مراده یتبعون عند  
و از بندگان او مے ترسند۔ و ہوا ہائے خود را پیروی میکنند و مراد خدائے خود فراموش میکنند و می جویند نزد

أبناء الدنیا عزّة، وما هی إلا ذلّة. أنتم شهداء اللہ فلا تکتّموا الشہادۃ،  
فرزندان دنیا عزت را۔ مگر آن عزت نیست بلکہ ذلت است۔ شما گواہان خدا ہستید پس پوشیدہ مکنید گواہی را  
و أخبروا عباده أن النار موقودۃ فاتقوها، والدیار موبوءۃ فاجتنبوها .  
وہندگان خدا را خبر دہید۔ بدستیکہ آتش افروختہ است پس ازان پرہیز کنید۔ و در ملک و با منتشر است ازان مجتنب بمانید  
وإن الدنیا شاحنة، وأسودّها مفترسة، فلا تجولوا فی شجونها، وامنعوا  
و تحقیق دنیا وادی است پُر از درختان و شیران اورندہ است۔ پس در راہ ہائے وادی دنیا جولان مکنید و نفسہائے خود را  
نفوسکم من جرأتها و مجونها، و زکّوها و بیضوها کاللّٰجین، ولا تترکوها حتی  
از بیباکی شان و جرأت شان منع کنید و تزکیہ نفوس کنید۔ و آنہا را بچھو سیم سفید کنید۔ و مگذازید آنہا را تا  
تصیر نقیّۃ من الدّرّٰن و الشّٰین . وقد أفلح من زکّٰها، و قد خاب من  
بوقبتیکہ از چرک و عیب پاک شوند۔ و نجات یافت ہر کہہ تزکیہ نفس کرد۔ و نو مید شد آنکہ جو ہر نفس را  
دسّٰها . ولا تتکّنوا علی البیعة من غیر التطہر و التزکیۃ، ولستم إلا کھاجن  
در خاک پوشید و بجز تزکیہ نفس بر بیعت تکیہ مکنید و شما بجز طیاری فطرت محض بچھو آن دختر نارسیدہ اید کہ  
من غیر عُدّۃ الفطرۃ، ولا تطلبوا عین المعرفۃ من الذین لم یعطوا  
او را شوہر دہند و مجونید چشمہ معرفت از کسانیکہ دادہ نشد او شان را  
عین البصیرۃ . و اعتلقوا بی اعتلاق الزھر بالشجرۃ، لتصلوا من مرتبۃ  
چشم بصیرت۔ و بمن آویزان باشید بچھو آویزان بودن شگوفہ درخت تا از مرتبہ شگوفہ  
النور إلی مرتبۃ الثمرۃ . اتقوا اللہ . اتقوا اللہ یا ذوی الحصا، ولا تکنوا کمن لوی عنانہ  
بمرتبہ ثمر رسیدہ تقوی گزینید خدا را تقوی گزینید خدا را اے دانشمندان و بچھو کسے مباشد کہ  
إلی الشہوات، ولا تنسوا عظمۃ ربّ یرى قلبکم فی جمیع الحالات . وإن اللہ  
عنان خود سوسے شہوات کشید۔ و عظمت آن خداوند خود را فراموش مکنید آنکہ ہر گردش شمارامی بیند۔ و خدا  
لا یحب إلا قلوبا صافیۃ، و نفوسا مطہرۃ، و ہمّا مُجدّۃ مُشیحۃ . فمتی  
دوست نمیدارد مگر دلہائے صافی را و نفسہائے پاک را۔ و ہمت ہائے کوشش کنندہ را۔ پس ہر گاہ

تَنْفُونَ هَذَا النَّمَطَ تَضَاهَتُونَ فِي عَيْنِهِ السَّقَطَ . فَيَاكُمْ وَالْكَسَلَ وَعَيْشَةَ  
شما این طریقہ رادور کنید۔ چشم خدا تعالیٰ بچو چیزے ردی خواہید شد پس شما از کسل و زندگی غافلان

الغافلین، وَأَرْضُوا رَبَّكُمْ قَائِمِينَ أَمَامَهُ وَسَاجِدِينَ غَيْرِ مُسْتَرِيحِينَ، وَحَافِظُوا  
پرہیز کنید۔ و خداوند خود را بدین طریق راضی کنید کہ پیش اوقاتم بمانید و سجدہ کنندہ بمانید نہ آرام کنندہ و

عَلَىٰ حُدُودِهِ وَكُونُوا عِبَادًا مَخْلَصِينَ . وَلَيْسَ عَنْكُمْ هَمُّكُمْ بِذِكْرِ كَرِيمٍ هُوَ مَهْتَمُّكُمْ .  
و حفاظت کنید بر حدود خدا تعالیٰ و از بندگان مخلص شوید۔ و باند کہ دُور شود غم شما۔ بذکر کریمے کہ او غمخوار شماست

وَ كَيْفَ يَسْرَى الْوَسْنُ إِلَىٰ آمَا قُمْ، وَ لَيْسَ تَوَكُّلُكُمْ عَلَىٰ خَلْقِكُمْ عِنْدَ إِشْفَا قُمْ؟  
و چگونه خواب چشم ہائے شمارا برد حالانکہ نیست توکل شما بر خالق شما وقت ترسیدن شما

اتبعوا النور ولا تؤثروا السُّرَى، وانظروا إلى وجه الله ولا تنظروا إلى الوری .  
پیروی کنید نور را و شب رفتن اختیار مکنید۔ و بسوئے روئے خدا نظر کنید و مخلوق را مبینید۔

اشكروا حكام الأرض ولا تنسوا حاكمكم الذى فى السماء . ولن ينفعكم ولن  
شکر حکام زمین بکنید و لیکن حاکم خود را کہ بر آسمان است فراموش مکنید۔ و ہرگز نفع نخواہد داد

يضرّكم أحد إلا إذا أراد ربكم، فلا تبعُدوا من ربكم يا ذوی الدهاء . ترون  
شمارا نہ ضرر خواہد رسانید ہچکس مگر بارادہ خداوند شما پس اے دانشمندان ازان خدا دُور مشوید

كيف تُوضع فى الخلق السيوف، ويتتابع الحتوف، وترون صَوْلَ القَدْرِ  
شما بیید کہ چگونه در خلق شمشیر نہادہ شد۔ و پے در پے مرگہا می آید۔ و شما بیید حملہ قضا و قدر

وتباب الزُّمَرِ . فعليكم أن تأووا إلى ركن شديد، وهو الله القوى ذو العرش المجيد .  
و تباہی گروه ہا۔ پس بر شما واجب است کہ سوئے رکن مضبوط پناہ برید۔ و او خداے قوی است کہ خداوند عرش

كونوا لله وادخلوا فى الأمان، ولا عاصمَ اليوم من دونه يا فتیان .  
بزرگ است۔ خدا را باشید و در امن داخل شوید۔ و جزا و امر و پیچ کس نگہدارندہ نیست اے جوانان

ولا تخذعوا أنفسكم بالحيل الأَرْضِيَّة، والأمر كله بيد الله يا ذوی الفطنة .  
و بخیلہ ہائے ارضی نفس ہائے خود را فریب مدہید۔ و امر ہمہ آن در دست خدا تعالیٰ هست اے دانشمندان

وَلَا تَتْرَكُوا أَبْنَاءَ بَيْنِكُمْ وَبَيْنَ الْحَضْرَةِ، يَكُنْ بَوْنٌ مِنْهُ وَتُهْلِكُوا بِالذَّلَّةِ. اقْطَعُوا  
وہیچ فرق نگذارید در میان شما و در حضرت عزت۔ پس از و فرق خواہد بود پس بذلت ہلاک خواہید گردید۔ از غیر خدا

رَجَاءَ كَمْ مِنْ غَيْرِ الرَّحْمَنِ، يَرْحَمُكُمْ وَيَخْلُقُ لَكُمْ مِنْ عِنْدِهِ مَا يُنْجِي مِنَ النَّيْرَانِ .  
اُمید را قطع کنید۔ تا بر شتر رحم کند و برائے شما چیزے آفریند کہ از آتش نجات دہد

أَرَى فِي السَّمَاءِ غَضِبًا فَاتَّقُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ غَضَبَ الرَّبِّ، وَابْتَغُوا فَضْلَ مَنْ  
در آسمان غضب را مشاہدہ میکنم پس اے بندگان خدا از غضب خداوند خود دور کنید۔ و فضل خدا بنخواہید کہ

فِي السَّمَاءِ وَلَا تُخَلِدُوا إِلَى الْأَرْضِ كَالضَّبِّ. بِالْغَوَا فِي الطَّلَبِ، وَالْأَحْوَا فِي الْأَرْبِ،  
در آسمان است و سوئے زمین بچوسوسما رز وید مبالغہ کنید در جستن و اصرار کنید در طلب حاجت

لَتُنْجُوا مِنَ الْكَرْبِ. تَرُونَ فِي هَذَا الزَّمَانِ قَوْمِينَ: قَوْمًا فَرَطُوا وَقَوْمًا أَفْرَطُوا  
تا از بیقراری نجات یابید درین زمانہ دو قوم را می بینید قومے است کہ راہ تفریط را اختیار کردند و

مَعَ الْعَيْنِينَ، وَخَلَطُوا الْحَقَّ بِخَلْطِ الصَّدَقِ وَالْمَيِّنِ. أَمَّا الَّذِينَ فَرَطُوا  
قومے دیگر است کہ راہ افراط اختیار کردند با وجود چشم و صدق و کذب را با ہم آمیختہ در حق فساد انداختند۔ مگر آنانکہ بر راہ

فَهَمَ أَنَسٌ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْمُعْجَزَاتِ، وَلَا يُؤْمِنُونَ بِالْوَحْيِ الَّذِي يَنْزِلُ بِزَيِّ الْكَلَامِ  
تفریط رفتند پس آن مردمانے ہستند کہ بمعجزات ایمان نمی آرند و نہ بآن وحی ایمان آرند کہ در لباس کلام

اللَّذِيذِ مِنْ رَبِّ السَّمَاوَاتِ. وَلَا يُؤْمِنُونَ بِالْحَشْرِ وَالنَّشْرِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ،  
لذی از خدا تعالی نازل ے شود۔ و نیز کشر و نشر و قیامت ایمان نمی آرند

وَلَا يُؤْمِنُونَ بِالْمَلَائِكَةِ. وَنَحْتُوا مِنْ عِنْدِهِمْ قَانُونَ الْقَدْرَةِ وَصَحِيفَةَ الْفَطْرَةِ،  
و نیز بملائکہ ایمان نمی آرند و از طرف خود قانون قدرت و صحیفہ فطرت تراشیدہ اند

وَلَيْسَ عِنْدَهُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ، وَلَا نَرَاهُمْ إِلَّا كَالدَّهْرِيَّةِ وَالطَّبِيعِيَّةِ .  
و نیست نزد ایشان از اسلام بجز نام آن و نمی بینم ایشانرا مگر بچو فرقہ دہریہ و طبعیہ

وَأَمَّا الَّذِينَ أَفْرَطُوا فَهَمَ قَوْمٌ آمَنُوا بِالْحَقِّ وَغَيْرِ الْحَقِّ وَجَاوَزُوا طَرِيقَ الْإِعْتِدَالِ،  
و آنانکہ افراط کردند۔ پس آن قومی است کہ حق باشد یا غیر حق بہمہ ایمان آوردند و از طریق اعتدال تجاوز کردند



﴿۱۰۲﴾

حتى إنهم أقعدوا ابن مريم على السماء الثانية بجسمه العنصرى من  
تاجدیکه ایشان ابن مریم را بر آسمان دویم بجسم عنصری او نشانیدند

غير سلطان من الله ذى الجلال، واتبعوا الظنون وليس عندهم  
بغیر آنکه دلایلی از خدا تعالی داشته باشند۔ و پیروی ظن ها کردند و نزدشان

علم وإن هم إلا فى الضلال. فهذان حزبان خرج كلاهما من العدل  
علم یقینی نیست و نیستند ایشان مگر در گمراهی۔ پس این دو گروه اند هر دو از عدل خارج شدند۔

والحزم والاحتياط، وأخذ أحدهما طريق التفريط والآخر طريق الإفراط .  
یکی از ایشان طریق تفريط اختیار کردند و گروهی دیگر طریق افراط اختیار نمود

ثم جاء الله بنا فهدانا الطريق الوسط الذى هو أبعد من سبل الخناس،  
پس خدا ما را آورد پس هدایت کرد ما را طریق وسط که دورتر از راه های شیطان است۔

فنحن أمةٌ وسطٌ أخرجتُ للناس . والزمان يتكلم بحاله، أن هذا  
پس ما امت و ستمیم که برائے فائده مردمان ظاهر شدیم۔ و زمانه بحال خود کلام میکند که این

هو المذهب الذى جاء وقتُ إقباله . وترون بأعينكم كيف جذبنا  
همان مذهب است که وقت اقبال او آمده است۔ و می بینید چشم خود که ما چنان زمانه را سوسے خود

الزمان، وكيف فَتَحْنَا القلوب ولا سيف ولا سنان. أهذه من قوى  
کشیده ایم۔ و چگونگی دل ها را فتح کرده ایم۔ و نه شمشیر است و نه نیزه۔ آیا این کار از قوت های

الإنسان؟ بل جذبةٌ من السماء فينجذب كل من له العينان. يمسى  
انسان است۔ بلکه این کشتی است از آسمان پس هر که دو چشم دارد سوسے او کشیده میشود یک شخص

أحد منكرا ويصبح وهو من أهل الإيمان. أهذه من قوى الإنسان؟  
شام بحالت انکاری کند و صبح از جمله ایمانداران بر خیزد۔ آیا این از قوت های انسان است۔

شهد القمران بالكسوف فى رمضان. أهذه من قوى الإنسان؟ و كنت  
گواهی دادند شمس و قمر بکسوف در رمضان۔ آیا این از قوت های انسان است۔ و من

وحیداً، فقیل سُبُجِعَ عَلَیْكَ فَوْجٌ مِنَ الْأَعْوَانِ، فَكَانَ كَمَا قَالَ الرَّحْمَنُ .  
تہا بوم پس گفتہ شد کہ عنقریب بتوفجے از مددگارانش شامل خواہد شد۔ پس بچنان شد کہ خدا گفتہ بود

أَهْذِهِ مِنْ قُوَى الْإِنْسَانِ؟ وَ سَعَى الْعِدَا كُلِّ السَّعَى لِیُجِیْحُونِی مِنَ الْبَنِيَانِ،  
آیا این از قوت ہائے انسان است۔ و دشمنان ہمہ تن کوشش کردند تا بیخ کنی من کنند۔

فَعَلَوْنَا وَزَدْنَا وَرَجَعُوا بِالْخَبِيَةِ وَالْخُسْرَانِ . أَهْذِهِ مِنْ قُوَى الْإِنْسَانِ؟  
پس ما زیادہ شدیم و مال اوشان نامرادی شد۔ آیا این از قوت ہائے انسان است۔

وَمَكْرَ الْعِدَا كُلِّ مَكْرٍ لِأَخْبَسَ أَوْ أُقْتَلَ وَيَخْلُو لَهُمِ الْمِيْدَانُ، فَمَا كَانَ  
و بکر کردند دشمنان از ہر قسم کمر تا مرامقید کنانند یا بسزائے موت رسانند و میدان برائے اوشان باشد۔ پس

مَالَ أَمْرِهِمْ إِلَّا الْخِذْلَانِ وَالْحَرْمَانَ . أَهْذِهِ مِنْ قُوَى الْإِنْسَانِ؟ وَنَصْرِنِی  
مال امر اوشان بجز محرومی و خذلان ہیچ نبود۔ آیا این از قوت ہائے انسان است۔ و

رَبِّی فِی كُلِّ مَوْطِنٍ وَأَخْزَى أَهْلَ الْعِدْوَانِ . أَهْذِهِ مِنْ قُوَى الْإِنْسَانِ؟  
خداوند من در ہر میدان مدد مرا کرد و دشمنان را رسوا کرد۔ آیا این از قوت ہائے انسان است

وَبَشْرِنِی رَبِّی بِالْإِمْتِنَانِ، وَقَالَ: "يَأْتِيكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ"، وَأَنَا إِذْ ذَاكَ  
و بشارت دادم خداوند من از روی احسان و گفت مرا کہ ترا تحائف و مال از ہر طرف دُور دراز خواہد آمد

غَرِيبٍ فِی زَوَايَا الْخُمُولِ وَالْكَتْمَانِ . فَوُضِعَ لِي الْقَبُولُ بَعْدَ طَوِيلٍ مِنْ  
و من دران روزها غریبے بوم ناشناختہ۔ پس بعد از مدتی قبولیت من پیداشد

الزَّمَانِ، وَأَتَانِی الْأَمْوَالُ وَالتَّحَائِفُ مِنَ الدِّيَارِ الْبَعِيدَةِ وَشَاسِعَةِ الْبِلْدَانِ .  
و مالها و تحائف از دُور دراز ديار و دُور دست شہرہا آمدند۔

فَمُلِّئْتُ دَارِي مِنْهَا كَثِيرَةً عَلَيَّ أَغْصَانِ الْبِسْتَانِ . وَوَاللَّهِ لَا أُسْتَطِيعُ  
پس خانہ من از انہا پُر شد ہیچو ثمرہ ہائے کثیر بر شاخہائے باغ۔ و بخدا امر طاقت نیست

أَنْ أَحْصِيَهَا وَلَا يُطِيقُ وَزْنَهَا مِيزَانُ الْبَيَانِ . وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّی صَدَقَا  
کہ شمار انہا کنم و نہ میزان بیان طاقت وزن آن دارد۔ و آنچه خداوند من خبر داده بود

وحقاً، ويعرف هذا النبأ ألوف من الرجال والنساء والصبيان .  
ہمہ بظہور رسید و این خبر را ہزارہا از مردم و زنان و کودکان سے دانند۔

أهذه من قوى الإنسان؟ وخاطبني ربّي وقال: "يأتون من كل فج عميق،  
پس آیا این از قوت ہائے انسان است۔ و خداوند من مرا مخاطب کرد و گفت کہ مردم کثیر از ہر طرف سوائے تو

فلا تُصعِّرْ لِخَلْقِ اللَّهِ وَلَا تَسَامُ مِنْ كَثْرَةِ اللَّيَّانِ . وَأَنَا إِذَا ذَاكَ كُنْتُ  
خواہند آمد پس باند کہ تیرش رُو نہ شوی و نہ از کثرت ملاقات ملول گردی۔ و من دران وقت کہ این الہام شد

كسَقَطِ لَا يُذَكَّرُ وَلَا يُعْرَفُ وَكشِيءٍ لَا يُعْبَأُ بِهِ فِي الْإِخْوَانِ . فَأَتْنِي عَلَى زَمَانٍ  
مثل چیزے بیقدر بودم ہیچ کس ذکر من نمی کرد و نمی شناخت و در برادران حقیر بودم۔ پس آمد بر من زمانہ

بعد ذلك أن أتاني خلق الله أفواجا وأطاعوني كغلمان، ولو لا أمر ربّي  
بعد ازینکہ آمد مخلوق خدا نزد من فوج در فوج و بچو غلامان اطاعت من کردند۔ و اگر امر خدائے من

لَسِئِمْتُ مِنْ كَثْرَةِ اللَّيَّانِ . أهذه من قوى الإنسان؟ وإنه أتاني كلمات  
نہودے از کثرت ملاقات عاجز آمدے۔ آیا این از قوت ہائے انسان است۔ و او تعالیٰ آن کلمات

أفصحتُ من لدنه، فما كان لأحد من العدا أن يأتي بمثلها، وسلب  
مراد داد کہ از نزد او بکمال مرتبہ فصاحت بودند پس ہیچکس را از دشمنان طاقت نہ بود کہ مقابلہ آن تو انند کرد

منهم قوة البيان . أهذه من قوى الإنسان؟ ودُعِيْتُ لِأَبَاهِلَ بَعْضِ الْأَعْدَاءِ ،  
دقوت بیان از دشمنان سلب کردہ شد۔ آیا این از طاقت ہائے انسان است۔ و خواندہ شدم تا مباہلہ کنم، بعض

فإذا تعاطينا كأس الدعاء ، واقتدحنا زناد المباهلة في العراء ،  
دشمنان۔ پس چون ہمہ گیر گرفتیم کاسہ ہائے دُعَا۔ و با یکدیگر زدیم چتھا تہائے مباہلہ را در میدانے

الْحَقَّ اللَّهُ بِنَا بَعْدَهُ عَسَاكَرَ مَنْ أَهْلَ الْعَقْلِ وَالْعِرْفَانِ ، وَفَتَحَ عَلَيْنَا  
لاحق کرد خدا تعالیٰ بعد ازین بما لشکرہا از اہل عقل و عرفان۔ و کشودہ شد بر ما

أبواب النعماء من الرحمن، وزاد أعزة جماعتنا إلى مائة ألف  
درہائے نعمت از خداوند تعالیٰ۔ و زیادہ شدند عزیزان جماعت ما تا یک لک

بل صاروا قریباً من ضعفها إلى هذا الأوان، وكانوا إذ ذاك أربعين بلکہ دوچند آن شدند در این وقت۔ و بودند دران وقت صرف چہل

نفرًا إذ خرجنا إلى أهل العدوان. وردَّ الله عدوى المباهل كل يوم آدمی وقتیکہ بیرون آمدیم سوئے دشمنان۔ و خدائے من دشمن مباہلہ کنندہ را روز بروز

إلى الخمول والخذلان. أهذه من قوى الإنسان؟ فالآن يا إخواني درخمول و خذلان افگند۔ آیا این از قوت ہائے انسان است۔ پس اکنون اے برادران من ﴿۱۰۵﴾

الذين تحلّوا بالفهم، وتخلّوا من الوهم، اشكروا المنان، فإنكم وجدتم کہ زینت یافتہ اید، بخرد و خالی شدہ اید از وہم خدا را شکر کنید کہ شما حق را

الحق والعرفان، وتبواتم مقام الأمان، وكونوا شهداء لى عند أبناء الزمان. یافتہ اید و بر مقام امان رسیدہ اید و برائے من نزد مردم گواہ باشید۔

ألستم شاهدين على آياتى، أم لكم شبهة فى الجنان؟ وأى رجل منكم آیا شما بر نشان ہائے من گواہ نیستید یا شما را در دل شبہتی ہست و کدام کس از شماست

ما رأى آية منى، فأجيبوا يا فتیان؟ وإنى أعطيتُ معارف من ربى، ثم کہ ہیچ نشانی از من ندیدہ است پس جواب بدہید اے جوانان و من از خداوند معارف یافتہ ام باز

علمتكم وصقلت بها الأذهان، وما كان لكم بحلّ تلك العقْد يدان. شما را تعلیم دادم و بان ذہن ہا را صیقل کردم۔ و شما را بکشودن آن گرہ ہا قوت نہ بود۔

و واللّٰه إننى امرء أنطقننى الهدى، ونطق ظهري وحنى يوحى، فوجدتُ و بخدا من مردی ام کہ مرا ہدایت گویانیدہ ست و بر پشت من وحی الہی کمر بندہ بست پس

الراحة فى التعب والجنة فى اللّظى، فمن آثر الموت فسَيُحْيِي. فلا تتبعوا راحت را در رنج یافتم و بہشت را در دوزخ دیدم۔ و ہر کہ موت را اختیار کرد اورا زندہ خواہند کرد

حياتكم بشمنٍ بخسٍ، ولا تنبذوا من الكفّ خلاصة نصّ، ولا تكونوا پس زندگی خود بچیزے اندک مفروشید۔ و از کفّ خود خلاصہ نقتدرا میفگنید۔ و ازان مردم

من الذین علی الدنیا یتمایلون، ولا تموتوا إلا وأنتم مسلمون .ینی  
 مباشید کہ بردنیا ہم تن سے افتند و نہ میرید مگر درحالیہ شما مسلمان باشید من  
 اخترت لہ موتاً فاختراروا له وَصَبَّاء، وانی قبلت له ذبحاً فاقبلوا  
 اختیار کردم برائے اوموت را پس شما بیماری را اختیار کنید من ذبح شدن را اختیار کردم شما  
 له نصباً .واعلموا أنکم تفلحون بالصدق والإخلاص والاتقاء ،  
 رنج اختیار کنید و بدانید کہ نجات شما در راستی و اخلاص و تقویٰ است  
 لا بالأقوال فقط یا ذوی الدعاء . وإن الفلاح منوطٌ بمُقْطوْطکم  
 نہ سخن ہا اے دانشمندان و رستگاری شما موقوف بر لاغری شماست ﴿۱۰۶﴾  
 كل المناط، ولن تدخلوا الجنة حتى تلجوا فی سَمِّ الخياط .فامتَحِضُوا  
 بہر حال و ہرگز در جنت داخل نخواہید شد تا وقتیکہ داخل نشوید در دہانہ سوزن۔ پس بچنبانید  
 حَزَمَکُمْ لِلتَّقَاةِ، وَاخْتَبَطُوا لِإِرْضَاءِ رَبِّکُمْ فِی زَوَايَا الْحِجْرَاتِ وَالْفُلُوتِ .  
 احتیاط خود را برائے تقویٰ و دست و پا زنی برائے راضی کردن رب خود در گوشہ ہائے حجرہ و در بیابان ہا یاد کنید  
 اقضوا غَیْرَ مَکَمِ الدَّيْنِ لثَلَاثِ سَجَنُوا، وَأَذُوا الْفِرَائِضَ لثَلَاثِ سَأَلُوا،  
 بقرض خواہ خود قرض را تا بزندان نزوید و فرائض را یاد کنید تا پرسیدہ مشوید  
 وَاسْتَقْرُوا الْحَقَائِقَ لثَلَاثِ تَخَطُّوا، وَلَا تَزْدُرُوا الثَّلَاثِ تَزْدُرُوا،  
 و حقیقتہا را بجوئید تا خطا نکنید و عیب چینی نکنید تا عیب شما نچینند  
 وَلَا تُشَدُّوا الثَّلَاثِ تُشَدُّوا، وَارْحَمُوا يَا عِبَادَ اللَّهِ تُرْحَمُوا،  
 و سختی نکنید تا بر شما سختی نکنند و رحم کنید اے بندگان خدا تا بر شما رحم کنند  
 وَكُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ وَبَادِرُوا .إِنَّ اللَّهَ مَلَكَ كُفْرَکُمْ وَقُلُوكُمْ وَأَعْرَاضَکُمْ  
 و انصار خدا باشید و سوائے او شتابید۔ و خدا تعالیٰ پس از بیعت شما مالک کفر شما و مال  
 وَنُفُوسَکُمْ بَعْدَ الْبَيْعَةِ وَآتَاکُمْ بِهِ رِضْوَانَهُ، فَاتَّبِعُوا عَلٰی هَذِهِ الْمُبَايَعَةِ  
 قلیل شمارا و جانہاے شمارا و آبرو ہائے شمارا و عوض آن رضائے خود شمارا دادہ است پس بریں خرید و فروخت ثابت

لَتُغْمَرُوا بِالنُّحُلَانِ، وَتَدْخُلُوا فِي الْخُلَانِ. اَرْهَفُوا هَمَّكُمْ لَتَكْمِيلِ  
بمائیڈتا پوشانیہ بے باور داخل کردہ شویدر دوستان۔ تیز کنید ہمت ہائے خود را برائے تکمیل

الدین، واجعلوا لأنفسکم میسم الشبان ولو کنتم مشائخ فانین .  
دین و صورت جواناں بسازید اگرچہ شما شیخ فانی باشید

اذکروا موتکم یافتیان، ولا تمیسوا کالنشوان. ترون الناس جعلوا  
یاد کنید موت خود اے جواناں و نخرامید بچومت می بینید مردم را کہ در

مقصودهم فی کل أمر نشبًا، وإن لم یحصل فیحسبون الدین  
ہر امر مقصود مال میدارند و اگر مال حاصل نشود پس دین را رنج

نصبًا. وفی الدین لا یعضد همهم إلا الأهواء، فیکبلون بشرطها وإلا  
می پندارند و ہمت ایشان را در دین صرف ہوائے نفس کرمی بندد و بہ ہمین شرط قبول می کنند

فالإباء. ولا یبالون مَقَاحِمَ الأخطار، ولا مخاوف الأقطار. لا  
ورنہ انکار می نمایند و پروا نمی دارند جاہائے ہلاکت ہا و نہ پروائے سختی و ترسہائے منتشرہ

یعلمون أی شیء یدفع ما أصابهم، وینفی الحدَرَ الذی نابهم .  
در اطراف میدارند نمی دانند کہ کدام چیز است کہ دفع کند مصیبت شاں و دور کنند آں خوف را کہ او شازا رسیده است

﴿۱۰۷﴾

أسلموا للدنیا وملئوا منها قلوبهم، فیعدون إلیها وتحذو الأهواء  
فرمانبردار شدند دنیا را و دلہائے شان ازاں پر کردند۔ پس میدویدند بسوئے او و حرص و ہوا میراند سواری

رکوبہم. أیہا الناس قد عاث الطاعون فی بلادکم، وما رأی مثل  
ایشاں را اے مردم حملہ کردہ ست طاعون در شہرہائے شما۔ و ندیدہ است ہچو آں حملہ ہچکس

صولہ أحد من أجدادکم. وتعلمون أن ذودہ لا تہلک إلا فی صمیم البرد أو فی  
از بزرگان گذشتہ شما۔ و میدانید کہ کرم آں ہلاک نمی شود مگر در

صمیم الحرّ، فاختروا کلہما تعصموا من الضرّ.  
خالص سردی یا در خالص گرمی پس ہر دورا اختیار کنید تا از ضرر رہائی یابید۔

ولا نعنی بالبرد إلا تبرید النفس من الجذبات، والانقطاع إلى الحضرة  
 و مراد ما سردی اینست که نفس را از جذبات سرد کنی و بسوی حضرت باری عز اسمہ  
 و الإقبال علیہ بالتضرعات، ولا نعنی بالحر إلا النهوض للخدمات،  
 بتضرعات بیانی و مراد ما از گرمی این است که برائے خدمات بر خیزید  
 و ترک التوانی و رَفُض الكسل بحرارة هي من خواص الخوف والتقاة،  
 و سُستی و کسل را ترک کنید باں گرمی که از خواص خوف و تقوی است  
 و من لوازم الصدق عند ابتغاء المرضاة. فإن شتوتم فقد نجوتم،  
 و از لوازم صدق است وقت خواستن رضاء الہی پس اگر دریں سر ما داخل شوید نجات خواهید یافت۔  
 و إن اصطفتم فما هلکتهم وما تلفتم. أيها الإخوان .. إن متاع التقوی  
 پس اگر در گرمی داخل شوید از تلف شدن محفوظ خواهید ماند۔ اے جوانان متاع تقوی برباد شد  
 قد باراً، و ولت حُماته الأذبار، و خرج الإیمان من القلوب، و ملئت  
 و حامیان آل پشتها گردانیدند و ایمان از دلها بیرون رفت و  
 النفوس من الذنوب. فاسعوا لهذا الأرب و جلّبه، و انطلقوا  
 نفسها از گناہاں پُر شدند۔ پس کوشش کنید برائے این حاجت و کشیدن آل و بروید زودی  
 مُجدّین فی طلبه، لتنجوا من طاعون متطائرٍ بشرره، الذی  
 کننده در جستن او تا نجات یابید از طاعون که پرنده اند اغگرہائے او آنکہ  
 یفرّق بین الأخیار والأشرار. و اعلموا أن الأرض زُلزلت مرتین  
 در نیکان و بدال فرق میکند و بدانید کہ زمین دو دفعہ جنبانیدہ شد  
 زلزالاً شدیداً: الأولى لِمَا تُرک ابن مریم و حیداً، و الثانية  
 سخت جنبانیدن اول چون ابن مریم تنها گذاشته شد و دوم  
 حين رُدُدَتْ طریداً. فلا تنوموا عند هذه الزلزلة، و تبصّروا  
 بوقتی کہ من ردّ کرده شدم پس خواب مکنید نزد این زلزله و بیدید

وتيقظوا وبادروا إلى ابتغاء مرضاة الحضرة. و آخر ما نخبركم به  
و بیدار شوید و جلدی کنید برائے حاصل کردن رضائے باری تعالیٰ و آخر آں امر کہ ماے جوانان

یا فتیان، ہی کلمات مبشّرة من الرحمن. خاطبنی ربّی و بشّرنی  
شمارا از اں خبر میدیم۔ آں چند کلمات بشارت اند از خدا تعالیٰ۔ مخاطب کرد مرا خداوند من و بشارت داد

ببشارة عظمی، وقال: "یا تى عليك زمن كمثل زمن موسى. إنه  
مرا بشارت بزرگ۔ و گفت بر تو یک زمانه خواهد آمد همچو زمانه موسی او

کریم، تمشی امامک و عادی لک من عادى. يعصمک الله  
کریم است پیش پیش تو خواهد رفت و دشمن خواهد گرفت آنرا که ترا دشمن بگیرد خدا ترا از دشمنان ننگ

من العدا، ويسطو بكل من سطا. ييدى لك الرحمن شيئاً .  
خواهد داشت و بر حمله کننده حمله خواهد کرد رحمن برائے تائید تو چیزے ظاہر خواهد نمود

بشارة تلقاها النبيون. إن وعد الله أتى، و رگل و رکا، فطوبى  
ایں بشارتے ست کہ انبیاء اور امی یابند۔ وعدہ خدا بیاید و یک پابزمین بزد و اصلاح کارے کرد پس

لمن وجد ورأى. قُتِلَ خِيبةً و زِيدَ هَيْبَةً ثم فى يوم من  
خوشحالی است آنرا کہ آں وعدہ یافت و آنرا دید یک کس از نامرادی بمیرد و هلاکت او بیت ناک خواهد شد باز

الأيام، أريت قرطاساً من ربى العلام، و إذا نظرت  
در روزے از روزها نموده شد مرا کاغذے از خداوند علیم خود۔ پس چون نظر کردم

فوجدت عنوانه بقیة الطاعون. و على ظهره  
پس عنوان او ایں فقره یافت کہ بقیة الطاعون و دیدم کہ بر پشت او

إعلان منى كأتى أشعث من عندى واقعة ذالك المنون .  
اعلانی از طرف من است گویا من از طرف خود آں واقعه مرگ را شائع کردم۔





﴿۱۰۹﴾

ترجمة ما كتبنا إلى ثناء الله

ترجمہ خطے کہ سوئے ثناء اللہ امرت سری نوشتم

الأمرتسرى ، إذ جاء قاديان

وقتي کہ بہ قاديان آمد

وطلب رفع الشبهات بعطش

و بہ تشنگی دروغ ازالہ شہات خود بخواست

سنة ۱۳۲۰ هـ

فريّ، و كان هذا عاشر شوال

و بودايس تاريخ دہم شوال سنة ۱۳۲۰ هـ

إذ جاء هذا الدجال

چول ايس دجال بہ قاديان آمد۔

بلغنی مکتوبک، و ظہر مطلوبک . انک استدعیت أن أزيل شہاتک التي صلت  
مرانامہ تورسید و مطلوب تو ظاہر گشت تو درخواست کردی کہ بعض شہات تو کہ متعلق بعض

بہا علی بعض انبائی الغیبیة . فاعلم أنک إن كنت جنتنی بصحة النية، و ليس فی  
پیشگوئی ہا ہستند دور کنم۔ پس بدان کہ اگر بصحت نیت نزد من آمدی و نیست در

قلبک شیء من المفسدة، فلک أن تقبل بعض شروطی قبل هذا الاستفسار،  
دل تو چیزے از فساد پس بر تو واجب ست کہ قبل ایں استفسار بعض شرطہائے من قبول کنی

ولا تخرج منها بل تثبت علیها کالأخيار . و إن كنت لا تقبل تلك الشرائط  
و از اں شرطہا خارج نشوی بلکہ بچونیک مرداں بر آں ثابت بمانی و اگر تو آں شرط را قبول نمی کنی

فَدَعْنِي وَاْمُضِ عَلَيَّ وَجْهَكَ، وَخُذْ سَبِيلَ رَجْعِكَ. فَمَنْ الشَّرْطُ أَنْ لَا  
پس مرا بگذار و همچنان که آمدی برو و راه مراجعت بگیر۔ پس منجمله آن شرایط این است

تباحثنی کالمباحثین، بل اکتب ما حاک فی صدرک ثم ادفعُ الیّ ما کتبت  
کہ ہجو بحث کنندگان بامن بحث مکن بلکہ ہر شہتی کہ دل ترا میگیرد آنرا بنویس باز نوشته خود را مرابده

کالمستترشدین، ولیکن کتابک سطر او سطرین ولا تزدد علیہ کالمتمتخاصمین .  
و می باید کہ نوشته تو سطر ی باشد یا دو سطر و بر او زیادہ مکن مانند ستیرندگان

ثم علينا أن نجيبك ببيان مفصل وإن كان إلى ثلاث ساعات. فإن بقي في  
باز بر ما واجب خواهد بود کہ بہ بیان مفصل اگر چہ تا سه ساعت باشد جواب دہیم۔ پس اگر بعد

قلبك شيء بعد السماع، ورأيت فيه من شناعة، فلك أن تكتب الشبهة  
شنیدن جواب در دل تو چیزی بماند در جواب مانوع زشتی بہ بنی۔ پس اختیار تو خواهد بود کہ باز مانند

الباقية كمثل ما كتبت في المرتبة الأولى، وهلم جرا، حتى تجلو الحق وتجد  
سابق شبہ خود بر کاغذ نویسی۔ و همچنین سلسلہ این پرچہ ہا جاری خواهد ماند تا آنکہ

السكينة، ويتبين ما كان عليك يخفى. وما فعلت ذلك لتسكيتك  
حق ظاہر شود و تسلی تو شود و چیزے پوشیدہ بر تو ظاہر شود۔ و این انتظام برائے ساکت کردن و عاجز کردن

وتبكيك ولا لحيلة أخرى، بل إنني عاهدت الله تعالى بحلقة لا تنسى، أن لا أباحث  
تو نہ کردہ ام بلکہ من عہد کردہ ام خدا تعالیٰ را بقسم کہ بعد کتاب من انجام آتھم بہ ہچکس

أحدا من كرام كان أو لئام، بعد كتابي "انجام". فلا أريد أن أنكث عهدي الأجلی،  
مباحثہ نخواہم کرد پس نمی خواہم کہ عہد خود را بشکنم و نافرمان خداوند خود گردم

وأعصى ربّي الأعلى. وقد قرأت كتابي فتقبل عذري، واسلک وفق شرطی،  
و کتاب من انجام آتھم را خواندہ پس عذر من قبول کن و موافق شرط من برو

إن كنت من أهل التقوى وأولى النهي. وکتبت فی رقعتک أن طلب الحق  
اگر از اہل تقوی ہستی۔ و دانشمند ہستی و تو در رقعہ خود نوشتہ کہ طلب حق ترا از

﴿۱۱۱﴾

استخرجك من كناسك، ورحلك عن أناسك. فإن كان هذا هو الحق فلم خانہ تو بیروں آورده است و ہمیں طلب ترا از عزیزان کوچ کنایندہ۔ پس اگر ہمیں امر حق ست پس چرا

تعاف طریقاً يعصمني من نكث العهد ونقض الوعد، وفيه تُوْدَةٌ وبعُدٌ من ازال طریق کراہت میکنی کہ مرا از نقض عہد محفوظ می دارد۔ و درو آہستگی ست و دوری ست از

خطرات الوبد، علی أنه هو أقرب بالأمن في هذا الزمن. فإن النزاع يزيد خطرہ ہائے غضب کردن۔ با وجود ایس آل طریق اقرب با من ست درین زمانہ چرا کہ نزاع زیادہ میگرد

ويشتعل عند المقابلة بالمطالبة، وينجر الأمر من المباحثة إلى المجادلة، و مشتعل می گردد در وقت مقابلہ سخن ہا و امر از مباحثہ بسوئے مجادلہ می کشد

ومن المجادلة إلى الحكام، ومن الحكام إلى الأثام. فمن فطنة المرء أن يجتنب واز مجادلہ تا حکام نوبت میرسد و از حکام سزا ہا تجویز می شوند پس از طریق دانشمندی انسان ایس است

طرق الأخطار، ولا يسعى متعمداً إلى النار. وأى حرج عليك في هذا الطريق کہ از راہ ہائے خطر پیرہیز دو دانستہ سوئے آتش زود۔ و دریں طریق کہ اختیار کردم کدام حرج تست

الذي اخترته؟ وأى ظلم يصيبك من النهج الذي آثرته؟ وإني ما عقتك و کدام ظلم ازیں نچ کہ اختیار کردم بتومی رسد و من ترا عرض کردن

من عرض الشبهات، ولا من رمى سهام الاعتراضات، بيد أني اخترت شہات بازداشتہ ام۔ و نہ از راندن تیر ہائے اعتراضات منع کردم مگر ایس ست کہ من طریقہ ترا

طريقاً هو خير لي وخير لك لو كنت من العاقلين. ولا مانع لك أن تكتب اختیار کردم کہ برائے من و برائے تو بہتر است اگر دانشمند ہستی و ترا ہچکس مانع نیست کہ

مائة مرة إن كنت من المرتابين، وإنما اشترطت لك الإيجاز في الترقيم صدمرتبہ شکوک خود بنویسی اگر شک داری و اینکه شرط مختصر نوشتن بتو کردم ایس برائے آنست کہ

لئلا نقع في بحث نتحاماہ خوفا من الحسب العليم. ثم من الواجبات تا مادر مباحثہ بنفتم کہ ازال پرہیز مے کنیم بوجہ خوف خدائے حسیب علیم است باز شرائط واجبہ این ست

أن لا تعترض علينا إلا اعتراضًا واحدًا من الاعتراضات، وشبهة من  
 کہ صرف یک اعتراض نویسی ویک شبہ پیش کنی ازاں اعتراضہا و شبہات کہ  
 الشبهات. ثم إذا أدینا فريضة الجواب بالاستيعاب، فعليك أن تعرض  
 می داری بازچوں فریضہ جواب را بالاستیعاب ادا کر دیم۔ پس بر تو واجب خواهد بود  
 شبهة أخرى وهذا هو أقرب إلى الصواب. فإن كنت خرجت من بلد تک  
 کہ شبہ دیگر را پیش کنی ہمیں اقرب بصواب ست۔ پس اگر تو بر قدم صلاحیت از شہر خود  
 علی قدم السداد، وليس فی قلبک نوع من الفساد، فلا يشقّ عليك ما  
 بیرون آمدی و در دل تو بیچ فسادے نیست پس بر تو گراں نخواهد آمد  
 كتبنا إليك وتقبله كعدلٍ فارغٍ من الحقد والعناد. وإن كنت تظن أن  
 آنچه ماعرض کر دیم بر تو و بچوعادے اورا قبول خواهی کرد و اگر تو ایس گمان میکنی کہ  
 هذا الطريق لا يُظفرک بمرادک، فأيقن أنك تريد هناك بعض فسادک،  
 ایس طریق ترا بر مراد تو نہ رساند پس یقین میکنم کہ تو اینجا بعض فساد ہارا ارادہ میداری  
 و كذلك ظهرت الآثار، وعلم الأخیار. فإنی لما أوصلت عزمی إلى أذنيک،  
 و ہمچنین آثار ظاہر شدند و نیکاں دانستند چرا کہ من چون آں قصد خود تا ہر دو گوش تو رسانیدم  
 ترا کمت الظلمة علی عینیک، وغشیک من الغمّ ما غشی فرعون من  
 پس تاریکی بر دو چشم تو نشست و پوشید ترا آں اندوہ از غم کہ پوشیدہ بود فرعون را از  
 الیم، وآلت حالتک إلى سلب الحواس، وجعلک الله فی الأخرین  
 دریا و حالت تو بسوے سلب حواس منجر شد۔ و خدا ترا دریں جنگ از زیاں کاران  
 فی هذا البأس. ثم امتدّ منک اللجّاج لترك الحیاء، لنتکث عهد  
 کرد۔ باز دراز شد ستیزہ کردن تو از ترک حیا تاکہ ما عهد  
 حضرة الکبریاء. فالعجب کل العجب! أنت إنسان أو من العجماءات؟  
 خداوند خود را بشکنیم پس تعجب است تمام تعجب آیات و انسانی یا از حیوانات هستی۔

﴿۱۱۳﴾

فَإِنَّكَ تَرَعَّبَنِي فِي نَقْضِ الْعَهْدِ يَا ذَا الْجَهْلَاتِ . وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّكَ خَيْرٌ  
 كِه تُو بَرَاءِ نَقْضِ عَهْدِ مَرَا رَغْبَتِ مِي دِهِي وَ تُو خُوبِ دَانَسْتِي كِه دَر هِر سَاعَتِي

فِي كُلِّ سَاعَةٍ لِتَجْدِيدِ الشَّبْهَةِ ، فَلَيْسَ الْآنَ انْحِرَافُكَ إِلَّا مِنْ فِسَادِ الْقَلْبِ  
 تَرَا اِخْتِيَارِ دَادِه شَدَكِه تُو شَبِه خُودِرَا تَا زِه كُنِي پَس نِيَسْتِ اِكُنُو انْحِرَافِ تُو مَكْرَا زِرَابِي دِل

وَسُوءِ النِّيَّةِ . وَالَّذِي أَنْزَلَ الْمَطْرَ مِنَ الْعَمَامِ ، وَأَخْرَجَ الشَّمْرَ مِنَ الْأَكْمَامِ ،  
 وَبَدَيْتِي - وَتَمَّ بِخَدَائِي كِه بَارَا رَا اَزَا بَرَفْرُودِ آوَرْدِ - وَبَارَا اَز شَكُوفِه هَا بِيروُنِ كَشِيدِ

لَقَدْ نُوِيْتُ الْفِسَادَ ، وَمَا نُوِيْتُ الصَّدَقَ وَالسَّدَادَ . وَكَانَ اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّكَ  
 كِه تُو نِيَتِ فِسَادِ كَرْدِي - وَنِيَتِ صَدَقِ وَ سَدَادِ نَمِي دَارِي - وَ خُودَا مِي دَانَسْتِ كِه تُو  
 لِأَيِّ مَكْرٍ وَافِيَتِ الْقَرْيَةَ وَحَلَلْتِ ، وَعَلَى أَيِّ قَصْدٍ أَجْفَلْتِ .  
 بَرَاءِ كِدَامِ مَكْرِ دَرِي دِه آدَمِي وَ بَرَكِدَامِ قَصْدِ شَتَا فِتِي -

فَسَقَاكَ كَأْسُكَ ، وَأَرَاكَ يَا سَكَّ ، وَلَمْ يَزَلْ بَصْرِي يُصَعَّدُ فَيْكَ وَ  
 پَس پِيَالِه هَائِ تُو تَرَا نُو شَانِيدِ - وَ نُو مِيدِي تُو بَرُو ظَاهِرِ كَرْدُو مِي شِه بُو دِي نَائِي مَن كِه بَالَا مِي نَكْرِيَسْتِ دَر تُو

يُصَوِّبُ ، وَيُنَقِّرُ عَنكَ وَيُنَقِّبُ ، حَتَّى ظَهَرَ لِي أَنَّكَ مِنَ الْمَرَائِينِ لَا مِنْ  
 وَ پَائِي مِي نَكْرِيَسْتِ مِي كَاوِيدِ اَز تُو تُو فَيْتِي مِي كَر دَتَا آ نَكِه بَر مَن ظَاهِرِ شَدَكِه تُو اَز زِيَانِ كَارَا هَسْتِي نَدَا زِ

عِطَاشِ الْحَقِّ وَالطَّالِبِينَ ، وَلَا تَبْتَغِي إِلَّا شَهْرَةً عِنْدَ زَمْعِ الْأَنْسَاءِ ، وَعِنْدَ  
 تَشْتِكَا نِ حَقِّ وَ طَالِبَانِ وَ نَمِي خَوَاهِي مَكْرِ شَهْرَتِ زِدِ سَفْلِه مَرُومِ وَ نَزِدِ

سَفْهَاءِ الْقَوْمِ الَّذِينَ قَدْ سُجِنُوا فِي سَجْنِ الْخَنَاسِ . ثُمَّ إِنِّي كَمَا  
 آ نِ سَفْهَاءِ قَوْمِ كِه دَر زَنْدَانِ شَيْطَانِ اَنْدِ بَا زِ مَن بَهِيْمَانِ كِه

أَحْلَفْتُ نَفْسِي أُحْلِفُكَ بِاللَّهِ سَرِيعَ الْحِسَابِ أَنْ لَا تَبْرَحَ هَذِهِ الْقَرْيَةَ  
 نَفْسِ خُودِرَا قَسَمِ دَادِه اَم تَرَا نِيَزِ قَسَمِ مِي دِهَمِ كِه اَزِي دِه بَجْرَا يَسِ صُورَتِ بِيروُنِ

إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْرُضَ شَبَهَاتِكَ بِنَمَطٍ كَتَبْتُ فِي الْكِتَابِ ، وَتَسْمَعُ  
 نِه رُوي كِه شَبَهَاتِ خُودِرَا بَطُورِي كِه دَر خَطِ نُو شَتِه اَم پِيَشِ كُنِي - وَ جُوبَابِ

مَا أَقُولُ لَكَ فِي الْجَوَابِ . وَأَدْعُو اللَّهَ السَّمِيعَ الْمَسْتَجِيبَ الْقَدِيرَ الْقَرِيبَ  
مَنْ بَشَنُوِي وَ دَعَا مِي كَمَنْ نَزَدِ خُدَائِي مُسْتَجِيبَ الدَّعَوَاتِ وَ قَادِرَ وَ قَرِيبَ

أَنْ يَلْعَنَ مَنْ نَكَثَ بَعْدَ هَذِهِ الْأَلِيَّةِ، وَمَا بِالِي الْحَلْفَ وَ ذَهَبَ مِنْ غَيْرِ  
کہ لعنت کند بر اس شخص کہ اس قسم را بشکند۔ و بغیر تصفیہ برود و ہیج پروائی

فَصَلِّ الْقَضِيَّةَ، وَرَحِّلْ قَبْلَ دَرَاءِ هَذِهِ الْمَخَاصِمَةِ، مَعَ أَنَّهُ أَنْبِئُ بِهَذَا الْبَهْلِ  
قسم ندارد۔ و کوچ کرد قبل دور کردن اس مخاصمت۔ با وجودیکہ اورا بارسال خط ازین لعنت

بِإِسْرَافِ الصَّحِيفَةِ . وَ كُنْتَ أَنْتَظِرُ أَنْ هَذَا الْعَدُوُّ يَخَافُ هَذِهِ اللَّعْنَةَ، أَوْ يَخْتَارُ  
اطلاع داده شدہ۔ و بوم کہ انتظار می کردم کہ اس دشمن ازین لعنت خواهد رسید یا کوچ را

الرَّحْلَةَ، حَتَّى وَصَلَنِي خَبْرُ فِرَارِهِ، فَهَذَا نَمُودَجِ دِينِهِ وَشِعَارِهِ . قَاتَلَهُ اللَّهُ !  
اختیاری کند تا آنکہ خبر گرختن او بمن رسید پس اس نمونہ دین و شعار اوست وائے بروئے چگونہ

كَيْفَ نَكَثَ الْحَلْفَ بِالْجِرَاءِ . فَيَارَبُّ، أَذْقَهُ طَعْمَ نَقْضِ الْحَلْفَةِ . وَ قَدْ حَقَّ  
قسم را بشکست رب پروردگار من بچشان اورا مزہ شکستن و آنچه گفته بوم درست شد کہ او ہرگز

الْقَوْلِ مَنْبَى أَنَّهُ لَا يُوَافِينِي لِإِزَالَةِ الشَّبَهَاتِ، وَلَا يَمِيلُ إِلَّا إِلَى بَهْتَانِ  
برائے ازالہ شبہات نزد من نخواہد آمد و میل نخواہد کرد مگر بسوئے بہتان

وَ كَيْدِ وَ فَرِيَةِ كَمَا هِيَ عَادَةُ أَهْلِ الْمَعَادَاةِ وَ الْجَهْلَاتِ . وَ كَانَ هَذَا الرَّجُلُ  
و مکر و دروغ چنانکہ عادت دشمنان است اس شخص ارادہ کردہ بود

عَزَمَ عَلَيَّ مِمَارَاةَ مُشْتَدَّةِ الْهَيْبِ، وَ مِمَارَاةَ مُشْتَدَّةِ الْهَيْبِ، لِيَشْتَبِهَ  
کہ چنان ستیزہ کند کہ وزیدن او سخت باشد۔ و معارضہ کہ از حد گذرنده باشد تا امر بر

الْأَمْرَ عَلَى الْعَوَامِ، وَ لِيَخْفَى صَدَقَ الْكَلَامُ تَحْتَ نَهْيِ اللَّثَامِ . فَلَمَّا  
عوام مشتبه گردد و تا کہ زیر آواز لیمان صدق کلام پوشیدہ ماند۔ پس ہر گاہ

لَمْ نَرِ فِيهِ سِيمَاءَ التَّقَى، وَ لَا أَثَرَ الْحِجَى، أَرَدْنَا أَنْ نَخْرُجَ الْأَمْرَ مِنَ الدُّجَى .  
مادر وے پر ہیزگاری ندیدیم و نہ نشان عقلمندی ارادہ کردیم کہ امر را از تاریکی بیرون آریم

﴿۱۱۵﴾

وَقَدْ سَبَقَ مِنِّي عَهْدِي فِي تَرْكِ الْمَبَاحِثِ كَمَا مَضَى، وَكَانَ هَذَا أَمْرًا مِنْ وَعْهِدِ مَنْ بَدَأَ زَيْنَ شَدِيدًا بِأَنَّ مَبَاحِثَ نَحْوَاهُمْ كَرِهَ وَإِنْ أَمْرًا مِنْ خَدَا

رَبِّي الَّذِي يَعْلَمُ الْغُيُوبَ، وَيَنْقُدُ الْقُلُوبَ. فَتَحَامَيْنَا كَيْدَهُ، وَجَعَلْنَا بُدَا كَيْدِهَا مَعْدَانًا. وَتَقْتِدُ لَهَا مَيْكُنْدُ بِلِسِ دُورِ شَدِيمِ اَزْمَكِرَاوِ نَفْسِ اَوْرَا

نَفْسِهِ صَيْدَهُ. وَحِينَئِذٍ حَقَّتْ بِي فِرْحَتَانِ، وَحَصَلَ لِي فَتْحَانِ، وَلَمْ أُدْرِ شِكْرًا كَرِيمًا وَآلِغَةً كَرِيمًا مَرَادُ خَوْشِي. وَحَاصِلُ شَدِيدِ بَرَاءَتِي مِنْ دُورِ فَتْحِ وَنِيَامَتِي

بِأَيْهِمَا أَنَا أَوْفَى مَرَحًا وَأَصْفَى فَرَحًا، فَشَكَرْتُ كَالْحَيْرَانِ. وَلَا حَاجَةَ إِلَى كَيْدِهِ كَمَا مَرَّازِيْدَةُ وَكَامِلِ اسْتِ بِلِسِ شِكْرِ كَرِيمِ بَهْمِ حَيْرَانِ وَبِحُجَّتِ حَاجَتِي نَيْسَتُ كَيْدِهِ

إِعَادَةَ ذِكْرِ هَذِهِ الْفَرِحَةِ وَالْفَتْحِ وَالنَّصْرَةِ، فَإِنَّكَ سَمِعْتَ كَيْفَ انْكَفَأَ الْعَدُوُّ إِعَادَةَ ذِكْرِ أَيْسِ فَرِحَتِي وَفَتْحِ كَنِيمِ. چَرَا كَيْدِ تَوْشِيدِي كَيْدِ بِلَاوَنِ دَشْمَنِ بِنُومِيدِي

بِالْخِيْبَةِ وَالذَّلَّةِ وَوَصْمَةِ اللَّعْنَةِ، وَأَرْصَدْتَهُ بِإِحْلَافِي إِيَّاهُ لِلْعِنَةِ وَالْبَرَكَةِ، وَذَلَّتْ وَدَاغَ لَعْنَتِي بِأَزْغَتِي كَرْدِ وَأَمَادِهِ كَرِيمِ اَوْرَا بِقَسْمِ دَاوَنِ خُودِ بَرَاءَتِي لَعْنَتِي وَبِرَكَّتِي.

فَحَمَلْتُ اللَّعْنَةَ وَذَهَبْتُ بِهَا مِنْ هَذِهِ النَّاحِيَةِ. وَأَمَّا الْفَتْحُ الَّذِي بِلِسِ لَعْنَتِي رَا بَرْدَاشْتِ وَأَيْسِ نَاحِيَةِ بِلَعْنَتِي رَفْتِ. مَكْرَأَسِ فَتْحِ كَيْدِ تَا كُنُونِ

أَخْفَى إِلَى هَذَا الْوَقْتِ مِنْ أَعْيُنِ النَّاسِ، فَهِيَ آيَاتٌ وَضِعْتُ عَلَى اَزْمَرْدِ بُوْشِيدِهِ دَاشْتِ شَدِيدِ بِلِسِ آنِ نِشَانِ بَا هَسْتَنْدِ كَيْدِ بَر

رَأْسِ الْعَدَا كَالْفَأْسِ. وَكُنَّا نَاضِلُنَا بِالْإِعْجَازِ كَمَا يُتَنَاضَلُ يَوْمَ الْبِرَازِ، سَرْدِشْمَانِ بَهْمِ تِيرَاوْفَتَاوِ. وَبُودِيمُ كَيْدِ جَنْگِ كَرِيمِ اَزْرُوْئِي مَعْجَزَةِ بَهْمَانِ كَيْدِ دَرْمِيدَانِ جَنْگِ مِي كَنْدِ.

فَنَصَرْنَا اللَّهُ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ، وَأَخْرَجْنَا الذَّهَبَ مِنْ كُلِّ مَعْدَنٍ. وَكُنْتُ بِلِسِ دَرْمِيدَانِ خَدَا مَا رَا فَتْحِ دَاوِ اَزْ هَرِ مَعْدَنِ زَرِ بِيروُنِ اَوْرَدِيمِ وَبُودِيمُ كَيْدِ

قُلْتُ لِلنَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَيُظْهِرُ لِي آيَةً إِلَى ثَلَاثِ سِنِينَ، لَا تَمَسُّهَا يَدُ وَعْدِهِ كَرِيمِ مَرْدَمِ رَا كَيْدِ خَدَا تَعَالَى تَا سَهْ سَالِ نِشَانِي بَرَاءَتِي مِنْ ظَاهِرِ خُودِ كَرْدِ. چَنَانِ نِشَانِي

أحد من العالمين، فإن لم تظهر فلسْتُ من الصادقين. فالحمد لله  
خواہد بود کہ دست مخلوق بر آن مس نخواہد کرد۔ پس اگر آں نشان ظاہر نشد درین صورت از خداوندیستم پس شکر

على ما أظهر الآيات وأخزي العدا، ونرى أن نكتبها مفصلة لكل  
خدا تعالیٰ است کہ نشان ہانمود و دشمنان رارسوا کرد۔ و میخواہیم کہ نشان ہا برائے طالبان ہدایت این جا

من يتغى الهدى .

بہ تفصیل می نوشتیم۔

## تفصیل آیات

تفصیل آن نشان

### ظهرت في هذه الأعوام الثلاثة

کہ درین سہ سال بظہور آمدند

### وتفصیل فتح رزقنا فی تلك الحماسة

و تفصیل آن فتح کہ درین جنگ مار انصیب شد۔

الله الله ! له المجد والكبرياء ، ومنه القدر والقضاء ، تسمع حُكْمَه الأرض  
خداست خداست مراد راست بزرگی و کبریائی۔ و از دست قدر و قضاء۔ می شنود حکم اوزمین

والسما ، وتطيعه الأعيان والأفياء ، والظلمات والضياء . يعطى الفهم  
و آسمان۔ و اطاعت می کنند اور اصل ہا و سایہ ہا و تاریکی و روشنی۔ عطا می کند فہم ہر کرا

من يشاء ، ويسلب ممن يشاء . سبحانه وتعالى أظهر علاءنا و حطَّ أعداءنا .  
می خواہد و سلب می کند فہم از ہر کہ می خواہد۔ پاک و بلندست او تعالیٰ ظاہر کرد غلبہٗ مارا بزرگ کند دشمنان مارا

شموسهم كُورَتْ، و نجومهم انكدرت، و جبالهم نُسفت، و جبالهم مُزقت،  
آفتابہاے شان بچو چادر تہ کردہ شدند و ستارہ ہاے شان بے نور شدند و کوہ ہاے شان برکنده شدند و رن ہا شان پارہ پارہ کردہ شد۔



﴿۱۱۷﴾

وَأَشْجَارِهِمْ اجْتَثَّتْ، وَأَنْوَارِهِمْ طُمَسَتْ . كَادُوا كِيدًا، وَكَادَ اللَّهُ كِيدًا،  
وَدَرْخَتِ هَائِ شَانِ اَزْبَنُجْ كَنْدِه۔ وِنُورِ هَائِ شَانِ مَحُوشَانِ شَد۔ مَكْرَمِي كَرْدَنْدِ وَخُدَا هِم مَكْرَمِي كَرْدِ

فَجَعَلَ كُلَّ مَنْ نَهَضَ لِلصَّيْدِ صَيْدًا . أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أَنْكَرُوا آيَاتِي،  
پَسِ ہر کہ برائے شکار کردن برخاست اور اشکار کرد۔ آیا نگہ نمی کنی سوئے آن مردم کہ انکار کردند از نشانہائے من

وَفَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَصَالُوا عَلَى عَرَضِي وَحَيَاتِي .. كَيْفَ أَذَاقَهُمُ اللَّهُ  
وايذا دند ☆ مومنان را و حملہ کردند بر آبروئے من و حیات من۔ چگونہ رسانید خدا تعالیٰ ایشانرا

عَذَابِ الْحَرِيقِ، وَجَعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَرْقَانًا وَغَادَرَهُمْ كَالْغَرِيقِ؟  
عذاب سوزندہ و پیداکرد در ما و ایشان فرقی ظاہر و بگذاشت ایشان را بچو غرق شدہ

وَكَذَلِكَ جَعَلَ لِكُلِّ عَدُوِّ نَصِيبًا مِنَ الذَّلَّةِ، ذَالِكُ بِمَا عَصَوْا أَمْرَ  
ہمچنان برائے ہر دشمن بہرہ از رسوائی مقرر کرد این از بہر این کہ ایشان نافرمانی

رَبِّهِمْ وَقَامُوا لِلْمُقَابَلَةِ . وَغُرِضَ عَلَيْهِمُ الْآيَاتُ كَالْقَسْطِ الْمُسْتَقِيمِ،  
رب خود کردند۔ و پیش کردہ شدند بر ایشان نشان ہا بچو ترازوئے راست

وَالْمَعْيَارِ الْقَوِيمِ، فَأَعْرَضُوا عَنْهَا كَالضَّالِّينَ اللَّثِيمِ، فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ  
و معیار درست۔ پس کنارہ کردند از ان نشان ہا بچو بخیل و لثیم۔ پس عنقریب خواہند دانست

إِذَا رَجَعُوا إِلَى اللَّهِ الْعَلِيمِ . وَلَيْسَ بِحَاجَةٍ أَنْ نَكْتُبَ هَهُنَا تِلْكَ الْآيَاتِ  
چوں واپس کردہ شدند سوئے خداوندانا و بیحاجت نیست کہ ما ہمہ آن نشان در اینجا بنویسیم

فَنَكْتُفِي بِآيَاتِ ظَهَرَتْ فِي هَذِهِ السَّنَوَاتِ . فَمِنْهَا أَنَّ اللَّهَ كَانَ وَعْدَنِي  
پس کفایت می کنیم بآن نشان ہا کہ درین سہ سال ظاہر شدند۔ و از ان جملہ نشان ہا این است کہ خدا مرا

وَعَدًا أَشْعَثُهُ فِي كِتَابِي "الْبِرَاهِينِ"، وَقَدْ مَضَتْ عَلَيْهِ مَدَّةٌ أَزِيدَ مِنْ  
وعدہ کردہ بود کہ شائع کردم اور ادراک کتاب خود براہین احمدیہ و مدتی زیادہ از بست سال برآں

عَشْرِينَ، وَكَانَ خِلَاصَةً مَا وَعَدَ أَنَّهُ لَا يَذَرْنِي فَرْدًا كَمَا كُنْتُ فِي  
گذشتہ است و خلاصہ وعدہ او این بود کہ او مرا تنہا نخواہد گذاشت چنانکہ من در آن

ذالک الحین، ویأتی بأفواج من المصدقین المخلصین. ولا یتسرکنی زمانہ ہوں۔ و فوج ہا از مصدقین و مخلصین خواہد آورد و نخواہد گذاشت

و حیداً طریباً کمثل الکاذبین المفترین، بل یجمع علی بابی جنودا من مراتہاراندہ شدہ ہیچو مفتریان و کاذبان بلکہ جمع خواہد کرد بر در من لشکرے از

الخدّامین. یأتون بأموال و تحائف من دیار بعیدۃ، و یبلغ عدّتهم خادمان۔ و مال ہا و تحفہ ہا از ملک ہائے دور و دراز خواہند آورد و مقدارشان

إلی حدّ لم یُعْطَ عِلْمَہُ المتفرسون من الأغیار والمحبّین، ولم یر مثله بآن حدّ خواہد رسید کہ ہیچ اہل فراست را علم آن ندادہ شدہ و مانند او در سال ہائے گذشتہ

فی سنین. ولم یکن إذ ذاک لدیّ محفل ولا احتفال، و ما کان یجیء بظہور نیامدہ باشد و بود در آن وقت نزد من ہیچ مجمع و نہ کثرت مردم۔ و ہیچکس یک کس باشد

لہوی ملاقاتی رجل ولا رجال، بل کنت کمجھول لا یعرف، و نکرۃ یا چند۔ مردم نزد من نمی آمدند بلکہ ہوں ہیچو شخصے نا دانستہ کہ شناختہ نمی شود و ہیچو نکرہ کہ

لا تتعرف. و کنت مُدْفِئِحت عینی و فجرت عینی أُحِبُّ الزاویۃ، یقین کردہ نمی شود۔ و ہوں از آن روز کہ کشادہ شد چشم من و شگافتہ شد چشم من کہ دوست میداشتم گوشہ را

لأروی النفس بماء المعارف و أنجی من العطش هذه الراویۃ. تا سیراب کنم نفس را باب معارف و نجات دہم از تشنگی این شتر آب کش را

فمضی علیّ دھر فی هذه الخلوۃ لا یعرفنی أحد من الخواصّ ولا پس گذشت بر من یک زمانہ دریں خلوت و نمی شناخت ہیچکس مرا از خواص و

من العامۃ. و کنت فی هذا الخمول، حتی تجلّی علیّ ربّی و بشرنی عوام۔ و من در ہمیں بے قدری و گنایم ہوں تا اینکه خداوند من بر من تجلّی کرد و بشارت

بالقبول، وقال: "أرّذ إليك كثيرا من الوری، بعد ما کفّروک و صاروا قبولی داد و گفت کہ من خلقے کثیرا سوئے تو رجوع خواہم داد بعد ازینکہ ترا کافر خواہند گفت و

من العدا، لا مبدّل لكلماته ولا رادّ لما قضى". وأُفردتُ إلى مدّة قدره  
دشمن خواہند شد۔ پچکس نیست کہ تقدیر خدا را بدل کند و ارادہ اور اردّ کند و من تہا و بکس تا آں مدت ماند

اللہ لی من الحکمة، وغلب العدا وأشاعوا فتاوی تکفیری فی الأسواق  
کہ خدائے من از حکمت خود بخواست۔ و دشمنان غالب شدند و کفر من در بازار ہا و کوچہ ہا شائع

والأزقة. ثم ألقى فی روعی، فأشعتُ أن وقت النصر أتى، وجاء أوان  
کردند بعد در دل من انداختہ شد پس شائع کردم کہ وقت مددے آید و وقت شگونہا

الزهر وانجاب الثلوج من الزُبى، وأشعتُ أن آية الله تظهر إلى  
آمد و از پشت ہا برف بگذاخت و شائع کردم کہ نشان خدا تا سہ سال

ثلاث سنين، وأُنصرُ بنصر عجيب من رب العالمين، وإن لم أنصر ولم  
بظہور خواہد آمد و مدد عجیب دادہ شوم از رب العالمین مرا خواہد رسید پس اگر مدد رسید

تظهر آية فلست من المرسلين. فلما سلخنا رمضان، وتمّ ميقات  
و نشانی ظاہر نہ شد پس من از مرسلان نیستم۔ پس چون باختر ماہ رمضان رسیدیم و تمام شد مدت

ربنا الرحمن نظرنا إلى تلك الزمان، فإذا آيات الحق بعضها ببعض  
ربنا الرحمن نظرنا إلى تلك الزمان، فإذا آيات الحق بعضها ببعض

پیشگوئی سہ سالہ۔ نظر کردیم در آن زمانہ سہ سالہ۔ پس ناگاہ نشانہا یافتیم کہ بعض بہ بعض پیوستہ  
گذرد و مرجان، فشکرنا ربنا على هذا الإحسان، وكيف نؤدى حق  
بودند مانند گوہر و مرجان۔ پس شکر کردیم رب خود را برین احسان۔ و چگونه حق شکر بگذارم

شكره ومن أين يأتي قوّة البيان؟ طوبى لصبح جاء بفتح عظيم، وحبذا  
شکرہ و من این یأتی قوۃ البیان؟ طوبی لصبح جاء بفتح عظیم، وحبذا  
وقوت بیان از کجا بیارم۔ چه خوش است صبحی کہ این فتح را آورد۔ و چه خوش است

يومٌ سود وجه عدوّ لئيم. إنّا بتسمنا بابتسام ثغر الصباح، وبشّرنا  
روزے کہ روئے دشمن سیاہ کرد۔ ما بہ تبسم دندان صبح تبسم کردیم۔ و روشنی او

ضوءه بانتشار الجناح، وظهرت الآيات وأقام الله الدليل، وكشف  
بازوئے خود گسترده ما را بشارت داد۔ نشانہا ظاہر شدند و دلیل را خدا تعالی قائم کرد۔ و حقیقت

الحقیقۃ وطوی القال والقیل، وکفی اللہ مخلوقہ سبیل الفتن ومعرّته،  
منکشف گشت وقیل وقال مردم راتہ کرد۔ وکفایت کرد مخلوق را از سبیل وقتنہ ☆ وضرر آن

ورد عنہم مضرّته . وکنت اُقیڈ لحظی بآیة کثرة الجمع، وأرهفُ أذنی  
رڈ کرد وبودم کہ بستہ بود نظر من بہ نشان کثرت جماعت و تیز میکردم گوش خود را

لوقت هذا السمع، وأستطلع منه كمثل عطاشی من الماء، و مظلّمین من  
برائے وقت این شنوائی و تفحص میکردم از ہجو تشنگان از آب و در تاریکی نشینندگان

الضیاء، حتی وصلنی الأخبار من الأطراف والأنحاء القریبة والبعیدة،  
از روشنی تا آنکہ رسیدم اخبار ہا از اطراف دیہات قریبہ و بعیدہ

وتبین أن جماعتنا زادت على مائة ألف فی هذه الأعوام الثلاثة، مع  
وظاہر شد کہ جماعت ما درین سہ سال از یک لک زیادہ است۔ باوجود

أنها كانت زهاء ثلاث مائة فی الأيام السابقة، بل لم يكن أحد معی فی  
اینکہ بود آن جماعت قریب سہ صد در ایام سابقہ بلکہ در آن زمانہ

يوم أشعت هذا النبأ فی "البراهین الأحمدیة". فخررت ساجدا للحضرة،  
کہ این خبر در براہین احمدیہ شائع کردم یک کس نیز با من نبود۔ پس افتادم سجدہ کنندہ در حضرت

وفاضت عینی برؤیة هذه الآیة . ووالله جاءنی فوج بعد فوج فی هذه  
عزت۔ و بدیدن این نشان اشک چشم من جاری شد۔ و بخدا کہ فوج بعد فوج درین سال سوئے

السنوات، وكذت أن أسأم من کثرتهم لولا أمرت من ربّ الكائنات .  
من آمدند۔ و نزدیک بود کہ من از ایشان بستوہ مے آمدم اگر حکم باری تعالی نہ بودے۔

وكم من مُعَادِيّ جاءنی وهم يتنصّلون من هفوتهم، ویتندمون علی فوّهتهم .  
و بسیار از دشمنان کہ بمن آمدند و از لغزش سابق بیزاری مے جستند۔ و برگفتہ خود پشیمان می شدند۔

وكم من غالی انتهوا عن جنون ومجون، وتابوا وصاروا کذّر مکنون .  
و بسیار غلو کنند باز آمدند از جنون و بے باکی و توبہ کردند و شدند ہجو دگر مکنون۔

والذین كانوا أكثروا اللغو، وتركوا الصواب واختاروا الغلط، أراهم الآن  
وآنانکہ بسیار خروش مے کردند۔ و صواب را ترک کردہ غلط را اختیار کردند۔ امروز می بینم ایشانرا

یسکون فی حجراتهم، ویبّلون أرض سجدهاتهم، وأبکی لبكاء عینیهم، کما کنت  
کہ در حجرہ ہائے خود گریہ می کنند۔ و سجدہ گاہ <sup>☆</sup> خود را ترمی نمایند۔ و می گریم بباعث گریہ شان بچنان کہ

﴿۱۲۱﴾

أبکی علیهم . دخل اللہ فی قلوبہم، ونجاہم من ذنوبہم، واستخلص  
بر ایشان می گریستم داخل شد خدا تعالی در دل ہائے شان و نجات داد او شان را از گناہاں شان و فتح کرد قلعہ ہائے

صیاصیہم، ومَلک نواصیہم . ونظر اللہ إلیہم ووجدہم قائمین علی  
ایشان را۔ و مالک شد سر ہائے ایشانرا۔ و نگہ کرد خدا تعالی سوائے ایشان و یافت او شان را ایستادہ بر

الصالحات، فجعلہم أبریاء من التبعات . کذالک أری جذبۃ سماویۃ  
اعمال نیک۔ پس گردانید ایشانرا پاک از انجام بد بچنین می بینم جذبہ آسمانی کہ

فی قوتہا، وجبروت اللہ فی شوکتہا . وکل یوم یقتاد العاصی، ویستدنی  
در قوتہ خود است۔ و جبروت الہی را کہ در شوکت خود است۔ و ہر روز کشیدہ می شود سرکش۔ و نزدیک کردہ

القاصی . وأری حزبی قد وضع لہم الحق کافترا ثغر الضوء، وغمرہم  
میشود دوری و می بینم گروہ خود را کہ ظاہر شد برائے ایشان حق بچھو پیدا شدن روشنی بامداد و پوشانید او شانرا

اللہ بنوالہ بعد البوء . فأی شیء خلّصہم من النعاس، وکانوا لا یمتنعون  
خدا تعالی بعطائے خود بعد اقرار گناہ۔ پس چہ چیز ایشانرا از خواب رہائی داد و بودند کہ بہ تیرہم باز

بالفأس، وکانوا لا یعبأون بالماعی، ولا یفکرون فی أمری بل یعافون  
نمی آمدند۔ و بودند کہ باشارت من بچ التفات نمی کردند۔ و فکرمی کردند در کار من و از رخت من کراہت میداشتند۔

بَعاعی، فجذبُ بعضہم الرؤیا الصالحۃ، وبعضہم الأدلۃ القطعیۃ .  
پس جذب کرد بعض او شان را خواب صالحہ و بعض را دلائل قطعیہ۔

و کذالک صرت الیوم راعیَ أقاطیع، وکل سعید آتانی القلب المطیع .  
و بچنین من امروز چراندہ رہم ہاشدم و ہر سعیدی دل مطیع خود مرا داد۔

وإن كنت استولى عليك الريب، واشتبه عليك الغيب، وتعجبت  
و اگر بر تو شک غالب شده است و غیب بر تو مشتبه شده و تعجب کردی که

کیف اجتمع هذا الجمع في أمد يسير، فقد نهضت لإنكار أمر شهير،  
چگونه این قدر جماعت دریں مدت سه سال جمع شد۔ پس بر جو آشتی ☆ برائے انکار امر مشہور۔

ولا يخفى أمرنا هذا على صغير و كبير . وقد سمعت أنى أشعثُ هذا النبأ  
و این امر ما بر ہیچ صغیر و کبیر پوشیده نیست۔ و شنیدی کہ من در این زمان این خبر را شائع کردم

ففي زمن كنت لا يعرفني أحد ولا أعرف أحدا، فاتق الله واترك و بئدا .  
کہ کس مرا نمی شناخت و نہ من کس را می شناختم۔ پس از خدا ترس و غضب را بگذار

﴿۱۲۲﴾

وإن كنت في ريب من زمن كتابي "البراهين"، فاسأل أهل قريتي هذه  
و اگر ترا در باره زمانه بر این شکست۔ پس از باشندگان این دہ

واسأل من شئت من المطلعين . وإن كنت في شك من عِدَّة جمع  
پرس و از هر کہ اطلاع دارد از او پرس۔ و اگر تو از شمار آں جماعت شک می کنی کہ

جُمعوا في هذه الأعوام الثلاثة، فاسأل الحكومة ما عندها عِدَّة جماعتنا  
در سه سال نزد من جمع شده است پس پرس از اہل حکومت کہ چه شمار کرده بودند

قبل هذه السنّة الجارية، ثم خذ منّا ثبوت هذه السنّة المباركة،  
قبل از این سال موجود۔ باز از ما بستان ثبوت این سال مبارک

التي سبقت كل سنّ من السنين الماضية على طريق خرق العادة .  
آنکہ بر سالہائے گذشتہ بطور خارق عادت سبقت کرده است۔

وإن كنت صاحب دهاء . لا دودة عناد وإباء، فلا يعسر عليك فهم  
و اگر صاحب عقل هستی نہ کرم عناد و انکار پس بر تو فہمیدن این نشان

هذه الآية، بل تستيقننها كل الإيقان وتمتنع من الغواية . إن شهد  
مشکل نخواہد بود۔ بلکہ از ہمہ وجوہ یقین خواهی کرد و از گمراهی باز خواهی آمد۔ اگر دو گواہ باشند

لأمر عدلانٍ من المسلمين، فيتحقق صدقه عند المتفقيين، فما بال أمر  
برائے امرے از مسلمانان۔ ثابت می شود صدق آل امرنزد فقہا۔ پس چه حال امرے خواہد

يشهد له ألوف من المسلمين؟ ولا بد لهم أن يشهدوا إن كانوا متقين .  
بود کہ ہزار ہا مسلمانان گواہ او ہستند۔ و ضروری است کہ ایشان گواہی لہذا ☆ اگر متقی ہستید۔

وإن شئتم فاسألوا أبا السعيد الذي هو من أئمتكم، بل من أجل الأفراد  
واگر خواہید پرسید از محمد حسین ابوسعید کہ او از امامان شما است۔ بلکہ از بزرگتر افراد

من فئتكم، وقد كتب تقریظاً على كتابي "البراهين"، وكان يوافيني في ذلك  
گروه شما است و او بر کتاب من براہین احمدیہ تقریظ نوشتہ است۔ و بود کہ نزد من در آن وقت

﴿۱۲۳﴾

الحين . فاسألوه كم من جماعة كانت هي في ذلك الزمان، وإن تستضعفوا  
می آمد۔ پس ازو پرسید کہ چه قدر جماعت در آن زمانہ بود۔ و اگر ضعیف بدانید

شهادته من غير البرهان، فاسألوا كل من هو موجود في قريتي وما لحق بها  
شہادت او بغیر دلیلے۔ پس از او ہمہ مردم پرسید کہ در وہ من ہستند و از او مردم

من البلدان . ووالله ما كنت في زمن تأليفه إلا كفتيل، أو كخاملٍ ذليل،  
پرسید کہ در شہر ہائے گردنواں ہستند۔ و بخدا من در آن زمانہ بچو ریشہ ہائے تاریک خرما بودم یا بچو گنہگار ذلیل۔

و كنت لا يعرفني إلا قليل من سُكَّان القرية، فضلا عن أن أوقر في أعين  
و بودم کہ نمی شناخت مرا مگر اندکے از باشندگان قریہ دورتر ازین کہ عالمان و رئیسوں

طوائف العلماء وأهل الثروة والعزّة . بل ما كنت شيئا مذكورا، و كنت  
واہل عزت مرا بدانند۔ بلکہ من چیزے نبودم کہ ذکرش کند۔ و آل شخص را

أشابه متروكا مدحورا . وإن هذا أجلى البديهات، فحققوا كيف ما  
مشابہ بودم کہ متروک و راندہ شدہ باشد۔ و این از اجلی بدیہات است۔ پس تحقیق کنید چنانکہ

شئتم يا ذوى الحصاة . وسمعتم أن الله أوحى إليّ في ذلك الزمان أنه  
خواہید اے دانشمنداں۔ و شما شنیدہ اید کہ در آن زمانہ خدا مرا وحی کردہ بود کہ او

لا یتسرکنی فرداً، ویجہز لی فوجاً من الخّلان . فأنجز وعدہ فی ہذہ مراتبہا نخواہد گذاشت و فوجے از دوستان برائے من طیار خواہد کرد۔ پس دریں سہ سال وعدہ خود را

السنوات الثلاث، وأحیا ألوفا علی یدی اوبعث من الأجدات .  
بایفا رسانید و زندہ کرد ہزار ہا بر دست من و بر انگشت از قبر ہا۔

فالامر الذی لم یحصل لنا فی عشرين سنة، ثم حصل فی ثلاثة، بعد ما  
پس آں امر کہ حاصل نشد ما را در بست سال۔ باز حاصل شد در سہ سال بعد از آنکہ

جعلناه مناط صدقنا بحلقة، فلا شک أنه أمر خارق العادة، وآية  
ما اورا مناط صدق خود مقرر کردہ ام۔ پس ہیچ شک نیست کہ از خارق عادت و بشارتے

عظيمة من حضرة العزة . وإن كنتم فی شك من هذه الآیة، فأتوا بمثلها  
بزرگ است و اگر شما دریں نشان شکے دارید پس نظیر آں

من القرون القديمة أو الجديدة، وأخرجوا لنا ما عندكم من المثل، فی  
ازمان قدیم یا جدید بیارید۔ و آنچه مثال آں نزد شماست پیش بکنید کہ

هذا النصر من الله ذی الجلال . ولكن علیکم أن تأخذوا نفوسکم بهذا  
ہیچو مددی کاذب را شدہ باشد مگر بر شما واجب است کہ بر نفوس خود ایں

الالتزام، أن لا تخرجوا من مماثلة المقام . وأرؤنی رجلا وعد كمثلی علی  
لازم گیرید کہ از مماثلت مقام بیرون مروید و بنمائید مرا شخصی کہ ہیچو من در ایام

بناء الوحی من الحضرة، فی أيام الغربة والوحدة، ثم كذبہ العدا ونهضوا  
غربت و تنہائی دعوت کردہ باشد۔ باز تکذیب او کردند دشمنان و برخاستند

للمقابلة، وجهدوا جهدهم لإعدامه بكل نوع من الحيلة، ولم یکن الزحام  
برائے مقابلہ و کوشش کردند برائے معدوم کردن او بہر حیلہ و نبودش مردم

یسفر عنه فی حین من الأحيان، ولم یبق مکيدة إلا واستعملوها كالسیف  
کہ کشاید از وقت از اوقات و ہیچ مکرے نماند کہ استعمال نہ کردہ شد ہیچو تیغ و سنان



والسنان، ومع ذالك بلغت جماعته من نفس واحدة إلى مائة ألف وانتشرت  
وباوجود ایں ہمہ مزاحمت جماعت او ازیک کس تا بیک لکھ رسید۔

فی البلدان. وانی کُفِّرْتُ مرة من أقلام القضاة، وأخرى سبقتُ إلى المحاکمات،  
ومن چنان بودم کہ گاہے قاضیان بر من فتویٰ کفر دادند وقت دیگر سوئے محاکمات کشیدہ شدم۔

ثم ما كان مآل أمرنا إلا الفتح وزيادة الجماعة من فرد واحد إلى مائة ألف أو  
باز انجام امر فتح و زیادہ شدن جماعت بود و ازیک کس تا لکھ یا

أكثر من هذه العدة. فأروني كمثلها إن كنتم تحسبونها تحت القدرة الإنسانية .  
زیادہ۔ پس اگر تو انید نظیرش پیش کنید۔

ووالله إنى أعطيك ألفاً من الدراهم المروّجة، صلاةً منى عند غلبتكم فى  
و بخدا من ہزار روپیہ شما را خواہم داد این انعام از طرف من ست اگر شما در

هذه المقابلة، وهذا وعد منى بالحلقة. وإن لم تفعلوا. ولن تفعلوا.  
مقابلہ غالب شدید و ایں از من وعدہ ست بقسم۔ و اگر ایں مقابلہ نتوانید کرد و ہرگز نتوانید کرد

فليس لكم إلا صلاة اللعنة، إلى يوم القيامة. أتذكرون آيات الله بغير حق،  
پس برائے شما انعام لعنت ست کہ تا روز قیامت ست آیا بغير حق انکار نشان ہائے خدایم کنید

ثم لا تأتون بمثلها وتسقطون على مكانتكم كالجيفة؟ ويل لكم ولهذه العادة!  
باز نظیر آں پیش نتوانید کرد و ہر مکان خود ہچوں مُردارمی افتید۔ و او ایلا بر شما و بر عادت شما

وَمِنْ آياتِ التى ظهرت فى هذه السنوات، هو أنى أشعت قبل الوقت  
و بمجملہ آں نشانہا کہ در ایں سالہا ظاہر شدند ایں است کہ قبل انتشار طاعون من شائع کردم

أن الطاعون ينتشر فى جميع الجهات، ولا يبقى حِطّة من هذه الحِطط المبتلاة  
کہ طاعون در جمیع اطراف شائع خواہد شد۔ و باقی نماںد زمین از زمین ہائے ایں دیار۔

بالآفات، إلا ويدخلها كالغضبان، ويعيث فيها كالسرحان. وقلت: قد كُشف  
مگر طاعون در اں داخل خواہد شد ہچو شتم گین و تباہی افگند در ایشان ہچو گرگ و گفتم کہ من خبر دادہ شدم

علیٰ من ربی سرّ مکنون، وهو أن أرضاً من أرضین لا تخلو من شجرة الطاعون ازرب خود کہ بیچ زمینی از زمین ہا از درخت طاعون و ثمرہ موت

و ثمرۃ المنون "الأمراضُ تُشاعُ والنُّفوسُ تُضاعُ" ذالک بأن اللہ غضب خالی نہ خواہد ماند۔ امراض طاعون شائع خواہند شد و جانہا ضائع خواہند گشت۔ این طاعون برائے این

غضباً شدیداً، بما فسق الناس ونسوارباً وحیداً۔ فجھز اللہ جيشَ ظہور خواہد کرد کہ خدا سخت غضبناک شدہ است چرا کہ اکثر مردم فاسق شدہ و خدا را فراموش کردہ اند پس خدا طیار

هذا الداء، ليلذيق الناس ما اكتسبوا من أنواع الجريمة والفحشاء۔ فاننتشر کرد لشکریں مرض تا پیشاند مردم را جزائے اعمال بدکاری شان۔ پس منتشر شد

الطاعون بعد ذالک فی البلاد، وجعل ذوی الأرواح كالجماد، ودخل طاعون بعد ازیں دریں دیار۔ و جانداران را ہچو جماد ساخت۔ و داخل شد

مُلکنا هذا وتَدَيَّرَه بقعةً، وتَخَيَّرَ الإماتةَ حرفةً، فإن شئت فاقراً ما در ملک ما و اورا خانہ خود ساخت اینجا و اختیار کرد میرانیدن را پیشہ و اگر بخواہی پس بخواں

أشعتُ فی جميع هذه البلاد، ثم استحي و اتق اللہ ربّ العباد۔

آنچہ شائع کردم دریں بلاد باز حیا کن و از خدا بترس۔

ومن آیاتی التي ظهرت فی هذه المدة، موت☆ رجال عادونى و آذونى

و منجملہ آں نشان ہا کہ دریں مدت سہ سالہ ظاہر شدند۔ موت مردمانے است کہ بمن عداوت کردند

وَعَزَوْنِي إِلَى الكُفْرَةِ، وَسَبَّوْنِي عَلَى المنابر و جرونی إلى الحكومة۔ فاعلم أن اللہ و مرا ایذا دادند و مرا بکافران نسبت دادند و مرا بر منبر بادشام دادند یا سوئے حکام مرا کشیدند بدان خدائے من

☆ و كان منهم رجل مسمى بوسل بابا الامر تسرى و قد اشعت قبل موته فى الاعجاز الاحمدى انه يموت بعض علماء تلك البلدة من الطاعون فمات بعده رسل بابا فى امرتسر و انه اية ظهرت فى هذه السنوات ففكروا يا ذوى الحصاة . منه

كان خاطبني وقال "يا أحمدي أنت مُرادِي وَمَعِي . أَنْتَ وَجِيهَةٌ فِي  
مراخطب کرده بود وگفته بود اے احمد من تو مراد منی و با منی۔ و تو در درگاه من

حَضَرْتِي . اخْتَرْتُكَ لِـنَفْسِي وَسِرُّكَ سِرِّي . وَأَنْتَ مَعِي وَ أَنَا مَعَكَ .  
وجیہ ہستی۔ ترا از بہر خود اختیار کردم۔ و راز تو را از من ست و تو با منی و من با تو ام

وَأَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةٍ لَا يَعْلَمُهَا الْخَلْقُ . إِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ، وَكُلُّ مَا أَحْبَبْتَ  
و تو از من بر مرتبہ ہستی کہ بچہ مخلوق آزا نمیداند چون تو بخشم آئی من ہم بخشم می آیم و چون تو بخش محبت کنی

أَحْبَبْتُ . إِنِّي مُهَيِّنٌ مَنْ أَرَادَ إِهَانَتَكَ، وَإِنِّي مُعِينٌ مَنْ أَرَادَ إِعَانَتَكَ .  
من نیز ہم میکنم۔ من اہانت آل شخص خواہم کرد کہ او ارادہ اہانت تو میدارد و من مدد آل شخص خواہم کرد کہ او ارادہ مدد تو

إِنِّي أَنَا الصَّاعِقَةُ . تُخْرَجُ الصُّدُورُ إِلَى الْقُبُورِ . إِنَّا تَجَالَدْنَا فَانْقَطَعَ الْعَدُوُّ  
می دارد۔ منم صاعقہ۔ بعض صد رشتیان مخالفان و موزیان سوئے قبر ہا منتقل خواہد شد۔ ما شمشیر جنگ کردیم

وَأَسْبَابُهُ . "ثم بعد ذالک آذانی رجل بغير حق اسمه "محمد بخش" و جوتنی إلى  
پس دشمن را بریدیم و نیز اسباب اورا۔ باز بعد از مرخصی ایزاد ادا بحق نام او محمد بخش بود و سوئے حکام

الحكومة، فصار لوحى ربى .. أعنى "تجالدنا.." كالدريّة، ومات بالطاعون وانقطع  
او مرا کشید۔ پس برائے وحی خدا تعالی کہ تجالدا ہست نشانہ شد۔ و بطاعون ببرد

خيطة حياته بالسرعة، و كنت أشعث هذا الوحى فى حياته وأنبأته به فما  
و رشتہ زندگی او منقطع شد و بودم کہ شائع کردم این وحی را در زندگی او و او را خبر دادم پس

بألى ومضى بالسحرة. ثم بعد ذالک قام رجل لإيدائى اسمه "محمد حسن فيضى"،  
بچہ پرواہ نہ کرد و تمسخر نمود۔ بعد از آن شخصے برائے ایزادے من برخاست نام او محمد حسن فیضی بود

و كان أعدى أعدائى، وسببى و شتمنى وسعى لإفنائى وإخزائى، ولعنى حتى لعنه  
و بود از سخت تر دشمنان من و مراد شام داد و سعی کرد از بہر ہلاکت من در سوای من و بر من لعنت کرد تا آنکہ خداوند من

ربى ورد إليه ما عزا إلى نفسى . فما لبث بعده إلا قليلا من الأيام، حتى  
اورا لعنت کرد و ہر چہ مرا گفتمہ بود سوئے او واپس گردانید۔ پس برو صرف چند روز گذشتند۔ کہ

رأى وجه الحِمَامِ. و كنت كتبت فى كتابى "الإعجاز"، ملهَمًا من الله الذى يجب  
روئے مرگ را دید۔ و بودم کہ نوشتہ بودم در کتاب خود اعجاز المسیح بالہام آن خدا کہ دعائے بیقراران

المضطرب عند الارتماز: "من قام للجواب وتنمّر، فسوف يرى أنه تندّم وتدمّر".  
در وقت اضطراب شان ☆ ہر کہ برائے جواب این کتاب بایستہ انجام اوندامت و موت حسرت خواہد بود۔

فجعل الفيضى نفسه دريئة كلّ وحى ذكرت، و غرض كلّ إلهام إليه أشرت،  
پس فیضی نفس خود را نشانہ ہر وحی کہ ذکر کردم بساخت و نشانہ ہر الہام کہ سوئے او اشارہ کردم

حتى أسكتته الموت من قاله وقيله، وردّه إلى سبيله. و كذلك صار نذير حسين  
خود را بگردانید تا آنکہ موت او را خاموش ساخت۔ سوئے راہ اورا باز گردانید۔ و ہمچنین نذیر حسین دہلوی نشانہ

الدهلوى دريئة وحى الله "تخرج الصدور إلى القبور" فإنه كان أوّل من كَفَرنى  
این وحی شد کہ "تخرج الصدور الى القبور" او اوّل شخصی است کہ مرا کافر قرار دادہ

و آذانى وفرّ من النور. و كانت سنة وفاته: "مات ضالّ هائمًا" بحساب الجُمَلِ،  
و از نور بگریخت و تارخ و فات او بحساب جمل مات ضالّ هائمًا است۔

ومات ناقصا ولم يُصَبْ حظًا من الكُمَلِ. و من آياتى شهرة اسمى بالإكرام  
و در حالت ناقصہ بمرد و از مرتبہ کاملان بچ حصہ نیافت۔ و از جملہ نشان ہائے من شہرت من

و التكرمة، فى هذه السنوات الموعودة. وإن الله كان خاطبنى وبشرونى بإكرامى  
بعت است کہ دریں سہ سال شدہ۔ و خدا تعالیٰ مرا مخاطب کردہ در بارہ اکرام

وقبولى فى زمن البأس، وقال: "أنت منى بمنزلة توحيدى وتفريدى، فحان  
و قبولیت مرا بشارت دادہ بود و گفتہ بود کہ تو از من بمنزلہ توحید و تفرید من ہستی پس وقت

أَنْ تَعَانَ وَتَعْرِفَ بَيْنَ النَّاسِ" وقال: "يحمدك الله من عرشه"، و بشرونى بحمد  
آمدہ است کہ مد تو کردہ شود و تر ا در دنیا شہرت دادہ آید۔ و گفت کہ خدا از عرش تعریف تو میکند و مر بشارت داد

الأناس. و بعد ذلك سعى العدا كل السعى ليعدمونى ويلحقونى بالغبراء،  
کہ مردم تعریف تو خواہند کرد۔ و بعد از دشمنان تمام سعی کردند کہ تا مرا معدوم کنند و بزمین ملحق کنند

ووقع امری فی خطر عظیم من الأعداء ، فأیدنی ربی فی هذه السنوات  
وامرن ازال مردم در خطر عظیم افتاد۔ پس خداوند من دریں سال ہائے مبارک

المبارکة، وشہر اسمی الی الیدیار البعیدة . وهذا أمر لا ینکرہ أحد إلا  
مدمن کرد۔ ونام من تادیار بعیدہ مشہور گردانید۔ وایں آل امر است کہ ہیکس انکار آن  
الذی ینکر النهار مع رؤیتہ الأشعة الساطعة .

نتواند کرد کہ بجز کسے کہ انکار روز کند با وجود دیدن شعاع ہائے ساطعہ۔

ومن آیاتی کتب ألفتها فی العربية، فی تلك المدة المشتهرة، وجعلها  
واز جملہ نشانہائے من آن کتابا ہستند کہ در عربی دریں سالہا تالیف کردم و خدا تعالیٰ

اللہ اعجاز الی اتماما للحجة . وأولها ”اعجاز المسيح“ ثم بعد ذلك ”الهدی“، ثم  
آن کتاب ہا معجزہ من گردانید و کتاب اول اعجاز المسيح است بعد ازاں کتاب من الہدی باز

الإعجاز الأحمدي وهو معجزة عظمی . وکنت فرضت للمخالفین صلة عشرة  
اعجاز احمدی کہ معجزہ عظمیٰ است و برائے مخالفان انعام (دہ) ہزار روپیہ مقرر

آلاف، إن یأتوا کمثل ”الإعجاز الأحمدي“ فی عشرين يوماً من غیر إخالاف .  
کردم۔ اگر مثل اعجاز احمدی در بست یوم بیارند۔

فما بارز أحد للجواب، كأنهم بكم أو من الدواب . ومع تلك الصلة،  
پس ہیکس برائے جواب بیرون نیامد۔ گویا ایشان کنگ اندیا از چار پایاں ہستند و با وجود ایں لعنت کردم

لَعَنْتُ الصامتين الساكتين المتوارين فی الحجاب، وأحفظتہم بہ لکی یتحرکوا  
خاموشی اختیار کنندگاں پوشیدہ شونگاں را۔ و در خشم آوردم اوشاں را تا مگر برائے

لجواب الكتاب، فتواروا فی حجراتہم، وما نعلم ما صنع الله بقلوبہم، مع إطماع  
پس در حجرہ ہائے خود پوشیدہ شدند۔ پس نمیدانم کہ خدا بادل شان چہ کرد با وجود طمع

منی و اعناتہم .

دادن ورنہ دادن۔

☆ ایڈیشن اول کے ترجمہ میں ”تا مگر برائے“ کی بجائے ”تا حرکت کنند برائے جواب کتاب“ کے الفاظ ہونے چاہئیں۔ (ناشر)

ومن آياتي ما أنبأني العليم الحكيم، في أمر رجل لنيم وبهتان العظيم،  
واز جمله نشانہائے من ایں است کہ خدا مراد بارہ معاملہ شخصے لنیم وبهتان بزرگ او خبر داد

وَأوحى إلى أنه يريد أن يتخطف عرضك، ثم يجعل نفسه عرضك. وأراني  
ووحی کرد سوئے من کہ آن شخص میخواهد کہ آبروئے ترا نقصان رساند۔ باز نفس خود را نشانہ تو خواهد کرد نمود مرا

فيه رؤيا ثلاث مرات، وأراني أن العدو أعدُّ لذلک ثلاثة حُمّا قَلتو هين  
در ہمیں امر سه بار خواب۔ و نمود مرا کہ آل دشمن سه کس حامیان برائے تو ہیں ورنج دادن تو طیار

وإعنات. ورأيت كأنی أُحضرتُ محاكمة كالمأخوذین، ورأيت أن آخر أمری  
کرده است و دیدم کہ گویا من در عدالت حاضر شدم همچو گرفتاران و دیدم کہ آخر کار من

نجاة بفضل رب العالمین، ولو بعد حين. وُبشّرتُ أن البلاء یرد علی  
نجات است از بدی او بفضل خدا تعالیٰ۔ اگر چه بعد از وقت و بشارت داده شدم کہ بلا رُد کرده خواهد شد

عدوی الكذّاب المہین. فأشعت كل ما رأيت وألهمت قبل ظهوره فی  
بر دشمن اہانت کنندہ پس شائع کردم ہر چه دیدم و ہر چه الہام یافتم قبل ظہور آن در

جريدة یسمى "الحکم"، وفي جريدة أخرى یسمى "البدر"، ثم قعدت كالممتظرین .  
اخبارے کہ نام آن الحکم است۔ و در اخبارے دیگر کہ نام آن البدر است و نگذشت برس مگر یک سال

وما مرّ علی ما رأيت إلا سنة فإذا ظهر قدر الله علی ید عدو مبین اسمه "کرم الدین".  
پس ناگاہ ظاہر شد تقدیر خدائے تعالیٰ بر دست دشمن صریح کہ نام او کرم دین است

وإنه هو الذی رغب لإحراقی فی نار تضرّم، وضرار یعزم، وأراد أن یسلب  
و او ہمال است کہ رغبت کرد برائے سوزیدن من در آتشی کہ فروختہ شد و در گزند کہ قصد کرده میشود۔ و ارادہ کرد کہ

أمنّا، وطمع فی عرضنا، لتُعدم كل العدم. وأراد أن یجعل نهارنا أغسی من لیلة  
امن ماؤور کند و در آبروئے ما طمع کند تا نیست و نابود شوم و ارادہ کرد کہ روز ما را تاریک تر از شبے کند کہ سخت بود

داجية الظلم، فاحمة اللمم. فنَحّت من عنده استغاثة، وأعدّ لأفراس الوکالة  
سیاہی او و سیاہ بود موہائے او پس ترا شید از نزد خود استغاثہ۔ و طیار کرد برائے اسپان و کالت

أثانته، وجمعت الأحزاب وشمّر الثياب، ليرمي كلهم من قوسٍ واحدٍ السهامَ،  
بسیار جائے گی، پس جمع شدن گروہ ہا و طیاری کردہ شد تا از یک کمان تیر ہا برانند و فراموش کردند

ونسوا القدير العادل العالم المقسط الذي لا يجهل أوصاف الإنصاف،  
قادر و دانا و عادل و منصف را کہ اوصاف انصاف را فراموش نمی کند

ومن ذا الذي يرضع عنده أخلاف الخلاف؟ وإنه هو معنا فكيف  
و کیست آنکہ بملک زدا و پستان ہائے خلاف و او با ما است پس چگونه

نتأذى من شربير؟ وكيف يوئى عيش نصير؟ وقد بشرنا أنا لن نقتحم مخوفة،  
ایذا ایم از شربیر۔ و چگونه روگردان عیش تازہ۔ و ما را بشارت دادہ شد کہ ما در جائے خوفناک

ولن نجوب تنوفة، و ننتظر وعد ربّ العباد، واللّه لا يخلف الميعاد. وقد ظهر  
داخل نخواہیم شد و ہرگز قطع نخواہیم کرد بیابان را و انتظار میکنیم وعدہ خدا را و او خلاف وعدہ نمی کند و ظاہر شد

بعض أنبائه تعالی من أجزاء هذه القضية، فيظهر بقيتها كما وعد من غير الشك  
بعض پیشگوئی ہائے خدا تعالی از جز ہائے این مقدمہ پس ظاہر خواہد شد بقیہ آن چنانچہ وعدہ کرد بغیر

والشبهة. هذا حقيقة إنبائي الذي لم تستطيعوا عليه صبرا، و كتب الله ليغلب  
شک و شبہ این حقیقت آن پیشگوئی ہا است کہ بر آں صبر نکرده اید و نوشته است خدا تعالی کہ غالب خواہند

رسله ولو يمكر العدا مكرًا. وليس إنكاركم إلا من شقوتكم، فيا أسفا على جهلكم  
شد رسولان او اگر چه دشمنان مکر کنند۔ و نیست انکار شما مگر از بدبختی شما۔ پس افسوس بر جہل شما و غباوت

و غباوتکم! أردنا أن نعطف عليكم فغظتكم، و رُمنا أن ننبط فغضتكم .  
شما۔ ارادہ کردیم کہ مہربانی کنیم پس در خشم آوردید قصد کردیم کہ آب بیرون آریم پس آب را کم کردید

ثم بعد ذلك نكتب جواب ما أشعت، وظلمت نفسك والوقت أضعت .  
بعد ازین جواب آن امور نوشتیم کہ تو شائع کردی و بر نفس خود ظلم کردی و وقت را ضائع کردی۔

أما ما أنكرت في كتابك بلاغة قصيدتي، وما أكلت عصيدتي، فلا أعلم سببه  
مگر آنچه انکار کردی از بلاغت قصیدہ من۔ و نخوردی حلوائے من نمیدانم سبب او

إلا جهلك وغباوتك وتعصبك ودناءتك. أيها الجهول! فمُ وتصفحُ دواوين  
مگر جہل تو وغباوت تو و تعصب تو و کمینگی تو اے نادان بر خیز و صفحہ صفحہ بہ بین از

الشعراء، ليظهر لك منهاج الأدب والأدباء. أتغلطُ صحيحاً وتظن الحسن  
دیوان ہائے شعراء تا کہ ظاہر شود بر تو طریق ادب و طریق ادباء۔ آیا غلط قرار میدہی صحیح را و حسن را قبیح

قبیحا، وتأكل النجاسة وتعاف النفاسة؟ ليس في جُعبتك منزَع،  
می پنداری و نجاست را استعمال میکنی و از سفاهت☆ کراہت میکنی نیست در تیردان تو تیرے

فظهر لك في التزوي مطمع، وكذا لك جرت عادة السفهاء، أنهم يخفون جهلهم  
پس ظاہر شد تو در عیب گیری جائے طرح۔ و بچھیں عادت سفہا جاری شدہ است کہ ایشان از عیب گیری جہل خود

بالاذراء. ويل لك! ما نظرت إلى غزارة المعاني العالية، ولا إلى لطافة  
را می پوشد۔ و او ایلا بر تو نظر نکردی طرف خوبی معانی بلند و نہ سوائے لطافت

الألفاظ الغالية، واستقرت القدر كالأذبة. ما فكرت في حسن أساليب  
الفاظ جلیل قدر و جستی پلیدی را ہچو مگس ہا۔ فکر نہ کردی در اسلوب

الكلام، ولا في المنطق ونظامه التام. أيها الغبي! علمتُ من هذا أنك ما ذقت  
کلام۔ و در ہائے حسن نظام۔ اے غبی از ہمیں دانستم کہ ترا از لسان و حسن بیان

شيئا من اللسان، ولا تعلم ما حسن البيان، ونزوت كالسرحان قبل  
ہچ چاشنی نیست و نئے دانی کہ حسن بیان چه باشد و ہچو گرگ قبل

الفهم والعرفان. أبهذا تُبارينا في الميدان وتُبارزنا كالفتيان؟  
فہمیدن کلام جست کردی آیا باین مشیت با ما مقابلہ میکنی و ہچو مردان بمقابل می آئی

أتتكا على الأصغر الذي كتب منه الجعفرُ إليك و كنت قد فررت من هذه  
آیا بر اصغر علی تکیہ میکنی آنکہ از طرف اوسوائے تو جعفر نوشته بود و تو آنگاہ ازین دہ گریختہ بودی

القرية مع لعن نزل عليك. فاعلم أنهم يكذبون وليسوا رجال المصارعة ولا قبَل  
پس بدان کہ ایشان دروغ می گویند و درین مقابلہ تاب مقاومت نیست



لأحد في هذه المناضلة. دَعُ تصلّفك يا مسكين، فإنك لست من الرجال،  
لاف وگزارا بگذار کہ تو از مردان نیستی

ولو كنت شيئاً لما فورت من الاحتيال. ثم اعلم أنّي ما رُضْتُ صعاب  
واگر تو چیزے بودی از اینجا بحیلہ گری نگر بختی باز بدان کہ من این راہ ہائے مشکل ادب

الأدب بالمشقة والتعب، بل هذه موهبة من ربّي ونلت منه سِمطَ الدررِ  
از رُوئے مشقت و تعب نرم نکرده ام بلکہ این بخشے است از طرف خداوند من و یافتم از وسک مروراید

التَّحَبُّ. هذا أمری ولكنك إن بارزتني فعليك خبيثك يتجلى، وسوف أريك  
یکتا۔ این است حال من مگر اگر تو بمقابلہ من آئی پس پنهانی تو بر تو ظاہر خواهد شد و بنمائ ترا کہ کدام کدام علم

بأى علوم تتحلّى. إن تغليطك أحقّ بالتغليط، وليس فيه دون السلاطة،  
حاصل کردہ و تاریکی تو بچھو صبح ظاہر شود۔ سوئے غلطی منسوب کردن تو لائق این است کہ اورا بغلطی منسوب

لا كيبان السليط. وما جئت قريتي هذه إلا لتخدع الناس، وتشيع الوسواس  
کند و در و بجز بدزبانی بچھ نیست نہ بچھو بیان مرد فصیح و نیامدی در دہ ما مگر برائے اینکے فریب دہی مردم را و

وما كان إتيانك إلا كحجةٍ لا تُقضى مناسكها، ولا تحصل بركاتها. ولما عثرت  
و سادس را شائع کنی و بود آمدن تو مگر بچھو آن حج کہ مناسک آن ادا کردہ نشوند۔ و بركات او حاصل کردہ نشوند۔ پس

على ما احتلت، وعلى ما بادرت إلى وكررت وأجفلت، فاضت عيني على  
چون بر حیلہ تو اطلاع یافتم و برینکے سوئے آشیانہ خود شتافتی و بزودی رفتی۔ پس اثنک من جاری شد ب باعث

شقوقتك وخيبتك عند رجعتك. خرجت كما دخلت، وذهبت كما  
بدبختی تو و نومیدی رجوع تو۔ بیرون شدی همچنان کہ داخل شدی و رفتی همچنانکہ

حللت. ووالله لو كنت و افيتني لو اسيتك ولو عاديتني. وإننا لانضممر  
آمدی کاش اگر تو نزد من بیامدی پس تو مرا غمخوار یافتی اگرچہ تو دشمنی و ما پوشیدہ نمی کنیم

حقد أحد من العدا، وإذا جاءنا عدو فالغلب خلا. ولذا لك ساءنى  
دشمنی برائے بچھ کس از دشمنان پس چون دشمنی نزد ما آمد پس دشمنی رفت۔ و از بہر ہمین مراد آمد

لِمَ تَبَوَّاتِ مَنْزِلَ الْمُشْرِكِينَ وَ مَا عَفَتْ وَ مَا اخْتَرَتْ طَرِيقَ الْمُتَّقِينَ . إِنَّمَا  
کہ چرادر مکان مشرکین فرود آمدی۔ و ہج کر اہت نہ کردی و طریق پر ہیزگاری اختیار نہ نمودی

المشركون نجس وهم أعداؤنا وأعداء رسولنا المصطفى، بل أعدى العدا .  
نداستی کہ مشرکان پلید اند و ایشان دشمن ما و دشمن رسول ما هستند بلکہ سخت تر دشمنان

أَتظُنُّونَ الْمُشْرِكِينَ أَقْرَبَ إِلَيْكُمْ؟ عَجِبْتُ مِنْ نُهَاهُمْ ! أَتظنونَ فِينَا ظَنَ السُّوءِ  
آیا گمان میکنید کہ مشرکان قریب تر بشما هستند از عقل شما تعجب دارم آیا دوبارہً ما بدگمانی دارید

فَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي أَرَادَكُم . لَا تَطْلُبُ الْبَحْثَ إِلَّا كَمَقَامَرَةٍ ، وَلَا تَبْغِي الْجِدَالَ  
پس ہمین ظن است کہ شمار اہلاک کرد نمی خواهی بحث مگر بچھو قمار بازی و نمی خواهی جدال

إِلَّا كَمَصَارَعَةٍ ، فَأَيْنَ صِحَّةِ النِّيَّةِ كَالْأَتْقِيَاءِ ، وَأَيْنَ التَّدْبِيرِ كَالصَّالِحَاءِ تَرُونَ  
مگر بچھو کشتی پس کجاست صحت نیت بچھو پر ہیزگاران۔ و کجاست تدبیر بچھو صالحان۔ می بینید

آيَاتِ اللَّهِ ثُمَّ تَنْكُرُونَهَا ، وَتَوَّاسُونَ شَمْسَ الْحَقِّ ثُمَّ تَكْذِبُونَهَا . لَا تَوَافُونَ نِيَّ  
نشانہائے خدا با زانکاران میکنند و مشاہدہ می کنید آفتاب حق را با زانکذب آں میکنید نزد من بصحت

بصحة النية، فلا تنجون من الوسوسة الشيطانية . وَتَشِيعُونَ كَلِمَاتِ  
نیت نمی آئید پس از وسوسہ شیطانیہ نجات نمی یابید شائع میکنید آں کلمات کہ

يَأْخُذُ سَعِيدًا حَيَاءً مِنْهَا ، وَتَنْسِبُونَ إِلَى أَشْيَاءِ وَأَنَا بَرِيءٌ مِنْهَا . وَتَوُذُّونَنِي  
یک سعید را از ان حیاء می آید و سوئے من چیزها منسوب میکنید کہ من از ان بری هستم و ما از

بِأَلْسِنِكُمْ فِي كُلِّ حِينٍ مِنَ الْأَحْيَانِ وَنَسَأَلُ اللَّهَ أَنْ يَلْقَى عَلَيْنَا جَمِيلَ الصَّبْرِ  
زبان شما ہر وقت ایذا می برداریم و دعا میکنیم کہ خدا ما را صبر جمیل بخشد

وَالسَّلْوَانَ . وَنَصْبِرُ عَلَى إِيذَانِكُمْ حَتَّى يَنْزِلَ اللَّهُ غَيْثَ رَأْفَتِهِ ، وَيَدْرُكُنَا بِلَطْفِهِ  
و ما بر ایذاء شما صبر خواهیم کرد تا وقتیکہ ابر رحمت خدا بیاید و لطف او دست ما

وَرَحْمَتِهِ . وَكَيْفَ نَقَاوَمُكُمْ مَعَ أَنْبَاعِنَا الْقَلَائِلِ ، فَنَشْكُو إِلَى اللَّهِ كَالْمُضْطَرِّ السَّائِلِ .  
بگیر دو ما چگونہ بدیں گروه قلیل برابر شما کنیم پس شکایت می بریم سوئے خدائے تعالی بچھو شکایت مضطر سوال کنندہ۔

﴿۱۳۳﴾

کَلَّ مِنْ يَأْذِينِي مِنْكُمْ بِأَنْوَاعِ الْبُهْتَانِ وَالتَّهْمَةِ يَحْسَبُ أَنَّهُ عَمَلٌ عَمَلًا يُدْخِلُهُ فِي الْجَنَّةِ،  
ہر کہ مرا ایذا میدہد بانواع بہتان و تہمت گمان میکند کہ عملی صالحہ بجا آورده است کہ او

و کَلَّ مِنْ يَسْبِيَنِي وَبِكُفْرَانِي يَظُنُّ أَنَّهُ قِطْعِيَّةُ الْمَغْفِرَةِ فَيَأْرَبُّ أَجْبَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ ،  
رادہ بہشت داخل خواہد کرد و ہر کہ مراد شام میدہد و کافر میگوید گمان میکند کہ قطعی بہشتی است۔ پس اے خدائے من ایشان را

و لَيْسَ لَنَا مِنْ دُونِكَ عِنْدَ هَذِهِ الْفِتْنَةِ . رَبِّ إِنْ كُنْتَ وَجَدْتَنِي اخْتَرْتُ طَرِيقًا  
جواب دہ و مارا بجز تو دیگرے نیست۔ اے خدائے من اگر مرا چنان یافتی کہ طریقے اختیار کردم

غَيْرَ طَرِيقِ الْفَلَاحِ ، فَلَا تَتْرُكْنِي مِنْ لَيْلَتِي هَذِهِ إِلَى الصَّبَاحِ . أَيُّهَا الْمَعَادُونَ !  
کہ آن طریق فلاح نیست۔ پس مرا آن قدر مدت ہم مگذرا کہ شب راجح کنم اے عداوت کنندگان

لَيْسَ بِنَاءِ نِزَاعِكُمْ إِلَّا عَلَى مَسْأَلَةٍ وَاحِدَةٍ ، فَلِمَ لَا تَطْمَئِنُّونَ بِآيَاتِ شَاهِدَةٍ؟  
نیست بناء نزاع شما گر یک مسئلہ و بس پس چرا اطمینان نمی کنید بہ نشانہائے موجودہ

وَإِنَّا تَمَسَّكْنَا فِي أَمْرِ وَفَاةِ عَيْسَى بِالْقُرْآنِ ، وَمَا تَمَسَّكْتُمْ إِلَّا بِالْهَيْدِيَانِ . وَلَوْ فَرَضْنَا  
و ما در بارہ وفات عیسیٰ بقرآن تمسک کردیم و تمسک شما بجز ہدیان ہیچ چیزے نیست۔ و اگر فرض کنیم

عَلَى سَبِيلِ التَّنْزِيلِ أَنَّ الْمَقَامَ مُحْتَمَلٌ لِلْمَعْنِيِّينَ ، فَالْمَعْنَى الَّذِي جَاءَ بِهِ الْحَكْمُ أَحَقُّ  
بر سبیل تنزیل کہ این مقام احتمال دو معنی دارد پس آن معنی کہ حکم آورده است لائق تر

بِالْقَبُولِ عِنْدَ ذَوِي الْعَيْنَيْنِ ، وَدُونَ ذَلِكَ جَرَأَةٌ عَلَى اللَّهِ وَخُرُوجٌ إِلَى الْكُذْبِ  
بقبول است نزد صاحبان بصیرت و علاوہ از این جرأت است بر خدا تعالیٰ و خروج است سوئے

وَالْمَيْنِ . وَقَدْ يَوْجَدُ اسْتِعَارَاتٍ فِي بَعْضِ الْأَنْبَاءِ ، فَلَا يُغَيِّرُكُمْ ظَاهِرُ بَعْضِ  
کذب و دروغ و گاہے در بعض خبرها استعارات یافتہ می شوند پس بغرض صحت ظاہر بعض

الْأَحَادِيثِ بِفَرْضِ صِحَّتِهَا يَا ذَوِي الدِّهَاءِ . وَأَيُّ نَظِيرِ الْجَاكِمِ إِلَى الْمَعْنَى  
احادیث شمارا مغرور نباید شد و کدام نظیر بے قرار کرد شمارا سوئے آن معنی

الَّذِي تَخْتَارُونَهُ ، وَنَهَجٌ تَوَثَّرُونَهُ؟ فَلَيْسَ وَاللَّهِ عِنْدَكُمْ إِلَّا رِسْمٌ وَعَادَةٌ  
کہ اختیار میکنید و سوئے آن طریق کہ مے گزینید پس بخدا صرف عادت و رسم است کہ

ورثتموها من الآباء ، وهذا هو سبب الإباء .  
وارث آن از پدران خود شده آید۔ وہمیں سبب سرکشی است۔

وَزَعَمْتَ أَنْكَ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَكْتُبَ تَفْسِيرَ بَعْضِ سُورِ الْقُرْآنِ قَاعِدًا بِحَدَائِي  
بازگمان کردی کہ تومی توانی کہ مقابل من نشسته تفسیر بعض سورتہ ہائے قرآن بنویسی و ہجو

﴿۱۳۵﴾

وَتُمَلِّي كِمَلَائِي . وَمَا تَرِيدُ مِنْ هَذَا الْهَدْيَانِ إِلَّا لِتَشْتَبِهَ أَمْرَ إِعْجَازِي عَلِيٍّ جِهْلَاءِ  
املاء من املاء کنی۔ و ارادہ نمی کنی ازین ہدیان مگر این کہ مشتبه کنی امر معجزہ من بر بعض

الزمان . فَإِنَّ كُنْتَ تَقْدِرُ عَلَى هَذَا النِّضَالِ ، وَإِبْطَالِ الْمَعْجِزَةِ الَّتِي أُعْطِيتَ مِنْ  
جاہلان زمانہ۔ پس اگر تو برین جنگ قادر ہستی و قدرت داری کہ معجزہ خدا تعالیٰ را باطل

اللَّهِ ذِي الْجَلَالِ ، فَتَقْبَلُ دَعْوَتَكَ وَجَلالَتِكَ ، لَكِنْ بِشَرَطِ أَنْ يَقْبَلَ عِلْمَاؤُكَ  
کنی۔ پس ما دعوت تو و بزرگی ترا قبول میکنیم مگر بدین شرط کہ علمائے اکابر

الْأَكْبَرِ وَكَالَتِكَ ، بَأَنْ يَحْسِبُوا هَزِيمَةً أَنْفُسَهُمْ هَزِيمَتَكَ . فَلَا بَدَلَ لَكَ أَنْ تَأْتِي  
و کالت تو منظور فرمایند۔ و ہزیمت ترا ہزیمت خود انگارند۔ پس ترا ضروری است کہ

بِعَشْرِينَ رَقْعَةً مَكْتُوبَةً مُشْتَمِلَةً عَلَى ذَلِكَ الْإِقْرَارِ ، مِنْ عَشْرِينَ عِلْمَائِكَ الْأَكْبَرِ  
بست رقعہ مکتوبہ مشتملہ این اقرار از طرف بست علماء خود پیش کنی و آن علماء

الْمَشْهُورِينَ فِي الدِّيَارِ . وَإِنْ كُنْتَ لَيْسَ هَذَا الْأَمْرُ فِي قَدْرَتِكَ ، فَاحْلِفْ بِالطَّلَاقِ  
جہان باشند کہ در ملک و در علم مشہور باشند۔ و اگر این امر در قدرت تو نیست پس قسم بہ طلاق بر

الثَّلَاثِ عَلَى أَمْرَاتِكَ ، عَلَى أَنْكَ إِنْ لَمْ تَقْدِرْ عَلَى إِمْلَاءِ تَفْسِيرِ كَمَثَلِي فِي الْمَعَارِفِ  
زن خود بخور برین مضمون کہ اگر بر تفسیر نوشتن بالتزام معارف

وَالْفَصَاحَةِ وَبِالْبَلَاغَةِ ، فَتَبَايَعْنِي عَلَى مَكَانِكَ مِنْ غَيْرِ نَوْعٍ مِنَ الْحِيلَةِ ، وَإِلَّا فَلَآ  
و بلاغت ہجو من قادر نشدی پس ہمانجا بیعت من کنی بغیر ہجو حیلہ و عذر۔ ورنہ ما

نَكْتَرُثُ بِكَ وَلَا نَبَالِي ، وَقَدْ تَقْبُنَاكَ مِنْ قَبْلِ بِالْعَوَالِي . وَكَيْفَ نَخْتَارُكَ وَتَقُولُ  
ہجو پروائے تو نداریم و بہ تحقیق مازین پیش بہ نیزہ حجت کار تو تمام کردیم و چگونہ ترا اختیار کنیم

بلسانک أنا أعلم ، ويقول الآخر منكم أنا أعلم ، فكيف نؤثرک علی غیرک إلا بعد أن تو زبان خود میگوئی کہ من دانا ترم و پختن دگرے میگوید کہ من دانا ترم پس چگونه ترا اختیار کنیم بر غیر تو مگر بعد

تقاضی هذه التناقش ، وتدفع هذا التهارش وإن عمامة الفضل كالودیعة ، فمن آنکہ این تناقص و تہارش دور کرده شود و بہ تحقیق عمامہ بزرگی بچو امانت است۔ پس

غلب سلب ، ومن رُعب نُهب . وإن الفضيلة ليس كالشيء المعبان ، ولا يتأني ہر کہ غالب شد آزار بر بود۔ و ہر کہ بترسید غارت کردہ شد۔ و فضیلت چیزے را انگان نیست و حاصل نمی شود

إلا بالبرهان ، فمن أشرق تبُّره ، سلّم حَبْرُه وسبْرُه . مگر با برہان۔ پس ہر کہ زرا و دزخشد خوبصورتی او مسلم شد۔

وإن وُكِّلَ من العلماء وبارزتنی فی العراء ثم غلبت فی المعارف كالعرفاء و اگر تو وکیل مقرر کردہ شدی از طرف علماء و مقابلہ من کردی در میدان با غالب شدی در معارف بچو

وفی البلاغة كالأدباء أُعْطِک عطاء جزیلا لا شینا قلیلا . ولكنی عجبْتُ کل عارفان و در بلاغت بچو ادیبان خواہم داد ترا عطاءے بزرگ نہ چیزے اندک مگر من تعجب میکنم ہمہ

العجب من تصلفک بعد فرارک وتخلّفک . وقد ألفتُ لک کتابی الإعجاز ، عجب از لاف تو بعد فرار تو و تخلف تو حالانکہ من برائے تو کتاب اعجاز احمدی تالیف

فسواریت وما أتیت البراز . فكيف تهذى الآن وتذكر الميدان أنسیت کردہ بودم پس تو پنہاں شدی و در میدان نیامدی پس اکنون چرا ہندیان میکنی و میدان را یاد می نمائی۔ آیا

الإفحام الإمسیّ أو جعلته فی المنسیّ لعلک تسرّ به زمع الناس لیحسبوك سکت کردن دیروز یاد داشتی۔ یا آن قصہ را در جملہ فراموش شدہ انداختی شاید تو بدین سخن ہا مردم فرمایہ را

منورا كالنبراس . أنت تعارضنی أيها المسكين ولا يكذب إلا اللعين . خوش میکنی تا اثر روشن بچو چراغ بفہمند آیا تو معارضہ من خواہی کرد۔ اے مسکین دروغ نمی گوید مگر لعین

وإن أكل نجاسة الدقاریر أقبح من تمشش الخنزیر . ويعلم قومک و خوردن نجاست دروغ بدتر است از خوردن خنزیر و قوم تو میدانند کہ تو

أنك جهول ولا تقرّ بعلمك فحول. وإن كنت تدعى من صدق البال ناداني هستی۔ ویچ عالمے اقرار علم تو نمیکند۔ پس اگر تو از صدق دل دعویٰ میکنی

ولست كالمتصّلّف الدجّال، فأت بشهادة علی ما أحرزت من الكمال .

ویچو لاف زن دجال نیستی۔ پس آں کمال کہ جمع کردی برو گواہے برار

فأيسرُ الطرق وأسهلها أن تكتب كمثل هذه الرسالة، إن كنت صادقاً  
پس سهل تر و آسان تر طریق اینست کہ مثل این رسالہ بنویسی۔ اگر تو صادق هستی

ولست كالجَلّالِةِ . فإن كنت أتيت بمثلها في عشرين يوماً في المعارف والبلاغة  
ویچو گواؤ نجاست خوار نیستی پس اگر تو در مدت بست روز مثل این رسالہ در معارف و بلاغت

والبراعة، فوالله أعطيك مائة درهم في الساعة، ومع ذلك تبطل معجزتي  
پیش کردی۔ پس بخدا ہمان ساعت یکصد روپیہ ترا خواہم داد۔ و با وجود این معجزہ من باطل خواہد شد

و كأنی أموت من يدیک، وتنشال الصلة علیک، ولا یبقی لی بعده حجة  
و گویا من از دست تو خواہم مُرد۔ و تو انعام خواہی یافت و بعد ازین مراجعتی نخواہد ماند

وتتضح محجة، ويقضى الأمر وتتحد الزمر. وكلّ ذالک ینسب إلیک و إلی  
وراه صاف خواہد شد و امر فیصلہ خواہد یافت و گروه ہا یک گروہ خواہد شد و این ہمہ طرف تو و کمال تو

کمالک، وترتوی القلوب من زلالک، و یرتفع الاختلاف من بین الأمم،  
منسوب خواہد گردید و دلہا از آب تو سیراب خواہند شد۔ و اختلاف از امت دور خواہد شد

فَقُمُ إن كنت شيئاً وأت بمثلها في هذه المدة، لعلك تتدارك به ما ذقت  
پس برخیز اگر چیزے هستی و مثل آن بیار درین مدت شاید تو بدین طریق تدارک آن لعنت کنی

من لعنة، ويُعقبك الله عن ذلّة رأيتها بعزة. فإن كنت كريمَ النَّجْر  
کہ چشیدی و خدا تعالیٰ در پس ذلت کہ دیدے عزت تو ظاہر کند۔ پس اگر تو نیک اصل میداری

طیبَ الشجر، فلا تعرض عن هذه المقابلة التي هي عظيم الأجر. وعند ذالک  
و پاک درخت هستی پس ازین مقابلہ کہ اجرے عظیم دارد رُو مگردان۔ و دران وقت

یتراءى الحق كحوت تسبح فى الرضراض ويفرغ الصادق من قتل الضنناض .  
حق چنان ظاہر خواہد گشت کہ آن مابى کہ در آب صافی شناوری میکند و صادق از قتل مار فراغت خواهد یافت۔

﴿۱۳۸﴾

هذا هو السبيل، وبعد ذلك نستريح ونقيل. و كل ما تتصلّف من دونه فهو  
راہ ہمین است و بعد ازین آرام خواهیم یافت و ہر چہ بغیر این لاف ہا میزنی پس آن

صوت كائد من مجونه فأراه أنكر من صوت حمار وأضعف من خطو حوار.  
آواز مکار است از بیباکی او پس می بینم اورا منکر تر از آواز خر۔ و کمزور تر از گام بچہ شتر

وقلت إني فسرت القرآن فاتق الله ودع الهديان. أيها المسكين! ما سروت عن  
وگفتی کہ من تفسیر قرآن کردم پس بترس از خدا و بگذار ہدیان را اے مسکین دور نہ کردی از خود

نفسك جلباب النوم و عدوت إلى إيقاظ القوم. لست إلا كالجنين فى  
چادر خواب را۔ و شتافتی سوئے بیدار کردن قوم۔ نیستی مگر بچہ جنین در

الظلمات الثلاث و من المحجوبين. فما لك أن تتكلم كالعارفين وإنك تتقصى  
سہ پردہ تاریکی و از مجوبان۔ پس مجال تو نیست کہ بچہ عارفان کلام کنی و تو تابانہ نامی طلبی

الزخارف فما تدرى المعارف. أيها الغوى! أخذ حظا من الطبيعة السعيدة،  
زخارف دنیا را پس چہ دانى معارف را اے گمراہ از طبیعت سعادت مند حظے بگیر

ولا تحل حول المكيدة. فإن المكر يخزى الماكرين. وإن الله مع الصادقين. اعلم  
وگرد مکر گردش مکن۔ چرا کہ مکر مکر کنندگان را رسوا میکند و خدا با صادقان است۔ بدان کہ

أنك تخفى شيئا فى قلبك و تبدى شيئا آخر و هذا هو من سير المنافقين. و لست  
تو چیزے در دل خود مخفی میداری و چیزے دیگر ظاہر میکنی و ہمین است از سیرتہائے منافقان و تو

رجل هذا الميدان ثم تدعى كالمتصلّفين. و إن بارزنتى كالكمأة تجدنى مثقّبك  
مرد این میدان نیستی باز بچہ لاف زنان دعوی میکنی و اگر بمقابل من بچہ سواران بیابى مرایابی کہ بہ نیزہ

بالقناة و إن تغلب أغنك بالصّلات و أنجك فى معاشك من المشكلات.  
ترا بدوزم۔ و اگر غالب شوی پس بہ انعام ہا ترا تو نگر کنم و در معاش تو از مشکلات رہائی بخشم

وإن عزمتم على أن تكتب كمثل هذه الرسالة فأعطيك كما وعدت من  
و اگر قصد کنی کہ مثل این رسالہ بنویسی پس ہر مزدوری کہ وعدہ کردم

الجعالة، وإن شئت أرسل إليك خمسم هذا الوعد قبل إيفائك، ليكون محرًا كما لأهوانك .  
ترا خواہم داد و اگر خواہی پنجم حصہ این وعدہ قبل ایفاء تو نزد تو بہ فریسم تا کہ محرک خواہش ہائے تو گردد۔

فعليكم أن تأخذ المنقود وتنتظر الموعد وهذا خير لك من حيل أخرى، وأقرب  
پس لازم است کہ تو بقدر راگیری۔ و منتظر وعدہ بمائی و این ترا از حیلہ ہائے دیگر بہتر است۔ و بتقوی

للتقوى والسلام على من اتبع الهدى. أيها الناس لم لا تعرفون الذي جاءكم  
قرب تر است و سلام برانکہ تابع ہدایت گردد اے مردمان چرانے شناسید کسے را کہ از

من الرحمن، وقد جمع لكم أول المائة و آخر الزمان . الشمس والقمر خسفا في رمضان  
خدا بیامد و تحقیق جمع کردہ شد برائے شما اول صدی و آخر زمانہ و ماہ و آفتاب در رمضان خسوف گرفت

وظهرت الدابة التي تكلم الناس وهذه هي التي أنبأ بها القرآن. فما لكم لا تعرفون  
و آن کرم ظاہر شد کہ مردم راے گرد۔ و این همان کرم است کہ قرآن از او خبر دادہ بود پس چہ شد شمارا

من جاءكم من الرحمن. وستعرفونني وأفوض أمري إلى الله وعليه التكلان.  
کہ آنرا نمی شناسید کہ از خدا بیامد و عنقریب مرا خواہید شناخت و من امر خود بخدا سپرد میکنم۔

الحمد لله الذي وهب لي على الكبر أربعة من البنين وأنجز وعده من الإحسان  
حمد خدا را کہ مراد حالت کلان سالی چار فرزند موافق وعدہ خود بداد

وبشرنى بخامس فى حين من الأحيان. وهذه كلها آيات من ربى يا أهل  
و بشارت بہ پسر پنجم نیز داد و این ہمہ نشان ہا از رب من اند۔

العدوان. سبحانه وتعالى عما تظنون فاتقوه وقد نزل وهو غضبان.  
پاک است او تعالیٰ از آنچه گمان میکنید پس از او بترسید و او فرو آمده است و دشمنانک۔



وہ خدا جس نے تمام وحین اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اسی نے اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کے مضمون ہمارے دل میں پیدا کئے

اور

اس کا نام

ہے

# نسیم دعوت

آریون کے لئے یہ رحمت ہے  
طالبون کا یہ یارِ خلوت ہے  
ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے  
یہ خدا کے لئے نصیحت ہے  
نہ تو سختی نہ کوئی شدت ہے  
آخر اسکی طرف ہی رحلت ہے  
سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے  
پھر بھی تو بہ نہیں یہ حالت ہے

نام اس کا نسیم دعوت ہے  
دل بیمار کا یہ درمان ہے  
گھر کے زہر کو یہ ہے تریاق  
غور کر کے اسے پڑھو پیارو  
خاک ساری سے ہم نے لکھا ہے  
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو  
سخت دل کیسے ہو گئے پھر لوگ  
ایک دنیا ہے مریخی اب تک

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں ماہنامہ حاکم فیض الدین صاحب پوری تہذیب ۲۸۔ فروری ۱۹۳۳ء  
چھپ کر شائع ہوا۔



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اُس قادر اور سچے اور کامل خدا کو ہماری روح اور ہمارا ذرہ ذرہ وجود کا سجدہ کرتا ہے جس کے ہاتھ سے ہر ایک روح اور ہر ایک ذرہ مخلوقات کا مع اپنی تمام قوی کے ظہور پذیر ہوا اور جس کے وجود سے ہر ایک وجود قائم ہے اور کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے اور نہ اُس کے تصرف سے نہ اُس کی خَلْق سے۔ اور ہزاروں درود اور سلام اور رحمتیں اور برکتیں اُس پاک نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوں جس کے ذریعہ سے ہم نے وہ زندہ خدا پایا جو آپ کلام کر کے اپنی ہستی کا آپ ہمیں نشان دیتا ہے اور آپ فوق العادت نشان دکھلا کر اپنی قدیم اور کامل طاقتوں اور قوتوں کا ہم کو چمکنے والا چہرہ دکھاتا ہے سو ہم نے ایسے رسول کو پایا جس نے خدا کو ہمیں دکھلایا اور ایسے خدا کو پایا جس نے اپنی کامل طاقت سے ہر ایک چیز کو بنایا اس کی قدرت کیا ہی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے جس کے بغیر کسی چیز نے نقش وجود نہیں پکڑا اور جس کے سہارے کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی۔ وہ ہمارا سچا خدا بے شمار برکتوں والا ہے اور بے شمار قدرتوں والا اور بے شمار حسن والا۔ اور بے شمار احسان والا اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔

بعد ہذا واضح ہو کہ آج آریہ سماج قادیان کی طرف سے میری نظر سے ایک اشتہار گزرا **☆** جس پر سأت فروری ۱۹۰۳ء تاریخ لکھی ہے اور مطبع چشمہ نور پریس امرتسر میں چھپا ہے جس کا عنوان اشتہار پر یہ لکھا ہے۔ ”کادیانی پوپ کے چیلوں کے ایک ڈینگ کا جواب“۔ اس اشتہار میں ہمارے سید و مولیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور میری نسبت اور میرے معزز احباب جماعت کی نسبت اس قدر سخت الفاظ اور گالیاں استعمال کی ہیں کہ بظاہر یہی دل چاہتا تھا کہ ایسے لوگوں کو مخاطب نہ کیا جاوے مگر

**☆** اس کے بعد ایک اور تحریر ایک انگریزی اخبار میں جو آریہ سماج لاہور کی طرف سے نکلتی ہے اور ایک اور اشتہار طوطی رام نام ایک شخص کی طرف سے دیکھا گیا۔ منہ

خدا تعالیٰ نے اپنی وحی خاص سے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اس تحریر کا جواب لکھ اور میں جواب دینے میں تیرے ساتھ ہوں۔ تب مجھے اس مبشر وحی سے بہت خوشی پہنچی کہ جواب دینے میں میں اکیلا نہیں۔ سو میں اپنے خدا سے قوت پا کر اٹھا اور اُس کی روح کی تائید سے میں نے اس رسالہ کو لکھا اور جیسا کہ خدا نے مجھے تائید دی میں نے یہی چاہا کہ ان تمام گالیوں کو جو میرے نبی مطاع کو اور مجھے دی گئیں نظر انداز کر کے نرمی سے جواب لکھوں اور پھر یہ کاروبار خدا تعالیٰ کے سپرد کر دوں۔

مگر قبل اس کے کہ میں اس اشتہار کا جواب لکھوں اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ جو کچھ اس اشتہار کے لکھنے والوں اور ان کی جماعت نے محض دل دکھانے اور توہین کی نیت سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اعتراضات کے پیرایہ میں سخت الفاظ لکھے ہیں یا میری نسبت مال خور اور ٹھگ اور کاذب اور نمک حرام کے لفظ کو استعمال میں لائے ہیں اور مجھے لوگوں کا دغا بازی سے مال کھانے والا قرار دیا ہے اور یا جو خود میری جماعت کی نسبت سؤ راور کتے اور مودار خوار اور گدھے اور بندر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں اور پلچھ ان کا نام رکھا ہے۔ ان تمام دکھ دینے والے الفاظ پر وہ صبر کریں اور میں اس جوش اور اشتعال طبع کو خوب جانتا ہوں کہ جو انسان کو اس حالت میں پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ نہ صرف اس کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ اس کے رسول اور پیشوا اور امام کو توہین اور تحقیر کے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور سخت اور غضب پیدا کرنے والے الفاظ سنائے جاتے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر تم ان گالیوں اور بدزبانیوں پر صبر نہ کرو تو پھر تم میں اور دوسرے لوگوں میں کیا فرق ہوگا اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ تمہارے ساتھ ہوئی اور پہلے کسی سے نہیں ہوئی ہر ایک سچا سلسلہ جو دنیا میں قائم ہو ضرور دنیا نے اس سے دشمنی کی ہے۔ سو چونکہ تم سچائی کے وارث ہو ضرور ہے کہ تم سے بھی دشمنی کریں سو خبردار رہو نفسا نیت تم پر غالب نہ آوے، ہر ایک سختی کی برداشت کرو ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو تا آسمان پر تمہارے لئے اجر

﴿۳﴾

لکھا جاوے۔ تمہیں چاہیے کہ آریوں کے رشیوں اور بزرگوں کی نسبت ہرگز سختی کے الفاظ استعمال نہ کرو تا وہ بھی خدائے قدوس اور اس کے رسول پاک کو گالیاں نہ دیں کیونکہ ان کو معرفت نہیں دی گئی اس لئے وہ نہیں جانتے کہ کس کو گالیاں دیتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ہر ایک جو نفسانی جوشوں کا تابع ہے۔ ممکن نہیں کہ اس کے لبوں سے حکمت اور معرفت کی بات نکل سکے بلکہ ہر ایک قول اس کا فساد کے کیڑوں کا ایک انڈہ ہوتا ہے۔ بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تم روح القدس کی تعلیم سے بولنا چاہتے ہو تو تمام نفسانی جوش اور نفسانی غضب اپنے اندر سے باہر نکال دو تب پاک معرفت کے بھید تمہارے ہونٹوں پر جاری ہوں گے اور آسمان پر تم دنیا کے لئے ایک مفید چیز سمجھے جاؤ گے اور تمہاری عمریں بڑھائی جائیں گی تمسخر سے بات نہ کرو اور ٹھٹھے سے کام نہ لو اور چاہیے کہ سفلہ پن اور اوباش پن کا تمہارے کلام پر کچھ رنگ نہ ہو تا حکمت کا چشمہ تم پر کھلے۔ حکمت کی باتیں دلوں کو فتح کرتی ہیں لیکن تمسخر اور سفاہت کی باتیں فساد پھیلاتی ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے سچی باتوں کو نرمی کے لباس میں بتاؤ تا سامعین کے لئے موجب ملال نہ ہوں۔ جو شخص حقیقت کو نہیں سوچتا اور نفس سرکش کا بندہ ہو کر بدزبانی کرتا ہے اور شرارت کے منصوبے جوڑتا ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ اس کو کبھی خدا کی طرف راہ نہیں ملتی اور نہ کبھی حکمت اور حق کی بات اُس کے منہ پر جاری ہوتی ہے پس اگر تم چاہتے ہو کہ خدا کی راہیں تم پر کھلیں تو نفسانی جوشوں سے دور رہو اور کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو کہ یہ کچھ چیز نہیں اور وقت ضائع کرنا ہے بدی کا جواب بدی کے ساتھ مت دو۔ نہ قول سے نہ فعل سے تا خدا تمہاری حمایت کرے اور چاہیے کہ درد مند دل کے ساتھ سچائی کو لوگوں کے سامنے پیش کرو نہ ٹھٹھے اور ہنسی سے کیونکہ مردہ ہے وہ دل جو ٹھٹھاہنسی اپنا طریق رکھتا ہے اور ناپاک ہے وہ نفس جو حکمت اور سچائی کے طریق کو نہ آپ اختیار کرتا ہے اور نہ دوسرے کو اختیار کرنے دیتا ہے۔ سو تم اگر پاک علم کے وارث بننا چاہتے ہو تو نفسانی جوش سے کوئی بات

منہ سے مت نکالو کہ ایسی بات حکمت اور معرفت سے خالی ہوگی اور سفلہ اور کمینہ لوگوں اور اوباشوں کی طرح نہ چاہو کہ دشمن کو خواہ نخواہ ہتک آمیز اور تمسخر کا جواب دیا جاوے بلکہ دل کی راستی سے سچا اور پُر حکمت جواب دو تا تم آسمانی اسرار کے وارث ٹھہرو۔

اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ قادیان کے آریوں کا یہ جملہ جو میرے پر کیا گیا ہے یہ ایک ناگہانی ہے ان دنوں میں کوئی تحریر میری طرف سے شائع نہیں ہوئی اور نہ میرے قلم سے اور نہ میری تعلیم سے اور نہ میری تحریک سے کسی نے کوئی اشتہار شائع کیا۔ پس خواہ نخواہ مجھے نشانہ بنانا اور مجھے گالیاں دینا اور میرے سید و مولیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت توہین و تحقیر کے الفاظ لکھنا اور اس طرح پر مجھے دوہرے طور پر دُکھ دینا میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس قدر نفسانی جوش کیوں دکھلایا گیا۔ بعض قادیان کے آریہ جو میرے پاس آتے تھے۔ بارہا میں نے ان کو نصیحت دی کہ زبان کی چالاکیوں کا نام مذہب نہیں ہے مذہب ایک پاک کیفیت ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کو پہچان لیتے ہیں اور میں نے ان کو بارہا یہ بھی کہا کہ دیکھو طاعون کا زمانہ ہے اور دنیا کی تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ جب یہ کسی ملک میں بڑے زور سے بھڑکتی رہی ہے تو اس کا یہی موجب ہوتا رہا ہے کہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی تھی اور خدا کی طرف سے جو آتا تھا اس سے انکار کیا جاتا تھا اور جب بھی کہ آسمان کے نیچے اس قسم کا کوئی بڑا گناہ ظہور میں آیا اور بیباکی حد سے بڑھ گئی تبھی یہ بلا ظہور میں آئی۔ اب بھی یہ گناہ انتہا تک پہنچ گیا ہے دنیا میں ایک عظیم الشان نبی انسانوں کی اصلاح کے لئے آیا یعنی سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو بلایا جس کو دنیا بھول گئی تھی۔ لیکن اس زمانہ میں اُسی کامل نبی کی ایسی توہین اور تحقیر کی جاتی ہے جس کی نظیر کسی زمانہ میں نہیں مل سکتی پھر خدا نے چودھویں صدی کے سر پر اپنے ایک بندہ کو جو یہی لکھنے والا ہے بھیجا تا اس

نبی کی سچائی اور عظمت کی گواہی دے اور خدا کی توحید اور تقدیس کو دنیا میں پھیلاوے اس کو بھی گالیوں کا نشانہ بنایا گیا سو یہ بُرے دن جو زمانہ دیکھ رہا ہے اس کا یہی باعث ہے کہ دلوں میں خدا کا خوف نہیں رہا اور زبانیں تیز ہو گئیں۔ ہر ایک جوش محض قوم اور سوسائٹی کے لئے دکھلاتے ہیں۔ خدا کی عظمت ان لوگوں کے دلوں میں نہیں۔

غرض کئی دفعہ ایسی نصیحتیں قادیان کے ان آریوں کو کی گئیں لیکن نتیجہ برخلاف ہوا اور وہ خدا کی عظمت سے بالکل نہیں ڈرے۔ شاید دلوں میں یہ خیال ہوگا کہ گوطاعون قادیان کے اردگرد لوگوں کو ہلاک کر رہی ہے مگر ہمیں کیا غم ہم تو ٹیکالگانے کے بعد ہمیشہ کیلئے طاعون کے پنجہ سے رہائی یاب ہو گئے ہیں بڑا تعجب ہے کہ ایسے خطرناک دن اور پھر یہ لوگ زبان کو اپنے قابو میں نہیں رکھتے نہیں سوچتے کہ جس نبی کو ہم گالیاں دیتے ہیں اور اس کی تحقیر اور توہین کرتے ہیں اگر وہ خدا کی طرف سے ہے اور ضرور وہ خدا کی طرف سے ہے تو کیا یہ بدزبانیاں اور بے ادبیاں خالی جائیں گی۔ سنو اے غافلو! ہمارا اور ان راستبازوں کا تجربہ جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں گواہی دیتا ہے کہ خدا کے پاک رسولوں کی بے ادبی کا انجام اچھا نہیں ہوتا ہر ایک نیک طینت جانتا ہے کہ خدا کے پاس ہر ایک بدی اور شوخی کی سزا ہے اور ہر ایک ظلم کا پاداش ہے۔

## ایک اعتراض کا جواب

اب ہم آریہ صاحبوں کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہیں جو انہوں نے اپنے اشتہار میں ہماری جماعت کے نو مسلم آریوں پر کیا ہے اور وہ یہ کہ یہ مسلمان ہونا ان کا تب صحیح ہوتا کہ اول وہ چاروں وید پڑھ لیتے اور پھر ویدوں کے پڑھنے کے بعد چاہیے تھا کہ وہ آریہ دھرم کا اسلام سے مقابلہ کرتے اور پھر اس قدر تحقیق و تفتیش کے بعد اگر اسلام کو حق دیکھتے تو مسلمان ہو جاتے سو واضح ہو کہ ہمارے نو مسلم آریہ جہاں تک حق تحقیق کا ہے سب کچھ ادا

کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں باقی رہا یہ اعتراض کہ انہوں نے چاروں وید کب پڑھے ہیں یہ اعتراض اس صورت میں ہو سکتا تھا کہ جب اعتراض کرنے والے اپنے وید خوان ہونے کا ثبوت دیتے افسوس کہ انہوں نے اعتراض کرتے وقت انصاف اور خدا ترسی سے کام نہیں لیا بھلا اگر انہوں نے سچائی کی پابندی سے یہ اعتراض پیش کیا ہے تو ہمیں بتلاویں کہ ان میں سے وہ تمام لوگ رام رام کرنے والے جو سنا تن دھرم پر قائم تھے اور پھر چند سال سے وہ آریہ بنے انہوں نے کس پنڈت سے وید پڑھا ہے کیونکہ اگر مذہب کی تبدیلی کیلئے پہلے ویدوں کا پڑھ لینا ضروری شرط ہے تو اس شرط سے آریہ کیونکر باہر رہ سکتے ہیں یہ بات کس کو معلوم نہیں کہ پنڈت دیانند کے وجود سے پہلے اس ملک میں تمام ہندو سنا تن دھرم رکھتے تھے اور ابھی تک ان کے ٹھا کر دوارے اس گاؤں میں بھی موجود ہیں اور ان کے پنڈت اور وید دان آریہ ورت میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور بہتوں کو ہم نے خود دیکھا ہے اور وید جو اردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو چکے ہیں ان پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وید کے اکثر اتر تھ جو سنا تن دھرم والے کرتے ہیں وہی ٹھیک ہیں۔ خیر اس بحث کو اس وقت جانے دو بہر حال جو اعتراض ان آریہ صاحبوں نے نو مسلم ہندوؤں پر کیا ہے وہی اعتراض ان پر بھی ہوتا ہے کیونکہ ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہ رام چندر، کرشن اور دیگر اوتاروں کو پر میشر جانتے تھے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجھتے تھے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئیں پر میشر میں سے نکلے ہوئے خیال کرتے تھے اور پھر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اس کے کہ پر میشر میں سے نکلے ہوں انادی اور غیر مخلوق کہلا کر خود قدیم اور پر میشر کے شریک بن گئے۔ پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کے یہ ضرور نہ تھا کہ ہر ایک فرد ان میں سے اوّل چاروں وید پڑھ لیتا پھر اپنے قدیم مذہب سنا تن دھرم کو چھوڑتا اور آریہ سماج میں داخل ہوتا۔ پس اگر



قادیان کے آریہ سماجیوں نے نو مسلم آریوں پر اعتراض کرنے کے وقت جھوٹ اور حق پوشی سے کام نہیں لیا تو ہمیں دکھلا دیں کہ ان کی جماعت آریوں میں سے کتنے وہ لوگ ہیں جن کو رگ اور بیجر اور شام اور اتھر بن وید سب کنٹھ ہیں اگر اس بات میں وہ سچے نکلے کہ اپنی سب جماعت انہوں نے وید دان ثابت کر دی تو کم سے کم ہم ان کو شریف آدمی مان لیں گے جنہوں نے اپنے اعتراض میں کسی ایسی جھوٹی بات کو پیش نہیں کیا جس کے آپ وہ پابند نہیں تھے۔ یہ کس کو معلوم نہیں کہ یہ تمام مجمع قادیان والوں کا ایک بازاری دوکان نشینوں کا مجمع ہے جن میں سے کوئی ساہوکارہ کا شغل رکھتا ہے اور کوئی بزازی کرتا ہے اور کوئی نون تیل کی دوکان رکھتا ہے اور جہاں تک ہم کو علم ہے ان میں سے ایک بھی وید دان نہیں پس کیا ان لوگوں کے مقابل پر وہ شریف نو مسلم آریہ جاہل کہلا سکتے ہیں جو بعض ان کے بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور انگریزی اور اردو ترجمے ویدوں کے پڑھتے ہیں اور دن رات دین کی تعلیم پاتے ہیں۔

پھر ماسوا اس کے یہ ہمارا دعویٰ صرف قادیان تک محدود نہیں بلکہ ہم اس امر کی پوری اطلاع رکھتے ہیں کہ ہر ایک شہر اور قصبہ کا آریہ سماج اکثر ایسے ہی ذخیرہ سے بھرا ہوا ہے اور یہ خیال ہر گز ہر گز صحیح نہیں ہے کہ جن لوگوں نے سنا تن دھرم کو الوداع کہہ کر باوجود سخت اختلاف کے آریہ سماجی بنا قبول کیا ہے پہلے وہ اپنے گھر سے چاروں وید پڑھ کر آئے تھے بلکہ ہم زور سے کہتے ہیں کہ تمام پنجاب اور ہندوستان میں بجز معدودے چند جن کو انگلیوں پر گن سکتے ہیں تمام مجموعہ آریوں کا ایسا ہی ہے کہ ہر ایک دوکاندار یا ساہوکار نے آریوں میں نام لکھا رکھا ہے اور خود بجز بڑے پیٹ اور لمبی موچھوں اور دوکان کے حساب کے اور کچھ یاد نہیں۔

اور یہ باتیں میری بے تحقیق نہیں بلکہ میں آریہ صاحبوں کو ہزار روپیہ بطور انعام دینے کو تیار ہوں اگر وہ میرے پر ثابث کر دیں کہ جس قدر ان کی فہرست میں مردوزن آریہ درج ہیں یا یوں کہو کہ جس قدر آریہ سماجی کہلانے والے مرد ہوں یا عورت ہوں برٹش انڈیا

میں موجود ہیں فیصدی اُن میں سے پانچ ایسے پنڈت پائے جاتے ہیں جو چاروں وید سنسکرت میں جانتے ہیں اگر چاہیں تو میں کسی سرکاری بینک میں یہ روپیہ جمع کر سکتا ہوں۔ اب بتلاؤ کہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت اگر حیا اور سچائی سے کام لیا جاتا تو ایسے اعتراضات کی کیا ضرورت تھی جو خود آریہ سماج پر ہی وارد ہوتے ہیں۔ ہمارے دیکھنے کی بات ہے کہ آریوں کا یہ مجموعہ صرف اس طرح پر طیار ہوا ہے کہ مہاجنوں سا ہو کاروں ملازموں کو طرح طرح کے حیلوں سے ترغیب دی گئی کہ تم آریہ سماج میں نام لکھا دو تو بہت سے لالہ صاحبوں نے اس طرح پر نام لکھا رکھے ہیں اور اصل حقیقت کی کچھ بھی خبر نہیں اور اکثروں کے گھروں میں دیوتا پرستی اور مورتی پوجا کے تعلقات بھی بدستور قائم ہیں یہ بات ایسی مخفی نہیں ہے جس کی تحقیق کرنے کیلئے کچھ زیادہ مشقت کی حاجت ہو تم کسی شہر یا قصبہ میں چلے جاؤ اور تحقیقات کر لو کہ کس قدر اس میں آریہ سماجی ہیں۔ اور کس قدر ان میں سے وید دان ہیں پس جبکہ آریہ سماجی بننے کی یہ کیفیت ہے تو پھر کون ایسے تعلیم یافتہ نو مسلم آریوں پر اعتراض کر سکتا ہے جو اوّل ہندو تھے اور پھر سنا تن دھرم اور آریوں کے اصولوں کو خوب معلوم کر کے اور اس کے مقابل پر اسلام کے اصول دیکھ کر اور سچائی اور عظمت الہی ان میں مشاہدہ کر کے مشرف باسلام ہو گئے محض خدا کے لئے دکھ اٹھائے اور بیویوں بھائیوں عزیزوں سے الگ ہوئے اور قوم کی گالیاں سنیں۔ ان نو مسلم آریوں کے تبدیل مذہب کو غرض نفسانی پر محمول کرنا یہ طعن ہندوؤں کا کچھ نیا نہیں بلکہ قدیم سے اس مذہب کے متعصب لوگوں کی عادت ہے کہ جب کوئی اور معقول جواب نہیں آتا تو یہی کہہ دیا کرتے ہیں کہ مال کے لئے یا کسی عورت کے لئے ہندو مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور یہ بھی کہہ دیا کرتے ہیں کہ کروڑہا ہندو جو مسلمان ہو گئے وہ مسلمان بادشاہوں کے جبر سے ہوئے تھے۔ بعض ہندو جوش میں آکر یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ مسلمان ہونے والے دراصل مسلمانوں کا ہی نطفہ ہیں اور نہیں سوچتے کہ یہ اعتراض تو ہماری

ہی کروڑ ہا عورتوں پر آتا ہے۔ آج کل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ اسلامی بادشاہوں کے عہد کا زمانہ جو سات سو برس تک تھا اگر انگریزوں کے زمانہ سے جو سو برس تک ابھی گزرا ہے مقابلہ کیا جائے تو اس میں جس قدر ہندو کثرت سے مسلمان ہوئے ہیں اس کی اوسط زیادہ نکلتی ہے اور خود غرضی کا الزام تو بہت ہی قابل شرم ہے کیونکہ بعض ہندو امیروں، رئیسوں اور راجوں نے اسلام کے بعد کئی لاکھ روپیہ دینی امداد میں دیا ہے اور ہمارے غریب نو مسلم آریہ ہمیشہ اپنی کمائی سے ہمیں چندہ دیتے ہیں پھر تعجب کہ یہ مخالف لوگ ایسے بے جا بہتانوں سے باز نہیں آتے اور جس حالت میں اکثر آریہ اپنی عورتوں کو چھوڑ کر اسلام کی طرف آتے ہیں تو اس صورت میں پھر ان کو عورتوں کا الزام دینا کیا اس قسم کے اعتراضات دیانت کے اعتراض ہیں مثلاً ذرا سوچو کہ سردار فضل حق اور شیخ عبدالرحیم جو نو مسلم آریہ ہیں ہندو ہونے کی حالت میں کس قسم کی حاجت رکھتے تھے جو اسلام سے پوری ہوئی۔

## تبدیل مذہب کے لئے جس قدر علم درکار ہے اس کی سچی فلاسفی

اب ہم فائدہ عام کے لئے اس امر کی سچی فلاسفی بیان کرتے ہیں کہ تبدیل مذہب کے لئے کس قدر واقفیت ضروری ہے۔ کیا بقول آریہ سماج قادیان جب مثلاً ایک ہندو تبدیل مذہب کرنے لگے تو اول اس کو چاروں وید سنسکرت میں پڑھ لینے چاہئیں یا عقل اور انصاف کے رُو سے اس میں کوئی اور قاعدہ ہے۔

﴿۹﴾

پس واضح ہو کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں یہ ہرگز صحیح نہیں ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ایک ہندو کا یہ فرض ہے کہ اول چاروں وید سبقتاً سبقتاً کسی پنڈت سے پڑھ لے اور پھر اگر چاہے تو کوئی اور مذہب اختیار کرے کیونکہ اگر یہ صحیح ہو تو مذہب کی تبدیلی کے لئے صرف وہی لوگ لائق ہوں گے جو وید دان پنڈت ہوں حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ صد ہا ہندو جو ویدوں کا ایک صفحہ بھی نہیں پڑھ سکتے سنا تن دھرم سے نکل کر آریہ سماجی بنتے جاتے ہیں اور

بموجب حال کی مردم شماری کے پنجاب میں آریہ مت والے مرد نو ہزار سے زیادہ نہیں اور اس قدر جماعت آریہ میں شاید ایک دو پنڈت ہوں یا نہ ہوں باقی سب عوام ہندو ہیں جو محض چند باتیں سن کر آریہ بن گئے ہیں اور اپنے قدیم مذہب سناٹن دھرم کو چھوڑ دیا ہے اور جیسا کہ آریہ سماجی لوگ مسلمان ہونے والے آریوں کا نام برہشٹ اور پلچھ رکھتے ہیں یہی نام سناٹن دھرم کی طرف سے ان کو ملتا ہے اور مذہب سے ان کو خارج سمجھتے ہیں اور وید کے منکر قرار دیتے ہیں پھر باوجود اس قدر مخالفت شدید اور اختلاف عقائد کے جو سناٹن دھرم اور آریہ سماجیوں میں اظہر من الشمس ہے ایک جاہل سے جاہل سناٹن دھرم والا جب آریہ بننے کے لئے آتا ہے تو کوئی اس کو نہیں کہتا کہ اول چاروں وید پڑھ لے بلکہ اس کا آریہ سماجی بننا غنیمت سمجھتے ہیں خاص کر اگر کوئی دولت مند سا ہوگا رہو گا کیسا ہی جاہل ہو تو پھر کیا کہنا ہے ایک شکار ہاتھ آ گیا اس کو کون چھوڑے بھلا بتلائے آپ کے لالہ بڈھا مل صاحب کتنے وید پڑھے ہوئے ہیں جو سناٹن دھرم چھوڑ کر آریہ بن گئے۔ ایسا ہی دوسرے لالہ صاحبان جو انہیں کے بھائی بند ہیں اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ ان کو ویدانی میں کیا کیا کمالات حاصل ہیں۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جو اعتراض نو مسلم آریوں پر کیا جاتا ہے وہی دراصل آریوں پر بھی ہوتا ہے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ جو آریہ ہندو مسلمان ہوتا ہے چونکہ اس کو پہلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو بہت سے دشمنوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا اس لئے طبعاً وہ اسی وقت مسلمان ہوتا ہے جب وہ اپنے دل میں حق اور باطل کا فیصلہ کر لیتا ہے۔

اور یہ فیصلہ چاروں وید پڑھنے پر منحصر نہیں ورنہ تبدیل مذہب کا دروازہ ہی بند ہو جائے اور نیز اس صورت میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ آریہ سماج والے بجز ایک دو وید دان پنڈتوں کے جو ان میں ہوں باقی سب ہندوؤں کو سناٹن دھرم کی طرف واپس کر دیں اور ان کو ہدایت کر دیں کہ جب تم وید پڑھ کر آؤ گے تب تمہیں آریہ سماج میں داخل کیا جاوے گا پہلے نہیں۔

ہوش مند انسان اس بات کو جلد سمجھ سکتا ہے کہ اگر تبدیل مذہب کے لئے عالم فاضل ہونا ضروری ہے تو ہندوستان کے کروڑہا ہندو عوام الناس جو کچھ علم نہیں رکھتے اور مختلف فرقوں پر تقسیم شدہ ہیں وہ آریہ سماج میں داخل ہونے کے لائق نہیں ہو سکتے جب تک سب کے سب وید دان نہ ہوں اور شاستروں کو سبقاً سبقاً نہ پڑھ لیں۔

پس سنو اور خوب کان کھول کر سنو کہ تبدیل مذہب کے لئے تمام جزئیات کی تفتیش کچھ ضروری نہیں بلکہ سچائی کی تلاش کرنے والے کے لئے مذاہب موجودہ کا باہم مقابلہ کرنے کے وقت اور پھر ان میں سے سچا مذہب شناخت کرنے کے لئے صرف تین باتوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ (۱) اول یہ کہ اس مذہب میں خدا کی نسبت کیا تعلیم ہے یعنی اس کی توحید اور قدرت اور علم اور کمال اور عظمت اور سزا اور رحمت اور دیگر لوازم اور خواص الوہیت کی نسبت کیا بیان ہے کیونکہ اگر کوئی مذہب خدا کو واحد لا شریک قرار نہیں دیتا اور آسمان کے اجرام یا زمین کے عناصر یا کسی انسان یا اور چیزوں کو خدا جانتا ہے یا خدا کے برابر ٹھہراتا ہے اور ایسی پرستشوں سے منع نہیں کرتا یا خدا کی قدرت کو ناقص خیال کرتا ہے اور جہاں تک امکان قدرت ہے وہاں تک قدرت کے سلسلہ کو نہیں پہنچاتا یا اس کے علم کو ناقص جانتا ہے یا اس کی قدیم عظمت کے برخلاف کوئی تعلیم دیتا ہے یا سزا اور رحمت کے قانون میں افراط یا تفریط کی راہ لیتا ہے یا اس کی رحمت عامہ جیسا کہ جسمانی طور پر محیط عالم ہے اس کے برخلاف کسی خاص قوم سے خدا کا خاص تعلق اور روحانی نعمت کے وسائل کو مخصوص رکھتا ہے یا الوہیت کے خواص میں سے کسی خاصہ کے برخلاف بیان کرتا ہے تو وہ مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ (۲) دوسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس مذہب میں جس کو وہ پسند کرے اس کے نفس کے بارے میں اور ایسا ہی عام طور پر انسانی چال چلن کے بارے میں کیا تعلیم ہے۔ کیا کوئی ایسی تعلیم تو نہیں کہ جو انسانی حقوق کے باہمی رشتہ کو توڑتی ہو یا انسان کو دیوٹی کی طرف کھینچتی ہو یا دیوٹی امور کو مستلزم ہو اور فطرتی حیا اور شرم کی مخالف ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو کہ جو خدا کے عام

قانون قدرت کے مخالف پڑی ہو اور نہ کوئی ایسی تعلیم ہو جس کی پابندی غیر ممکن یا منجھ خطرہ ہو اور نہ کوئی ضروری تعلیم جو مفاسد کے روکنے کے لئے اہم ہے ترک کی گئی ہو اور نیز یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کیا وہ تعلیم ایسے احکام سکھلاتی ہے یا نہیں کہ جو خدا کو عظیم الشان محسن قرار دے کر بندہ کا رشتہ محبت اس سے محکم کرتے ہوں اور تاریکی سے نور کی طرف لے جاتے ہوں اور غفلت سے حضور اور یادداشت کی طرف کھینچتے ہوں۔

(۳) تیسرے طالب حق کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ اس مذہب کو پسند کرے جس کا خدا ایک فرضی خدا نہ ہو جو محض قصوں اور کہانیوں کے سہارے سے مانا گیا ہو اور ایسا نہ ہو کہ صرف ایک مردہ سے مشابہت رکھتا ہو کیونکہ اگر ایک مذہب کا خدا صرف ایک مردہ سے مشابہ ہے جس کا قبول کرنا محض اپنی خوش عقیدگی کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ اس نے اپنے تئیں آپ ظاہر کیا ہے تو ایسے خدا کا ماننا گویا اس پر احسان کرنا ہے اور جس خدا کی طاقتیں کچھ محسوس نہ ہوں اور اپنے زندہ ہونے کے علامات وہ آپ ظاہر نہ کرے اس پر ایمان لانا بے فائدہ ہے اور ایسا خدا انسان کو پاک زندگی بخش نہیں سکتا اور نہ شبہات کی تاریکی سے باہر نکال سکتا ہے اور ایک مردہ پر میشر سے ایک زندہ بیل بہتر ہے جس سے کاشتکاری کر سکتے ہیں۔ پس اگر ایک شخص بے ایمانی اور دنیا پرستی پر جھکا ہوا نہ ہو تو وہ زندہ خدا کو ڈھونڈے گا تا اس کا نفس پاک اور روشن ہو جائے اور کسی ایسے مذہب پر راضی نہیں ہوگا جس میں زندہ خدا اپنا جلوہ قدرت نہیں دکھلاتا اور اپنے جلال کی بھری ہوئی آواز سے تسلی نہیں بخشتا۔

یہ تین ضروری امر ہیں جو تبدیل مذہب کرنے والے کے لئے قابل غور ہیں پس اگر کوئی شخص کسی مذہب کو ان تین معیاروں کے رُو سے دوسرے مذہب پر فائق اور غالب پاوے تو اُس کا فرض ہوگا کہ ایسے مذہب کو اختیار کرے اور اس قدر تحقیق کے لئے نہ کسی بڑے پنڈت بننے کی حاجت ہے اور نہ کسی بڑے پادری بننے کی ضرورت ہے اور خدا نے جیسا کہ جسمانی زندگی کے لئے جن جن چیزوں کی حاجت ہے جیسے پانی، ہوا، آگ اور خوردنی چیزیں وہ ان کے لئے

﴿۱۲﴾

جو عمداً خودکشی نہ کرنا چاہیں بکثرت پیدا کر رکھی ہیں اسی طرح اس نے روحانی زندگی کے لئے اپنی ہدایت کے طریقوں کو انسانوں کے لئے بہت سہل و آسان کر دیا ہے تا انسان اس مختصر عمر میں فوق الطاقت مشکلات میں نہ پڑیں اور امور ثلاثہ جو ہم نے اوپر ذکر کئے ہیں۔ ان کے لئے ایک عمر خرچ کرنے اور عالم فاضل بننے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک حامی مذہب جو اپنے اصول شائع کرتا ہے انہیں اصولوں سے پتہ لگ جاتا ہے کہ وہ اس معیار کے موافق ہیں یا نہیں اور اگر وہ اپنے اصولوں کے بیان کرنے میں کچھ جھوٹ بولے یا کسی بات کو چھپا دے تو وہ خیانت پوشیدہ نہیں رہ سکتی کیونکہ علمی زمانہ ہے اور صد ہا پہلو ایسے ہیں جن سے حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

اب جبکہ مذکورہ بالا بیانات سے بد اہت ثابت ہے کہ تبدیل مذہب کے لئے ہرگز ایسی ضرورت نہیں کہ کسی دین کے تمام فروع اصول اور جزئیات کلیات معلوم کئے جائیں بلکہ امور متذکرہ بالا کی واقفیت کافی ہے تو اس صورت میں ان نو مسلم آریوں کا کیا قصور ہے جو ان ضروری امور کی تحقیق کر کے مشرف باسلام ہوئے ہیں اور جس صورت میں خود آریہ سماج کے گروہ میں سکھ جٹ سنار اور جاہل دوکاندار آریوں میں شامل ہیں جو بغیر چاروں وید پڑھنے کے بلکہ بدوں ان امور ثلاثہ مذکورہ بالا کی تحقیق کے سنتن دھرم اور خالصہ مذہب سے جو ان کے قدیم مذاہب تھے دست بردار ہو کر آریہ مت میں داخل ہو گئے ہیں اور اکثر لوگ ان میں سے نادان اور جاہل ہیں گویا کل ذخیرہ آریہ مت کا بجز شاذ و نادر اشخاص کے انہیں عوام الناس سے بھرا ہوا ہے تو پھر کیوں ان غریب نو مسلم آریوں پر اعتراض کیا جاتا ہے جنہوں نے ارکان ثلاثہ پر خوب غور کر کے مذہب اسلام اختیار کیا ہے۔ ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ یہ بات تعلیق بالمحال ہے کہ کسی مذہب کے اختیار کرنے کے لئے پہلے اپنے آبائی مذہب کی کتاب اور اس کی تفسیروں کو سبقاً سبقاً اول سے آخر تک پڑھ لینا ضروری ہے اس شرط کو نہ کوئی آریہ دکھا سکتا ہے اور نہ کوئی پادری بلکہ یہ صرف ناحق کی نیش زنی ہے جو راستبازی سے بعید

ہے۔ دنیا میں عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنے والے تو ہر ایک مذہب میں تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ تبحر علمی میں پورے کامل ہر ایک ملک میں دس بیس سے زیادہ نہیں ہوتے مگر دوسرے لوگ کروڑ ہا ہوتے ہیں جو نہ پنڈت کہلاویں اور نہ پادری کے نام سے ملقب ہوں اور نہ مولوی ہونے کا عمامہ سر پر رکھتے ہیں اور انہیں میں اکثر طالب حق بھی ہوتے ہیں اور ان کے لئے کافی ہوتا ہے کہ وہ اس قدر دیکھ لیں کہ کسی مذہب میں خدا کے بارے میں کیا تعلیم ہے اور پھر مخلوق کے بارے میں کیا تعلیم اور پھر اس تعلیم کا ثمرہ کیا ہے کیا وہ اُس خدا تک پہنچاتی اور اُس مخفی ذات کو دکھلاتی ہے جو زندہ خدا ہے یا اس کو محض قصوں کے سہارے پر چھوڑتی ہے جیسا کہ ہم ان امور ثلاثہ کی ابھی تصریح کر چکے ہیں اور عقل سلیم بجاہت اس بات کو سمجھتی ہے کہ جو شخص ان تینوں امور میں کسی مذہب کو کامل پائے گا وہی مذہب سچا ہوگا کیونکہ یہ تسلی جھوٹے مذہب میں ہرگز مل نہیں سکتی۔

اب ہم ناظرین پر بڑے زور سے اس بات کا ثبوت ظاہر کرتے ہیں کہ یہ تینوں قسم کی خوبیاں محض اسلام میں پائی جاتی ہیں اور باقی جس قدر مذاہب روئے زمین پر ہیں۔ کیا آریہ اور کیا عیسائی اور کیا کوئی اور مذہب وہ ان سہ گونہ خوبیوں سے خالی ہیں اور ہم طول بیان سے پرہیز کر کے ہر ایک خوبی کے ذیل میں اسلام اور ان دونوں مذاہبوں کا کچھ ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

## اول

### خدا تعالیٰ کے متعلق عیسائی صاحبوں اور آریہ صاحبوں کی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبان اس بات کے اقراری ہیں کہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کامل خدا ہیں، جن کے اندر چار روہیں موجود ہیں۔ ایک بیٹے کی دوسرے باپ کی، تیسری روح القدس کی، چوتھی انسان کی اور یہ مربع خدا ہمیشہ کے لئے مربع ہوگا بلکہ اس کو



مخمس کہیں تو بجا ہے کیونکہ اس کے ساتھ جسم بھی ہمیشہ ہی رہے گا لیکن اب تک اس بات کا جواب نہیں دیا گیا کہ اس خدا کا وہ جسم جو ختنہ کے وقت اس سے علیحدہ کیا گیا تھا اور وہ جسم جو تحلیل ہوتا رہا اور یا ہمیشہ ناخنوں اور بالوں کے کٹانے کی وجہ سے کم ہوتا رہا کیا وہ بھی کبھی اس جسم کے ساتھ شامل کیا جائے گا یا ہمیشہ کے لئے اس کو داغ جدائی نصیب ہوا۔ ہر ایک عقلمند کو معلوم ہے کہ یہ علم طبعی کا مسلم اور مقبول اور تجربہ کردہ مسئلہ ہے کہ تین برس تک پہلا جسم تحلیل پا کر نیا جسم اس کی جگہ آجاتا ہے اور پہلے ذرات الگ ہو جاتے ہیں پس اس حساب سے تینتیس برس کے عرصہ میں حضرت مسیح کے گیارہ جسم تحلیل پائے ہوں گے اور گیارہ نئے جسم آئے ہوں گے اب طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ گیارہ مفقود شدہ جسم پھر حضرت مسیح کے موجودہ جسم کے ساتھ شامل ہو جائیں گے یا نہیں اور اگر نہیں شامل ہوں گے تو کیا بوجہ کسی گناہ کے وہ علیحدہ رکھنے کے لائق تھے یا کسی اور وجہ سے علیحدہ کئے گئے اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا سبب ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اس موجودہ جسم کو دور کر کے وہی پہلے جسم حضرت مسیح کو دیئے جائیں۔ اور کیا وجہ کہ جبکہ گیارہ دفعہ اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے کہ حضرت مسیح تمام انسانوں کی طرح تین برس کے بعد نیا جسم پاتے رہے ہیں اور تینتیس برس تک گیارہ نئے جسم پا چکے ہیں تو پھر کیوں اب باوجود دو ہزار برس گزرنے کے وہی پرانا جسم ان کے ساتھ لازم غیر منفک رہا اگر اس جسم کے غیر فانی بننے کی وجہ ان کی خدائی ہے تو ان پہلے دنوں میں بھی تو خدائی موجود تھی جبکہ ہر ایک تین برس کے بعد پہلا چولہ جسم کا وہ اُتارتے رہے ہیں اور وہ جسم جو خدائی کا ہمسایہ تھا خاک و غبار میں ملتا رہا تو کیوں یہ موجودہ جسم بھی ان سے الگ نہیں ہوتا۔ پھر یہ بھی ذرہ سوچو کہ انسان کے جسم کے پہلے ذرات اس سے الگ ہو جانا تو کوئی غیر معمولی بات نہیں بلکہ رحم سے نکلتے ہی ایک حصہ اس کے جسم کے زواہد کا الگ کرنا پڑتا ہے اور ناخن اور بال ہمیشہ کٹانے پڑتے ہیں اور بسا اوقات باعث بیماری بہت دہلا ہو جاتا ہے اور پھر کھانے پینے سے

نیا جسم آجاتا ہے مگر خدا کے گیارہ جسم اس سے الگ ہو جائیں اس میں بیشک خدا کی ہتک ہے ہاں جیسا کہ چاروں روحوں کے عقیدہ میں ایک راز تسلیم کیا گیا ہے اگر اس جگہ بھی یہی جواب دیا جائے کہ اس میں بھی کوئی راز ہے تو پھر بحث کو ختم کرنا پڑتا ہے۔ مگر بار بار راز کا بہانہ پیش کرنا یہ ایک بناوٹ اور کمزوری کی نشانی ہے۔

پھر دوسری تعجب یہ ہے کہ اس تخمیس کا نام تثلیث کیوں رکھا گیا ہے جبکہ بموجب عیسائی عقیدہ کے چاروں روحوں مسیح کے جسم میں ابدی اور غیر فانی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور انسانی روح بھی باعث غیر فانی ہونے کے اس مجموعہ سے کبھی الگ نہیں ہوگی اور نہ کبھی جسم الگ ہوگا تو پھر یہ تو تخمیس ہوئی نہ تثلیث۔ اب ظاہر ہے کہ واضعانِ تثلیث سے یہ ایک بڑی ہی غلطی ہوئی ہے جو انہوں نے تخمیس کو تثلیث سمجھ لیا مگر اب بھی یہ غلطی درست ہو سکتی ہے اور جیسا کہ گذشتہ دنوں میں تثلیث کے لفظ کی نسبت ثالوث تجویز کیا گیا تھا اب بجائے ثالوث کے تخمیس تجویز ہو سکتی ہے غلطی کی اصلاح ضروری ہے مگر افسوس کہ اس پانچ پہلو والے خدا کی کچھ نہ کچھ مرمت ہی ہوتی رہتی ہے۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ عیسائی مذہب توحید سے تہی دست اور محروم ہے بلکہ ان لوگوں نے سچے خدا سے منہ پھیر کر ایک نیا خدا اپنے لئے بنایا ہے جو ایک اسرائیلی عورت کا بیٹا ہے مگر کیا یہ نیا خدا ان کا قادر ہے جیسا کہ اصلی خدا قادر ہے۔ اس بات کے فیصلہ کے لئے خود اس کی سرگذشت گواہ ہے کیونکہ اگر وہ قادر ہوتا تو یہودیوں کے ہاتھ سے ماریں نہ کھاتا، رومی سلطنت کی حوالات میں نہ دیا جاتا اور صلیب پر کھینچا نہ جاتا۔ اور جب یہودیوں نے کہا تھا کہ صلیب پر سے خود بخود اتر آ ہم ابھی ایمان لے آئیں گے اُس وقت اتر آتا لیکن اس نے کسی موقع پر اپنی قدرت نہیں دکھلائی۔ رہے اس کے معجزات سو واضح ہو کہ اس کے معجزات دوسرے اکثر نبیوں کی نسبت بہت ہی کم ہیں مثلاً اگر کوئی عیسائی ایلیانی کے معجزات سے جو بائبل میں مفصل مذکور ہیں

جن میں سے مردوں کا زندہ کرنا بھی ہے مسیح ابن مریم کے معجزات کا مقابلہ کرے تو اس کو ضرور اقرار کرنا پڑے گا کہ ایلیا نبی کے معجزات شان اور شوکت اور کثرت میں مسیح ابن مریم کے معجزات سے بہت بڑھ کر ہیں ہاں انجیلوں میں بار بار اس معجزہ کا ذکر ہے کہ یسوع مسیح مصر و عوں یعنی مرگی زدہ لوگوں میں سے جن نکالا کرتا تھا اور یہ بڑا معجزہ اس کا شمار کیا گیا ہے جو محققین کے نزدیک ایک ہنسی کی جگہ ہے آج کل کی تحقیقات سے ثابت ہے کہ مرض صرع ضعف دماغ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے یا بعض اوقات کوئی رسولی دماغ میں پیدا ہو جاتی ہے اور بعض دفعہ کسی اور مرض کا یہ عرض ہوتی ہے لیکن ان تمام محققین نے کہیں نہیں لکھا کہ اس مرض کا سبب جن بھی ہوا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا حضرت مسیح ابن مریم پر یہ بھی احسان ہے کہ اس کے بعض معجزات کا ذکر تو کیا لیکن یہ نہیں لکھا کہ وہ مرگی زدہ بیماروں میں سے جن بھی نکالا کرتا تھا۔ اور قرآن شریف میں حضرت مسیح ابن مریم کے معجزات کا ذکر اس غرض سے نہیں ہے کہ اس سے معجزات زیادہ ہوئے ہیں بلکہ اس غرض سے ہے کہ یہودی اس کے معجزات سے قطعاً منکر تھے اور اس کو فریبی اور مکار کہتے تھے پس خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہودیوں کے دفع اعتراض کے لئے مسیح ابن مریم کو صاحب معجزہ قرار دیا اور اسی حکمت کی وجہ سے اس کی ماں کا نام صدیقہ رکھا کیونکہ یہودی اس پر ناجائز تہمت لگاتے تھے سو مریم کا صدیقہ نام رکھنا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ دوسری تمام پاک دامن اور صالحہ عورتوں سے افضل تھی بلکہ اس نام کے رکھنے میں یہودیوں کے اعتراض کا ذب اور دفع مقصود تھا اسی طرح جو احادیث میں لکھا گیا کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک تھے اس قول کے یہ معنی نہیں ہیں کہ دوسرے نبی مس شیطان سے پاک نہیں تھے بلکہ غرض یہ تھی کہ نعوذ باللہ جو حضرت مسیح پر ولادت ناجائز کا الزام لگایا گیا تھا اور حضرت مریم کو ایک ناپاک عورت قرار دیا گیا تھا۔ اس کلمہ میں اس کا رد مقصود ہے ایسا ہی حضرت

مسیح کی پیدائش بھی کوئی ایسا امر نہیں ہے جس سے ان کی خدائی مستنبط ہو سکے۔ اسی دھوکے کے دور کرنے کے لئے قرآن شریف اور انجیل میں حضرت عیسیٰ اور یحییٰ کی ولادت کا قصہ ایک ہی جگہ بیان کیا گیا ہے تا پڑھنے والا سمجھ لے کہ دونوں ولادتیں اگرچہ بطور خارق عادت ہیں لیکن ان سے کوئی خدا نہیں بن سکتا ورنہ چاہیے کہ یحییٰ بھی جس کا عیسائی یوحنا نام رکھتے ہیں خدا ہو بلکہ یہ دونوں امر اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ نبوت اسرائیلی خاندان میں سے جاتی رہے گی یعنی جبکہ یسوع مسیح کا باپ بنی اسرائیل میں سے نہ ہو اور یحییٰ کی ماں اور باپ اس لائق نہ ٹھہرے کہ اپنے نطفہ سے بچہ پیدا کر سکیں تو یہ دونوں بنی اسرائیلی سلسلہ سے خارج ہو گئے اور یہ آئندہ ارادہ الہی کے لئے ایک اشارہ قرار پا گیا کہ وہ نبوت کو دوسرے خاندان میں منتقل کرے گا۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کا کوئی اسرائیلی باپ نہیں ہے پس وہ بنی اسرائیل میں سے کیونکر ہو سکتا ہے لہذا اس کا وجود اسرائیلی سلسلہ کے دائمی نبوت کی نفی کرتا ہے ایسا ہی یوحنا یعنی یحییٰ اپنے ماں باپ کے قومی میں سے نہیں ہے سو وہ بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ مسیح کے کسی معجزہ یا طرز ولادت میں کوئی ایسا عجوبہ نہیں کہ وہ اس کی خدائی پر دلالت کرے اسی امر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مسیح کی ولادت کے ذکر کے ساتھ یحییٰ کی ولادت کا ذکر کر دیا تا معلوم ہو کہ جیسا کہ یحییٰ کی خارق عادت ولادت ان کو انسان ہونے سے باہر نہیں لے جاتی ایسا ہی مسیح ابن مریم کی ولادت اس کو خدا نہیں بناتی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ یوحنا کی ولادت حضرت عیسیٰ کی ولادت سے کوئی کم عجیب تر نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ میں صرف باپ کی طرف میں ایک خارق عادت امر ہے اور حضرت یحییٰ میں ماں اور باپ دونوں کی طرف میں خارق عادت امر ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ حضرت یحییٰ کی پیدائش کا نشان بہت صاف رہا ہے کیونکہ ان کی ماں پر کوئی ناجائز تہمت نہیں لگائی گئی اور بوجہ اس کے کہ وہ بانجھ تھی تہمت کا

کوئی محل بھی نہیں تھا لیکن حضرت مریم پر تہمت لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسیٰ کی ولادت کے عجوبہ کو خاک میں ملا دیا مگر اس تہمت میں صرف یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ خود حضرت مریم سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہ کہ جب اس نے اپنے کشف میں فرشتہ کو دیکھا اور فرشتہ نے اس کو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم نے عمداً اپنے خواب کو چھپایا اور کسی کے پاس اس کو ظاہر نہ کیا کیونکہ اس کی ماں اور باپ دونوں نے اس کو بیت المقدس کی نذر کیا تھا تا وہ ہمیشہ تارکہ رہ کر بیت المقدس کی خدمت میں مشغول رہے اور کبھی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اس کو دیا گیا اور اس نے آپ بھی عہد کیا تھا کہ خاوند نہیں کرے گی اور بیت المقدس میں رہے گی۔ اب اس خواب کے دیکھنے سے اس کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی لیکن وہ خواب سچی تھی اور ساتھ ہی اس کے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت تک بے خبر رہی جب پانچواں مہینہ حمل پر گزر رات یہ چرچا پھیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگوں کو خواب سنادی لیکن اُس وقت سنانا بے فائدہ تھا۔ آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا اس طرح پر یہ نشان مکدر ہو گیا۔

رہی حضرت مسیح کی پیشگوئیاں پس وہ تو ایسی ہیں کہ اب تک یہودی اس پر ہنسی کرتے ہیں کیونکہ ایسی باتیں کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی عادت میں داخل ہیں اور ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور نیز یہودی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ میں تھی سچی نہیں نکلی چنانچہ یہ اعتراض ان کے اب تک لایسنحل چلے آتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ نے بارہا حواریوں کو جو ان کے سامنے موجود تھے بہشت کا وعدہ دیا تھا بلکہ ان کے لئے بارہ تخت تجویز کئے تھے لیکن آخر کار بارہا<sup>۱۲</sup> میں سے گیارہ رہ گئے اور بارہا<sup>۱۲</sup> حواری جو یہود اسکر یوٹی تھا وہ مرتد ہو گیا

اور تیس روپیہ لے کر حضرت عیسیٰ کو اس نے گرفتار کر دیا اگر یہ پیشگوئی خدا کی طرف سے ہوتی تو یہودا مرتد نہ ہوتا۔ ایسا ہی ان کا یہ بھی اعتراض ہے کہ ان کی یہ پیشگوئی کہ ابھی اس زمانہ کے لوگ زندہ ہوں گے کہ میں واپس آ جاؤں گا یہ پیشگوئی بھی بڑی صفائی سے خطا گئی۔ کیونکہ انیس سو برس گزر گئے اور اس زمانہ کے لوگ مدت ہوئی کہ مر چپ گئے لیکن وہ واپس نہیں آئے۔ غرض ان تمام باتوں سے ظاہر ہے کہ وہ ہرگز کسی بات پر قادر نہیں تھا صرف ایک عاجز انسان تھا اور انسانی ضعف اور لاعلمی اپنے اندر رکھتا تھا اور انجیل سے ظاہر ہے کہ اس کو غیب کا علم ہرگز نہیں تھا کیونکہ وہ ایک انجیر کے درخت کی طرف پھل کھانے گیا اور اس کو معلوم نہ ہوا کہ اس پر کوئی پھل نہیں ہے اور وہ خود اقرار کرتا ہے کہ قیامت کی خبر مجھے معلوم نہیں پس اگر وہ خدا ہوتا تو ضرور قیامت کا علم اس کو ہونا چاہیے تھا اسی طرح کوئی صفت الوہیت اس میں موجود نہیں تھی اور کوئی ایسی بات اس میں نہیں تھی کہ دوسروں میں نہ پائی جائے عیسائیوں کو اقرار ہے کہ وہ مر بھی گیا۔ پس کیسے بد قسمت وہ فرقہ ہے جس کا خدا مر جائے۔ یہ کہنا کہ پھر وہ زندہ ہو گیا تھا کوئی تسلی کی بات نہیں جس نے مر کر ثابت کر دیا کہ وہ مر بھی سکتا ہے اس کی زندگی کا کیا اعتبار۔

اس تمام تحقیق سے ظاہر ہے کہ موجودہ مذہب عیسائیوں کا ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ جس کو انہوں نے خدا قرار دیا ہے وہ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتا۔ خدا پر ہرگز موت نہیں آ سکتی اور نہ وہ علم غیب سے محروم ہو سکتا ہے۔

اب ہم اسی پیمانہ سے آریہ مذہب کو ناپنا چاہتے ہیں کہ آیا وہ سچے اور کامل اور واحد لاشریک خدا کو مانتے ہیں یا اس سے برگشتہ ہیں۔ پس واضح ہو کہ اوّل علامت خدا شناسی کی توحید ہے یعنی خدا کو اس کی ذات میں اور صفات میں ایک ماننا اور کسی خوبی میں اس کا کوئی شریک قرار نہ دینا۔ لیکن ظاہر ہے کہ آریہ سماجی لوگ ذرہ ذرہ کو خدا تعالیٰ کی ازلیت کی صفت میں شریک قرار دیتے ہیں اور جس طرح خدا تعالیٰ اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کا محتاج نہیں

☆ یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسلمان بھی انسانی ارواح کو ابدی قرار دیتے ہیں کیونکہ قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ یہ ابدیت انسانی روح کے لئے محض عطیہ الہی ہے ورنہ انسانی روح بھی دوسرے حیوانات کی روحوں کی طرح قابل فنا ہے۔ منہ

اسی طرح ان کے نزدیک جیو یعنی روح اور پرمانو یعنی ذرات اجسام بھی اپنے وجود اور ہستی میں کسی خالق کی طرف محتاج نہیں بلکہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور نادیدنی ہیں اور اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اب ظاہر ہے کہ اس عقیدہ کے رُو سے نہ خدا کی توحید باقی رہتی ہے نہ اس کی عظمت میں سے کچھ باقی رہ سکتا ہے بلکہ اس صورت میں اس کی شناخت پر کوئی دلیل بھی قائم نہیں ہو سکتی کیونکہ صالح اپنے مصنوعات سے ہی شناخت ہوتا ہے پس جبکہ روحوں اور جسموں کی تمام قوتیں خود بخود اور قدیم ہیں تو پھر خدا کے وجود پر کوئی دلیل قائم ہوئی اور عقل انسانی نے کیونکر سمجھ لیا کہ وہ موجود ہے۔ یہ کہنا بیجا ہے کہ وہ ان ذرات کو جوڑتا ہے اور روح اور جسم کو تعلق بخشتا ہے اور اسی سے وہ پہچانا جاتا ہے کیونکہ صرف جوڑنے سے کوئی شخص خدا نہیں کہلا سکتا وجہ یہ ہے کہ اگر صرف جوڑنے سے کوئی خدا کہلا سکتا ہے تو اس صورت میں تو تمام نجار اور معمار خدا کہلا سکتے ہیں کیونکہ جوڑنے کا کام تو انہیں بھی آتا ہے۔ دیکھو حال کے زمانہ میں کیسی کیسی عمدہ صنعتیں یورپ کے صناعتوں نے ایجاد کی ہیں یہاں تک کہ مادر زاد اندھوں کے دیکھنے کے لئے بھی ایک آلہ نکالا ہے۔ اور آئے دن کوئی نہ کوئی نئی صنعت نکال لیتے ہیں یہاں تک کہ ایک قسم کے مردہ جانوروں میں روح ڈالنے کا طریق بھی انہوں نے ایجاد کیا ہے یعنی جب کوئی جانور ایسے طور سے مر جائے جو اس کے اعضائے ربیبہ کو صدمہ نہ پہنچے اور اس کی موت پر کچھ زیادہ عرصہ بھی نہ گزرے تو وہ اس کو اپنی حکمت عملی سے دوبارہ زندہ کرتے ہیں جو حقیقی طور پر وہ زندگی نہیں ہوتی تاہم اجوبہ نمائی میں کیا شک ہے۔ امریکہ میں آج کل یہ عمل کثرت سے پھیل رہا ہے مگر کیا ایسی صنعتوں سے وہ خدا کہلا سکتے ہیں؟

پس اصل بات یہ ہے کہ خدا کی قدرت میں جو ایک خصوصیت ہے جس سے وہ خدا کہلاتا ہے وہ روحانی اور جسمانی قوتوں کے پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ مثلاً جانداروں کے جسم کو جو اُس نے آنکھیں عطا کی ہیں اس کام میں اس کا اصل کمال یہ نہیں ہے کہ اُس نے یہ آنکھیں بنائیں بلکہ کمال یہ ہے کہ اُس نے ذرات جسم میں پہلے سے ایک پوشیدہ طاقتیں پیدا کر رکھی تھیں۔ جن میں بینائی کا نور

پیدا ہو سکے پس اگر وہ طاقتیں خود بخود ہیں تو پھر خدا کچھ بھی چیز نہیں کیونکہ بقول شخصے کہ گھی سنوارے سالنا بڑی بہو کا نام۔ اس بینائی کو وہ طاقتیں پیدا کرتی ہیں خدا کو اس میں کچھ دخل نہیں اور اگر ذراتِ عالم میں وہ طاقتیں نہ ہوتیں تو خدائی بے کار رہ جاتی پس ظاہر ہے کہ خدائی کا تمام مدار اس پر ہے کہ اس نے روجوں اور ذراتِ عالم کی تمام قوتیں خود پیدا کی ہیں اور کرتا ہے اور خود ان میں طرح طرح کے خواص رکھے ہیں اور رکھتا ہے پس وہی خواص جوڑنے کے وقت اپنا کرشمہ دکھلاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے خدا کے ساتھ کوئی موجد برابر نہیں ہو سکتا کیونکہ کوئی شخص ریل کا موجد ہو یا تار کا یا فونو گراف کا یا پریس کا یا کسی اور صنعت کا اس کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ ان قوتوں کا موجد نہیں جن قوتوں کے استعمال سے وہ کسی صنعت کو طیار کرتا ہے بلکہ یہ تمام موجد بنی بنائی قوتوں سے کام لیتے ہیں جیسا کہ انجن چلانے میں بھاپ کی طاقتوں سے کام لیا جاتا ہے پس فرق یہی ہے کہ خدا نے عنصر وغیرہ میں یہ طاقتیں خود پیدا کی ہیں مگر یہ لوگ خود طاقتیں اور قوتیں پیدا نہیں کر سکتے۔ پس جب تک خدا کو ذراتِ عالم اور ارواح کی تمام قوتوں کا موجد نہ ٹھہرایا جائے تب تک خدائی اس کی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور اس صورت میں اس کا درجہ ایک معمار یا نجاریا حداد یا گلگو سے ہرگز زیادہ نہیں ہوگا۔ یہ ایک بدیہی بات ہے جو رد کے قابل نہیں۔ پس دانشمند کو چاہیے کہ سمجھ کر جواب دے کہ بغیر سمجھ کے جواب دینا صرف بکواس ہے۔

یہ نمونہ آریہ سماجیوں کی توحید کا ہے اور پھر دوسرا امر کہ وہ اپنے پر میشر کو قادر کس درجہ تک سمجھتے ہیں خود ظاہر ہے کیونکہ جب کہ ان کا یہ مانا ہوا اصول ہے کہ ان کا پر میشر نہ ارواح کا خالق ہے نہ ذراتِ اجسام کا تو اس سے ظاہر ہے کہ اس کی قدرت ان کے نزدیک صرف اس حد تک ہے کہ وہ باہم جسم اور روح کو جوڑتا ہے اور جو ارواح اور اجسام میں گن اور خواص اور عجیب و غریب قوتیں ہیں وہ ان کے نزدیک انادی اور خود بخود ہیں پر میشر کا ان میں کچھ بھی دخل نہیں اب اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک ان کے پر میشر کی قوت اور قدرت نجاروں اور آہن گروں وغیرہ صناعتوں سے کچھ زیادہ نہیں کیونکہ زیادتی تو تب ہو کہ وہ ان قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا



پیدا کرنے والا بھی ہو اور جبکہ وہ سب خاصیتیں اور قوتیں اور گن اور طرح طرح کی طاقتیں ارواح اور ذرات اجسام میں قدیم اور نادیدنی ہیں جیسا کہ خود ارواح اور ذرات اجسام قدیم اور نادیدنی ہیں تو اس صورت میں ماننا پڑتا ہے کہ جس پر میشر نے ان ارواح اور ذرات کو پیدا نہیں کیا اس نے ان کی قوتوں کو بھی پیدا نہیں کیا کیونکہ کوئی چیز اپنی قوتوں سے الگ نہیں رہ سکتی۔ ہر ایک چیز کی قوتیں اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور وہی اس کی صورت نوعیہ کو قائم رکھتی ہیں اور جب وہ قوت اور گن باطل ہو جائے تو ساتھ ہی وہ چیز باطل ہو جاتی ہے پس اگر یہ مانا جائے کہ پر میشر نے روحوں اور ذرات عالم کو پیدا نہیں کیا۔ تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ اس نے اس کی قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو بھی پیدا نہیں کیا اور اس صورت میں بدیہی طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پر میشر کی قدرت اور قوت انسانی قوت اور قدرت سے بڑھ کر نہیں کیونکہ ہم بار بار کہتے ہیں کہ انسان سے زیادہ پر میشر میں یہی بات ہے کہ وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کا اپنی قدرت سے پیدا کرنے والا ہے مگر انسان کو کیسا ہی انواع اقسام کے ایجادات میں سبقت لے جائے مگر وہ قوتوں اور گنوں اور خاصیتوں کو اپنے مطلب کے موافق ارواح اور اجسام میں پیدا نہیں کر سکتا۔ ہاں جو خدا کی طرف سے پہلے ہی سے قوتیں اور گن اور خاصیتیں موجود ہیں ان سے کام لیتا ہے مگر خدا نے انسانوں میں جس مطلب کا ارادہ کیا ہے پہلے سے اس مطلب کی تکمیل کے لئے تمام قوتیں خود پیدا کر رکھی ہیں مثلاً انسانی روحوں میں ایک قوت عشقی موجود ہے اور گو کوئی انسان اپنی غلطی سے دوسرے سے محبت کرے اور اپنے عشق کا محل کسی اور کو ٹھہراوے لیکن عقل سلیم بڑی آسانی سے سمجھ سکتی ہے کہ یہ قوت عشقی اس لئے روح میں رکھی گئی ہے کہ تا وہ اپنے محبوب حقیقی سے جو اس کا خدا ہے اپنے سارے دل اور ساری طاقت اور سارے جوش سے پیار کرے۔

پس کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوت عشقی جو انسانی روح میں موجود ہے جس کی موجیں ناپیدا کنار ہیں اور جس کے کمال تموج کے وقت انسان اپنی جان سے بھی دست بردار ہونے کو تیار ہوتا ہے یہ خود بخود روح میں قدیم سے ہے، ہرگز نہیں۔ اگر خدا نے انسان اور اپنی ذات میں

عاشقانہ رشتہ قائم کرنے کے لئے روح میں خود قوتِ عشقی پیدا کر کے یہ رشتہ آپ پیدا نہیں کیا تو گویا یہ امر اتفاقی ہے کہ پر میشر کی خوش قسمتی سے روحوں میں قوتِ عشقی پائی گئی اور اگر اس کے مخالف کوئی اتفاق ہوتا یعنی قوتِ عشقی روحوں میں نہ پائی جاتی تو کبھی لوگوں کو پر میشر کی طرف خیال بھی نہ آتا اور نہ پر میشر اس میں کوئی تدبیر کر سکتا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ساتھ ہی اس بات کو بھی سوچنا چاہیے کہ پر میشر کا بھگتی اور عبادت اور نیک اعمال کے لئے مواخذہ کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اس نے خود محبت اور اطاعت کی قوتیں انسان کی روح کے اندر رکھی ہیں لہذا وہ چاہتا ہے کہ انسان جس میں خود اس نے یہ قوتیں رکھی ہیں اس کی محبت اور اطاعت میں محو ہو جائے ورنہ پر میشر میں یہ خواہش پیدا کیوں ہوئی کہ لوگ اس سے محبت کریں اس کی اطاعت کریں اور اس کی مرضی کے موافق رفتار اور گفتار بناویں ہم دیکھتے ہیں کہ باہمی کشش کے لئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے انسان انسان کے ساتھ انس رکھتا ہے اور بکری بکری کے ساتھ اور گائے گائے کے ساتھ اور ایک پرندہ اپنے ہم قسم پرندہ کے ساتھ پس جبکہ انسان کی روحانی اور جسمانی قوتوں کو پر میشر کے ساتھ کوئی بھی رشتہ نہیں تو کس اشتراک سے باہمی کشش درمیان ہو، صرف جوڑنے کا اشتراک کافی نہیں کیونکہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں جوڑنے میں پر میشر اور ایک نجار یا آہن گر برابر ہیں اگر ہمارا کوئی عضو اپنے ٹھکانہ سے اتر جائے اور کوئی شخص اس کو اصل جگہ سے جوڑ دے یا مثلاً اگر کسی کا ناک کٹ جائے اور کوئی شخص زندہ گوشت اس ناک پر چڑھا کر ناک کو درست کر دے تو کیا وہ اس کا پر میشر ہو جائے گا۔ خدا کو پہلی کتابوں میں استعارہ کے طور پر پتا یعنی باپ قرار دیا گیا ہے اور قرآن شریف میں بھی فرمایا ہے۔ **فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاءَكُمْ** یعنی تم خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور فرمایا **اللّٰهُ نُورٌ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ** یعنی خدا اصل نور ہے۔ ہر ایک نور زمین و آسمان کا اسی سے نکلا ہے۔ پس خدا کا نام استعارۃً پتا رکھنا اور ہر ایک نور کی جڑ اس کو قرار دینا اسی کی طرف

اشارہ کرتا ہے کہ انسانی روح کا خدا سے کوئی بھاری علاقہ ہے۔

عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنی جس میں دو اُنس ہیں ایک اُنس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی۔ اور اسی طرح ہندی میں اس کا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے اور مشرکانہ غلطی بھی دراصل اسی سچے خدا کی تلاش کی وجہ سے ہے۔ ہم اپنے کامل ایمان اور پوری معرفت سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اصول آریہ سماجیوں کا ہرگز درست نہیں کہ ارواح اور ذرات اپنی تمام قوتوں کے ساتھ قدیم اور انادی اور غیر مخلوق ہیں۔ اس سے تمام وہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے جو خدا میں اور اس کے بندوں میں ہے۔ یہ ایک نیا اور مکروہ مذہب ہے جو پنڈت دیانند نے پیش کیا ہے ہم نہیں جانتے کہ وید سے کہاں تک اس مذہب کا تعلق ہے لیکن ہم اس پر بحث کرتے ہیں کہ یہ اصول جو آریہ سماجیوں نے اپنے ہاتھ سے شائع کیا ہے یہ عقل سلیم کے نزدیک کامل معرفت اور کامل غور اور کامل سوچ کے بعد ہرگز درست نہیں۔ سناتن دھرم کا اصول جو اس کے مقابل پر پڑا ہوا ہے اس کو اگرچہ ویدانت کے بے جا مبالغہ نے بد شکل کر دیا ہے اور ویدانتیوں کی افراط نے بہت سے اعتراضات کا موقعہ دے دیا ہے تاہم اس میں سچائی کی ایک چمک ہے اگر اس عقیدہ کو زوائد سے الگ کر دیا جاوے تو ما حاصل اس کا یہی ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز پر میشر کے ہی ہاتھ سے نکلی ہے پس اس صورت میں تمام شبہات دُور ہو جاتے ہیں اور ماننا پڑتا ہے کہ بموجب اصول سناتن دھرم کے وید کا عقیدہ بھی یہی ہے کہ یہ تمام ارواح اور ذرات اجسام اور ان کی قوتیں اور طاقتیں اور گن اور خاصیتیں خدا کی طرف سے ہیں۔

یاد رہے کہ آریہ ورت میں مذہب قدیم جس پر کروڑھا انسان پائے جاتے ہیں سناتن دھرم ہے اگرچہ اس مذہب کو عوام نے بگاڑ دیا ہے اور مورتی پوجا اور دیویوں کی پرستش اور بہت سی مشرکانہ بدعتیں اور اتاروں کو خدا سمجھنا گویا اس مذہب کی جز ہو گیا ہے۔

لیکن ان چند غلطیوں کو الگ کر کے بہت سی عمدہ باتیں بھی اس مذہب میں موجود ہیں۔ اسی مذہب میں بڑے بڑے رشی اور مونی اور جوگی ہوتے رہے ہیں اور نیز اس مذہب میں بڑے بڑے جپی تپی اور ریاضت کرنے والے پائے گئے ہیں اب اگر کوئی چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ لیکن جس مذہب کو پنڈت دیا نند نے پیش کیا ہے اس میں وہ روحانیت نہیں ہے جس کو سناتن دھرم کے بزرگوں نے پایا تھا گو آخر کار شرک کو اپنے عقائد میں ملا کر اس روحانیت کو کھو دیا مخلوق کا خدا سے حقیقی تعلق تبھی ٹھہرتا ہے جب مخلوق خدا کے ہاتھ سے نکلنے والے ہوں جس پر غیریت کا داغ ہے اس میں یگانگت کبھی آ نہیں سکتی۔ ہم نے بڑے بڑے پنڈتوں سے سنا ہے کہ پنڈت دیا نند نے جو مذہب پیش کیا ہے یہ اس ملک کے خود رائے لوگوں کا مذہب تھا جو محض اپنی ناقص عقل کے پیرو تھے جیسے یونان کے گمراہ فلاسفر اس لئے وہ وید کی چنداں پروا نہیں کرتے تھے۔ غایت کار عوام کو مائل کرنے کے لئے تاویلوں کے ساتھ کوئی وید کی شرتی اپنی تائید میں سناتے تھے تا اس طرح پر اپنے عقائد کو عوام میں پھیلاویں۔ ورنہ اصل عقیدہ وید کا وہی ہے جو سناتن دھرم کی روح میں مخفی ہے۔ ان لوگوں میں کسی زمانہ میں قابل تعریف عملی حالتیں تھیں اور وہ بنوں میں جا کر ریاضت اور عبادت بھی کرتے تھے۔ اور ان کے دلوں میں نرمی اور سچی تہذیب تھی کیونکہ ان کا مذہب صرف زبان تک نہیں بلکہ دلوں کو صاف کرتے تھے اور وہ پر میشر جس کا کتابوں میں انہوں نے نام سنا تھا چاہتے تھے کہ اسی دنیا میں اس کا درشن ہو جائے اس لئے وہ بہت محنت کرتے تھے اور اُس صدق کا نور ان کی پیشانیوں میں ظاہر تھا۔ پھر بعد اس کے ایک اور زمانہ آیا کہ بت پرستی اور دیوتوں کی پوجا اور مورتی پوجا اور اوتاروں کی پوجا بلکہ ہر ایک عجیب چیز کی پوجا سناتن دھرم کا طریق ہو گیا اور وہ اس طریق کو بھول گئے جو طریق راجہ رام چندر اور راجہ کرشن نے اختیار کیا تھا جن پر ان کی راستبازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا۔

بات یہ ہے کہ جو لوگ خدا کے ہو جاتے ہیں اور واقعی اپنا وجود اور ذرہ ذرہ اپنے جسم کا خدا کی طرف سے سمجھتے ہیں ان کو خدا اور بھی نعمت دیتا ہے اور جو لوگ اپنی رُوح اور اپنے جسم کا ذرہ ذرہ خدا کی طرف سے نہیں جانتے ان میں تکبر ہوتا ہے اور وہ دراصل خدا کے گہرے احسان اور اس کی کامل پرورش سے منکر ہوتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک جس قدر باپ کو اپنے بیٹے سے روحانی تعلق ہے اس قدر بھی خدا کو اپنے بندہ سے تعلق نہیں کیونکہ وہ مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ بیٹا اپنی ماں اور باپ سے اس قدر روحانی تعلق رکھتا ہے کہ ان کے اخلاق سے حصہ لیتا ہے۔ مثلاً جب بیٹے کا باپ شجاعت کی صفت سے موصوف ہے بیٹے میں بھی وہ صفت کسی قدر آجاتی ہے اور جس باپ میں مادہ فراست اور عقل کا بہت ہے بیٹا بھی اس میں سے کسی قدر حصہ پاتا ہے لیکن آریہ صاحبوں کا یہ مذہب نہیں ہے کہ انسانی رُوح میں جو اخلاق اور صفات اور قوتیں ہیں وہ خدا سے اس کو ملی ہیں کیونکہ اگر وہ ایسا کہیں تو پھر انہیں رُوح کو مخلوق ماننا پڑے حالانکہ انسانی اخلاق خدا کے اخلاق کا پرتوہ ہیں۔ جب خدا نے رُوحوں کو پیدا کیا تو جس طرح باپ کے اخلاق کا بیٹوں میں اثر آجاتا ہے ایسا ہی بندوں میں اپنے خدا کا اثر آگیا۔

اور ابھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ خدا نے جو انسان کو اپنی طرف بلایا ہے اس لئے اس نے پہلے سے پرستش اور عشق کے مناسب حال تو تیں اس میں رکھ دی ہیں۔ پس وہ قوتیں جو خدا کی طرف سے ہیں خدا کی آواز کو سن لیتی ہیں۔ اسی طرح جب خدا نے چاہا کہ انسان خدا کی معرفت میں ترقی کرے تو اس نے پہلے سے ہی انسانی رُوح میں معرفت کے حواس پیدا کر رکھے ہیں اور اگر وہ پیدا نہ کرتا تو پھر کیونکر انسان اس کی معرفت حاصل کر سکتا تھا۔ انسان کی رُوح میں جو کچھ ہے دراصل خدا سے ہے اور وہ خدا کی صفات ہیں جو انسانی آئینہ میں ظاہر ہیں ان میں سے کوئی صفت بُری نہیں بلکہ ان کی بد استعمالی اور ان میں افراط تفریط کرنا بُرا ہے شاید کوئی جلدی سے یہ اعتراض کرے کہ انسان میں حسد ہے بغض ہے اور دوسری صفات ذمیمہ ہوتے ہیں پھر وہ کیونکر خدا کی طرف سے ہو سکتے ہیں پس واضح رہے کہ جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں دراصل تمام

انسانی اخلاق الہی اخلاق کا ظل ہیں کیونکہ انسانی روح خدا سے ہے لیکن کمی یا زیادتی یا بد استعمالی کی وجہ سے وہ صفات ناقص انسانوں میں مکروہ صورت میں دکھائی دیتے ہیں مثلاً حسد انسان میں ایک بہت بُرا خلق ہے جو چاہتا ہے جو ایک شخص سے ایک نعمت زائل ہو کر اس کو مل جائے لیکن اصل کیفیت حسد کی صرف اس قدر ہے کہ انسان اپنے کسی کمال کے حصول میں یہ روا نہیں رکھتا کہ اس کمال میں اُس کا کوئی شریک بھی ہو پس درحقیقت یہ صفت خدا تعالیٰ کی ہے جو اپنے تئیں ہمیشہ وحدۃ لا شریک دیکھنا چاہتا ہے۔ پس ایک قسم کی بد استعمالی سے یہ عمدہ صفت قابل نفرت ہو گئی ہے۔ ورنہ اس طرح پر یہ صفت مذموم نہیں کہ کمال میں سب سے زیادہ سبقت چاہے اور روحانیت میں تفرد اور یکتائی کے درجہ پر اپنے تئیں دیکھنا چاہے۔

پھر ماسوا اس کے اگر خدا کو قادر نہ مانا جاوے تو پھر اس سے ساری امیدیں باطل ہو جاتی ہیں کیونکہ ہماری دُعاؤں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ خدا تعالیٰ جب چاہے ذراتِ اجسام میں یا ارواح میں وہ قوتیں پیدا کر دے جو ان میں موجود نہ ہوں مثلاً ہم ایک بیمار کے لئے دعا کرتے ہیں اور بظاہر مرنے والے آثار اس میں ہوتے ہیں تب ہماری درخواست ہوتی ہے کہ خدا اس کے ذراتِ جسم میں ایک ایسی قوت پیدا کر دے جو اس کے وجود کو موت سے بچالے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر وہ دعا قبول ہوتی ہے اور بسا اوقات اوّل ہمیں علم دیا جاتا ہے کہ یہ شخص مرنے پر ہے اور اس کی زندگی کی قوتوں کا خاتمہ ہے لیکن جب دعا بہت کی جاتی ہے اور انتہا تک پہنچ جاتی ہے اور شدت دعا اور قلق اور کرب سے ہماری حالت ایک موت کی سی ہو جاتی ہے تب ہمیں خدا سے وحی ہوتی ہے کہ اس شخص میں زندگی کی طاقتیں پھر پیدا کی گئیں تب وہ یک دفعہ صحت کے آثار ظاہر کرنے لگتا ہے گویا مردہ سے زندہ ہو گیا۔

ایسا ہی مجھے یاد ہے کہ جب میں نے طاعون کے وقت میں دعا کی کہ اے خدائے قادر ہمیں اس بلا سے بچا اور ہمارے جسم میں وہ ایک تریاتی خاصیت پیدا کر دے جس سے ہم طاعون کی زہر سے بچ جائیں۔ تب وہ خاصیت خدا نے ہم میں پیدا کر دی اور فرمایا کہ میں طاعون

کی موت سے تمہیں بچاؤں گا اور فرمایا کہ تیرے گھر کی چار دیواری کے لوگ جو تکبر نہیں کرتے یعنی خدا کی اطاعت سے سرکش نہیں اور پرہیزگار ہیں میں ان سب کو بچاؤں گا اور نیز میں قادیان کو طاعون کے سخت غلبہ اور عام ہلاکت سے محفوظ رکھوں گا یعنی وہ سخت تباہی جو دوسرے دیہات کو فنا کر دے گی اس قدر قادیان میں تباہی نہیں ہوگی سو ہم نے دیکھا اور خدا تعالیٰ کی ان تمام باتوں کو مشاہدہ کیا۔ پس ہمارا خدا یہی خدا ہے جو نئی نئی قوتیں اور گن اور خاصیتیں ذراتِ عالم میں پیدا کرتا ہے اس سے پہلے پانسو برس تک پنجاب میں اس مہلک طاعون کا پتہ نہیں ملتا اس وقت یہ ذرات کہاں تھے۔ اب جب خدا نے پیدا کئے تو پیدا ہو گئے اور پھر ایسے وقت رخصت ہوں گے جب خدا تعالیٰ ان کو رخصت کرے گا ہمارا یہ طریق ہر ایک آریہ کے لئے ایک نشان ہوگا کہ ہم نے اس کامل خدا سے خبر پا کر ٹیکا کے انسانی حیلہ سے دست کشی کی اور بہت سے لوگ ٹیکا کرانے والے اس جہان سے گزر گئے اور ہم اب تک خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔ پس اسی طرح خدا تعالیٰ ذرات پیدا کرتا ہے جس طرح اس نے ہمارے لئے ہمارے جسم میں تریاتی ذرات پیدا کر دیئے۔ اور اسی طرح وہ خدا روح پیدا کرتا ہے جس طرح مجھ میں اُس نے وہ پاک روح پھونک دی جس سے میں زندہ ہو گیا۔ ہم صرف اس بات کے محتاج نہیں کہ وہ روح پیدا کر کے ہمارے جسم کو زندہ کرے بلکہ خود ہماری روح بھی ایک اور روح کی محتاج ہے جس سے وہ مردہ روح زندہ ہو پس ان دونوں روحوں کو خدا ہی پیدا کرتا ہے جس نے اس راز کو نہیں سمجھا وہ خدا کی قدرتوں سے بے خبر اور خدا سے غافل ہے۔

اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ خدا تعالیٰ کے علم کے بارے میں آریہ سماجیوں کا کیا عقیدہ ہے۔ واضح ہو کہ عقل سلیم اس بات کی ضرورت سمجھتی ہے کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہو اور کوئی ایسا مخفی امر نہ ہو جس پر اس کا علم محیط نہ ہو لیکن آریہ صاحبوں کے عقیدہ سے یہی لازم آتا ہے کہ ان کا پریشرا روح اور ذرات کی مخفی در مخفی قوتوں اور خاصیتوں کا علم نہیں رکھتا کیونکہ ابھی تک اس کو اسی قدر خبر ہے کہ جو کچھ کسی انسان یا حیوان میں گن اور قوت اور خوبی ہے وہ گزشتہ اعمال کی

وجہ سے ہے پس اگر اس کو یہ بھی معلوم ہوتا کہ علاوہ جسم دار جانداروں کے خود روحوں میں بھی انواع اقسام کی قوتیں اور گن اور خوبیاں ہیں جو کبھی ان سے دور نہیں ہوتیں تو وہ ان کے لئے بھی کوئی گزشتہ جنم تجویز کرتا اور ان کو انادی قرار نہ دیتا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی چیز کے خواص اس سے منفک نہیں ہوتے۔ پس فرض کے طور پر اگر انسانی روح گدھے میں آجاتی ہے تو وہ اپنے طبعی خواص کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتی گو اس جون میں ان خواص کو ظاہر کرے یا نہ کرے کیونکہ اگر کسی جون کے بدلنے سے اصلی خواص اور قوتیں روح کی قطعاً اس سے دور ہو جائیں تو پھر خود بقول آریہ صاحبان اعادہ اس کا محال ہوگا کیونکہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی جو قوت در حقیقت روح میں سے معدوم ہوگئی اس کا دوبارہ روح میں موجود ہو جانا در حقیقت نیست سے ہست ہو جانا ہے اور اگر تاسخ کے چکر میں آکر روح کی قوتیں معدوم نہیں ہوتیں تو تاسخ کا اُن پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پس جبکہ پر میشر نے ان غیر منفک قوتوں کو تاسخ کے چکر سے باہر رکھا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کو ان مخفی قوتوں اور خوبیوں کی خبر ہی نہیں۔ اور نہ یہ معلوم کہ کن عملوں کے پاداش میں یہ قوتیں اور یہ گن اور خوبیاں روحوں کو ملی ہیں۔ علاوہ اس کے اگر پر میشر کو اس بات کا کامل علم ہے کہ روح کیا چیز ہے اور اس کے خواص اور قوتیں کیا ہیں تو پھر کیوں وہ اس کے بنانے پر قادر نہیں۔ یہ تو آریہ صاحبوں کے نزدیک مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ارواح اپنے شمار میں محدود ہیں اور محدود وقت تک اپنا دورہ پورا کرتی ہیں پس محدود اور معلوم کے بنانے پر کیوں خدا قادر نہیں اور کس نے ان روحوں کو شمار مقررہ تک محدود کر دیا ہے اگر خدا ان کا محمّد نہیں۔ اگر وہ روحوں خدا کی بنائی ہوئی نہیں تو ان کی نسبت خدا کا علم ایسا کیونکر کامل ہو سکتا ہے جیسا کہ بنانے والے کا علم ہوتا ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ بنانے والے اور غیر بنانے والے کا علم برابر نہیں ہوتا مثلاً جو لوگ اپنے ہاتھ سے کوئی صنعت بناتے ہیں جیسے وہ لوگ اس صنعت کی دقیق درد دقیق کیفیتوں پر واقف ہوتے ہیں دوسرے لوگ ایسی اطلاع نہیں رکھتے اور اگر کامل طور پر اطلاع رکھتے تو بنا بھی سکتے



یہ بات مسلم اور مقبول ہے کہ جو بنانے والے کو ایک قسم کا علم ہوتا ہے وہ دوسرے شخص کو نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ خیال بھی کرے کہ میں علم رکھتا ہوں تب بھی اس کا وہ خیال غلط ہے اور دراصل ایک قسم کی ناواقفی کا پردہ اس پر ضرور رہتا ہے مثلاً ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ روٹی اس طرح پکاتے ہیں اور ہمارے رو بروہ روٹی بنائی جاتی ہے اور عمدہ اور لطیف پھلکے اور نان اور کچے تیار ہوتے ہیں لیکن اگر ہم کبھی اپنے ہاتھ سے یہ کام کرنا چاہیں تو اوّل غالباً یہی ہوگا کہ ہم گوندھنے کے وقت آٹے کو ہی خراب کریں گے اور وہ پتلا ہو کر روٹی پکانے کے لائق ہی نہیں رہے گا یا گاڑھ اور سخت ہو کر اس کام کے ناقابل ہوگا اور یا اس میں آٹے کی گٹھیاں پڑ جائیں گی۔ اور اگر ہم نے مطلب کے موافق آٹا گوندھ بھی لیا تو پھر روٹی ہم سے ہرگز درست نہیں آئے گی غالباً بیچ میں اس کے ایک ٹکی رہے گی اور گرد اس کے بڑے بڑے کان نکل آئیں گے اور کسی جگہ سے پتلی اور کسی جگہ سے موٹی اور کسی جگہ سے کچی اور کسی جگہ سے سڑی ہوئی ہوگی پس کیا سبب ہے کہ باوجود ہر روزہ مشاہدہ کے ہم صاف روٹی پکا نہیں سکیں گے اور باوجودیکہ وقت بہت خرچ کریں گے لیکن کام بگاڑ دیں گے اس کا یہی سبب ہے کہ ہمارے پاس وہ علم نہیں کہ جو اس شخص کو علم ہے جو بیس برس سے ہر قسم کی روٹیاں اپنے ہاتھ سے پکا رہا ہے۔

اسی طرح دیکھ لو کہ تجربہ کار ڈاکٹر کیسے کیسے نازک اپریشن کرتے ہیں یہاں تک کہ گردہ میں سے پتھریاں نکال لیتے ہیں اور بعض ڈاکٹروں نے انسان کے سر کی بیکار اور زخم رسیدہ کھوپڑی کو کاٹ کر اسی قدر حصہ کسی اور جانور کی کھوپڑی کا اس سے پیوست کر دیا ہے اور دیکھو وہ کیسی عمدگی سے بعض نازک اعضا کو چیرتے ہیں یہاں تک کہ انٹرویوں میں جو بعض پھوڑے پیدا ہوتے ہیں نہایت صفائی سے ان پر بھی عمل جراحی کرتے ہیں اور نزول الماء کے موتی کو کیسی صفائی سے کاٹتے ہیں اب اگر یہی عمل ایک دہقان بغیر تجربہ اور علم کے کرنے لگے تو اگر آنکھوں پر کوئی نشتر چلاوے تو دونوں ڈیلے نکال دے گا اور اگر پیٹ پر چلاوے تو وہیں بعض اعضاء کو کاٹ کر زندگی کا خاتمہ کر دے گا۔ اب ظاہر ہے کہ اس دہقان اور ڈاکٹر میں فرق صرف علم کا ہے کیونکہ ڈاکٹر کو کثرت تجربہ اور عملی مزاوت سے ایک قسم کا

علم حاصل ہو گیا ہے جو اس دہقان کو حاصل نہیں۔ دیکھو ہمیشہ شفا خانوں میں بیماروں کے لئے خدمت کرنے والے اور سقے وغیرہ موجود ہوتے ہیں اور وہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر کس کس قسم کے اپریشن کرتا ہے لیکن اگر وہ آپ کرنے لگیں تو بیشک کسی انسان کا خون کر دیں گے پس اس میں کچھ شک نہیں کہ عملی مزاوت میں ایک خاص علم ہو جاتا ہے کہ دوسرے کو نہیں ہو سکتا اسی طرح آریہ صاحبوں کو اس بات کا اقرار کرنا پڑے گا کہ اگر ان کا پر میشر روحوں اور ذرات عالم کا خالق ہوتا تو اس کا علم موجودہ حالت سے بہت زیادہ ہوتا۔ اسی اقرار سے یہ بھی ان کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ان کے پر میشر کا علم ناقص ہے کیونکہ بنانے والا اور نہ بنانے والا حقیقت شناسی میں برابر نہیں ہو سکتے اور خود جب مان لیا جائے کہ پر میشر نے نہ روحوں کو بنایا نہ ان کی قوتوں کو اور نہ ان کی خاصیتوں کو اور نہ پر مانو یعنی ذرات اجسام کو بنایا اور نہ ان کی قوتوں اور خاصیتوں اور گنوں کو تو اس پر کیا دلیل ہے کہ ایسے پر میشر کو ان قوتوں اور خاصیتوں اور گنوں کا علم بھی ہے یہ کہنا کافی نہیں ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اس کو علم ہے کیونکہ محض عقیدہ پیش کرنا کوئی دلیل نہیں ہے اور بفرض محال اگر کسی قدر علم مان بھی لیں تو وہ علم اس علم کے برابر کب ہو سکتا ہے کہ اس حالت میں ہوتا کہ جبکہ پر میشر نے روحوں اور ذرات عالم اور ان کی قوتوں اور خاصیتوں کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہوتا کیونکہ تمام عقلمندوں کی یہ مانی ہوئی بات ہے کہ بنانے والے اور نہ بنانے والے کا علم برابر نہیں ہوتا جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں لیکن قرآن شریف ہمیں سکھلاتا ہے کہ وہ روحوں اور ذرات عالم کی تمام اندرونی کیفیتیں اور قوتیں اور خاصیتیں جانتا ہے اور قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے کہ میں اس لئے اندرونی حالات ارواح اور ذرات کے جانتا ہوں کہ میں ان سب چیزوں کا بنانے والا ہوں لیکن وید کا پر میشر کوئی دلیل نہیں دیتا کہ بلا تعلق اور بلا واسطہ کیوں اور کس وجہ سے ارواح کی پوشیدہ قوتوں اور گنوں اور خواص کا اس کو علم ہے اور ایسا ہی کیوں اور کس طرح ذرات اجسام کے نہاں در نہاں خواص اور طاقتوں اور گنوں پر اس کو اطلاع ہے۔

پھر ماسوا اس کے ہم خدا تعالیٰ کے علم کا اس کی تازہ بہ تازہ وحی سے ہمیشہ مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم روز دیکھتے ہیں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ غیب دان ہے اور نہ صرف اسی قدر بلکہ ہم اس کی قدرت کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں مگر آریہ صاحبوں پر یہ دروازہ بھی بند ہے اس لئے ان کے لئے اس بات پر یقین کرنے کے لئے کوئی راہ کھلی نہیں کہ ان کا پر میشر غیب دان ہے یا قادر مطلق ہے اور نہ وید ان کو اس درجہ کے حاصل کرنے کی کوئی بشارت دیتا ہے۔

ایسا ہی آریہ صاحبان خود اقراری ہیں کہ ان کے پر میشر کے لئے اپنے فیض الوہیت میں کمال تام حاصل نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ ناقص طور پر لوگوں کو مکتی خانہ میں داخل کرتا ہے اور پھر کچھ مدت کے بعد نا کردہ گناہ مکتی خانہ سے باہر نکال لیتا ہے تا سلسلہ تناخ میں کچھ فرق نہ آوے اس لئے اس کی سزا اور رحمت کا قاعدہ بھی خود غرضی کی آمیزش اپنے اندر رکھتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر میں رحمت تامہ سے کام لوں اور سب کو ہمیشہ کے لئے نجات دے دوں تو سلسلہ تناخ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا تو پھر بعد میں بیکار بیٹھنا پڑے گا کیونکہ جس حالت میں روہیں محدود ہیں یعنی ان کے شمار کی ایک مقدار تک حد مقرر ہے تو اس صورت میں اگر ایک بھگت کو جو عبادت میں اپنی تمام عمر بسر کرتا ہے نجات ابدی دی جائے تو ظاہر ہے کہ جو رُوح نجات پاگئی وہ ہاتھ سے گئی اور تناخ کے چکر سے آزاد ہوئی پس بالضرورت ایک دن ایسا آجائے گا کہ سب روہیں ہمیشہ کے لئے نجات پا جائیں گی اور یہ تو خود مانا ہوا مسئلہ ہے کہ پر میشر رُوح پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ پس اس صورت میں بجز اس کے کیا نتیجہ ہو سکتا ہے کہ کسی دن تمام رُوحوں کے دائمی مکتی پانے کے بعد پر میشر گری کا تمام سلسلہ معطل پڑ جائے اور تناخ کے لئے ایک روح بھی اس کے ہاتھ میں نہ رہے پس اس تمام تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ آریہ صاحبان کا پر میشر جیسا کہ روہوں کے پیدا کرنے پر قادر نہیں ایسا ہی وہ روہوں کو نجات ابدی دینے پر بھی قادر نہیں کیونکہ اگر وہ روہوں کو نجات ابدی دے دے تو اس کا تمام سلسلہ ٹوٹتا ہے اس لئے اپنی تمام عملداری کے محفوظ رکھنے کے لئے بخل کی عادت کو اس نے لازم

کپڑا لیا ہے اور اپنے راستباز پرستاروں کے ساتھ بخیلوں کی طرح کارروائی کرتا ہے اور بار بار عزت کے بعد ان کو ذلت دیتا ہے اور تناخ کے چکر میں ڈال کر مکروہ در مکروہ موتوں میں ان کو ڈالتا ہے محض اس لئے کہ تا اس کی عملداری میں فرق نہ آوے۔ اس بات کا آریہ صاحبوں کو خود اقرار ہے کہ اس نے بارہا دنیا کے کل انسانوں کو نجات دے دی ہے مگر پھر کچھ مدت کے بعد اس نجات خانہ سے باہر نکال کر طرح طرح کی جنوں میں ان کو ڈال دیا ہے اب آریہ صاحبان ناراض نہ ہوں ہم ادب سے عرض کرتے ہیں اور جہاں تک ہمیں نرم الفاظ مل سکتے ہیں ان میں ہماری یہ گزارش ہے کہ اس عقیدہ پر ایک سخت اعتراض ہوتا ہے اور ہم امید نہیں کرتے کہ اس اعتراض کا کوئی آریہ صاحب صفائی سے جواب دے سکے اور اگر جواب دیں تو ہم خوشی سے سنیں گے اور اعتراض یہ ہے کہ جبکہ خود غرضی کی ضرورت کی وجہ سے پر میشر کی یہ عادت ہے کہ وہ مکتی خانہ میں ہمیشہ لوگوں کو رہنے نہیں دیتا اور پھر طرح طرح کی جنوں میں ڈالتا ہے تو ان مختلف جنوں سے ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی یعنی جو لوگ پر میشر کے سچے بھگت ہو کر نجات پا چکے ہیں اب مکتی خانہ سے باہر نکالنے کے وقت کسی کو مرد بنانا اور کسی کو عورت اور کسی کو گائے اور کسی کو بیل اور کسی کو کتا اور کسی کو سور اور کسی کو بندر اور کسی کو بھیڑیا، اس میں خلاف عدالت طریق معلوم ہوتا ہے۔ خصوصاً جس حالت میں ہر ایک مکتی پانے والا سخت امتحان کے بعد مکتی پاتا ہے اور کروڑ ہا برس تناخ کے چکر میں رہ کر پھر کہیں اس مراد تک پہنچتا ہے تو کم سے کم اس کے لئے یہ رعایت تو ہونی چاہئے تھی کہ وہ انسان بنایا جاتا۔ یہ کیا معاملہ ہے کہ اپنا پیارا بنا کر اور اپنے قرب سے شرف بخش کر پھر آخر کار اس کو کتا یا سور بنا کر مکتی خانہ سے باہر نکال دیا گیا اور اس کے ساتھ کے اشخاص کو کتا نہ بنایا، بلکہ انسان بنایا، حالانکہ مکتی پانے کے شرائط سب نے برابر پورے کر لئے تھے پر میشر کا کسی پر احسان نہ تھا پھر کیا وجہ کہ مکتی خانہ سے نکال کر کسی کو انسان اور کسی کو کتا بنایا گیا۔ اس صورت میں نہ سزا عدل کے طور پر ہوئی اور نہ رحمت۔

ایک اور بات ہے جو ہمیں سمجھ نہیں آتی کیا کوئی شریف آریہ صاحب ہیں جو اس کو سمجھ سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بموجب اس قاعدہ کے جو کئی یا بوں کو ایک مدت کے بعد پھر تناخ کے چکر میں ڈالا جاتا ہے اور طرح طرح کے جنوں کی ذلت ان کو دیکھنی پڑتی ہے لازم آتا ہے کہ آریہ صاحبوں کا کوئی مقدس بزرگ اس ذلت سے باہر نہ ہو گا ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ ہم کسی قوم کے بزرگوں کو ذلت کے داغ کی طرف منسوب کریں بلکہ ہماری یہ رائے ہے کہ جس شخص کو خدائے کریم اپنے فضل عظیم سے اپنی معرفت اور محبت اور اپنے پاک تعلق سے حصہ کامل بخشا ہے اور اپنے عزت والے گروہ میں داخل کرتا ہے پھر اس کو کبھی ذلیل نہیں کرتا اور ممکن نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے قرب کا اتنا بڑا درجہ پا کر پھر کتا یا بلا یا سؤر یا بندر بنایا جاوے مگر آریہ صاحبوں کا یہ قاعدہ چاہتا ہے کہ ضرور مقدس لوگ ان جنوں میں آتے ہیں خواہ وہ اتار کھلاویں یا رشی یا منی کے درجہ تک پہنچیں ہم بابد دریافت کرتے ہیں کہ کیا وید کے رشی جن پر چاروں وید نازل ہوئے تھے اور راجہ رام چندر اور راجہ کرشن وغیرہ اتار اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں یا نہیں اور اگر مستثنیٰ ہیں تو کیا وجہ اور اگر نہیں تو ان کو عزت سے یاد کرنا کیا معنی رکھتا ہے کیا عقل سلیم اس بات کو چاہتی ہے کہ ایک کتاب کو تو عزت دی جائے اور اس کو آسمانی کتاب سمجھا جائے مگر جس پر وہ کتاب نازل ہوئی تھی اس کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ وہ رذیل سے رذیل جنوں میں چکر کھاتا پھرتا ہے۔ غرض جو لوگ خدا تعالیٰ کی جناب میں ایک مرتبہ عزت پا گئے پھر ان کو تناخ کے چکر میں ڈالنا اور کتے، بیلے، سؤر بنانا، یہ اُس قدوس خدا کا فعل نہیں ہے جو پاک بنا کر پھر پلید بنانا نہیں چاہتا ورنہ اس صورت میں آریہ سماجیوں کا کوئی بزرگ بھی یقینی طور پر قابل تعریف نہیں ٹھہرتا کیونکہ کیا معلوم کہ اب وہ کس جنوں میں ہے۔ غرض اس عقیدہ کے رو سے آریہ صاحبوں کا پر میشر نہ صرف بخیلی کی صفت مذمومہ سے موسوم ہوتا ہے بلکہ سخت دل اور ظالم اور کینہ ور بھی ٹھہرتا ہے کہ جن لوگوں نے اس کے ساتھ سچے دل سے

محبت کی اور اس کی راہ میں فدا ہوئے اور اس کو ہمیشہ کے لئے اختیار کیا وہ ان کو بھی مکتی خانہ سے نکال کر اسی وقت یا کچھ دن بعد بندر اور سو ر بنا دیتا ہے ایسے پر میشر سے کونسی نیکی کی امید ہو سکتی ہے چاہئے کہ آریہ صاحبان اس مضمون کو غور سے مطالعہ کریں اور محض جوش اور غضب سے جواب نہ دیں بلکہ اول بات کو سمجھ لیں پھر کوئی کلمہ منہ پر لائیں۔

آریہ سماجیوں کا یہ دعویٰ ہے کہ وید میں عناصر پرستی اور ستارہ پرستی کی تعلیم نہیں ہے اور اس میں محض خدائے واحد لاشریک کی پرستش کی تعلیم ہے لیکن ان کے مقابل پر قدیم مذہب سنان دھرم کا ہے جو تمام آریہ ورت میں پھیلا ہوا ہے جس کے کروڑ ہا باشندے اس ملک میں موجود ہیں اور صد ہا پنڈت جا بجا پائے جاتے ہیں ان کا یہ بیان ہے کہ ضرور عناصر پرستی کی تعلیمیں وید میں پائی جاتی ہیں اور بلاشبہ وید یہی ہدایت کرتا ہے تم آگ کی پرستش کرو ہوا کی پرستش کرو، پانی کی پرستش کرو، زمین کی پرستش کرو، سورج کی پرستش کرو، چاند کی پرستش کرو اور اسی وجہ سے آریہ ورت میں قدیم سے ان چیزوں کے پرستار پائے جاتے ہیں چنانچہ لنگا کی پرستش کرنے والے اور کانگرہ میں جو لامکھی کی آگ کے پرستش کرنے والے اور سورج کے آگے ہاتھ جوڑنے والے اب تک جا بجا ان پرستشوں میں مشغول ہیں اور یہ سب لوگ وید کی پابندی کا دعویٰ کرتے ہیں اور قطع نظر اس کے جب کہ ہم خود بھی ایمان اور انصاف کی رو سے ان ویدوں میں غور کرتے ہیں جو اُردو اور انگریزی میں ترجمہ ہو کر شائع کئے گئے ہیں تو صد ہا شرتیوں پر نظر ڈال کر ضرور ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ بلاشبہ ان ویدوں میں آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ سے دعائیں مانگی گئی ہیں اور مرادوں کے پانے کے لئے ان سے مدد طلب کی گئی ہے چنانچہ ہم چند شرتیاں رگ وید کی اس جگہ محض نمونہ کے طور پر لکھتے ہیں اور یہ حصہ وید کا ترجمہ ہو کر سنسکرت لپتک سے دوبارہ مقابلہ کیا گیا ہے اور پنڈتوں کی شہادتوں کے ساتھ اس کی صحت کی اطمینان دلائی گئی ہے اور یونیورسٹی میں پڑھانے کے لئے قبول کیا گیا ہے اور وہ شرتیاں یہ ہیں:-

”میں اگنی دیوتا کی جو ہوم کا بڑا گروکارکن اور دیوتاؤں کو نذریں پہنچانے والا اور بڑے ثروت والا ہے مہما کرتا ہوں۔ ایسا ہو کہ اگنی جس کی مہما زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں دیوتاؤں کو اس طرف متوجہ کرے۔ اے اگنی جو کہ دو لکڑیوں کے رگڑنے سے پیدا ہوئی ہے اس پاک کٹے ہوئے کشا پر دیوتاؤں کو لا تو ہماری جانب سے اُن کا بلانے والا ہے اور تیری پرستش ہوتی ہے۔ اے اگنی آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو ان کے کھانے کے واسطے پیش کر۔ اے اگنی، ایو، سورج وغیرہ دیوتاؤں کو ہماری نذر پیش کر۔ اے بے عیب اگنی تو مجملہ اور دیوتاؤں کے ایک ہوشیار دیوتا ہے جو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے اور ہمیں اولاد عطا کرتا ہے، تمام دولتوں کا تو ہی بخشنے والا ہے، اے اگنی سُرخ گھوڑوں کے سوامی ہماری استت سے پرسن ہو۔ تننئیس دیوتاؤں کو یہاں لا۔ اے اگنی جیسا کہ تو ہے لوگ اپنے گھروں میں تجھے محفوظ جگہ میں روشن کرتے ہیں۔ اے عاقل اگنی تو پناہ ہے یعنی اپنے جسم کا آپ جلانے والا ہے آج ہماری خوش ذائقہ قربانی دیوتاؤں کو ان کے کھانے کے لئے پیش کر۔ اے اندراے ایو یہ ارگ تمہارے واسطے چھڑکا گیا ہے ہمارے واسطے کھانا لے کر ادھر آؤ۔ اے اندر کو سیکارشی کے پوتر جلد آ اور مجھ رشی کو مال دار کر دے۔ اے سورج اور چاند ہمارے یگ کو کامیاب کرو اور ہماری قوت زیادہ کرو۔ تم بہت آدمیوں کے فائدے کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ بہتوں کو

☆ تمام پرانوں کے شجرہ میں لکھا ہے کہ کوسیکا کا بیٹا وشوا متر تھا اور سیانا وید کا بھاشیکا راس کی وجہ بیان کرنے کو کہ اندر کو سیکا کا کیونکر پوتر ہو گیا یہ قصہ بیان کرتا ہے جو کہ وید کے تہہ انوکرا میٹکا میں درج ہے کہ کوسیکا اشرا تھا کے پوتر نے یہ دل میں خواہش کر کے کہ اندر کی توجہ سے میرا بیٹا ہو تپ چپ اختیار کیا تھا جس تپ کے جلدوں میں خود اندر نے ہی اس کے گھر جنم لے لیا اور آپ ہی

اس کا بیٹا بن گیا۔ منہ

تمہارا ہی آسرا ہے (غور کرنے کا مقام ہے کہ ایک طرف اس شرتی میں اقرار ہے کہ سورج اور چاند دونوں مخلوق اور پیدا شدہ ہیں اور پھر ان سے مرادیں بھی مانگی گئی ہیں) سورج کے نکلنے پر ستارے اور رات چوروں کی طرح بھاگ جاتے ہیں۔ ہم سورج کے پاس جاتے ہیں جو دیوتاؤں کے بیچ نہایت عمدہ دیوتا ہے۔ اے چاند ہمیں تہمت سے بچا گناہ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے توکل سے خوش ہو کر ہمارا دوست ہو جا ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو۔ اے چاند تو دولت کو بخشنے والا ہے اور مشکلوں سے نجات دینے والا ہمارے مکان پر دلیر بہادروں کے ہمراہ آ۔ اے چاند اور اگنی تم مرتبہ میں برابر ہو ہماری تعریفوں کو آپس میں بانٹ لو کہ تم ہمیشہ دیوتاؤں کے سردار رہے ہو۔ میں جل دیوتا کو جس میں ہمارے مویشی پانی پیتے ہیں بلاتا ہوں۔ اے دھرتی دیوتا ایسا ہو کہ تو بہت وسیع ہو جائے تجھ پر کانٹے نہ رہیں اور تو ہمارے رہنے کی جگہ ہو جائے اور ہمیں بڑی خوشی دے۔

یہ چند شرتیاں ہیں جو ہم نے رگ وید سے بطور نمونہ کے لکھی ہیں جس کا جی چاہے اصل سنسکرت پستک سے مقابلہ کر لے۔ اس قسم کی شرتیاں جو صدہا وید میں پائی جاتی ہیں سنا تن دھرم والے ہزار ہا پنڈت جو آریہ ورت میں موجود ہیں ان کے یہی معنے کرتے ہیں کہ ان سے عناصر پرستی ثابت ہوتی ہے اسی وجہ سے آریہ قوم میں آگ کی پوجا کرنے والے اور ایسا ہی پانی کی پوجا کرنے والے اور سورج چاند کے پوجاری بھی پائے جاتے ہیں اور ان معنوں پر صرف انہی کی گواہی نہیں بلکہ برہموند ہب کے صدہا محقق بھی جنہوں نے بڑی محنت سے سنسکرت میں چاروں وید پڑھے تھے آج تک گواہی دیتے آئے ہیں۔

اب غور کا مقام ہے کہ ان سب کے مقابل پر صرف ایک پنڈت دیا نند جس کو کوئی وحی الہام نہیں ہوتا تھا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ سب پر میشر کے نام ہیں اور پھر وہ اس دعویٰ کو بھی اخیر تک نباہ نہیں سکا بلکہ بعض مقام میں جہاں کسی طرح اس کی تاویل پیش نہیں گئی آپ قبول کر لیا ہے کہ اس جگہ آگ سے آگ ہی مراد ہے یا جل سے جل ہی مراد ہے اصل



انصاف کی یہ بات ہے کہ پنڈت دیانند وید کی تاویل نہیں کرتا تھا بلکہ ایک دوسرا وید بنانا چاہتا تھا۔ آخر تاویل کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ خدا کے آسمانی بندوں میں سے تو نہیں تھا جو خدا سے الہام پاتے ہیں اور نہ اس کو خدا کا مکالمہ نصیب تھا اور نہ اس کی تائید میں کوئی آسمانی نشان ظاہر ہوئے بلکہ وہ بلا امتیاز صد ہا ہندو پنڈتوں میں سے ایک پنڈت تھا پھر خواہ نخواہ بے دلیل اس کی بات کو ماننا انصاف سے بعید ہے جبکہ ہزار ہا پنڈت ایک طرف ہیں اور ایک طرف صرف وہ اور خدا کی طرف سے کوئی امتیازی نشان اس کے ساتھ نہیں اور بجز تاویلوں کے اور کوئی کام اس نے نہیں کیا تو کیوں بغیر تحقیق کے خواہ نخواہ اس کی بات مان لی جائے۔ یہ صرف مسلمانوں کا الزام نہیں کہ ویدوں میں مخلوق پرستی کی تعلیم ہے بلکہ سناتن دھرم والے قدیم ہندو جن کے مذہب کے کروڑ ہا لوگ اس ملک میں پائے جاتے ہیں وہ بھی اس بات کے ہمیشہ قائل چلے آتے ہیں کہ وید میں مخلوق پرستی کی تعلیم ہے۔ میں ہرگز سمجھ نہیں سکتا کہ اگر وید میں مخلوق پرستی کی تعلیم نہ ہوتی تو پھر کیوں یہ ہزار ہا پنڈت یک دفعہ اندھے ہو جاتے اور خلاف واقعہ وید پر ہتھیں لگاتے۔ عناصر پرستی کی شرتیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تمام رگ وید ان سے بھرا پڑا ہے۔ اب کہاں تک انسان تاویل کرتا جاوے۔ اگر دو شرتیاں ہوتیں یا دس ہوتیں یا بیس ہوتیں یا پچاس ہوتیں تو کوئی شخص تکلف سے محنت اٹھا کر تاویل بھی کرتا مگر وید میں تو صد ہا شرتیاں اسی قسم کی پائی جاتی ہیں ان کی کہاں تک تاویل ہو سکے۔ تعصب امر الگ ہے اور گرفتار تعصب جو چاہے کہے لیکن انصاف کے ساتھ اگر سوچا جائے تو کوئی صورت تاویل کی معلوم نہیں ہوتی۔

آریہ سماجیوں کے دل میں خواہ نخواہ یہ وہم پیدا ہو گیا ہے کہ جو کچھ پنڈت دیانند نے سمجھا ہے وہ دوسرے ہزار ہا پنڈتوں نے نہیں سمجھا لیکن یہ خیال بالکل بیہودہ ہے۔ وید سامنے موجود ہے اور وہ تین فرقوں کے ہاتھ میں ہے۔ ایک سناتن دھرم والے دوسرے برہم سماج والے۔ تیسرے وید کے

ترتیب سے جو اردو اور انگریزی میں ہو چکے ہیں اس صورت میں کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اس رائے کے ظاہر کرنے میں کہ ویدوں میں مخلوق پرستی ہے ان تمام لوگوں کی عقل ماری گئی اور صرف پنڈت دیانند صاحب اس دھوکے سے بچ گئے۔ ہاں میرے خیال میں ایک بات آتی ہے اگر اس امر کو آریہ سماجی لوگ ثابت کر سکیں تو پھر پنڈت دیانند کی تاویل صحیح ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ جس قدر شدت و مد سے ویدوں میں مخلوق پرستی کی تعلیم ہے جیسا کہ ابھی ہم نے چند شرتیاں نمونہ کے طور پر لکھی ہیں اس کے مقابلہ پر ویدوں میں سے بکثرت ایسی صاف صاف شرتیاں پیش کر دی جائیں جن میں یہ بیان ہو کہ تم نہ تو آگ کی پرستش کرو اور نہ ہوا کی اور نہ پانی کی اور نہ سورج کی اور نہ چاند کی اور نہ کسی اور چیز کی بلکہ محض پر میشر کی ہی پرستش کرو مگر چاہئے کہ ایسی شرتیاں کم سے کم پچاس یا ساٹھ ہوں کیونکہ جس حالت میں عناصر پرستی اور شمس و قمر کی پوجا کے بارے میں صد ہا شرتیاں وید میں پائی جاتی ہیں تو ان کے رد میں صرف دو چار شرتیاں کافی نہیں ہو سکتیں کیونکہ وہم گزرتا ہے کہ کسی نے وید کی پردہ پوشی کے لئے پیچھے سے ملا دی ہوں گی۔ اسی فیصلہ کے لئے میں نے یہ گزارش کی ہے۔ اگر ایسی شرتیاں جو مخلوق پرستی کے وہم کو رد کرتی ہوں بہت ہی تھوڑی ہوں تب بھی کم سے کم پچاس یا ساٹھ ہونی چاہئیں تاکسی وہم کی گنجائش نہ رہے اور اگر مشرکانہ تعلیم کی کثرت کے مقابل ایسی شرتیوں کی کثرت ثابت نہ ہو تو اگر ایک پنڈت دیانند نہیں کروڑ ہا پنڈت دیانند ہوں ہرگز ان مشرکانہ شرتیوں کی تاویل میں ایمانداری سے جواب نہیں دے سکے گا۔ ظاہر ہے کہ وید کی ان تعلیموں سے کروڑ ہا مخلوقات گمراہ ہو چکی ہے اور بیسیوں مخلوق پرستی کے مذہب آریہ قوم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ پس اگر فرض کے طور پر پنڈت دیانند کی طرح کسی اور وید کے بھاشی کار نے بھی ان شرتیوں کی وہی تاویل کی ہو جو دیانند نے کی ہے تو وہ بھی ہرگز پذیرائی کے لائق نہیں ہوگی کیونکہ ایسی تاویل کرنے والے کو وحی اور الہام کا دعویٰ نہیں ممکن ہے کہ کسی شخص نے جس کو مشرکانہ تعلیم بُری معلوم ہوئی ہو۔ وید کی ان شرتیوں پر اپنی تاویل سے پردہ ڈال دیا ہو تو جبکہ اس کے مقابل

دوسرے بھاشی کاروں نے قبول کیا ہے کہ ضرور اس میں مشرکانہ تعلیم ہے تو دو مختلف رائیوں کے ساتھ فیصلہ کیونکر ہوا اور ایسے بے اصل خیالات سے گو وہ قدیم ہوں یا جدید قطعی طور پر ہرگز یہ رائے قائم نہیں ہو سکتی کہ وید اس داغ سے مبرا ہے کیونکہ ہم دوسرے بھاشی کاروں کی شہادت کو کہاں چھپائیں اور جس طور کے معنی کروڑ ہا لوگ ابتدا سے سمجھتے چلے آئے ہیں ان معنوں سے بلاوجہ کیونکر اعراض کیا جائے۔ یہ وید کا خود اپنا فرض تھا کہ جس حالت میں اس نے ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے قوم شرک کی نجاست سے آلودہ ہوگئی تو وہ دھوکہ دور کرنے کے لئے آپ ہی پچاس یا ساٹھ یا تین سو مرتبہ تاکید کے طور پر بار بار لکھ دیتا کہ تم نے سورج چاند آگ پانی وغیرہ کی پرستش ہرگز نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

ایک اور امر ہے جو قرآن شریف کی تعلیم سے ہمیں معلوم ہوا ہے اور ہم تکمیل بحث کے لئے اس کا ذکر بھی اس جگہ مناسب سمجھتے ہیں اور ہمیں خیال گذرتا ہے کہ شاید رگ وید کی شرتیوں کا بھی یہی منشاء ہو اور پھر ایک زمانہ کے گزرنے کے بعد وہ منشاء سطحی نظروں سے چھپ گیا اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی ممکن ہے کہ ابتدا زمانہ میں ایسی شرتیاں وید میں بہت ہوں جن کا مضمون یہ ہو کہ آگ اور پانی اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ کی پرستش نہیں کرنی چاہیے پھر بعد میں جبکہ آریہ ورت میں ایسے فرقے بہت پیدا ہو گئے جو وید کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر عناصر پرست اور آفتاب پرست وغیرہ بن گئے تو رفتہ رفتہ انہوں نے وہ شرتیاں وید میں سے نکال دیں کیونکہ طبعاً انسان میں یہ عادت ہے کہ جب وہ اپنی عقل اور فہم کی حد تک دو مخالف مضمون کو ایک کتاب میں دیکھتا ہے تو کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح ان دونوں کو مطابق کرے اور جب مطابق نہیں کر سکتا تو پھر اس کوشش میں لگ جاتا ہے کہ کسی طرح اس حصہ کو نکال دے کہ جو اس کے مسلم حصہ کے مخالف ہے جیسا کہ عیسائی صاحبان بھی دن رات یہی کوشش کر رہے ہیں اور انجیل

کے وہ حصے جن میں صریح گواہی دی گئی ہے کہ یسوع ابن مریم انسان تھا وہ ان پر بہت ناگوار گذر رہے ہیں اگر ان کے مشورہ سے انجیلیں لکھی جاتیں تو بہت سے مقامات انجیل کے نکال دینے کے لائق تھے اور حتی المقدور اب بھی یہ کارروائی مختلف ترجموں کے ذریعہ سے کی جاتی ہے۔ اسی طرح اس تقریر کے لحاظ سے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں جس کو ہم نے نہ اپنی طرف سے بلکہ قرآن شریف کے استنباط سے لکھا ہے ممکن معلوم ہوتا ہے کہ وید بھی کسی زمانہ میں خدا کی وحی ہو۔ اور خدا کی طرف سے یہ کتاب ہو اور پھر ایک مدت کے بعد اس کے اصلی معنوں کے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کھائی اور اس وجہ سے آریہ ورت میں آریہ قوم میں یہ فرقے پیدا ہو گئے کہ کوئی سورج کی پوجا کرتا ہے اور کوئی آگ کا پوجا جاری اور کوئی گنگا سے مرادیں مانگتا ہے اور جب ان فرقوں نے دیکھا کہ وید کی صد ہا دوسری شرتیاں مخلوق پرستی کے مخالف ہیں تب انہوں نے رفتہ رفتہ ان تمام شرتیوں کو وید میں سے باہر نکال دیا اور صرف وہی شرتیاں وید میں رہنے دیں جو مشرکانہ تعلیم کے رنگ میں تھیں۔ اگر یہ امر ثابت ہو جائے کہ درحقیقت ایسی صد ہا شرتیاں وید میں سے نکال دی گئی ہیں تو کم سے کم ایک خدا ترس کو تقویٰ کے لحاظ سے وید کے بارے میں جلدی سے تکذیب کرنا منع ہوگا اور وید کی تکذیب کے لئے صرف اس قدر کافی نہیں ہوگا کہ اس میں آگ وغیرہ کی پرستش واستت و مہما موجود ہے کیونکہ قرآن شریف کی بعض آیات جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے وید کے اس طرز کو توحید میں داخل کرتی ہیں اور گو عناصر پرستی کے متعلق بعض شرتیاں وید میں اس قسم کی ہیں کہ ان کی تاویل کرنا بہت مشکل ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس طور پر جو قرآن شریف میں اشارات مذکور ہیں بعض شرتیوں کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہم اس قاعدہ کو ذیل میں لکھیں گے۔ اور اس کے ساتھ ہم یہ بھی اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ گو وید اپنی موجودہ حالت میں ایک دھوکا دینے والی کتاب ہے جو شرک کی تعلیم جا بجا

اس میں دکھائی دیتی ہے اور کروڑ ہا لوگوں پر اس کا یہ بد اثر پایا جاتا ہے کہ وہ آتش پرستی وغیرہ مشرکانہ طریقوں میں سرگرم ہیں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ جو ستارہ پرستی اور آتش پرستی پارسیوں میں موجود ہے وہ بھی وید سے ہی انہیں پہنچی ہے اور تعجب نہیں کہ رومیوں اور یونانیوں میں بھی یہ مشرکانہ تعلیمیں وید کے ذریعہ سے ہی رواج پائی ہوں کیونکہ آریہ قوم کا خیال ہے کہ وید قدیم ہے لہذا ہر ایک جھوٹی اور مشرکانہ تعلیم کا سرچشمہ ایسی کتاب کو ہی ماننا پڑے گا جو سب سے پرانی کہلاتی ہے پس وہ نمونہ جو وید کی تعلیم نے دکھلایا ہے وہ ان کروڑ ہا لوگوں کے عقیدوں سے ظاہر ہے جو وید کی پابندی کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اور موجودہ حالت میں وید میں کوئی نور تو حید نظر نہیں آتا۔ ہر ایک صفحہ پر مشرکانہ تعلیم کے الفاظ نظر آتے ہیں اور بے اختیار دل میں گزرتا ہے کہ یہ چار کا عدد ہی شرک سے کچھ مناسبت رکھتا ہے۔ انجیلیں چارتھیں۔ انہوں نے ایک مصنوعی خدا پیش کیا اور پھر وید بھی چار ہیں۔ انہوں نے آگ وغیرہ کی پرستش سکھائی لیکن تاہم ممکن اور قرین قیاس ہے کہ یہ کتاب تحریف کی گئی ہو اور کسی زمانہ میں صحیح ہو اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو اور پھر نادانوں کے تصرف اور تحریف سے بگڑ گئی ہو اور وہ شرتیاں اس میں سے نکال دی گئی ہوں جن میں یہ ذکر تھا کہ تم سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور پانی اور اکاش اور خاک وغیرہ کی پرستش مت کرو۔ اگرچہ اس قدر تغیر اور انقلاب سے یہ کتاب خطرناک اور مضر ہو گئی تاہم کسی زمانہ میں بیکار نہ تھی۔ اور جس شخص کو ہندوؤں کی تاریخ سے واقفیت ہے وہ خوب جانتا ہے کہ وید پر بڑے بڑے تغیرات آئے ہیں اور ایک زمانہ میں ویدوں کو مخالفوں نے آگ میں جلا دیا تھا اور مدت تک وہ ایسے لوگوں کے قبضہ میں رہے جو عناصر پرستی اور مورتی پوجا کے دلدادہ تھے اور بجز اس قسم کے برہمنوں کے دوسروں پر ان کا پڑھنا حرام کیا گیا تھا۔ پس اس وجہ سے وید کے پستک عام طور پر مل نہیں سکتے تھے بلکہ صرف بڑے بڑے برہمنوں کے کتب خانوں میں ہی پائے جاتے

تھے جو بت پرست اور عناصر پرست ہو چکے تھے۔ اس صورت میں خود عقل قبول کرتی ہے کہ ان دنوں میں ان برہمنوں نے بہت کچھ مشرکانہ حاشیے وید پر چڑھائے ہوں گے اور اس بات کے اکثر محقق آریہ ورت کے قائل ہیں کہ بعض زمانوں میں وید بڑھائے گئے اور بعض میں گھٹائے گئے اور بعض وقت جلائے گئے اور جب آریہ قوم نے اندرونی لڑائیوں سے فراغت پائی تو بیرونی حکومتوں کے پنجہ میں پھنس گئے۔ اسلامی حکومت بھی سات سو برس تک اس ملک میں رہی۔ اس لمبے زمانہ میں بھی جو کچھ مسلمانوں نے آریہ قوم کا عقیدہ دیکھا وہ بت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ تھا۔ اسی زمانہ میں شیخ سعدی بھی ایک مرتبہ اس ملک میں آئے تھے اور بت پرستی کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ وہ اپنی کتاب بوستان میں فرماتے ہیں:-

بُتک رایکے بوسہ دادم بدست      کہ لعنت بروباد و بر بت پرست

گائے کے لئے جس قدر آریہ صاحبوں کو جوش ہے وہ بھی دراصل مخلوق پرستی کی ایک جڑھ ہے ورنہ ایک حیوان کے لئے اس قدر جوش کیا معنی رکھتا ہے۔ قریباً تیرہ سو برس ہوتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس ملک کا ایک حصہ فتح کر لیا تھا اس وقت بھی اس ملک میں عام طور پر بت پرستی اور آتش پرستی وغیرہ پھیلی ہوئی تھی پس جہاں تک تاریخ کا قدم روشنی میں ہے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ آریہ ورت پر کوئی ایسا زمانہ بھی آیا تھا کہ وہ خدا پرست تھے۔

مسلمانوں پر یہ اعتراض آریوں کا کہ ان کے بادشاہوں نے ہمارے بزرگوں کو جبراً بت پرستی سے چھڑا کر مسلمان بنایا تھا یہ بھی صاف بتلا رہا ہے کہ اب تک آریہ صاحبوں کو بت پرستی سے بہت پیار ہے۔ عملی طور پر توحید سے کچھ تعلق ثابت نہیں ہوتا اس پر یہ کافی دلیل ہے کہ وہ بت پرستوں کے مسلمان ہونے سے بہت ناراض ہیں۔ ایک بت پرست حقیقت رائے کا قصہ بھی اسی غرض سے گھڑا گیا ہے جس کو بقول اُن کے کسی مسلمان بادشاہ نے مورتی پوجا سے جبراً چھڑا کر مسلمان کرنا چاہا تھا مگر وہ لڑکا بت پرستی پر

عاشق تھا اسی میں اس نے جان دی۔

غرض اسلامی تاریخ بھی قریباً ایک ہزار برس سے اس بات کی گواہ ہے کہ یہ ملک آریہ ورت بت پرستی اور مورتی پوجا کا ایک بھاری مرکز ہے۔ اس زمانہ کا کون ثبوت دے سکتا ہے کہ جب ان کروڑہا لوگوں کی طرح جو بت پرست اور عناصر پرست نظر آتے ہیں۔ وید مقدس کی تعلیم سے اس ملک میں کروڑہا خدا پرست موجد بھی موجود تھے۔ جگن ناتھ جی کا قدیم بت خانہ اور ایسا ہی اور بعض پرانے بت خانے جن کی عمارت ہزار ہا برس کی معلوم ہوتی ہے صاف طور پر گواہی دے رہے ہیں کہ یہ بت پرستی اور مورتی پوجا کا مذہب کچھ نیا نہیں بلکہ قدیم ہے۔ ایسا ہی بھاگوت وغیرہ کتابیں جو ہزار ہا برس کی تالیف معلوم ہوتی ہیں جن کو سناتن دھرم والے سیدھے سادھے ہندو بڑے پیار سے پڑھا کرتے ہیں اس قدامت شرک کے گواہ ہیں۔ اس کے ساتھ پرانے کتبے بھی اس ملک میں ایسے پائے گئے ہیں کہ وہ ایک پرانے زمانے کی حالت کی ایک آئینہ کی طرح شکل دکھلا رہے ہیں اور بلند آواز سے گواہی دے رہے ہیں کہ اُس وقت بھی اس ملک میں بت پرستی تھی اور جہاں تک تاریخ کا سلسلہ صفائی سے چل سکتا ہے یہی ظلمت شرک اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا کی رسوم ہر ایک زمانہ میں پائی جاتی ہیں اور ایسی گلے کا ہار ہو رہی ہیں کہ جب تک ایک ہندو اسلام اختیار نہ کرے یہ شرک کا داغ اس سے ہلکی دور ہی نہیں ہو سکتا گو آریہ سماجی بنے یا کچھ اور ہو جائے زمانہ دراز سے جس کا ابتدا معلوم کرنا مشکل ہے مورتی پوجا اور عناصر پرستی کا مذہب آریہ قوم میں چلا آتا ہے اور دوسری قوموں کے مورخوں کو کبھی یہ نصیب نہیں ہوا کہ وہ گواہی دیں کہ آریہ ورت میں بھی کسی وقت توحید تھی اور اس زمانہ دراز میں اگر ہم یہ کہیں کہ کروڑہا پنڈت آریہ ورت میں عناصر پرستی کے حامی گذرے ہیں تو یہ کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ پس ایسے پنڈتوں کے وجود سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ہمیشہ تمام ملک ایک سمندر کی طرح بت پرستی

اور عناصر پرستی اور مورتی پوجا سے بھرا رہا ہے اور اس ملک کو توحید نصیب نہ ہوئی جب تک اسلام اس ملک میں نہ آیا مگر جن بادشاہوں نے توحید کو اس ملک میں پھیلایا اور بت پرستی کی جڑ کھوئی وہی آریہ صاحبوں کی نظر میں بُرے بنے۔ اب تک ہندو صاحبان محمود غزنوی کو بھی گالیاں دیتے ہیں کہ اس نے کیوں ان کے قدیم بت خانے توڑے۔ غرض بت پرستی اور عناصر پرستی کا مذہب اس ملک میں اس قدر قدیم ہے کہ محققانہ طور پر اس کا کوئی ابتدا ٹھہرانا مشکل ہے۔ بجز اس کے کہ اس مذہب کو وید کے ساتھ ساتھ تسلیم کیا جائے مگر پھر بھی جیسا کہ ہمیں نے اوپر ذکر کیا ہے مجھے بعض قرآنی آیتوں پر نظر ڈال کر خیال آتا ہے کہ شاید اصل تعلیم وید کی عناصر پرستی سے پاک ہو اور عناصر کی مہما اور اُستت سے کچھ اور مطلب ہو مگر جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے یہ میرا خیال اس وقت یقین کے مرتبہ تک پہنچے گا جبکہ وید کی پچاس یا ساٹھ یا ستر شرتیوں سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ ان تمام عناصر اور اجرامِ فلکی کی پوجا سے جن کی مہما اور اُستت رگ وید میں موجود ہے صاف اور صریح لفظوں کے ساتھ منع کرتا ہے۔

## وید کی شرتیوں کی وہ تاویل جس کے لکھنے کا ہم نے وعدہ کیا تھا

وید کی شرتیوں کی وہ تاویل جس کا میں اوپر ذکر کر آیا ہوں قرآن شریف کی چند آیتوں پر غور کرنے سے میرے دل میں گزرتی ہے۔ پہلی آیت یہ کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ**۔ یعنی ہر ایک حمد اور ثنا اس خدا کے لئے مسلم ہے جس کی تربیت ہر ایک عالم میں یعنی ہر ایک رنگ میں ہر ایک



پیرایہ میں اور ہر ایک فائدہ بخش صنعت الہی کے ذریعہ سے مشہود اور محسوس ہو رہی ہے یعنی جن جن متفرق وسیلوں پر اس دنیا کے لوگوں کی بقا اور عافیت اور تکمیل موقوف ہے۔ دراصل ان کے پردہ میں ایک ہی پوشیدہ طاقت کام کر رہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔ چنانچہ اس دنیا کے کاروبار کی تکمیل کے لئے ایک قسم کی تربیت سورج کر رہا ہے جو ایک حد تک انسان کے بدن کو گرمی پہنچا کر دوران خون کا سلسلہ جاری رکھتا ہے جس سے انسان مرنے سے بچتا ہے اور اس کی آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے۔ پس حقیقی سورج جو حقیقی گرمی پہنچانے والا اور حقیقی روشنی عطا کرنے والا ہے وہ خدا ہے کیونکہ اسی کی طاقت کے سہارے سے یہ سورج بھی کام کر رہا ہے اور اس حقیقی سورج کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ دوران خون کے سلسلہ کو جاری رکھتا ہے جس پر جسمانی زندگی موقوف ہے۔ اس طرح پر کہ اس فعل کا آلہ انسان کے دل کو ٹھہراتا ہے اور آسمانی روشنی سے آنکھوں کے نور کی مدد کرتا ہے بلکہ وہ روحانی زندگی کو نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کے لئے منجملہ انسانوں کے ایک انسان کو اختیار کر لیتا ہے اور انسانی سلسلہ کے مجموعہ کے لئے جو ایک جسم کا حکم رکھتا ہے اس کو بطور دل کے قرار دے دیتا ہے اور اس کو روحانی زندگی کا خون نوع انسان کے تمام اعضاء تک پہنچانے کے لئے ایک آلہ مقرر کر دیتا ہے۔ پس وہ طبعاً اس خدمت میں لگا رہتا ہے کہ ایک طرف سے لیتا اور پھر تمام مناسب اطراف میں تقسیم کر دیتا ہے اور جیسا کہ غیر حقیقی اور جسمانی سورج آنکھوں کو کامل روشنی پہنچاتا اور تمام نیک بد چیزیں ان پر کھول دیتا ہے۔ ایسا ہی یہ حقیقی سورج دل کی آنکھ کو معرفت کے بلند مینار تک پہنچا کر دن چڑھا دیتا ہے اور جیسا کہ وہ جسمانی سورج حقیقی سورج کے سہارے سے پھلوں کو پکاتا ہے اور ان میں شیرینی اور حلاوت ڈالتا اور عفونتوں کو دور کرتا اور بہار کے موسم میں تمام درختوں کو ایک سبز چادر پہناتا اور خوشگوار پھلوں کی دولت سے ان کے دامن کو پُر کرتا اور پھر خریف

میں اس کے برخلاف اثر ظاہر کرتا ہے اور تمام درختوں کے پتے گر دیتا اور بد شکل بنا دیتا اور پھلوں سے محروم کرتا اور بالکل انہیں ننگے کر دیتا ہے۔ بجز ان ہمیشہ بہار درختوں کے جن پر وہ ایسا اثر نہیں ڈالتا یہی کام اس حقیقی آفتاب کے ہیں جو سرچشمہ تمام روشنیوں اور فیضوں کا ہے وہ اپنی مختلف تجلیات سے مختلف طور کے اثر دکھاتا ہے ایک قسم کی تجلی سے وہ بہار پیدا کر دیتا ہے اور پھر دوسری قسم کی تجلی سے وہ خزاں لاتا ہے اور ایک تجلی سے وہ عارفوں کے لئے معرفت کی حلاوتیں پیدا کرتا ہے اور پھر ایک تجلی سے کفر اور فسق کا عنفوت ناک مادہ دنیا سے دُور اور دفع کر دیتا ہے۔ پس اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ تمام کام جو یہ جسمانی آفتاب کر رہا ہے وہ سب کام اس حقیقی آفتاب کے ظل میں اور یہ نہیں کہ وہ صرف روحانی کام کرتا ہے بلکہ جس قدر اس جسمانی سورج کے کام ہیں وہ اس کے اپنے کام نہیں ہیں بلکہ درحقیقت اسی معبود حقیقی کی پوشیدہ طاقت اس کے اندر وہ تمام کام کر رہی ہے جیسا کہ اُسی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے قرآن شریف میں ایک ملکہ کا قصہ لکھا ہے جو آفتاب پرست تھی اور اس کا نام بلقیس تھا اور وہ اپنے ملک کی بادشاہ تھی اور ایسا ہوا کہ اس وقت کے نبی نے اس کو دھمکی دے بھیجی کہ تجھے ہمارے پاس حاضر ہونا چاہئے ورنہ ہمارا لشکر تیرے پر چڑھائی کرے گا اور پھر تیری خیر نہیں ہوگی۔ پس وہ ڈر گئی اور اس نبی کے پاس حاضر ہونے کے لئے اپنے شہر سے روانہ ہوئی اور قبل اس کے کہ وہ حاضر ہو اس کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ایسا محل طیار کیا گیا جس پر نہایت مصفاً شیشہ کا فرش تھا اور اس فرش کے نیچے نہر کی طرح ایک وسیع خندق طیار کی گئی تھی جس میں پانی بہتا تھا اور پانی میں مچھلیاں چلتی تھیں جب وہ ملکہ اس جگہ پہنچی تو اس کو حکم دیا گیا کہ محل کے اندر آ جا تب اس نے نزدیک جا کر دیکھا کہ پانی زور سے بہ رہا ہے اور اس میں مچھلیاں ہیں۔ اس نظارہ سے اس پر یہ اثر ہوا کہ اُس نے اپنی پنڈلیوں پر سے کپڑا اٹھا لیا کہ ایسا نہ ہو کہ پانی میں تر ہو جائے۔ تب اُس نبی نے اس ملکہ کو جس کا نام بلقیس تھا آواز دی کہ

اے بلیقیں تو کس غلطی میں گرفتار ہو گئی۔ یہ تو پانی نہیں ہے جس سے ڈر کر تو نے پا جامہ اوپر اٹھالیا۔ یہ تو شیشہ کافرش ہے اور پانی اس کے نیچے ہے۔ اس مقام میں قرآن شریف میں یہ آیت ہے۔ **قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ**<sup>۱</sup> یعنی اس نبی نے کہا کہ اے بلیقیں تو کیوں دھوکا کھاتی ہے یہ تو شیش محل کے شیشے ہیں جو اوپر کی سطح پر بطور فرفرش کے لگائے گئے ہیں اور پانی جو زور سے بہ رہا ہے وہ تو ان شیشوں کے نیچے ہے نہ کہ یہ خود پانی ہیں تب وہ سمجھ گئی کہ میری مذہبی غلطی پر مجھے ہوشیار کیا گیا ہے اور میں نے فی الحقیقت جہالت کی راہ اختیار کر رکھی تھی جو سورج کی پوجا کرتی تھی۔

تب وہ خدائے واحد لا شریک پر ایمان لائی اور اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے یقین کر لیا کہ وہ طاقتِ عظمیٰ جس کی پرستش کرنی چاہیے وہ تو اور ہے اور میں دھوکہ میں رہی اور سطحی چیز کو معبود ٹھہرایا اور اس نبی کی تقریر کا ما حاصل یہ تھا کہ دنیا ایک شیش محل ہے اور سورج اور چاند اور ستارے اور عناصر وغیرہ جو کچھ کام کر رہے ہیں۔ یہ دراصل ان کے کام نہیں یہ تو بطور شیشوں کے ہیں بلکہ ان کے نیچے ایک طاقت مخفی ہے جو خدا ہے۔ یہ سب اس کے کام ہیں۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بلیقیں نے سچے دل سے سورج کی پوجا سے توبہ کی اور سمجھ لیا کہ وہ طاقت ہی اور ہے کہ سورج وغیرہ سے کام کراتی ہے اور یہ تو صرف شیشے ہیں۔

یہ تو ہم نے سورج کا حال بیان کیا ایسا ہی چاند کا حال ہے۔ جن صفات کو چاند کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ دراصل خدا تعالیٰ کی صفات ہیں۔ وہ راتیں جو خوفناک تاریکی پیدا کرتی ہیں چاند ان کو روشن کرنے والا ہے۔ جب وہ چمکتا ہے تو فی الفور اندھیری رات کی تاریکی اٹھ جاتی ہے۔ کبھی وہ پہلے وقت سے ہی چمکنا شروع کرتا ہے اور کبھی کچھ تاریکی کے بعد نکلتا ہے۔ یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے کہ ایک طرف چاند چڑھا اور ایک طرف تاریکی کا نام و نشان نہ رہا۔ اسی طرح خدا بھی جب نہایت گندہ اور تاریک

آدمیوں پر جو اس کی طرف جھکتے ہیں چمکتا ہے تو ان کو ایسی طرح روشن کر دیتا ہے جیسا کہ چاند رات کو روشن کرتا ہے۔ اور کوئی انسان اپنی عمر کے پہلے زمانہ میں ہی اس چاند کی روشنی سے حصہ لیتا ہے اور کوئی نصف عمر میں اور کوئی آخری حصہ میں اور بعض بد بخت سسلخ کی راتوں کی طرح ہوتے ہیں یعنی تمام عمر ان پر اندھیرا ہی چھائے رہتا ہے۔ اس حقیقی چاند سے حصہ لینا ان کے نصیب نہیں ہوتا۔ غرض کہ یہ سلسلہ چاند کی روشنی کا اس حقیقی چاند کی روشنی سے بہت مناسب رکھتا ہے۔ ایسا ہی چاند پھلوں کو موٹا کرتا اور ان میں طراوت ڈالتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت کر کے اپنے درخت وجود میں پھل تیار کرتے ہیں چاند کی طرح خدا کی رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے اور اس پھل کو موٹا اور تازہ بہ تازہ کر دیتی ہے اور یہی معنی رحیم کے لفظ میں مخفی ہیں جو سورۃ فاتحہ میں خدا کی دوسری صفت بیان کی گئی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ جسمانی طور پر چار قسم کی ربوبیت ایسی ہو رہی ہے جس سے نظام عالم وابستہ ہے۔ ایک آسمانی ربوبیت یعنی اکاش سے ہے جو جسمانی تربیت کا سرچشمہ ہے جس سے پانی برستا ہے اگر وہ پانی کچھ مدت نہ بر سے تو جیسا کہ علم طبعی میں ثابت کیا گیا ہے۔ کنوؤں کے پانی بھی خشک ہو جائیں یہ آسمانی ربوبیت یعنی اکاش کا پانی بھی دنیا کو زندہ کرتا ہے اور نابود کو بود کی حالت میں لاتا ہے۔ اس طور پر آسمان ایک پہلا رب النوع ہے جس سے پانی برستا ہے۔ جس کو وید میں اندر کے نام سے یاد کیا گیا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۱۔ اس جگہ آسمان سے مراد وہ کرۂ زمہریر ہے جس سے پانی برستا ہے اور اس آیت میں اس کرۂ زمہریر کی قسم کھائی گئی جو مینہ برساتا ہے اور رجوع کے معنی مینہ ہے اور خلاصہ معنی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں وحی کا ثبوت دینے

☆ قرآن شریف کی اصطلاح کی رو سے جو فضا یعنی پول اوپر کی طرف ہے جس میں بادل جمع ہو کر مینہ برستا ہے اس کا نام بھی آسمان ہے جس کو ہندی میں اکاش کہتے ہیں۔ منہ

کے لئے آسمان کو گواہ لاتا ہوں جس سے پانی برستا ہے یعنی تمہاری روحانی حالت بھی ایک پانی کی محتاج ہے اور وہ آسمان سے ہی آتا ہے جیسا کہ تمہارا جسمانی پانی آسمان سے آتا ہے اگر وہ پانی نہ ہو تو تمہاری عقلوں کے پانی بھی خشک ہو جائیں۔ عقل بھی اسی آسمانی پانی یعنی وحی الہی سے تازگی اور روشنی پاتی ہے۔ غرض جس خدمت میں آسمان لگا ہوا ہے یعنی پانی برسانے کی خدمت یہ کام آسمان کا خدا تعالیٰ کی پہلی صفت کا ایک ظل ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ ابتدا ہر ایک چیز کا پانی سے ہے۔ انسان بھی پانی سے ہی پیدا ہوتا ہے اور وید کی رو سے پانی کا دیوتا اکاش ہے جس کو وید کی اصطلاح میں اندر کہتے ہیں مگر یہ سمجھنا غلطی ہے کہ یہ اندر کچھ چیز ہے بلکہ وہی پوشیدہ اور نہاں در نہاں طاقت عظمیٰ جس کا نام خدا ہے اس میں کام کر رہی ہے اسی کو بیان کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں یوں فرمایا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱

یعنی مت خیال کرو کہ بجز خدا کے کوئی اور بھی رب ہے جو اپنی ربوبیت سے دنیا کی پرورش کر رہا ہے بلکہ وہی ایک خدا ہے جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی طاقت ہر ایک جگہ کام کرتی ہے۔ اس جگہ اس ترتیب کے لحاظ سے جو اس سورۃ میں ہے اندر دیوتا کا رد ملحوظ ہے کیونکہ پہلی تربیت اسی سے شروع ہوتی ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں آسمان یا اکاش کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے دنیا کے لوگ تمام قضاء و قدر کو آسمان کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں اور بت پرستوں کے نزدیک بڑا رب النوع وہی ہے جو اندر کہلاتا ہے۔ پس اس جگہ اسی کا رد منظور ہے اور یہ جتلانا مقصود ہے کہ حقیقی اندر وہی اکیلا خدا ہے۔ اسی کی طاقت ہے جو پانی برساتی ہے۔ آسمان کو رب العالمین کہنا حماقت ہے بلکہ رب العالمین وہی ہے جس کا نام اللہ ہے۔

غرض خدا تعالیٰ کی یہ پہلی ربوبیت ہے جس کو نادانوں نے اکاش یعنی اندر کی طرف منسوب

کیا ہے۔ بات یہی ہے کہ اندھوں کو اکاش سے پانی برستا نظر آتا ہے مگر برسانے والی ایک اور طاقت ہے اور اس طور پر برسانا یہ جلوہ دکھانا ہے کہ یہ بھی اس کی ایک صفت ہے۔ پس آسمان کی یہ ظاہری ربوبیت اس کی حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے اور جو سامان رعد اور صاعقہ وغیرہ کا بادل میں ہوتا ہے دراصل یہ سب اس کی صفات کے رنگوں میں سے ایک رنگ ہے۔ پھر دوسری ربوبیت خدا تعالیٰ کی جو زمین پر کام کر رہی ہے رحمانیت ہے۔ اس لفظ رحمان سے بت پرستوں کے مقابل پر سورج دیوتا کا ردِ ملحوظ ہے کیونکہ بموجب بت پرستوں کے خیال کے جیسا کہ اکاش یعنی آسمان پانی کے ذریعہ سے چیزوں کو پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی سورج بہار کے ایام میں تمام درختوں کو لباس پہناتا ہے۔ گویا یہ اس کی وہ رحمت ہے جو کسی عمل پر مترتب نہیں۔ پس سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے کیونکہ وہ موسم بہار میں ننگے درختوں کو پتوں کی چادر پہناتا ہے اور اس وقت تک درختوں نے اپنے طور پر کوئی عمل نہیں کیا ہوتا یعنی کچھ بنایا نہیں ہوتا تا بنائے ہوئے پر کچھ زیادہ کیا جائے بلکہ وہ خزاں کی غارت گری کے باعث محض ننگے اور برہنہ کھڑے ہوتے ہیں پھر سورج کے پر توہ عاطفت سے ہر ایک درخت اپنے تئیں آراستہ کرنا شروع کر دیتا ہے آخر سورج کی مدد سے درختوں کا عمل اس حد تک پہنچتا ہے کہ وہ پھل بنا لیتے ہیں۔ پس جبکہ وہ پھل بنا کر اپنے عمل کو پورا کر چکتے ہیں تب چاندان پر اپنی رحیمیت کا سایہ ڈالتا ہے اور رحیم اس کو کہتے ہیں کہ عمل کرنے والے کو اس کی تکمیل عمل کے لئے مدد دے تا اس کا عمل نا تمام نہ رہ جاوے۔ پس چاند درختوں کے پھلوں کو یہ مدد دیتا ہے کہ ان کو موٹے کر دیتا ہے اور ان میں اپنی تاثیر سے رطوبت ڈالتا ہے چنانچہ علم طبعی میں یہ مسلم مسئلہ ہے کہ چاند کی روشنی میں باغبان لوگ اناروں کے پھلنے کی آواز سنا کرتے ہیں۔ غرض استعارہ کے طور پر قمر جو نیرِ دوم ہے رحیم کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ بڑا فعل اس کا یہی ہے جو موجود شدہ پھلوں کی مدد کرتا ہے

اور موٹا اور تازہ کر دیتا ہے پھر جب وہ پھل طیار ہو جاتے اور اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں تو زمین ان کو اپنی مالکانہ حیثیت سے اپنی طرف گراتی ہے تا وہ اپنی جڑا سزا کو پہنچیں۔ پس اگر وہ عمدہ اور نفیس پھل ہیں تو زمین پر ان کی بڑی عزت ہوتی ہے اور وہ قابل قدر جگہوں میں رکھے جاتے ہیں اور اگر وہ رڈی ہیں تو خراب جگہوں میں پھینک دیئے جاتے ہیں اور یہ سزا جزا گویا زمین کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ جو خدا نے اس کی فطرت کو دے رکھی ہے کہ اچھے پھل کی قدر کرتی ہے اور بُرے پھل کو ذلیل جگہ رکھتی ہے۔

غرض وید میں بطور استعارہ کے یہ چار نام ہیں جو چار بڑے بڑے دیوتاؤں کو عطا ہوئے ہیں۔ اوّل اکاش یعنی آسمان جس کو اندر دیوتا بولتے ہیں وہ پانی کا داتا ہے اور قرآن شریف میں ہے کہ **وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ** یعنی ہر ایک چیز پانی سے ہی زندہ ہے۔ اس لئے یہ مجازی دیوتا یعنی اندر جس کو اکاش کہنا چاہئے سب مجازی دیوتاؤں سے بڑا ہے جس کی بغلوں میں سورج اور چاند پرورش پاتے ہیں یہ بہ نسبت اوروں کے ربوبیت عامہ کا دیوتا ہے بعد اس کے سورج دیوتا ہے جو رحمانیت کا مظہر ہے اس کی ربوبیت چاند سے زیادہ اور اکاش یعنی اندر دیوتا سے کم ہے۔ وہ کام جو

☆ **حاشیہ:** کوئی یہ خیال نہ کرے کہ حقیقت میں یہ سب دیوتا ہیں بلکہ یہ سب ایک ہی مالک کے قبضہ میں ہیں۔ اور انسان کے فائدہ کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ہم نے اس جگہ دیوتا کا لفظ محض وید کا استعارہ بیان کیا ہے کیونکہ ان چاروں کے فیوض بموجب وید کے ایسے طور سے جاری ہیں کہ گویا اختیار سے یہ فیض پہنچا رہے ہیں مگر یہ سب خدا کی مخلوق ہیں اپنے ارادہ سے کوئی کام نہیں کرتے اور نہیں جانتے کہ کیا کام کرتے ہیں گویا مردہ بدست زندہ ہیں یہ چار صفات کے نمونہ جو اکاش اور سورج اور چاند اور زمین میں پائے جاتے ہیں یہ انسانوں کو غور کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں تا صفات الہی کے سمجھنے میں یہ مدد دیوں مثلاً آریہ لوگ خدا کی رحمانیت سے منکر ہیں اور حالانکہ وید سورج میں استعارہ کے رنگ میں خود رحمانیت کی صفت قرار دیتا ہے یہ اسی غرض سے ہے کہ تا انسانوں کو اس تقریب سے خدا کی رحمانیت پر نظر پڑے۔ منہ

اس کے ساتھ خصوصیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ بغیر موجودگی عمل کے درختوں پر اپنی عنایت اور کرپا ظاہر کرتا ہے کیونکہ درخت ننگ دھڑنگ کھڑے ہوتے ہیں اور خزاں کے مارے ہوئے ایسے ہوتے ہیں کہ گویا مُردے ہیں جو زمین میں گاڑے گئے ہیں اور تہی دست فقیروں کی طرح ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ پس سورج دیوتا بہار کے موسم میں موج میں آکر ان کو لباس بخشتا ہے اور ان کا دامن پھلوں اور پھولوں سے بھر دیتا ہے اور چند روز میں ان کے سر پر پھولوں کے سہرے باندھتا ہے اور سبز پتوں کی ریشمی قبائ کو پہناتا ہے اور پھلوں کی دولت سے ان کو مال مال کر دیتا ہے اور اس طرح پر ایک شاندار نوشہ ان کو بنا دیتا ہے پس اس کی رحمانیت میں کیا شک رہا جو بغیر کسی سابق عمل کے ننگے درویشوں پر اس قدر کرپا اور مہربانی کرتا ہے۔ اس قسم کے استعارات و دید میں بہت موجود ہیں کہ اول شاعرانہ طور پر معلوم ہوتے ہیں اور پھر ذرا غور کریں تو کوئی علمی چمک بھی ان میں دکھائی دیتی ہے۔

پھر سورج کے بعد وید کی رو سے چاند دیوتا ہے کہ وہ کمزوروں کے عملوں کو دیکھ کر اپنی مدد سے ان کے اعمال انجام تک پہنچاتا ہے یعنی بہار کے موسم میں درخت پھل تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن اگر چاند نہ ہوتا تو یہ عمل ان کا ناقص رہ جاتا اور پھلوں میں تازگی اور فربہ اور طراوت ہرگز نہ آتی۔ پس چاند ان کے عمل کا متمم ہے اس لئے اس لائق ہوا کہ مجازی طور پر اس کو رحیم کہا جائے سو وید اس کو رحیم قرار دیتا ہے سو استعارہ کے طور پر کچھ حرج نہیں۔

پھر چاند کے بعد دھرتی دیوتا ہے جس نے مسافروں کو جگہ دینے کے لئے اپنی پشت کو بہت وسیع کر رکھا ہے ہر ایک پھل درخت پر مسافر کی طرح ہوتا ہے آخر کار مستقل سکونت اس کی زمین پر ہوتی ہے اور زمین اپنے مالکانہ اختیارات سے جہاں چاہے اس کو اپنی پشت پر جگہ دیتی ہے اور جیسا کہ خدا نے قرآن شریف میں فرمایا۔ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ



انسانوں کو زمین پر اور دریاؤں پر خود اٹھایا۔ ایسا ہی زمین بھی ہر ایک چیز کو اٹھاتی ہے اور ہر ایک خاکی چیز کی سکونت مستقل زمین میں ہے۔ وہ جس کو چاہے عزت کے مقام پر بٹھاوے اور جس کو چاہے ذلت کے مقام میں پھینک دے۔ پس اس طرح پر زمین کا نام **مَلِکِ یَوْمِ الدِّینِ**۔ ہوا یعنی استعارہ کے طور پر صحیفہ فطرت کے آئینہ میں یہ چاروں الہی صفات نظر آتی ہیں۔ غرض اسی طرح خدا نے چاہا کہ اپنی صفات کو مجازی مظاہر میں بھی ظاہر کرے۔ تا طالب حق مثالوں کو پا کر اس کے دقیق در دقیق صفات پر اطمینان پکڑ لے۔

اب اس تمام تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ چار مجازی دیوتے جو وید میں مذکور ہیں۔ چار مجازی صفات اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چنانچہ اکاش مجازی طور پر ربوبیت گمبری کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اور سورج رحمانیت کی صفت سے موصوف ہے اور چاند رحیمیت کی صفت سے حصہ دیا گیا ہے اور زمین مالک یوم الدین کی صفت سے بہرہ یاب ہے اور یہ چاروں صفات مشہور و محسوس ہیں۔ انہی امور کی وجہ سے موٹی عقل والوں نے درحقیقت ان کو دیوتے قرار دیا ہے ☆ اور ان کو رب النوع اور قابل پرستش سمجھا ہے۔ پس ان لوگوں کے رد کے لئے خدا تعالیٰ اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں یعنی سورۃ فاتحہ میں فرماتا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ. اِيَّاكَ

☆ دیوتا سنسکرت میں رب کو کہتے ہیں جو کسی کی ربوبیت کرتا ہے یعنی پرورش کرتا ہے۔ پس سورج بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے اور چاند بجائے خود ایک رب ہے یعنی دیوتا ہے۔ ان تمام ربوں یعنی دیوتاؤں کے سر پر ایک بڑا رب ہے جو مدبر بالارادہ ہے اور وہی خدا ہے۔ اس کا نام رب العالمین ہے یعنی سب کا رب اور تمام ربوں کا بھی رب۔ ارادہ اور اختیار سے کام کرنے والا وہی ایک ہے باقی سب کلیں ہیں جو اُس کے ہاتھ سے چلتی ہیں۔ پس عبادت اور حمد کے لائق وہی ہے۔ اسی واسطے فرمایا۔

الحمد لله رب العالمين - منه

نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ - اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ - صِرَاطَ الَّذِينَ  
أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۚ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۗ - امین -

ترجمہ: حمد اور استغاثہ اور تمہارا سب سے بڑے رب کے لئے خاص ہے جس کا نام اللہ ہے جو  
رب العالمین ہے۔ اور رحمان العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے۔ اور مالک جمع عالم یوم الدین  
ہے یعنی یہ مرتبہ پرستش کا خدا کے لئے مخصوص ہے کہ اس کی ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور  
جزا سزا کے لئے مالکیت ایک عالم اور ایک رنگ میں محدود نہیں بلکہ یہ صفات اس کی  
بے انتہا رنگوں میں ظاہر ہوتی ہیں کوئی ان کا انتہا نہیں پاسکتا اور آسمان اور سورج وغیرہ کی  
ربوبیتیں یعنی پرورشیں ایک خاص رنگ اور ایک خاص قسم میں محدود ہیں اور اس اپنے تنگ  
دائرہ سے آگے نہیں نکلتیں اس لئے ایسی چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔ علاوہ اس کے ان  
کے یہ افعال بالارادہ نہیں بلکہ ان سب کے نیچے الہی طاقت کام کر رہی ہے۔ پھر فرمایا کہ  
اے وہ سب کے رب کہ جو بے انتہا رنگوں میں اپنے یہ صفات ظاہر کرتا ہے۔ پرستش کے لائق  
تو ہی ہے اور سورج چاند وغیرہ پرستش کے لائق نہیں ہیں۔ اسی طرح دوسرے مقام میں  
فرمایا۔ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ ۗ یعنی نہ  
سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو بلکہ اُس خدا کو سجدہ کرو جس نے یہ تمام چیزیں سورج چاند۔  
آسمان۔ آگ۔ پانی وغیرہ پیدا کی ہیں۔ چاند اور سورج کا ذکر کر کے پھر بعد اس کے جمع کا  
صیغہ بیان کرنا اس غرض سے ہے کہ یہ کل چیزیں جن کی غیرتو میں پرستش کرتی ہیں۔ تم ہرگز  
ان کی پرستش مت کرو۔ پھر اس سورۃ میں یعنی سورۃ فاتحہ میں اس بات کا جواب ہے کہ  
جب اکاش اور سورج اور چاند اور آگ اور پانی وغیرہ کی پرستش سے منع کیا گیا تو پھر کونسا  
فائدہ اللہ کی پرستش میں ہے کہ جو ان چیزوں کی پرستش میں نہیں تو دُعا کے پیرایہ میں اس کا  
جواب دیا گیا کہ وہ خدا ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کرتا ہے اور اپنے تئیں آپ اپنے بندوں پر

ظاہر کرتا ہے انسان صرف اپنی عقل سے اس کو شناخت نہیں کرتا بلکہ وہ قادر مطلق اپنی خاص تجلی سے اور اپنی زبردست قدرتوں اور نشانوں سے اپنے تئیں شناخت کرواتا ہے۔ وہی ہے کہ جب غضب اور قہر اس کا دنیا پر بھڑکتا ہے تو اپنے پرستار بندوں کو اس غضب سے بچا لیتا ہے وہی ہے جو انسان کی عقل کو روشن کر کے اور اس کو اپنے پاس سے معرفت عطا کر کے گمراہی سے نجات دیتا ہے اور گمراہ ہونے نہیں دیتا۔ یہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ مطلب ہے جس کو پانچ وقت مسلمان نماز میں پڑھتے ہیں بلکہ دراصل اسی دعا کا نام نماز ہے اور جب تک انسان اس دعا کو درددل کے ساتھ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نہ پڑھے اور اس سے وہ عقدہ کشائی نہ چاہے جس عقدہ کشائی کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی ہے تب تک اس نے نماز نہیں پڑھی۔ اور اس نماز میں تین چیزیں سکھلائی گئی ہیں۔

(۱) - اول خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کی توحید تا انسان چاند سورج اور دوسرے جھوٹے دیوتاؤں سے منہ پھیر کر صرف اسی سچے دیوتا کا ہو جائے اور اس کی رُوح سے یہ آواز نکلے کہ

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ<sup>۱</sup>

یعنی میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تجھ سے ہی مدد چاہتا ہے ☆ اور دوسرے یہ سکھلایا گیا ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں اپنے بھائیوں کو شریک کرے اور اس طرح پر بنی نوع کا حق ادا کر دے، اس لئے دعا میں اھدنا کا لفظ آیا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ اے ہمارے خدا ہم سب لوگوں کو اپنی سیدھی راہ دکھلا۔ یہ معنی نہیں کہ مجھ کو اپنی سیدھی راہ دکھا۔ پس اس طور کی دعا سے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ ہے بنی نوع کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے اور تیسری اس دعا میں یہ سکھلانا مقصود ہے کہ ہماری حالت کو صرف خشک ایمان تک محدود نہ رکھ بلکہ وہ ہمیں روحانی نعمتیں عطا کر جو تو نے پہلے راستبازوں کو دی

ہیں اور پھر کہا کہ یہ دعا بھی کرو کہ ہمیں ان لوگوں کی راہوں سے بچا جن کو روحانی آنکھیں عطا نہیں ہوئیں آخر انہوں نے ایسے کام کئے جن سے اسی دنیا میں غضب ان پر نازل ہوا۔ اور یا اس دنیا میں غضب سے تو بچے مگر گمراہی کی موت سے مرے اور آخرت کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ خلاصہ دعا کا یہ ہے کہ جس کو خدا روحانی نعمتیں عطا نہ کرے اور دیکھنے والی آنکھیں نہ بخشے اور دل کو یقین اور معرفت سے نہ بھرے آخر وہ تباہ ہو جاتا ہے اور پھر اس کی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی دنیا میں اس پر غضب پڑتا ہے کیونکہ وہ پاکوں کے حق میں بدزبانی کرتا ہے اور کتوں کی طرح زبان نکالتا ہے۔ پس ہلاک کیا جاتا ہے جیسا کہ یہود اپنی شرارتوں اور شوخیوں کی وجہ سے ہلاک کئے گئے اور بارہا طاعون کا عذاب ان پر نازل ہوا جس نے ان کی بیخ کنی کر دی اور یا اگر وہ دنیا میں شوخی اور شرارت نہ کرے اور بدزبانی اور شرارت کے منصوبے میں شریک نہ ہو تو اس کے عذاب کی جگہ عالم ثانی ہے جب اس دنیا سے وہ گزر جائے گا۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ ممکن ہے کہ رگ وید میں جو اندر اور سورج اور چاند اور آگ وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگی گئی ہیں اس سے مراد وہ اعلیٰ طاقت حضرت احدیت ہو جو ان کے پردہ میں کام کر رہی ہے جو سب مجازی دیوتاؤں کا دیوتا ہے کیونکہ ہم بعض جگہ قرآن شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پاتے ہیں کہ جس قدر اس عالم میں مختلف چیزیں نظام عالم کا قائم رکھنے کے لئے کام کر رہی ہیں وہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے نمونے ہیں جو مجازی رنگ میں ظاہر ہو رہے ہیں گویا اجرام فلکی اور عناصر ارضی ایک کتاب کے اوراق ہیں جن سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کے بارے میں معرفت کا سبق ملتا ہے اور عادت اللہ کا پتہ لگتا ہے مثلاً سورج چار فصلوں میں چار تغیرات دکھلاتا ہے۔

اول تغیر موسم خریف جو موسم بہار کے مخالف ہے اس تغیر سے وہ درختوں کے

آب و تاب کو ویران کرنا شروع کرتا ہے۔ اکثر درختوں کے پتے گر جاتے ہیں اور ان کے اندر کا مادہ سیالہ جو تازگی بخش ہوتا ہے خشک ہو جاتا ہے۔ انسانوں کے بدن پر بھی اس موسم کا یہی اثر ہوتا ہے کہ خشک اور سوداوی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پس اسی طرح خدا کی ایک تجلّی بھی موسم خریف سے مشابہ ہے کہ ایک زمانہ انسانوں پر آتا ہے کہ ان کے دلوں پر قبض طاری ہوتی ہے اور وجد اور یاد الہی کا مادہ سیالہ جو روحانی تازگی کو بخشتا ہے وہ کم ہونا شروع ہو جاتا ہے گو کھلے کھلے معصیت اور فسق کا دورا بھی نہیں آتا مگر اُنس الہی کا جوش جاتا رہتا ہے اور دلوں پر افسردگی اور مردگی اور جمود طبع اور قبض غالب ہو جاتا ہے اور لذت اور ذوق شوق الہی باقی نہیں رہتا اور یہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا اس کو کلجک کا پیش خیمہ کہنا چاہیے۔

پھر دوسرا زمانہ جو بذریعہ سورج کے خریف کے بعد ظاہر ہوتا ہے وہ موسم سرما کا زمانہ ہے جبکہ آفتاب اپنی دوری کی وجہ سے شدت برودت ظاہر کرتا ہے سو اسی طرح اس آفتاب حقیقی کی جس کا نام خدا ہے ایک تجلّی ہے جو جاڑے سے مشابہت رکھتی ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ خدا کی محبت دلوں سے بگلی ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور انسانی طبیعتیں اس کو چھوڑ دیتی ہیں اور بجائے اس کے ہر ایک شخص نفس اور شہوات کی راہ کو پسند کرتا ہے اور شراب خواری۔ قمار بازی۔ زنا کاری اور جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ بدزبانی۔ تکبر۔ دنیا پرستی۔ چوری۔ خیانت۔ خونریزی۔ ٹھٹھا۔ ہنسی اور ہر ایک قسم کا پاپ اور ہر ایک قسم کا پلید کام دنیا میں پھیل جاتا ہے اور تمام لیاقتیں زبان کی چالاکیوں سے آزمائی جاتی ہیں اور جو شخص ایسے طریقوں سے اپنی چالاکیاں دکھلاتا ہے وہ بڑا لائق سمجھا جاتا ہے اور بڑی عزت سے دیکھا جاتا ہے اور اگر مر بھی جائے تو اس کی یادگاریں قائم ہوتی ہیں۔ ایسا ہی زمین سنسان پڑی ہوئی ہوتی ہے۔ شاذ و نادر کے طور پر کوئی زمین پر ہوتا ہے جو پاک دل اور پاک زبان اور پاک خیال

اور خدا سے ڈرنے والا اور معرفت کے پاک پانی سے سیراب ہونے والا ہو یہ موسم ایسا ہے گویا اس کو کلجگ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں نیکی کا کال اور بدی کا اقبال ہوتا ہے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر جاتی ہے۔

☆ پھر دوسرا زمانہ جو سورج اپنے تغیرات سے جاڑے کے بعد ظاہر کرتا ہے وہ ربیع کا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ مردہ پودے نئے سرے زندہ کئے جاتے ہیں اور نباتات کا خشک شدہ خون نئے سرے پیدا کیا جاتا ہے۔ سو اسی طرح وہ جو آفتاب حقیقی ہے ایک بھاری تجلی اپنی جو موسم بہار کو دکھلاتی ہے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔ تب زمین کے زندہ کرنے کے لئے ایک نیا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ پانی اس طرح اترتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی کو منتخب کر کے اس کے دل کو اس پانی کا امیر بہار بناتا ہے۔ تب وہ پانی اس بادل میں سے خدا تعالیٰ کے اذن سے نکلتا رہتا ہے۔ اور ان خشک پودوں پر پڑتا ہے جن کو خریف کی بادِ صرصرنے تباہ اور خراب کر دیا تھا اور ان میں معرفت الہی کے نئے پتے پیدا کرتا ہے اور ذوق شوق کے پھول ان میں نمایاں کر دیتا ہے اور آخر انسانی شاخوں کو نیک اعمال کے پھلوں سے بھر دیتا ہے۔

☆ پھر تیسرا زمانہ جو زمانہ بہار کے بعد سورج دیوتا ظاہر کرتا ہے وہ صیف کا زمانہ ہے جو موسم گرما کا زمانہ کہلاتا ہے اور موسم گرما میں سورج ان پھلوں کو پکا دیتا ہے جو بہار کے موسم میں ابھی کچے تھے۔ پس اسی طرح خدا کی تجلی کے لئے بھی ایک موسم صیف یعنی موسم گرما آتا ہے۔ یہ وہ موسم ہوتا ہے جبکہ بہار کے دنوں سے ترقی کر کے انسانی پاک طبیعتیں خدا تعالیٰ کی یاد میں اور اس کی محبت میں گرم ہوتی ہیں اور طبیعتوں میں ذکر الہی کے لئے جوش پیدا ہوتے ہیں اور ترقیات کمال کو پہنچتی ہیں اور یہ زمانہ پورے معنی سے ستِ جگ کا زمانہ ہوتا ہے۔ تب اکثر لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کی

مرضی کے موافق چلتے ہیں اور اس کی خواہشوں کو اپنی خواہشیں بناتے ہیں۔

اب ظاہر ہے کہ سورج کے ان چار تغیر کے مقابل خدا تعالیٰ کے بھی چار تغیر پائے جاتے ہیں۔ پس اس میں کلام کی جگہ نہیں کہ جو کچھ اجرام فلکی اور عناصر میں جسمانی اور فانی طور پر صفات پائی جاتی ہیں وہ روحانی اور ابدی طور پر خدا تعالیٰ میں موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے یہ بھی ہم پر کھول دیا ہے کہ سورج وغیرہ بذات خود کچھ چیز نہیں ہیں یہ اسی کی طاقتِ زبردست ہے جو پردہ میں ہر ایک کام کر رہی ہے۔ وہی ہے جو چاند کو پردہ پوش اپنی ذات کا بنا کر اندھیری راتوں کو روشنی بخشتا ہے جیسا کہ وہ تاریک دلوں میں خود داخل ہو کر ان کو متور کر دیتا ہے اور آپ انسان کے اندر بولتا ہے۔ وہی ہے جو اپنی طاقتوں پر سورج کا پردہ ڈال کر دن کو ایک عظیم الشان روشنی کا مظہر بنا دیتا ہے اور مختلف فصلوں میں مختلف اپنے کام ظاہر کرتا ہے۔ اسی کی طاقت آسمان سے برستی ہے جو مینہ کہلاتی ہے اور خشک زمین کو سرسبز کر دیتی ہے اور پیاسوں کو سیراب کر دیتی ہے۔ اسی کی طاقت آگ میں ہو کر جلاتی ہے اور ہوا میں ہو کر دم کوتا زہ کرتی اور پھولوں کو شگفتہ کرتی اور بادلوں کو اٹھاتی اور آواز کو کانوں تک پہنچاتی ہے۔ یہ اسی کی طاقت ہے کہ زمین کی شکل میں مجسم ہو کر نوع انسان اور حیوانات کو اپنی پشت پر اٹھا رہی ہے مگر کیا یہ چیزیں خدا ہیں؟ نہیں بلکہ مخلوق مگر ان کے اجرام میں خدا کی طاقت ایسے طور سے پیوست ہو رہی ہے کہ جیسے قلم کے ساتھ ہاتھ ملا ہوا ہے اگرچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قلم لکھتی ہے مگر قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے یا مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جو آگ میں پڑ کر آگ کی شکل بن گیا ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ جلاتا ہے اور روشنی بھی دیتا ہے مگر دراصل وہ صفات اُس کی نہیں بلکہ آگ کی ہیں۔ اسی طرح تحقیق کی نظر سے یہ بھی سچ ہے کہ جس قدر اجرام فلکی و عناصرِ راضی بلکہ ذرّہ ذرّہ عالمِ سفلی اور علوی کا مشہود اور محسوس ہے، یہ سب باعتبار

اپنی مختلف خاصیتوں کے جو ان میں پائی جاتی ہیں خدا کے نام ہیں اور خدا کی صفات ہیں اور خدا کی طاقت ہے جو ان کے اندر پوشیدہ طور پر جلوہ گر ہے اور یہ سب ابتدا میں اسی کے کلمے تھے جو اس کی قدرت نے ان کو مختلف رنگوں میں ظاہر کر دیا۔ نادان سوال کرے گا کہ خدا کے کلمے کیونکر مجسم ہوئے کیا خدا ان کے علیحدہ ہونے سے کم ہو گیا مگر اس کو سوچنا چاہیے کہ آفتاب سے جو ایک آتش شیشی <sup>☆</sup> آگ حاصل کرتی ہے وہ آگ کچھ آفتاب میں سے کم نہیں کرتی۔ ایسا ہی جو کچھ چاند کی تاثیر سے پھلوں میں فرہی آتی ہے وہ چاند کو ڈوبلا نہیں کر دیتی۔ یہی خدا کی معرفت کا ایک بھید اور تمام نظام روحانی کا مرکز ہے کہ خدا کے کلمات سے ہی دنیا کی پیدائش ہے جبکہ یہ بات طے ہو چکی اور خود قرآن شریف نے یہ علم ہمیں عطا کیا تو پھر میرے نزدیک ممکن ہے کہ وید نے جو کچھ آگ کی تعریف کی یا ہوا کی تعریف کی یا سورج کی مہما اور استت کی اس کا بھی یہی مقصد ہوگا کہ الہی طاقت ایسے شدید تعلق سے ان کے اندر کام کر رہی ہے کہ درحقیقت اس کے مقابل وہ سب اجرام

﴿۵۸﴾

☆ حاشیہ: آریہ صاحبان کا یہ عقیدہ ہے کہ پر میشر نے زمین اور آسمان کی کسی چیز کو پیدا نہیں کیا صرف موجودہ چیزوں کو جو قدیم سے تھیں باہم جوڑا ہے جیسا کہ جو جو قدیم سے اور انادی ہے اور پرمانویا پر کرتی جو اجسام کے چھوٹے چھوٹے حصے ہیں اور قدیم اور انادی ہیں مگر ہم ایسے اعتقاد کی وجہ سے اس قدر آریہ صاحبوں پر غصہ نہیں کرتے جس قدر ہمیں ان کی بے نصیبی پر رحم آتا ہے کیونکہ جبکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی قدرت ایجاد کو شناخت نہیں کیا تو کیا شناخت کیا اور کونسا سچا اور کامل گیان ان کو حاصل ہوا۔ وہ خدا جس نے اس قدر بڑے بڑے اجرام آسمان میں پیدا کئے جیسے سورج اور چاند اور اس قدر ستارے پیدا کئے جن کا اب تک انسانوں کو پتہ نہیں لگا۔

✽ کوئی محبت بغیر مشاہدہ حسن یا احسان کے پیدا نہیں ہو سکتی اور کوئی گناہ بغیر خدا کی محبت اور اندیشہ اُس کی ناراضگی کے دُور نہیں ہو سکتا۔ محبت گناہ کو ایسا جلاتی ہے جیسا کہ آگ میل کو۔ جس سونے کو ہر روز آگ میں ڈالو گے کیا اُس پر کوئی میل رہ سکتی ہے! مگر وہ شخص جو نہ خدا کے حسن کا قائل ہے یعنی اُس کو پورا قادر نہیں جانتا اور نہ خدا کے احسان کا قائل ہے یعنی یہ یقین نہیں رکھتا جو اس کی رُوح جو اس کے اندر بول رہی ہے وہ خدا سے ہے۔ وہ خاک اپنے پر میشر سے محبت کرے گا۔ منہ



بطور چھلکے کے ہیں اور وہ مغز ہے اور سب صفات اُسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اس لئے اسی کا نام آگ رکھنا چاہیے اور اسی کا نام پانی اور اسی کا نام ہوا کیونکہ ان کے فعل ان کے فعل نہیں بلکہ یہ سب اس کے فعل ہیں اور ان کی طاقتیں ان کی طاقتیں نہیں بلکہ یہ سب اس کی طاقتیں ہیں جیسا کہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں کہ **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** اسی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مختلف رنگوں اور پیرایوں اور عالموں میں جو دنیا کا نظام قائم رکھنے کے لئے زمین آسمان کی چیزیں کام کر رہی ہیں یہ وہ نہیں کام کرتیں بلکہ خدائی طاقت ان کے نیچے کام کر رہی ہے جیسا کہ دوسری آیت میں بھی فرمایا **صُرِّحَ مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِرٍ**۔ یعنی دنیا ایک شیش محل ہے جس کے شیشوں کے نیچے زور سے پانی چل رہا ہے اور نادان سمجھتا ہے کہ یہی شیشے پانی ہیں حالانکہ پانی ان کے نیچے ہے اور جیسا کہ قرآن شریف میں ایک

﴿۵۹﴾

بقیہ حاشیہ: کیا وہ پیدا کرنے میں کسی مادہ کا محتاج تھا۔ جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور ان کی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادۃ الہی سے اور اس کے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری رُوح بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراءِ عقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادہ سے بنایا۔ افسوس کہ آریہ صاحبان یہ نہیں خیال کرتے کہ اگر خدا کو مخلوق کے بنانے میں انسانی اسباب کی پابندی ضروری ہے تو پھر وہ جیسے بغیر مادہ کے کچھ بنا نہیں سکتا ویسا ہی وہ بغیر کسی کافی وقت کے کچھ بنا نہیں سکتا۔ پس اس صورت میں جیسا کہ ہم ایک دیوار کے بنانے میں اندازہ کرتے ہیں کہ ایک معمار اتنے دنوں میں اس کو تیار کر سکتا ہے۔ اس سے پہلے نہیں۔ ایسا ہی ہمیں یہ اندازہ کرنا پڑے گا کہ خدا کو مثلاً سورج یا چاند بنانے میں اس قدر وقت کی ضرورت حاجت پڑی ہوگی اور اس سے پہلے اس کے لئے غیر ممکن ہوگا کہ کچھ بنا سکے مگر ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے یہ حدیں مقرر کرنا اور کسی خاص اندازہ وقت کی طرف کسی کام کے لئے اس کو محتاج سمجھنا کفر ہے اور گو وہ اپنی مرضی سے کوئی کام جلدی سے کرے یا دیر سے مگر وہ وقت کا محتاج نہیں۔ پس اس صورت میں

تیسری جگہ بھی فرمایا۔ **وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ**۔ یعنی یہ خیال مت کرو کہ زمین تمہیں اٹھاتی ہے یا کشتیاں دریا میں تمہیں اٹھاتی ہیں بلکہ ہم خود تمہیں اٹھا رہے ہیں۔

خلاصہ مطلب یہ کہ ہم ان معنوں کو جو اوپر بیان ہوئے وید کی نسبت قبول کر سکتے ہیں اور ہم خیال کر سکتے ہیں کہ جیسا کہ قرآن شریف نے ہمیں ہدایت دی ہے۔ وید کا بھی یہی مدعا ہے مگر دو باتوں کا ثابت ہونا ضروری ہے (۱) اوّل یہ کہ وید کا بھی یہی مذہب ہو جو قرآن نے ظاہر کیا ہے کہ یہ سب چیزیں کیا آسمان کے اجرام اور کیا زمین کے عناصر اور کیا ذرہ ذرہ مخلوقات خدا کے ہاتھ سے نکلے ہیں کیونکہ اگر ایسا تسلیم نہ کریں تو پھر ان چیزوں کی صفات پر میشر کی صفات نہیں ہو سکتیں اور ان چیزوں کے گن پر میشر کے گن نہیں کہلا سکتے۔ اور ان چیزوں کی

بقیہ حاشیہ :- وہ مادہ کا کیونکر محتاج ہو گیا۔ انسانی ضعف کے لئے جو منطق بنائی گئی ہے اس منطق سے اس کے حق میں بھی کوئی نتیجہ نکالنا اس سے زیادہ کونسی حماقت ہوگی۔ میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ وید کی یہ تعلیم ہو بلکہ خاص پنڈت دیانند کے پیٹ سے یہ تعلیم نکلی ہے۔ پنڈت صاحب نے جب دیکھا کہ بغیر روٹی کھانے کے وہ جی نہیں سکتے اور بغیر پانی کے ان کی پیاس نہیں بجھتی اور بغیر مشقت اور مغز خوری کے وید نہ پڑھ سکے تو انہوں نے سمجھ لیا کہ جیسا وہ ایک چیز کے حصول کے لئے مادہ کے محتاج ہیں ایسا ہی ان کا پر میشر بھی مادہ کا محتاج ہے۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے چنانچہ بازاری عورتیں ہرگز سمجھ نہیں سکتیں کہ دنیا میں پاکدامن اور پاک دل عورتیں بھی ہوتی ہیں جس کو آنکھیں ملی ہیں وہ آنکھوں کے بعد اپنے تئیں اندھا نہیں کر سکتا اور جس کو کوئی حصّہ گیان اور معرفت کا ملا ہے وہ پھر جہالت کو پسند نہیں کر سکتا۔ ہم نے صد ہا امور اپنی آنکھوں سے ایسے خارق عادت دیکھے ہیں کہ اگر ہم بعد اس کے گواہی نہ دیں کہ درحقیقت ہمارا خدا قادر مطلق ہے اور کسی مادہ کا محتاج نہیں تو ہم سخت گنہگار ہوں گے۔ شاید چودہ سال کے قریب ہو گیا ہے یا کم زیادہ جو میں نے دیکھا تھا کہ عالم کشف میں ایک کاغذ پر میں نے بعض باتیں لکھی ہیں اس غرض سے کہ ایسے طور سے وہ ہونی چاہئیں اور میں نے دیکھا کہ میں نے وہ تحریر اپنے قادر خدا کے روبرو پیش کی کہ اس پر دستخط کر دیں کہ ایسا ہی ہو جائے تب میرے خدا نے ایک قلم سے ایک سُرنی کی سیاہی سے جو خون کی مانند تھی اور میں خیال کرتا تھا کہ وہ خون ہی ہے۔ اس پر دستخط اپنے کر دیئے اور دستخط سے پہلے قلم کو چھڑک دیا اور وہ چھینٹے خون کے میرے پر پڑے۔

طاقتیں پر میشرکی طاقتیں نہیں کہلا سکتیں مگر افسوس کہ آریہ سماجی اصول کے موافق ذرات یعنی پرمانو اور جیو یعنی روح یہ سب انادی اور قدیم اور غیر مخلوق ہیں اس لئے ان کے گن اور صفات اور خواص اور طاقتیں بھی غیر مخلوق اور انادی ہیں پر میشر کو ان میں کچھ دخل نہیں۔ پس اگر وید کا یہی مذہب ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ وید نے آگ کے صفات بیان کر کے آتش پرستی سکھائی ہے اور سورج کی استت اور مہما کر کے سورج پرستی سکھائی ہے۔ ہاں اگر ان سب چیزوں کو پر میشر سے نکلی ہوئی مان لیں اور ان کی طاقتیں اس کی طاقتیں مان لیں تو پھر اعتراض باقی نہیں رہتا اور یاد رہے کہ اس کے ساتھ دوسری شرط بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ وید میں ان صد ہا شرتیوں کے مقابل پر جن میں سورج اور آگ وغیرہ کی استت و مہما موجود ہے پچاس یا ساٹھ یا ستر ایسی شرتیاں بھی پائی جائیں جن کا یہ مطلب ہو کہ یہ چیزیں ہرگز پرستش کے لائق نہیں اور نہ ان سے مراد مانگ سکتے ہیں۔ ان دو باتوں کے ثابت ہو جانے سے وید اس لائق ہوگا کہ اس الزام سے اس کو بری کر دیا جاوے اور وہ فرد قرار داجرم اس پر سے اٹھالی جائے جو بڑے بڑے اہل الرائے اس پر لگا رہے ہیں اور اگر یہ

بقیہ حاشیہ :- تب وجد اور شوق محبت سے میری آنکھ کھل گئی کہ خدا نے میرا منشاء پورا کیا اور میری تحریر پر بے تامل دستخط کر دیئے۔ اس وقت میرے پاس ایک دوست موجود تھا یعنی میاں عبداللہ سنوری۔ اس نے شور مچایا کہ یہ قطرے سُرخ کہاں سے گرے اور جیسا کہ عالم کشف میں دیکھا تھا درحقیقت خارج میں بھی وہ سُرخ قطرے ترتر میرے گرتے پر پڑے تھے اور کچھ عبداللہ پر بھی۔ اب بتلاؤ کہ یہ تو تمام کشفی معاملہ تھا۔ ظاہر میں اُن خونِ قطروں کا وجود کیونکر پیدا ہو گیا اور کس مادہ سے وہ خون پیدا ہوا۔ آریہ صاحبان بجز اس کے کیا جواب دے سکتے ہیں کہ یہ قصبہ جھوٹا ہے اور آپ بنا لیا ہے اور یہی قصبہ میں نے سرمہ چشم آریہ میں لکھا ہے۔ کیونکہ انہی دنوں میں وہ کتاب تالیف ہوئی تھی اور چونکہ عین آریہ صاحبوں کے مقابل پر یہ نشان ظاہر ہوا تھا اس لئے میرے خیال میں یہ پنڈت لیکھرام کے مارے جانے کی طرف اشارہ تھا اور طاعون کے وقوع کی طرف بھی اشارہ تھا۔ اسی طرح صد ہا نشان ہیں جو ایسی قدرتوں پر دلالت کرتے ہیں جو بلغیر مادہ کے ظہور میں آئیں۔ جس نے یہ قدرتیں نہیں دیکھیں اس نے اپنے خدا کا کیا دیکھا۔ منہ

باتیں ثابت نہیں تو الزام ثابت ہے۔

﴿۶۱﴾ پھر ایک اور اعتراض آ رہا ہے صاحبوں کے اصول پر ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اس پر بھی توجہ کریں گے اور وہ یہ ہے کہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ گودنیا کے لئے ایک ازلی اور ابدی سلسلہ ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتا لیکن پر میشر نے قدیم سے یہی طریق مقرر کر رکھا ہے کہ ہمیشہ وہ سنسکرت زبان میں اور آریہ ورت میں آسمانی کتاب پیدائش کے ابتدا میں بھیجتا رہتا ہے۔ یہ مقولہ تین<sup>۳</sup> طور سے غلط ہے۔ اوّل خدا تعالیٰ کی رحمت عامہ کے برخلاف ہے یعنی جس حالت میں دنیا میں مختلف بلاد اور مختلف زبانیں پائی جاتی ہیں اور ایک ملک کے باشندے دوسری قوم کی زبان سے نا آشنا ہیں بلکہ اس زمانہ سے پہلے تو یہ حالت رہی ہے کہ ایک ملک دوسرے ملک کے وجود سے بھی بے خبر تھا اور آریہ ورت میں یہ خیال تھا کہ ہمالہ پہاڑ کے پدے کوئی آبادی نہیں تو اس صورت میں جبکہ دنیا کے تفرقہ کی یہ صورت تھی ہمیشہ اور کروڑ ہا برسوں سے آسمانی کتاب کو ایک ہی ملک تک محدود رکھنا یہ خدا کی اس رحمت کے برخلاف ہے جو اس کے رب العالمین ہونے کی شان کو زیبا ہے اور اس کے برخلاف جو قرآن شریف نے فرمایا ہے۔ وہ نہایت معقول اور قرین انصاف ہے اور وہ یہ کہ وہ فرماتا ہے۔ **وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ**<sup>۱</sup> یعنی کوئی بستی اور کوئی آباد ملک نہیں جس میں پیغمبر نہیں بھیجا گیا اور پھر فرماتا ہے۔ **يَسْأَلُوا صُحُفًا مَّطَهَّرَةً فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ**<sup>۲</sup>۔ یعنی یہ کتاب جو قرآن شریف ہے یہ مجموعہ ان تمام کتابوں کا ہے جو پہلے بھیجی گئی تھیں۔ اس آیت سے مطلب یہ ہے کہ خدا نے پہلے متفرق طور پر ہر ایک امت کو جدا جدا دستور العمل بھیجا اور پھر چاہا کہ جیسا کہ خدا ایک ہے وہ بھی ایک ہو جائیں تب سب کو اکٹھا کرنے کے لئے قرآن کو بھیجا اور خبر دی کہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ خدا تمام قوموں کو ایک قوم بنا دے گا اور تمام ملکوں کو ایک ملک کر دے گا اور تمام زبانوں کو ایک زبان بنا دے گا سو ہم دیکھتے ہیں کہ دن بدن دنیا اس صورت کے قریب آتی جاتی ہے اور

مختلف ملکوں کے تعلقات بڑھتے جاتے ہیں۔ سیاحت کے لئے وہ سامان میسر آگئے ہیں جو پہلے نہیں تھے خیالات کے مبادلہ کے لئے بڑی بڑی آسانیاں ہو گئی ہیں۔ ایک قوم دوسری قوم میں ایسی دھنس گئی ہے کہ گویا وہ دونوں ایک ہونا چاہتی ہیں۔ بڑے اور مشکل سفر بہت سہل اور آسان ہو گئے ہیں۔ اب روس کی طرف سے ایک ریل طیارہ ہو رہی ہے کہ جو چالیس دن میں تمام دنیا کا دورہ ختم کر لے گی۔ اور خبر رسائی کے خارق عادت ذریعے پیدا ہو گئے ہیں اس سے پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان مختلف قوموں کو جو کسی وقت ایک تھیں پھر ایک ہی بنانا چاہتا ہے تا پیدائش کا دائرہ پورا ہو جائے اور تا ایک ہی خدا ہو اور ایک ہی نبی ہو اور ایک ہی دین ہو۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ تفرقہ کے زمانہ میں خدا نے جدا جدا ہر ایک ملک میں نبی بھیجے اور کسی ملک سے بخل نہیں کیا لیکن آخری زمانہ میں جب تمام ملکوں میں ایک قوم بننے کی استعداد پیدا ہوگی تب سب ہدایتوں کو اکٹھا کر کے ایک ایسی زبان میں جمع کر دیا جو اُمّ اللسانہ ہے یعنی زبانِ عربی۔ کیا کوئی کاشننس اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ سنسکرت زبان اور آریہ ورت میں تو کروڑہا مرتبہ وید نے جو بقول آریہ پر میشر کا کلام ہے جنم لیا لیکن کسی اور زبان میں اور کسی اور ملک میں ایک مرتبہ بھی اس کا ظہور نہ ہوا۔ اگر تناخ کا مسئلہ کچھ چیز ہے تو اس سے ہی ثبوت دینا چاہئے کہ پر میشر نے اس ملک کے لوگوں سے اس قدر کیوں پیار کیا اور دوسرے ملکوں سے کیوں ایسی بیگانگی ظاہر فرمائی کون سے عمدہ اور پاک کرم یہ ملک ہمیشہ کرتا رہا ہے جن کی وجہ سے یہ وید کی عزت ہمیشہ اس کو دی جاتی ہے کیا پر میشر جانتا ہے یا نہیں کہ دوسرے ملک بھی اس بات کے محتاج ہیں کہ کبھی ان کی زبان میں بھی کلامِ الہی نازل ہو اور ان میں بھی وحی الہی پانے والے پیدا ہوں اور اگر جانتا ہے تو پھر کیا وجہ کہ ہمیشہ وید آریہ ورت میں ہی آتا ہے اور سنسکرت زبان میں ہی ہوتا ہے بیان تو کرنا چاہیے کہ یہ پیکش پات کیوں ہے اور دوسرے ملکوں کا کیا گناہ ہے جن کی قسمت میں یہ نعت نہیں اور ہمیشہ کے لئے وہ اس نخر سے بے نصیب

ہیں کہ ان کے ملک میں اور ان کی زبان میں خدا کی کتاب نازل ہو۔

پھر دوسرا پہلو اعتراض کا یہ ہے کہ اگر فرض محال کے طور پر یہ بھی خیال کیا جائے کہ وید کل دنیا کے لئے آیا ہے اور خدا تعالیٰ پر یہ نخل جائز رکھا جائے کہ اُس نے دوسرے ملکوں اور قوموں کو اپنے شرفِ مکالمہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رکھا تو اس صورت میں اس قدر تو چاہیے تھا کہ پریشورہ زبان اختیار کرتا جو تمام زبانوں کی ماں ہو اور زندہ زبان ہونہ سنسکرت کہ کسی طرح وہ تمام زبانوں کی ماں نہیں کہلا سکتی اور نہ وہ زندہ زبان ہے بلکہ مدت ہوئی کہ مر گئی اور کسی ملک میں وہ بولی نہیں جاتی۔ ہاں یہ درجہ اُمّ اللسنہ ہونے کا عربی زبان کو حاصل ہے اور وہی آج ان تمام زبانوں میں سے جن میں آسمانی کتابیں بیان کی جاتی ہیں زندہ زبان ہے اور ہم نے بڑی تحقیق سے تمام زبانوں کا مقابلہ کر کے بہت سے قوی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ درحقیقت عربی زبان ہی اُمّ اللسنہ ہے۔ اس لئے وہی زبان اس لائق ہے کہ کل قوموں کو اس زبان میں مخاطب کیا جائے اور ہم نے عربی زبان کے اُمّ اللسنہ ہونے کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی ہے اور جو شخص اس کتاب کو پڑھے گا میں خیال نہیں کرتا کہ بجز تسلیم کے کسی طرف اس کو گریز کی راہ مل سکے کیونکہ اس میں اعلیٰ درجہ کی تحقیقاتوں سے اور ہزار ہا مفردات کے مقابلہ سے اور نیز اس علمی خزائنہ سے جو عربی مفردات میں پایا جاتا ہے عربی کا تمام زبانوں کی ماں ہونا ثابت کر دیا ہے۔

تیسری وجہ آریہ صاحبوں کے اس اصول کے غلط ہونے کی کہ وید پر پریشور کی مہر لگ چکی ہے اور اس کے بغیر وحی الہی کا دروازہ بند ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ قریباً ہر روز خدا تعالیٰ ہم سے کلام کرتا ہے اور اپنے اسرارِ غیب اور علومِ معرفت سے مطلع فرماتا ہے۔ پس اگر یہ لاف و گزاف درحقیقت وید میں ہے کہ آئندہ وحی کا دروازہ بند ہو گیا تو بعد اس کے ہمیں اس کے جھوٹا ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی

ضرورت نہیں کیونکہ امور مشہودہ محسوسہ کے برخلاف کہنے والا بالیقین کاذب اور سخت کاذب ہوتا ہے جس عالیشان وحی سے ہمیں خدا نے مشرف کیا ہے ہم وید میں اس کا نمونہ نہیں دیکھتے۔ یہ کلام خارق عادت باتوں اور غیب سے پُر ہے جیسا کہ سمندر پانی سے اور اکثر عربی میں جو نبوت کی کلام کی تخت گاہ ہے نازل ہوتا ہے اور کبھی اُردو میں اور کبھی فارسی میں اور بعض اوقات انگریزی زبان میں بھی ہوا ہے اور اگر آریہ صاحبان یہ کہیں کہ کونسا نشان ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے سو میں کہتا ہوں کیا پنڈت لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی تھی جس میں اُس کے مارے جانے کا دن اور تاریخ بھی درج تھی کیا وہ آریہ صاحبوں کو بھول گئی۔ کیا وہ ایک ہی پیشگوئی آریہ صاحبوں کے لئے کافی نہیں تھی اور ایسی پیشگوئیاں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور ایک فوج گواہوں کی ان کے ساتھ ہے جن میں سے کئی معزز آریہ بھی ہیں۔ پس اس سے زیادہ ہم خدا کے مکالمہ کا اور کیا ثبوت دے سکتے ہیں بلکہ ہم اسی جگہ کے چند آریہ صاحبوں کو بلکہ کئی لاکھ اور آریہ صاحبوں کو بھی گواہی کے لئے پیش کرتے ہیں۔

اور اس جگہ اس بات کا ذکر کرنا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ بعض نادان ایک لاکھ پیشگوئی کے مقابل پر ایک دو پیشگوئیوں کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ وہ پوری نہیں ہوئیں لیکن یہ خود ان کا قصورِ فہم ہے بلکہ کوئی بھی ایسی پیشگوئی نہیں کہ وہ اپنے الفاظ کے مطابق پوری نہیں ہو چکی یا اس میں سے کوئی حصہ پورا نہیں ہو چکا جو دوسرے حصے کے کسی وقت پورا ہو جانے پر گواہ ہے۔ سچی گواہی کو چھپانا اور جھوٹی حجتیں پیش کرنا ان لوگوں کا کام نہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں۔ خاص کر آریہ صاحبوں کو وہ نشان فراموش نہیں کرنا چاہیے جو خدا نے ان کو اپنے زبردست ہاتھ سے دکھلایا اور کئی کروڑ انسانوں کو اس پر گواہ کیا۔ ایسے زبردست نشانوں کا انکار کر کے پھر تکذیب کرنا یہ خدا کے ساتھ لڑائی ہے۔

ویدی کی تعلیمیں ہم نے بطور نمونہ کے بیان کی ہیں اور ہم لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف کی تعلیمیں اس کے مخالف ہیں وہ دنیا میں توحید قائم کرنے آیا ہے اس میں توحید کی تعلیم شمشیر برہنہ

کی طرح ہے اس کو اول سے آخر تک پڑھو وہ یہ نہیں سکھاتا کہ خدا کے بغیر کسی چیز کی پرستش کرو اور اس سے مرادیں مانگو اور اس کی مہما اور سنت بیان کرو۔ وہ خدا کی کتابوں کو نہ کسی خاص ملک سے محدود کرتا ہے اور نہ کسی خاص قوم سے۔ وہ بیان کرتا ہے کہ وہ ایک دائرہ کو ختم کرنے آیا ہے جس کے متفرق طور پر تمام دنیا میں نقطے موجود تھے۔ اب وہ ان تمام نقطوں میں خط کھینچ کر ان سب کو ایک دائرہ کی طرح بناتا ہے اور اس طرح پر تمام قوموں کو ایک قوم بنانا چاہتا ہے لیکن نہ وقت سے پہلے بلکہ ایسے وقت میں جبکہ خود وقت گواہی دیتا ہے کہ اب ضرور یہ تمام قومیں ایک قوم ہو جائیں گی۔

## نمبر ۲

ہر ایک نفس کے بارے میں اس کی ذات کے متعلق اور نیز  
بنی نوع اور قوم کے متعلق عیسائی صاحبوں اور آریہ صاحبوں  
کی کیا تعلیم ہے اور قرآن شریف کی کیا تعلیم

عیسائی صاحبوں کی تعلیم کو اس جگہ مفصل لکھنے کی ضرورت نہیں۔ خونِ مسیح اور کفارہ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جس نے ان کو نہ صرف تمام مجاہدات اور ریاضات سے فارغ کر دیا ہے بلکہ اکثر دلوں کو گناہوں کے ارتکاب پر ایک دلیری بھی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ جبکہ عیسائی صاحبوں کے ہاتھ میں قطعی طور پر گناہوں کے بخشے جانے کا ایک نسخہ ہے یعنی خونِ مسیح تو صاف ظاہر ہے کہ اس نسخہ نے قوم میں کیا کیا نتائج پیدا کئے ہوں گے اور کس قدر نفسِ امارہ کو گناہ کرنے کے لئے ایک جرأت پر آمادہ کر دیا ہوگا۔ اس نسخہ نے جس قدر یورپ اور امریکہ کی عملی پاکیزگی کو نقصان پہنچایا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ



اس کے بیان کرنے کی مجھے ضرورت نہیں بالخصوص جب سے اس نسخہ کی دوسری جڑ شراب بھی اس کے ساتھ ملحق ہوگئی ہے تب سے تو یہ نسخہ ایک خطرناک اور بھڑکنے والا مادہ بن گیا ہے اس کی تائید میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے ہر ایک سچے عیسائی کا یہ فرض ہے کہ وہ بھی شراب پیوے اور اپنے مرشد کی پیروی کرے۔

غرض اس نسخہ کے استعمال سے ان ملکوں کی عملی پاکیزگی پر جو زلزلہ آیا ہے اور جو کچھ تباہی قوم میں پھیلی ہے اس کے ذکر کرنے سے بھی بدن کا نپتا ہے۔ افسوس کہ شراب اور کفارہ دونوں مل کر ایک ایسا تیز اور جلد مشتمل ہونے والا بارود ہو گیا ہے جس کے آگے تقویٰ اور طہارت باطنی یوں اڑ جاتی ہے جیسے سخت آندھی کے آگے خس و خاشاک۔ اور اس میں اندرونی پاکیزگی کے اڑانے کے لئے اس توپ سے بھی زیادہ قوت ہے جو دس میل سے مار کر سکتی ہے کیونکہ توپیں تو اکثر دو تین میل تک فیر کر سکتی ہیں مگر ان توپوں کی زد تو دس ہزار میل سے بھی زیادہ تک پہنچ گئی ہے۔ یورپ کی شراب کی گرم بازاری نے اس ملک کو بھی شریک کر لیا ہے۔ زیادہ بیان کی حاجت نہیں۔ پھر علاوہ اس کے عورتوں کی عام بے پردگی نے اس توپ کا زن و مرد کو نشانہ بنا دیا ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ پاک دل رکھنے والے اور خدا سے ڈرنے والے دنیا میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔ اور اکثر انسان اُس کتے سے مشابہ ہیں جو دودھ یا کسی اور عمدہ چیز کو دیکھ کر اس میں منہ ڈالنے سے صبر نہیں کر سکتا۔ نفس غالب اور شہوت طالب اور آنکھیں اندھی ہوتی ہیں اور شراب ایسے جذبات کو اور بھی بانس پر چڑھا دیتی ہے تب خدائے تعالیٰ کا خوف دل میں سے جاتا رہتا ہے اور جوانی کے دن اور جذبات کے ایام اور نیز شرابیوں کے جام اندھا کر دیتے ہیں۔ اس صورت میں جوان مردوں اور جوان عورتوں کا اس طور سے بلا تکلف ملاپ ہونا گویا کہ وہ میاں بیوی ہیں ایسی قابل شرم خرابیاں

پیدا کرتا ہے جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہو گیا ہے اسی طرح کسی دن دیکھ لو گے کہ تنگ آ کر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا ورنہ انجام یہ ہوگا کہ چار پائیوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوشِ تقویٰ کی بیخ کنی میں کامیاب ہو گیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو سمجھ نہیں سکتے اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے تو شوق سے شراب پیا کریں کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرتِ پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

کے لئے ایفون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ ایفون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے ایفون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا ایفونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کی تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا اور بار بار جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دے دی تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہیں باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ <sup>☆</sup> جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنے والا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سرد درد اور دورانِ سرا و دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہے <sup>✽</sup> کہ گویا دور ہو گئیں مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔

☆ انسان جب تک خود خدا کی تجلی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پریشکرتوں کے خود پریشکرت ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

تب میرے دل میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے ڈالا گیا کہ مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علامت ہے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دوزرد چادروں میں اترے گا سو یہ وہی دوزرد رنگ کی چادریں ہیں۔ ایک اوپر کے حصہ بدن پر اور ایک نیچے کے حصہ بدن پر۔ کیونکہ تمام اہل تعبیر اس پر متفق ہیں کہ عالم کشف یا عالم رؤیا میں جو نبوت کا عالم ہے اگر زرد چادریں دیکھی جائیں تو ان سے بیماری مراد ہوتی ہے۔ پس خدانے نہ چاہا کہ یہ علامت مسیح موعود کی مجھ سے علیحدہ ہو۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ہم نے اس جگہ انجیل کی تعلیم کا ذکر نہیں کیا کیونکہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ مسیح صرف اپنے خون کا فائدہ پہنچانے کے لئے آیا تھا یعنی اس لئے کہ تاگناہ کرنے والے اس کے مرنے سے نجات پاتے رہیں ورنہ انجیل کی تعلیم ایک معمولی بات ہے جو پہلے سے بائبل میں موجود ہے گویا دوسرے لفظوں میں یہ کہنا چاہیے کہ یہ صرف دکھانے کے دانت ہیں۔ اس پر عمل کرنا مقصود ہی نہیں۔ اور یہی سچ ہے کیا عدالتیں اس پر عمل کرتی ہیں؟ کیا خود پادری صاحبان اس پر عمل کرتے ہیں؟ کیا عوام عیسائی اس کے پابند ہیں؟ ہاں کفارہ اور خون مسیح کے موافق ضرور عمل ہو رہا ہے۔ اور اس سے یورپ امریکہ دونوں فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

علاوہ اس کے یہ بھی سخت غلطی ہے کہ انجیل کی تعلیم کو کامل کہا جائے۔ وہ انسانی فطرت کے درخت کی پورے طور پر آبپاشی نہیں کر سکتی اور صرف ایک شاخ کو غیر موزوں طور پر لمبی کرتی ہے اور باقی کو کاٹتی ہے اور جن جن قوتوں کے ساتھ انسان اس مسافر خانہ میں آیا ہے انجیل ان سب قوتوں کی مرئی نہیں ہے۔ انسان کی فطرت پر نظر کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مختلف قویٰ اس غرض سے دیئے گئے ہیں کہ تا وہ مختلف وقتوں میں حسب تقاضا محل اور موقعہ کے ان قویٰ کو استعمال کرے مثلاً انسان میں منجملہ اور خلقوں کے ایک خلق بکبری کی فطرت سے مشابہ ہے۔ اور دوسرا خلق شیر کی صفت سے مشابہت رکھتا ہے۔ پس

خداے تعالیٰ انسان سے یہ چاہتا ہے کہ وہ بکری بننے کے محل میں بکری بن جائے اور شیر بننے کے محل میں وہ شیر بن جائے اور خدا تعالیٰ ہرگز نہیں چاہتا کہ وہ ہر وقت اور ہر محل میں بکری ہی بنا رہے اور نہ یہ کہ ہر جگہ وہ شیر ہی بنا رہے اور جیسا کہ وہ نہیں چاہتا کہ ہر وقت انسان سوتا ہی رہے یا ہر وقت جاگتا ہی رہے یا ہر دم کھاتا ہی رہے یا ہمیشہ کھانے سے منہ بند رکھے۔ اسی طرح وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں میں سے صرف ایک قوت پر زور ڈال دے اور دوسری قوتیں جو خدا کی طرف سے اس کو ملی ہیں ان کو لغو سمجھے۔ اگر انسان میں خدا نے ایک قوت حلم اور نرمی اور درگزر اور صبر کی رکھی ہے تو اسی خدا نے اس میں ایک قوت غضب اور خواہش انتقام کی بھی رکھی ہے۔ پس کیا مناسب ہے کہ ایک خداداد قوت کو تو حد سے زیادہ استعمال کیا جائے اور دوسری قوت کو اپنی فطرت میں سے بلکھی کاٹ کر پھینک دیا جائے۔ اس سے تو خدا پر اعتراض آتا ہے کہ گویا اس نے بعض قوتیں انسان کو ایسی دی ہیں جو استعمال کے لائق نہیں کیونکہ یہ مختلف قوتیں اسی نے تو انسان میں پیدا کیں۔ پس یاد رہے کہ انسان میں کوئی بھی قوت بُری نہیں ہے بلکہ اُن کی بد استعمالی بُری ہے۔ سو انجیل کی تعلیم نہایت ناقص ہے۔ جس میں ایک ہی پہلو پر زور ڈال دیا گیا ہے۔ علاوہ اس کے دعویٰ تو ایسی تعلیم کا ہے کہ ایک طرف طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیں مگر اس دعویٰ کے موافق عمل نہیں ہے مثلاً ایک پادری صاحب کو کوئی طمانچہ مار کر دیکھ لے کہ پھر عدالت کے ذریعہ سے وہ کیا کارروائی کراتے ہیں۔ پس یہ تعلیم کس کام کی ہے جس پر نہ عدالتیں چل سکتی ہیں نہ پادری چل سکتے ہیں۔ اصل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو حکمت اور موقعہ شناسی پر مبنی ہے مثلاً انجیل نے تو یہ کہا کہ ہر وقت تم لوگوں کے طمانچے کھاؤ اور کسی حالت میں شرکا مقابلہ نہ کرو مگر قرآن شریف اس کے مقابل پر یہ کہتا ہے۔ جَزَّوْا سَيِّئًا وَّ سَيِّئًا ۚ مِثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۗ۔ یعنی اگر کوئی تمہیں دکھ پہنچا وے

مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحتِ وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظامِ عالم کا چل رہا ہے رعایتِ محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسبِ موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسبِ موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے وہاں نرمی اور درگزر سے کام بگڑتا ہے اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایتِ مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے نہ انسان اور وہ وحشی ہے نہ مہذب۔

اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں کہ اس میں انسانی پاکیزگی اور انسانی نیک چلنی کے لئے کیا تعلیم ہے۔ پس واضح ہو کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت قیمتی اور قابلِ شرم نیوگ کا مسئلہ ہے جس کو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی کتاب ستیا رتھ پرکاش میں درج کیا ہے اور وید کی قابلِ فخر تعلیم اس کو ٹھہرایا ہے اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے۔ تب بھی ہمیں کچھ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے مگر انہوں نے تو اس اصول، انسانی فطرت کے دشمن کو

انتہا تک پہنچا دیا اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد زینہ پیدا نہیں کر سکتا مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں یا ببا عث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے مگر بانجھ عورتوں کی طرح ہے یا کسی اور سبب سے اولاد زینہ ہونے میں توقف ہوگئی ہے تو ان تمام صورتوں میں اس کو چاہیے کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہم بستر کراوے اور اس طرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ ☆ بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اس کی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہے گی جیسا کہ ہم نے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دھرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اس جگہ وہ تمام تفصیلیں لکھیں۔ غرض اس عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیج کئی کرتا ہے اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے اور انسانی فطرت اس بے حیائی کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتی کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو جس کے بیابنے کے لئے وہ گیا تھا۔ اور والدین نے صد ہا ہزار بار پوپہ خرچ کر کے اس کی شادی کی تھی جو اُس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی اور اس کی عزت و آبرو کا مدار تھا وہ باوجودیکہ اس کی بیوی ہے اور وہ خود زندہ موجود ہے اس کے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اس کے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اُس کی بیوی سے منہ کالا کرے اور وہ آوازیں سنے اور خوش ہو کہ اچھا کر رہا ہے اور یہ تمام ناجائز حرکات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں اور اس کو کچھ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص جس کی منکوحہ اور سہروں

﴿۷۲﴾

☆ مجھے ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی کہ میں نے ستیا رتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرماویں کیونکہ بوجہ روز کی مشق کرانے کے اُن کو خوب یاد

ہوگا۔ منہ

کے ساتھ بیاہی ہوئی بیوی اس کی آنکھوں کے سامنے دوسرے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اس کی انسانی غیرت اس بے حیائی کو قبول کرے گی دیکھو راجہ رام چندر نے اپنی بیوی سیتا کے لئے کس قدر غیرت دکھائی حالانکہ راون ایک برہمن تھا اور سیتا کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اور بموجب اس قاعدہ کے برہمن سے نیوگ جائز تھا۔ تاہم رام چندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کے لئے راون کو قتل کیا اور لڑکا کو جلا دیا۔ وہ شخص انسان کہلانے کا مستحق نہیں جس کو اپنی بیوی کے لئے بھی غیرت نہیں اور کیا وجہ کہ اس کا نام دیوٹ نہ رکھا جائے۔ حیوانوں میں بھی یہ غیرت مشاہدہ کی گئی ہے پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک پرندہ رو نہیں رکھتا کہ دوسرا پرندہ اس کی مادہ سے تعلق پیدا کرے پھر انسان ہو کہ یہ حیا سے دُور حرکت کیا کوئی پاک فطرت اس کو قبول کرے گی اور دیانند کا یہ لکھنا کہ یہ وید کی شرتی ہے ہم نہیں قبول کر سکتے کہ ایسی کوئی شرتی وید میں ہوگی۔ نادانوں میں پنڈت دیانند نے جس قدر چاہا لافیں مار لیں ورنہ کامل علمی فضیلت حاصل کرنا جو انسان کے دل کو روشن کرتی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض الفاظ کے بہت سے معنے ہوتے ہیں اور ایک جاہل اپنی جلد بازی اور اپنی جہالت سے ایک معنے کو پسند کر لیتا ہے۔ پس ایسا شخص جس میں مادہ حیا کا کم ہو اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میرا قول شرافت اور طہارت سے بعید ہے مگر اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قابل شرم امر پر دیانند نے کیوں زور دیا۔ اور کیوں دلیری کر کے یہ گندی تعلیم اپنی کتاب ستیا رتھ پر کاش میں لکھ دی۔ پس جہاں تک میں نے سوچا ہے میرے خیال میں اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ پنڈت دیانند تمام عمر مجرور رہا ہے اور بیوی نہیں کی۔ لہذا اس کو اس غیرت کی خبر نہیں تھی کہ جو ایک شریف اور غیور انسان کو اپنی بیوی کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی ناتجربہ کار فطرت نے محسوس نہ کیا کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔ دیانند کو معلوم نہیں تھا کہ اپنی بیویوں کی نسبت تو کنجروں کو بھی غیرت ہوتی ہے بلکہ بہت سے لوگ جو بازاری عورتوں



﴿۷۳﴾

سے ناجائز تعلق رکھتے ہیں جب کسی آشنا کجبری کی نسبت ان کو شک پڑتا ہے کہ وہ دوسرے کے پاس گئی تو بسا اوقات غصہ میں آکر اس کا ناک کاٹ دیتے ہیں یا قتل کر دیتے ہیں تو پھر کیا عقل قبول کر سکتی ہے کہ ایک غیر متمند آریہ کی عورت ایسے کام کرے تو وہ لوگوں کو منہ دکھانے کے قابل رہے۔ اسی اصول سے تو دنیا میں صریح بدکاری پھیلتی ہے اور آخر حکام کو بھی ان گندے اصولوں کے روکنے کے لئے دخل دینا پڑتا ہے جیسا کہ گورنمنٹ انگریزی نے ابتداء حکومت میں ہی جل پر واوستی کے رواج کو جبراً ہٹا دیا تھا۔

☆ اسی طرح تناسخ کا مسئلہ بھی اگر صحیح فرض کیا جاوے تو اسی خرابی کا موجب ہوگا جیسا کہ نیوگ - کیونکہ اس صورت میں کروڑ ہا دفعہ یہ واقعہ پیش آجائے گا کہ ایک شخص ایک ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جو دراصل اس کی ماں تھی یا دادی تھی یا لڑکی تھی جو مچکی تھی اور پھر وہ دوبارہ جنم لے کر دنیا میں آئی۔ پس اگر اوگون کا مسئلہ صحیح تھا تو اتنا تو پر میشر کو کرنا

☆ حاشیہ: تناسخ کے مسئلہ جیسا اور کوئی جھوٹا مسئلہ نہیں کیونکہ اس کی بنیاد بھی غلط ہے اور آزمائش کے طور پر بھی یہ غلط ثابت ہوتا ہے اور انسانی پاکیزگی کے لحاظ سے بھی غلط ٹھہرتا ہے اور خدا کی قدرت میں رخنہ انداز ہونے کی وجہ سے بھی ہر ایک عارف کا فرض ہے جو اس کو غلط سمجھے۔

اس کی بنیاد اس طرح پر غلط ہے کہ ستیا رتھ پر کاش میں بتلایا گیا ہے کہ روح عورت کے پیٹ میں اس طرح آتی ہے کہ شبلم کے ساتھ کسی ساگ پات پر پڑتی ہے اور اس ساگ پات کے کھانے سے روح بھی ساتھ کھائی جاتی ہے۔ پس اس سے تو لازم آتا ہے کہ روح دو ٹکڑے ہو کر زمین پر پڑتی ہے۔ ایک ٹکڑے کو اتفاقاً مرد کھا لیتا ہے اور دوسرے ٹکڑے کو عورت کھاتی ہے کیونکہ یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ بچہ کو روحانی قوتیں اور روحانی اخلاق مرد اور عورت دونوں سے ملتے ہیں نہ کہ صرف ایک سے۔ پس دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے ساگ پات کو کھائیں جس میں روح ہو اور صرف ایک کا کھانا کافی نہیں۔ پس بدابہت

﴿۷۴﴾

☆ نیوگ کی کثرت عورتوں کے لئے اس وجہ سے بھی مضر ہے کہ اس سے حجاب اٹھ جائے گا اور چند سال بیگانہ کے پاس جا کر پھر ہمیشہ کے لئے یہی عادت رہے گی۔ منہ

چاہیے تھا کہ نئی پیدا ہونے والی کو اس بات کا علم دے دیتا کہ وہ فلاں فلاں شخص سے پہلے جنم میں یہ رشتہ رکھتا تھا تا بدکاری تک نوبت نہ آتی۔

اس جگہ یاد رہے کہ تناخ کا مسئلہ اپنی جڑھ سے باطل ہے وہ تب سچ ہو سکتا ہے جب یہ بات سچ ہو کہ رُوح دو ٹکڑے ہو کر کسی ساگ پات پر گرتی ہے اور پھر غذا کی طرح کھائی جاتی ہے مگر بیشی کمی مراتب کی تناخ پر دلیل نہیں۔ یہ اختلاف مراتب تو بے جان چیزوں میں بھی پایا جاتا ہے اس وسوسہ کا جواب یہی ہے کہ قیامت کے دن کم حصہ والے کو پورا حصہ دیا جائے گا اور زیادہ حصہ والے سے حساب کیا جائے گا پس چند روزہ دنیا کی کمی بیشی تناخ پر کیونکر دلیل ہو سکتی ہے۔

اور نیوگ کے جواب میں یہ کہنا کہ مسلمانوں میں بھی متعہ ہے یہ عجیب جواب ہے۔ میں نہیں جانتا کہ آریہ صاحبوں نے متعہ کس چیز کو سمجھا ہوا ہے۔ پس واضح ہو کہ خدا نے قرآن شریف میں بجز نکاح کے ہمیں کوئی اور ہدایت نہیں دی ہاں شیعہ مذہب میں سے ایک فرقہ ہے

بقیہ حاشیہ: یہ امر مستلزم تقسیم روح ہے۔ اور تقسیم روح باطل ہے۔ اس لئے تناخ باطل ہے۔

اور آزمائش کے طور پر یہ مسئلہ اس طرح پر غلط ٹھہرتا ہے کہ جس طرح ہر قسم کی روحمیں پیدا ہوتی رہی ہیں۔ ان تمام صورتوں میں ممکن ہی نہیں کہ شبنم کے ساتھ وہ روحمیں پیدا ہوتی ہوں۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ بالوں میں جوئیں پڑ جاتی ہیں وہ روحمیں کس شبنم کے ساتھ کھائی جاتی ہیں۔ ایسا ہی کنک کے کھاتوں میں سُسر می پڑ جاتی ہے۔ وہ کروڑ ہا روحمیں جو کھاتہ کے اندر پیدا ہو جاتی ہیں وہ کس شبنم کے ساتھ کھاتہ کے اندر اترتی ہیں اور کون ان کو کھاتا ہے۔ ایسا ہی ہم دیکھتے ہیں کہ پیٹ میں کدو دانے پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کبھی دماغ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور طبعی علم کے تجربہ سے پانی کے ہر ایک قطرے میں ہزار ہا کیڑے ثابت ہوتے ہیں۔ یہ کس شبنم سے پڑتے ہیں۔ تجربہ بتلا رہا ہے کہ ہر ایک چیز میں ایک قسم کے کیڑہ کا مادہ موجود ہے۔ پشینہ میں بھی ایک قسم کا کیڑہ لگ جاتا ہے لکڑی میں بھی اناج میں بھی پھلوں میں بھی اور بعض پھلوں میں پھل کی پیدائش کے ساتھ ساتھ ہی کیڑا پیدا ہوتا ہے جیسا کہ گولر کا درخت وہ کس

﴿۷۵﴾

کہ وہ موقت طور پر نکاح کر لیتے ہیں یعنی فلاں وقت تک نکاح اور پھر طلاق ہوگی اور اس کا نام متعہ رکھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کے کلام سے ان کے پاس کوئی سند نہیں۔ بہر حال وہ تو ایک نکاح ہے جس کی طلاق کا زمانہ معلوم ہے اور نیوگ کو طلاق کے مسئلہ سے کچھ تعلق نہیں۔ طلاق کے بعد تمام تعلقات میاں بیوی کے قطعاً ٹوٹ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی نسبت یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مر گیا اور یہ طلاق کا مسئلہ بوجہ انسانی ضرورتوں کے ہر ایک مذہب میں پایا جاتا ہے چنانچہ ولایت میں بھی قانون طلاق پاس ہو گیا ہے اور یہ اعتراض کہ مسلمان کئی بیویاں کر لیتے ہیں اس کو بھی نیوگ سے کچھ تعلق نہیں۔ ہندو دھرم کے راجے اور بڑے بڑے آدمی قدیم سے کئی بیویاں کرتے رہے ہیں اور اب بھی کرتے ہیں اور یہ اعتراض کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی زینب کا آسمان پر نکاح ہوا تھا۔ اس سے بھی معترض کی صرف نادانی ثابت ہوتی ہے۔ خدا کے نبیوں اور رسولوں کے آسمان پر ہی نکاح ہوتے ہیں کیونکہ خدا ان کو قبل از وقت نکاح کا حکم دیتا ہے۔ اور اپنی رضا مندی ظاہر کرتا ہے جبکہ آپ لوگوں کا ایک برہمن درمیان

﴿۷۶﴾

بقیہ حاشیہ: شبنم سے کیڑے آتے ہیں اور اہل تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ بعض ترکیبوں سے ہزار ہا بچھو پیدا کر سکتے ہیں وہ کس شبنم سے آتے ہیں۔ افسوس پنڈت دیانند صاحب کی موٹی عقل نے بہت کچھ نکتیں اور ندامتیں آریہ صاحبوں کو پہنچائی ہیں۔ آپ تو ایسی غلط اور بیہودہ باتیں بیان کر کے جلد اس دنیا سے گذر گئے اور دوسروں کو جنہوں نے انہیں کا مت اختیار کیا تھا ندامتوں کا نشانہ بنا گئے۔

دیکھو پاکیزگی کے لحاظ سے بھی تناسخ کا مسئلہ کیسا خراب ہے۔ کیا جب کوئی لڑکی پیدا ہوتی ہے اس کے ساتھ کوئی فہرست بھی اندر سے نکلتی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ لڑکی فلاں مرد کی ماں یا دادی یا ہمیشہ رہے اس سے وہ شادی کرنے سے پرہیز کرے۔

اور یہ تناسخ کا مسئلہ پر میشر کی قدرت میں بھی سخت رخنہ انداز ہے۔ خدا وہ خدا ہے کہ چاہے تو ایک لکڑی میں جان ڈال دے جیسا کہ حضرت موسیٰ کا عصا ایک دم میں لکڑی اور ایک دم میں سانپ بن جاتا تھا مگر

میں آکر نکاح کرا جاتا ہے تو کیا خدا کو اختیار نہیں۔ اعتراض تو اس صورت میں تھا کہ خدا کسی غیر کی عورت سے جو اس کے نکاح میں ہے اور اس نے طلاق نہیں دی جبراً کسی پیغمبر کو دیدے مگر طلاق کے بعد اگر خدا کے حکم سے طرفین کی رضامندی سے نکاح ہو تو اس پر کیا اعتراض ہے۔

اور اگر آریہ صاحبوں کے نزدیک اپنی حین حیات میں اپنی بیوی کو کسی دوسرے سے ہم بستر کرانا اس صورت سے برابر ہے کہ جب انسان اپنی عورت کو بوجہ اس کی ناپاکی یا بدکاری یا کسی اور وجہ سے طلاق دیتا ہے تو اس کا فیصلہ بہت سہل ہے کیونکہ اس ملک میں ایسے مسلمان اور دوسرے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں جو اپنی عورتوں سے بوجہ ناموافقت عاجز آکر ان کو طلاق دے دیتے ہیں اور پھر وہ عورتیں اس عضو کی طرح ہو جاتی ہیں جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے اور ان سے کچھ تعلق نہیں رہتا اور اگر آریہ صاحبان چاہیں تو ہم ایسے مسلمانوں بلکہ ہندوؤں کے ناموں کی بھی بہت سی فہرستیں دے سکتے ہیں جنہوں نے ان مشکلات کی وجہ سے ناپاک وضع عورتوں کو طلاق دے کر

بقیہ حاشیہ: روجوں کے انادی ہونے کی حالت میں ہندوؤں کا پر میشر ہرگز پر میشر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ جو محض دوسروں کے سہارے سے اپنی خدائی چلا رہا ہے اس کی خدائی کی خیر نہیں وہ آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں۔ اور یہ کہنا کہ تناخ کا چکر جو کئی ارب سے بموجب آریہ صاحبوں کے عقیدہ کے جاری ہے اس کا باعث گذشتہ پیدائشوں کے گناہ ہیں یہ خیال طبعی علم کے تجربہ کے ذریعہ سے نہایت فضول اور لچر اور باطل ثابت ہوتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ روجوں کی پیدائش میں بھی خدا تعالیٰ کا ایک نظام ہے جو کبھی پیش و پس نہیں ہوتا مثلاً برسات کے دنوں ہزار ہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور گرمی کے دنوں میں بکثرت کھیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو کیا انہی دنوں میں ہمیشہ دنیا میں پاپ زیادہ ہوتے ہیں اور نہایت سخت گناہ کی وجہ سے انسانوں کو کھیاں اور برسات کے کیڑے بنایا جاتا ہے اس طرح کے ہزار ہا دلائل ہیں جن سے تناخ باطل ہوتا ہے چاہیے کہ آریہ صاحبان بغور ان تمام باتوں کو سوچیں۔ منہ

﴿۷۷﴾

ان سے تمام تعلقات زندگی کے قطع کر لئے ہیں۔ ایسا ہی آریہ صاحبوں کو چاہیے کہ ہمیں اُن شریف اور جنٹلمین اور معزز آریہ صاحبوں کی فہرست دکھلاویں☆ جنہوں نے اپنی زندگی میں اپنی عورتوں سے نیوگ کرائے ہیں اور غیر مردوں سے ہمبستر کرا کر ان سے اولاد حاصل کی ہے مگر چاہیے کہ اس فہرست کے ساتھ نیوگ کی اولاد کی ایک فہرست بھی نام بنام پیش کر دیں ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ خاص قادیان میں جو آریہ صاحبان رہتے ہیں کتنوں نے اب تک ان میں سے اپنی بیویوں سے نیوگ کرایا ہے اور کس قدر انہوں نے اس مقدس عمل سے حصہ لیا ہے اور کتنے نامحرم مردوں سے اپنی جو روؤں کو ہمبستر کرا کر ان سے اولاد حاصل کی ہے کیونکہ اگر درحقیقت یہ عمل عمدہ اور قابل فخر اور وید مقدس کی ہدایت ہے تو ضرور ہر ایک آریہ صاحب نے اس ہدایت سے حصہ لیا ہوگا اور لینا چاہیے۔

یاد رہے کہ بالمقابل نیوگ کی ہدایت کے قرآن شریف میں بیویوں کے لئے پردہ کی ہدایت ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَعْضُونَ مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا قُرُوجَهُمْ ذَلِكَ أَزْكَى لَهُمْ ۗ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَعْضُنْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ قُرُوجَهُنَّ ۙ۔ یعنی مومنوں کو کہہ دے مرد ہوں یا عورتیں ہوں کہ اپنی آنکھوں کو غیر عورتوں اور مردوں کی طرف دیکھنے سے روکو اور کانوں کو غیر مردوں کی ناجائز آواز اور غیر کی آواز سننے سے روکو اور اپنی سترگا ہوں کی حفاظت کرو کہ اس طریق سے تم پاک ہو جاؤ گے۔

☆ کچھ مدت ہوئی ہے کہ ایک آریہ صاحب نے بذریعہ ایک اخبار کے غالباً فیروز پور سے اس مضمون کا ایک خط شائع کیا تھا کہ اگر کوئی آریہ صاحبوں میں سے اپنی بیوی سے نیوگ کرانا چاہتے ہیں یا خود بیوی ہی اس مقدس کام کی شائق ہے تو وہ بذریعہ خط و کتابت کے اس سے تصفیہ کر لیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ قادیان سے بھی اس درخواست کا کوئی جواب بھیجا گیا تھا یا نہیں۔ منہ

اب اے آریہ صاحبان انصاف سے سوچو کہ قرآن شریف تو اس بات سے بھی منع کرتا ہے کہ کوئی مرد غیر عورت پر نظر ڈالے اور یا عورت غیر مرد پر نظر ڈالے یا اس کی آواز نا جائز طور پر سنے مگر آپ لوگ خوشی سے اپنی بیویوں کو غیر مردوں سے ہم بستری کرتے ہیں اس کا نام نیوگ رکھتے ہیں۔ کس قدر ان دونوں تعلیموں میں فرق ہے خود سوچ لیں اور سخت افسوس ہے کہ اگر آپ پر ہمدردی کی راہ سے اعتراض کیا جائے کہ ایسا گندہ کام عورتوں سے کیوں کرتے ہو تو آپ طلاق کا مسئلہ پیش کر دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ طلاق کی ضرورتیں تو تمام دنیا میں مشترک ہیں جس عورت سے باہمی زوجیت کا علاقہ توڑ دیا گیا وہ تو گویا طلاق دہندہ کے حساب میں مرگئی اگر آپ لوگ صرف اس حد تک رہتے کہ ضرورتوں کے وقتوں میں آپ لوگ اپنی ان عورتوں کو طلاق دیتے جو آپ لوگوں کی نافرمانی یا ناموافق یا بدچلن ہوتیں یا دشمن جانی ہوتیں تو کوئی بھی آپ پر اعتراض نہ کرتا کیونکہ عورت مرد کا جوڑ تقویٰ طہارت کے محفوظ رکھنے کے لئے ہے اور عورت مرد ایک دوسرے کے دین اور پاکیزگی کے مددگار ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے سچے دوست اور وفادار مخلص ہوتے ہیں اور جب ان میں وہ پاک تعلق باقی نہ رہے جو اصل مدعا نکاح کا ہے تو پھر بجز طلاق کے اور کیا علاج ہے جب ایک دانت میں کیڑا پڑ جائے اور درد پہنچائے تو اب وہ دانت نہیں ہے بلکہ ایک خمیٹ چیز ہے اس کو باہر نکالنا چاہئے تا زندگی تلخ نہ ہو۔

چوں بدنہان تو کرے اوفتاد      نیست آں دندان بکن اے اوستاد ☆

☆ درحقیقت اسلامی پاکیزگی نے ہی طلاق کی ضرورت کو محسوس کیا ہے ورنہ جو لوگ دیوتوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں ان کے نزدیک گوان کی عورت کچھ کرتی پھرے طلاق کی ضرورت نہیں۔ منہ

## سیوم

جس خدا کی طرف عیسائی مذہب ہدایت کرتا ہے یا ویدیا  
قرآن شریف ان تینوں مذاہب میں سے کونسا ایسا مذہب ہے  
جو سچے خدا کو دکھلاتا ہے صرف قصے پیش نہیں کرتا۔

واضح رہے کہ مذہب کے اختیار کرنے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا وہ خدا جو سرچشمہ  
نجات کا ہے اس پر ایسا کامل یقین آجائے کہ گویا اس کو آنکھ سے دیکھ لیا جائے کیونکہ گناہ کی  
خبیث رُوح انسان کو ہلاک کرنا چاہتی ہے اور انسان گناہ کی مہلک زہر سے کسی طرح بچ نہیں  
سکتا جب تک اس کو اس کامل اور زندہ خدا پر پورا یقین نہ ہو اور جب تک معلوم نہ ہو کہ وہ خدا  
ہے جو مجرم کو سزا دیتا ہے اور راستباز کو ہمیشہ کی خوشی پہنچاتا ہے۔ یہ عام طور پر ہر روز دیکھا جاتا  
ہے کہ جب تک کسی چیز کے مہلک ہونے پر کسی کو یقین آجائے تو پھر وہ شخص اس چیز کے  
نزدیک نہیں جاتا مثلاً کوئی شخص عمارت پر نہیں کھاتا۔ کوئی شخص شیر خونخوار کے سامنے کھڑا نہیں ہو  
سکتا اور کوئی شخص عمارت کے سوراخ میں ہاتھ نہیں ڈالتا۔ پھر عمارت گناہ کیوں کرتا ہے۔ اس  
کا یہی باعث ہے کہ وہ یقین اس کو حاصل نہیں جو ان دوسری چیزوں پر حاصل ہے۔ پس سب  
سے مقدم انسان کا یہ فرض ہے کہ خدا پر یقین حاصل کرے اور اس مذہب کو اختیار کرے جس  
کے ذریعے سے یقین حاصل ہو سکتا ہے تا وہ خدا سے ڈرے اور گناہ سے بچے مگر ایسا یقین  
حاصل کیونکر ہو۔ کیا یہ صرف قصوں کہانیوں سے حاصل ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کیا یہ محض عقل  
کے ظنی دلائل سے میسر آ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس واضح ہو کہ یقین کے حاصل ہونے کی صرف  
ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے مکالمہ کے ذریعے سے اس کے خارق عادت

نشان ☆ دیکھے۔ اور بار بار کے تجربہ سے اس کی جبروت اور قدرت پر یقین کرے یا ایسے شخص کی صحبت میں رہے جو اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ یہ درجہ معرفت کا نہ کسی عیسائی صاحب کو نصیب ہے اور نہ کسی آریہ صاحب کو اور ان کے ہاتھ میں محض قصے ہیں اور زندہ خدا کی زندہ تجلی کے نظارہ سے وہ سب بے نصیب ہیں۔ ہمارا زندہ حسی و قیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرت دعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔ خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے۔ وہی ہے جس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے طاعون کی موت سے بچاؤں گا اور نیز ان سب کو جو تیرے گھر میں نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں بچاؤں گا۔ اس زمانہ میں کون ہے جس نے میرے سوا ایسا الہام شائع کیا اور اپنے نفس اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں اور دوسرے نیک انسانوں

☆ نبوت کے زمانہ کے بعد کچھ مدت تک پیشگوئیاں اسی نبی کی جو دنیا سے گذر گیا بطور معجزات کے دلوں کو تسلی دیتی رہتی ہیں جو دوسری نسل کے سامنے پوری ہوتی رہتی ہیں مگر یہ نظارہ بہت مدت تک نہیں رہتا اور نرے قصے انسان کو سچا پرہیزگار نہیں بنا سکتے گو صرف لکیر پر چلنے والا قومی تعصب میں بڑھ سکتا ہے اور شریر انسان کی طرح زبان دراز ہو سکتا ہے مگر سچی پاکیزگی جو اپنے پھل ظاہر کرے کبھی اس کے دل میں نہیں آسکتی۔ منہ



﴿۸۰﴾

کے لئے جو اس کی چار دیواری کے اندر رہتے ہیں خدا کی ذمہ داری ظاہر کی۔ ایک لاکھ تک اب تک میرے نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ایک بڑے حصہ کے گواہ اس جگہ کے آریہ صاحبان لالہ شرمپت اور لالہ ملا وائل بھی ہیں اگر وہ انکار کریں گے تو ہم ایک اور رسالہ کے ذریعہ سے دکھائیں گے کہ ان کا ردّ دھرم☆ ہے یا ہٹ دھرمی۔ قوم کے ڈر سے جھوٹ بولنا نجاست کھانے سے بدتر ہے۔ پھر قوم بھی کب اس گواہی سے باہر ہے ان کے بہادر پنڈت نے اپنی موت سے سب کو گواہ بنا دیا۔ غریب شرمپت اور ملا وائل کس حساب میں ہیں۔

یاد رہے کہ طاعون کے متعلق اور ایک پیشگوئی عظیم الشان ظہور میں آئی ہے اور وہ یہ کہ آج سے چھ سات سال پہلے میں نے اپنی ایک کتاب میں خدا تعالیٰ سے الہام پا کر شائع کیا تھا کہ طاعون کے ذریعہ سے بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اب تک دس ہزار سے زیادہ ایسے لوگ میری جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو طاعون سے ڈر کر اس طرف آئے ہیں خدا تعالیٰ نے میرے سلسلہ کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی تھی۔ سو اس کشتی میں لوگ بیٹھتے جاتے ہیں۔ نوح کی کشتی میں ہر ایک درند چرند ڈر کر بیٹھ گیا تھا۔ یہ نہیں کہ نوح شکاریوں کی طرح ان کو جنگلوں سے پکڑ لایا تھا بلکہ وہ جان کے خوف سے آپ ہی کشتی میں بیٹھ گئے تھے۔ اب بھی اس کشتی میں ہر قسم کے ڈرنے والے لوگ بیٹھ رہے ہیں۔

سنو اے سب زمین پر رہنے والو۔ آپ آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان سے پوچھ کر

☆ میں دیکھتا ہوں کہ آریہ صاحبوں کی اب بدزبانی بڑھتی جاتی ہے اور انہوں نے اب علاوہ وید کے دیوتاؤں کے اپنی قوم کو بھی ایک دیوتا بنا لیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ وہ زندہ اور حسّی و قیوم خدا سچائی کی تائید میں آسمان سے اپنی کوئی قدرت دکھلاوے۔ وید کے خدا کی کمزوری تو انہیں ۶ مارچ کو معلوم ہو چکی تھی مگر اس نئے دیوتانے وہ واقعہ فراموش کر دیا۔ اب وہ مجھ سے کیسا نشان طلب کرتے ہیں کھلے طور پر چیلنج کریں۔ پھر جس طور سے خدا چاہے وہ قادر ہے کہ ان کے چیلنج کا جواب دے۔ خدا پر اور اس کی وحی پر ہنسی کرنا اچھا نہیں۔ اگرچہ بقول ان کے وید خدا کا کلام نہیں مگر خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے۔ دیکھیں اور پرکھیں اور مت ہنسیں۔ منہ

انصافاً کہیں کہ ان کے ہاتھ میں بجز پرانے اور بوسیدہ قصوں کے کچھ اور بھی ہے یہی تو وجہ ہے کہ ایک فرقہ نے ان میں سے ایک انسان کو خدا بنا رکھا ہے جو درحقیقت مجھ سے زیادہ نہیں۔ اگر وہ مجھے دیکھتا تو خدا کی نعمتوں کو اس جگہ زیادہ پاتا۔ یہ تو عیسائیوں کا جعلی خدا ہے مگر آریوں نے ایک فرضی خدا انسان کی طرح کمزور اپنی طرف سے تراش لیا ہے جو روحوں اور ذرات اجسام کے پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ اگر ان کو خدا تعالیٰ کی تازہ قدرتوں سے حصہ ہوتا تو وہ جانتے کہ وہ انسان ہونے سے پاک اور ہر ایک بات پر قدرت رکھتا ہے۔ روح کیا حقیقت ہے جو اس کو پیدا نہ کر سکے اور پر مانو کیا چیز ہیں جو ان کی پیدائش پر قادر نہ ہو۔ روحوں کے اندر ایک اور روحیں ہیں اور ذرات کے اندر ایک اور ذرات ہیں سب کا وہی پیدا کرنے والا ہے۔ وہ کبھی اپنی مرضی سے اور کبھی اپنے مقبول بندوں کی دعائیں کرتا رہتا ہے۔ وہ کبھی اپنا سجادہ کرتا رہتا ہے جس نے اس کو اس طرح پر نہیں دیکھا۔ وہ اندھا ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ ۗ يَعْنِي جَسَدًا فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ ۗ يَعْنِي جَسَدًا فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ ۗ اُس کو اُس جہان میں بھی اس کا درشن نہیں ہوگا اور وہ دونوں جہانوں میں اندھا رہے گا۔ خدا کے دیکھنے کے لئے اسی جہان میں آنکھیں طیار ہوتی ہیں اور بہشتی زندگی اسی جہان سے شروع ہوتی ہے۔

ان اشتہارات میں جو میرے پر حملہ کرنے کے لئے آریہ صاحبوں نے شائع کئے ہیں میری بعض پیشگوئیوں پر نا سمجھی سے بعض اعتراض بھی کر دیئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حال میں یا پہلے لڑکا ہونے کی پیشگوئی تھی اور لڑکی پیدا ہوئی۔ پس اس قدر جواب کافی ہے کہ اگر وہ کتابوں کو دیکھ کر دیانت کے طریق کو اختیار کرتے تو ایسا اعتراض کبھی نہ کرتے۔ مجھے تو ایسا الہام کوئی یاد نہیں کہ جس کا یہ مضمون ہو کہ اب ضرور بلا فاصلہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر ان کو یاد ہے تو وہ پیش کر دیں ورنہ لعنة الله على الكاذبين ہماری طرف سے جواب کافی

ہے۔ خدا نے تمام کتابوں میں قیامت کی پیشگوئی شائع کر رکھی ہے۔ آریہ صاحبان بھی مہاپرلو کے قائل ہیں مگر وہ پیشگوئی اب تک پوری نہیں ہوئی بلکہ دنیا پہلے سے زیادہ آباد ہوتی جاتی ہے۔ جو پہلے جنگل تھے اب وہاں آبادیاں اور شہر ہیں مگر کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ خدا کی باتوں میں ایک وقت ہوتا ہے۔ وہ اپنے وقتوں میں پوری ہوتی ہیں اور وعید کی پیشگوئی میں تو بہ اور رجوع سے کبھی تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ انسان کی بد ذاتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت نہیں کہ اعتراض کے وقت جھوٹ بولے۔ ایسا ہی آتھم کی موت کی پیشگوئی پر تب اعتراض ہوتا کہ میں اس سے پہلے مر جاتا اور وہ اب تک زندہ ہوتا کیونکہ الہام کا خلاصہ یہ ہے کہ جو مذہب میں جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔ الہامی شرط کے موافق اس نے تھوڑے دن فائدہ اٹھایا پھر پیشگوئی کے مطابق مر گیا اس نے عین مجلس میں قریباً ستر آدمی کے روبرو جن میں نصف کے قریب عیسائی بھی تھے اپنی شوخیوں سے رجوع کیا اور پھر آخر میعاد تک ڈرتا اور روتا رہا۔ اس کو کچھ مہلت دی گئی اور یہ مہلت خدا کی شرط کے موافق اور الہام میں درج تھی اور آخر قبر نے اس کو بلایا مگر تعجب کہ آریہ صاحبان کیوں خواہ مخواہ دوسروں کے قصے پیش کرتے ہیں۔ آپ بیتی کو کیوں اس قدر جلدی سے بھول گئے اور کیوں وہ پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ذرا پنڈت لیکھرام کی کتاب کھول کر دیکھیں کہ اس نے میری نسبت اشتہار شائع کیا تھا کہ مجھے پر میشر نے خبر دی ہے کہ یہ شخص تین برس تک ہیضہ سے مر جائے گا اور میں نے بھی خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کئی کتابوں میں شائع کر دیا تھا کہ پنڈت لیکھرام چھ برس کے عرصہ تک قتل کے ذریعہ مارا جائے گا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا اور کچھ عرصہ بعد اس ملک میں طاعون پھیلے گی چنانچہ وہ سب باتیں پوری ہو گئیں اور آپ لوگوں کا بہادر پنڈت لیکھرام آپ کو نادم کرنے والا چھ مارچ کو اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ دیکھو!

اسلام کا خدا کیسا سچا اور غالب نکلا۔ اگر یہ انسان کا کام تھا تو کیوں لیکھرام کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ میں آریہ صاحبوں سے بادب پوچھتا ہوں کہ یہ پیشگوئی پنڈت لیکھرام صاحب کی جو میری نسبت تھی کہ یہ شخص تین برس کے عرصہ میں ہیضہ سے مر جائے گا کیا یہ درحقیقت پریشمر کی طرف سے تھی۔ پھر ایسے مقابلہ کے وقت لیکھرام کا پریشمر کیوں عاجز رہ گیا اور اگر پنڈت جی نے جھوٹ بولا تھا اور پریشمر پر انفر کیا تھا تو کیا ایسے مفتری کی یادگاریں قائم کرنا روا ہے جس نے پریشمر پر جھوٹ بولا۔ دیکھو اس مقابلہ میں ہمارے خدا کی کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی اور میں نے لکھ دیا تھا کہ تمام آریہ صاحبان اب مل کر لیکھرام کے بچانے کے لئے اپنے پریشمر سے دعا کر لیں مگر پریشمر بچانہ سکا۔ اب بالفعل ہم اسی پر ختم کرتے ہیں۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔



## خاتمہ آریہ صاحبوں کے بعض اعتراضات کے جواب میں

انسان جب بغیر سوچنے سمجھنے کے محض نکتہ چینی کے ارادہ سے مخالفت کی نظر سے دیکھے تو گو کیسا ہی کوئی امر سیدھا اور صاف ہو اس کی نظر میں جائے اعتراض ٹھہر جاتا ہے۔ ایسا ہی آریہ صاحبوں کا حال ہے وہ اس ندامت کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتے جو ایک اعتراض کے غلط اور بے جا ثابت ہونے میں ایک باحیا انسان کے دل پر صدمہ پہنچاتی ہے۔ اب سنئے اعتراضات یہ ہیں جو ہمیشہ اسلام جیسے پاک اور کامل مذہب پر سراسر نادانی سے کرتے ہیں اور ہم اس وقت وہ اعتراض لکھتے ہیں جو انہوں نے ۲۸ فروری ۱۹۰۳ء کو کوکادیان میں جلسہ کر کے اسلام پر کئے اور اس طرح ثابت کر دیا کہ ان کے تعصب اور ناتسبی اور ناحق کے کینہ کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے۔

## اعتراضات

۱۔ مسلمان خدا کی نندیا کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتوں نے اس تخت کو اٹھایا ہوا ہے۔ اس طرح پر ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قائم بالذات نہیں اور جب محدود ہے تو اس کا علم بھی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا۔

## الجواب

اے حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اوّل سے آخر تک پڑھو اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ میں ہی زمین و آسمان اور رُوحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ میں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا میں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو قبل اس کے جو قادیان سے باہر جائے ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کروں گا۔ ورنہ میں بادب کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا

پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اٹھائے ہوئے ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا ان کا خدا ہے۔ جہاں پانچ ہوں تو چھٹا ان کے ساتھ خدا ہے اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں اور پھر فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا تُوَلُّوْا فَتَحَرَّوْجَهُ اللّٰهُ ۱۔ جس طرف تم منہ کرو اسی طرف خدا کا منہ پاؤ گے۔ وہ تم سے تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے اور پھر فرماتا ہے۔

وَ اِذَا سَاَلْتْكَ عِبَادِي عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۲ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدّٰعِ اِذَا دَعَا ۱

یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کُل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اٹھا رہا ہوں۔ میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اٹھا رہا ہوں۔

﴿۸۵﴾

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جس کا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لے کر اس پر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے ایسا دنیا میں کون

مسلمان ہے جو خدا کو محدود جانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے۔ اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں بھی نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اٹھا رہا ہے بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اٹھا رہا ہے ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اٹھا رہے ہیں۔ دانشمندان جگہ سے سمجھ سکتا تھا کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اٹھاتے ہیں۔ ضرور کوئی یہ استعارہ ہوگا مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سنو کہ قرآن شریف میں لفظ عرش کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر چار ہیں جو وید کے رو سے چار دیوتے کہلاتے ہیں مگر قرآنی اصطلاح کی رو سے

☆ خدا تعالیٰ کی چار صفتیں ہیں جن سے ربوبیت کی پوری شوکت نظر آتی ہے۔ اور کامل طور پر چہرہ اس ذات ابدی ازلی کا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان ہر چہار صفتوں کو سورۃ فاتحہ میں بیان کر کے اپنی ذات کو معبود قرار دینے کے لئے ان لفظوں سے لوگوں کو اقرار کرنے کی ہدایت دی ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ یعنی اے وہ خدا جو ان چار صفتوں سے موصوف ہے۔ ہم خاص تیری ہی پرستش کرتے ہیں کیونکہ تیری ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحمانیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحیمیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری صفت مالکانہ جزا و سزا کی بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیرے اس حسن اور احسان میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اس لئے ہم تیری عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں کرتے۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی الوہیت کا مظہر اتم قرار دیا

☆

لایقہ

ان کا نام فرشتے بھی ہے اور وہ یہ ہیں۔ اکاش جس کا نام اندر بھی ہے۔ سورج دیوتا جس کو عربی میں شمس کہتے ہیں۔ چاند جس کو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دھرتی جس کو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بیان کر چکے ہیں خدا کی چار صفتوں کو جو اس کے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اٹھارہے ہیں یعنی عالم پر یہ ظاہر کر رہے ہیں تصریح کی حاجت نہیں۔ اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہیں اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں۔

(۱) ذرات اجسام ارضی اور روحوں کی قوتیں۔

(۲) اکاش۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں۔

(۳) ان سب پر اعلیٰ طاقتیں جو جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہیں جن کو وید میں جم لکھا ہے مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں یعنی اکاش اور سورج وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفتوں کو اٹھارہے ہیں۔ یہ وہی صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں

ہے اور اسی لئے صرف اس قدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں۔ پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آگئیں تو خدا تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت صفت لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہوگئی جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی



میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے مگر یہ لوگ خوب وید دان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

غرض وید کے یہ چار دیوتے یعنی اکاش۔ سورج۔ چاند۔ دھرتی۔ خدا کے عرش کو جو صفت ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالک یوم الدین ہے اٹھا رہے ہیں۔ اور فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے ہر ایک چیز جو اس کی آواز سنتی ہے وہ اس کا فرشتہ ہے۔ پس دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے کیونکہ وہ اس کی آواز سنتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اگر ذرہ ذرہ اُس کی آواز سنتا نہیں تو خدا نے زمین آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا۔ اور یہ استعارہ جو ہم نے بیان کیا ہے اس طرح خدا کے کلام میں بہت سے استعارات ہیں جو نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ اگر اب بھی کوئی شخص اپنی ناسمجھی سے باز نہ آوے تو وہ کوئی اعتراض

کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک طرف شاہی ضرورتوں کے لئے طرح طرح کے سامان طیار ہونے کا حکم ہوتا ہے اور وہ فی الفور ہو جاتے ہیں اور وہی حقیقت ربوبیت عامہ ہیں۔ دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جو دست و سخاوت سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں ان کو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کے انجام کے لئے مدد دی جاتی ہے۔ چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے کسی کی گردن ماری جاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے۔ یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چہار صفتوں کو دنیا پر نافذ کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ اس تخت کو چار فرشتے اٹھا رہے ہیں۔ پس اس کا یہی جواب ہے کہ ان چار صفتوں پر چار فرشتے موکل ہیں جو دنیا پر یہ صفات خدا تعالیٰ کی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ماتحت چار ستارے ہیں جو چار رب النوع کہلاتے ہیں جن کو وید میں دیوتا کے نام سے پکارا گیا ہے۔ پس وہ ان چاروں صفتوں کی حقیقت کو دنیا میں پھیلاتے ہیں گویا اس روحانی تخت کو اٹھا رہے ہیں۔ بت پرستوں کا جیسا کہ وید سے ظاہر ہے صاف طور پر یہ خیال تھا کہ یہ چار صفتیں مستقل طور پر دیوتاؤں

منتخب کر کے اسلام پر پیش کرے اور پھر انسانیت اور مخل سے اس کا جواب سنے۔ ورنہ ایسے اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر اور دل اس کا تعصب سے پُر اور غرض اس کی محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے۔ کیا لازم ہے کہ اس طرح پر افترا کے طور پر اعتراض کئے جائیں ورنہ مسلمان بوجہ اولیٰ کہہ سکتے ہیں کہ جن خداؤں کو وید نے پیش کیا ہے وہ تو یہی ہیں کہ سورج، چاند، آگ، پانی، زمین وغیرہ مخلوق چیزیں یہ سب محدود اور مخلوق اور بے جان ہیں اس لئے آریہ صاحبوں کا پر میشر نہ صرف محدود بلکہ بے جان چیز ہے اسی لئے ان کی آواز نہیں سن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جس پر میشر نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا اس کا محدود ہونا تو بہر حال ماننا پڑے گا کیونکہ اس طرح پر سمجھ لو کہ روجوں اور پرمانو اور پر میشر سے گویا ایک شہر آباد ہے۔ جس کے ایک محلہ

کو حاصل ہیں۔ اسی وجہ سے وید میں جا بجا ان کی استت اور مہما کی گئی اور ان سے مرادیں مانگی گئیں۔ پس خدا تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر سمجھایا کہ یہ چار دیوتا جن کو بت پرست اپنا معبود قرار دیتے ہیں یہ مخدوم نہیں ہیں بلکہ یہ چاروں خادم ہیں اور خدا تعالیٰ کے عرش کو اٹھا رہے ہیں یعنی خادموں کی طرح ان الہی صفات کو اپنے آئینوں میں ظاہر کر رہے ہیں اور عرش سے مراد لوازم صفات تخت نشینی ہیں جیسا کہ ابھی میں نے بیان کر دیا ہے۔ ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ رب کے معنی دیوتا ہے۔ پس قرآن شریف پہلے اسی سورۃ سے شروع ہوا ہے کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ** یعنی وہ تمام مہما اور استت اُس خدا کی چاہیے جو تمام عالموں کا دیوتا ہے۔ وہی ہے جو رب العلمین ہے اور **رَحْمٰنُ الْعٰلَمِیْنَ** ہے اور **رَحِیْمُ الْعٰلَمِیْنَ** ہے۔ اور مالک جزاء العالمین ہے۔ اس کے برابر اور کوئی دیوتا نہیں کیونکہ قرآن شریف کے زمانہ میں دیوتا پرستی بہت شائع تھی اور یونانی ہر ایک دیوتے کا نام رب النوع رکھتے تھے اور رب النوع کا لفظ آریہ ورت میں دیوتا کے نام سے موسوم تھا اس لئے پہلے خدا کا کلام ان جھوٹے دیوتاؤں کی طرف ہی متوجہ ہوا جیسا کہ اس نے فرمایا۔ **الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ** یعنی وہ جو سب عالموں کا دیوتا ہے نہ صرف ایک یا دو عالم کا اسی کی پرستش اور حمد و ثنا چاہیے۔ دوسروں کی مہما اور استت کرنا غلطی ہے۔ اس

بیت

میں تو ارواح یعنی جیورہتے ہیں اور دوسرے محلہ میں پرمانو یعنی ذرات اجسام رہتے ہیں اور تیسرے محلہ کے کونہ میں پر میشر رہتا ہے کیونکہ جو چیزیں انادی اور اپنا اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں ان میں پر میشر دھنس نہیں سکتا۔ کیا تم سرب بیا پک ہو سکتے ہو۔ پس سوچ کر دیکھو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم میں اور پر میشر میں کیا فرق ہے پس وہ کیونکر غیر میں دھنس جائے گا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پر میشر محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بھی محدود ہو گیا مگر اس خدا کو کون محدود کہہ سکتا ہے جس کو قرآن شریف نے پیش کیا ہے جس کی نسبت وہ کہتا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے۔ جس کے ساتھ وہ زندہ ہے اور ذرہ ذرہ اس کے ہاتھ سے نکلا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے کیونکہ ہر ایک چیز اسی سے نکلی ہے۔

نادان انسان جو تعصب سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات اپنے منہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ کرے۔ یہی آریہ صاحبوں کا حال ہے گویا وہ اس دنیا میں

بقیہ جانشینہ

صورت میں جو صفتیں بت پرستوں نے چار دیوتاؤں کے لئے مقرر کر رکھی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کو اپنی ذات میں جمع کر دیا ہے اور صرف اپنی ذات کو ان صفات کا منبع ظاہر فرمایا۔ بت پرست قدیم سے یہ بھی خیال کرتے تھے کہ خدا کی اصولی صفات یعنی جو اصل جز تمام صفات کی ہیں وہ صرف چار ہیں۔ پیدا کرنا پھر مناسب حال سامان عطا کرنا۔ پھر ترقی کے لئے عمل کرنے والوں کی مدد کرنا پھر آخر میں جزا سزا دینا اور وہ ان چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی بنا پر نوح کی قوم کے بھی چار ہی دیوتا تھے اور انہیں صفات کے لحاظ سے عرب کے بت پرستوں نے بھی لات۔ منات و عزلی اور ہبل بنا رکھے تھے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چار دیوتا بالارادہ دنیا میں اپنے اپنے رنگوں میں پرورش کر رہے ہیں اور ہمارے شفع ہیں اور ہمیں خدا تک بھی یہی پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ یہ مطلب آیت لِيُقَرَّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وید بھی ان چاروں دیوتاؤں کی مہما اور استت کی ترغیب دیتا ہے اور وید میں اگر چہ اور دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن اصولی دیوتے جن سے اور سب دیوتے پیدا ہوئے ہیں یا یوں کہو کہ ان کی

ہمیشہ رہیں گے ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی رد کر سکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگا لو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو مگر کیا کسی کی نیت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت میں مقدمات فیصلہ پاتے ہیں کسی چیز کا فیصلہ کرے ہرگز نہیں پس صبر کرو جب تک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔

(۲) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ فرشتے خدائے تعالیٰ کو جا کر نیکی بدی کی خبر

دیتے ہیں اور اس وقت تک وہ بے خبر ہوتا ہے۔ الجواب: اس کا جواب یہ ہے کہ لعنة اللہ علی الکاذبین ورنہ کھول کر دکھلاؤ کہ کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ میں مخلوق کے حال سے بے خبر ہوں جب تک کوئی فرشتہ مجھے خبر نہ دے۔ وہ تو بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی مجھے خبر ہے۔ ایک پتہ بھی میرے حکم کے بغیر نہیں گرتا۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کی روحوں ہیں کہ دلیری سے

شاخ ہیں وہ چارہ ہی ہیں کیونکہ کام بھی چارہ ہی ہیں۔ پس قرآن شریف کی پہلی غرض یہی تھی کہ وید وغیرہ مذاہب کے دیوتاؤں کو نیست و نابود کرے اور ظاہر کرے کہ یہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ اور اور چیزوں کو دیوتا یعنی رب النوع بنا رکھا تھا بلکہ یہ چار صفتیں خاص خدا تعالیٰ کی ہیں اور ان چار صفتوں کے عرش کو خادموں اور نوکروں کی طرح یہ بیجان دیوتے اٹھا رہے ہیں چنانچہ کسی نے کہا ہے۔

حمد رابا تو نسبتی است درست برادر ہر کہ رفت بردرست

پس یہ اعتراض کہ آریہ صاحبان ہمیشہ سے کرتے ہیں یہ تو درحقیقت ان کے ویدوں پر اعتراض ہے کیونکہ مسلمان تو اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو مخدوم ہے مگر آریہ صاحبان ان جھوٹے دیوتاؤں کو خدا سمجھ رہے ہیں جو خادموں اور نوکروں چاکروں کی طرح خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ کا عرش اپنے سر پر اٹھا رہے ہیں بلکہ وہ تو چاکروں کے بھی چاکر ہیں کیونکہ ان پر اور طاقتیں بھی مسلط ہیں جو ملائک کے نام سے موسوم ہیں جو ان دیوتاؤں کی طاقتوں کو قائم رکھتے ہیں جن میں سے زبان شرع میں کسی کو جرائیل کہتے ہیں اور کسی کو میکائیل اور کسی کو عزرائیل اور کسی کو اسرافیل اور سنان دھرم والے اس قسم کے ملائک کے بھی قائل ہیں اور ان کا نام تم رکھتے ہیں۔ منہ

اس قدر افترا کرتے ہیں۔ سارا قرآن اس بات سے بھرا ہوا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے۔ پس ہم اس افترا کا کیا نام رکھیں کہ گویا مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا کو کچھ بھی اپنی مخلوق کی خبر نہیں جب تک فرشتے جا کر رپورٹ نہ دیں۔

(۳) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا پہلے کچھ مدت تک بیکار رہا ہے کیونکہ دنیا ہمیشہ سے نہیں۔

**الجواب:** یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا بیکار تھا بلکہ وہ بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ میں قدیم سے خالق ہوں مگر اس بات کی تفصیل کہ وہ کس کس مخلوق کو پیدا کرتا رہا ہے یہ امر انسان کے احاطہ اقتدار سے باہر ہے۔ ہم قرآن کی رو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کبھی معطل نہیں رہا مگر اس کی تفصیل کو ہم نہیں جانتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے کتنی مرتبہ اس دنیا کو بنایا اور کتنی مرتبہ ہلاک کیا یہ لمبا اور غیر متناہی علم خدا کو ہے کسی دفتر میں یہ سمانہیں سلکتا ہاں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف چند مدت سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے۔ پہلے کچھ نہ تھا اور قدیم سے وہ خالق نہیں ہے۔ سو یہ اعتراض ان پر کرو اور پھر آپ لوگوں کو شرم کرنا چاہئے کہ ہم تو مانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدیم سے ذرات اجسام پیدا کرتا رہا اور قدیم سے رو جس بھی پیدا کرتا رہا مگر آپ لوگ تو قطع نظر قدیم کے ایک مرتبہ کے لئے بھی خدائے تعالیٰ کی ان صفات کو نہیں مانتے پھر کیوں اپنے گھر سے بے خبر رہ کر اسلام پر محض افترا کے طور پر اعتراض کر دیتے ہیں ورنہ حیا اور شرم کر کے قرآن شریف سے ہمیں دکھلا دو کہ کہاں لکھا ہے کہ میں قدیم سے خالق نہیں ہوں مگر آپ کا پر میشر تو بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور کیونکر معلوم ہوا کہ وہ عالم الغیب ہے اس کا وید میں کیا ثبوت ہے ذرا ہوش سے جواب دو۔

(۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا خدا متغیر ہے کبھی کوئی حکم دیتا ہے کبھی کوئی۔

**الجواب:** خدا آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا متغیر ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ انسان متغیر ہے اس لئے اس کے مناسب حال خدا اس کے لئے تبدیلیاں کرتا ہے۔

جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو صرف اس کو خون کی غذا ملتی ہے اور جب پیدا ہوتا ہے تو ایک مدت تک صرف دودھ پیتا ہے اور پھر بعد اس کے اناج کھاتا ہے اور خدائے تعالیٰ تینوں سامان اس کے لئے وقتاً فوقتاً پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں ہونے کی حالت میں پیٹ کے فرشتوں کو جو اندرونی ذرات ہیں حکم کر دیتا ہے کہ اس کی غذا کے لئے خون بناویں اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے تو پھر پستان کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے جو اس کے لئے دودھ بناویں اور جب وہ دودھ سے پرورش پا چکتا ہے تو پھر اس حکم کو بھی منسوخ کر دیتا ہے تو پھر زمین کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے جو اس کے لئے خیر مدت تک اناج اور پانی پیدا کرتے رہیں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ ایسے تغیر خدا کے احکام میں ہیں خواہ بذریعہ قانون قدرت اور خواہ بذریعہ شریعت مگر اس سے خدا میں تغیر کو ناسالازم آیا۔ شرم! شرم! شرم!!!

مگر افسوس کہ وید کی رو سے خدا ان تغیرات کا مالک نہیں بن سکتا کیونکہ وید تو خدا کے فرشتوں کا منکر ہے۔ پس کیونکر دنیا کے ذرات اور روحوں کی قوتیں اس کی آواز سن سکتی ہیں۔ علم طبعی اور ہیئت کا سلسلہ تبھی خدا کی طرف منسوب ہو سکتا ہے کہ جب طبعی طور پر ہر ایک ذرہ مخلوقات کا خدا کا فرشتہ مان لیا جائے ورنہ فرشتوں کے انکار سے دہریہ بنا پڑے گا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے پر میشر کو اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اس کی مرضی اور ارادہ سے ہو رہا ہے مثلاً کانوں میں سونا اور چاندی اور پیتل اور تانبا اور لوہا طیار ہوتا ہے اور بعض کانوں میں سے ہیرے نکلتے ہیں اور نیلم پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ یا قوت کی کانیں ہیں اور بعض دریاؤں میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں اور ہر ایک جانور کے پیٹ سے بچہ یا انڈہ پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا نے تو قرآن شریف میں ہمیں یہ سکھلایا ہے کہ یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ ان چیزوں کے تمام ذرات خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اس کی طرف سے ایک کام کے لئے مقرر شدہ ہیں۔ پس وہ کام اس کی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں۔ سونے کے ذرات سونا بناتے رہتے ہیں اور چاندی کے ذرات چاندی بناتے رہتے ہیں اور موتی کے ذرات موتی بناتے ہیں اور انسانی وجود کے ذرات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ

طیار کرتے ہیں اور یہ ذرات خود بخود کچھ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں اسی لئے وہ اس کے فرشتے کہلاتے ہیں اور کئی قسم کے فرشتے ہوتے ہیں یہ تو زمین کے فرشتے ہیں۔ مگر آسمان کے فرشتے آسمان سے اپنا اثر ڈالتے ہیں جیسا کہ سورج کی گرمی بھی خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پھولوں کا پکانا اور دوسرے کام کرتا ہے اور ہوائیں بھی خدا کے فرشتے ہیں جو بادلوں کو اکٹھے کرتے اور کھیتوں کو مختلف اثر اپنے پہنچاتے ہیں اور پھر ان کے اوپر اور بھی فرشتے ہیں جو ان میں تاثیر ڈالتے ہیں۔ علوم طبعی اس بات کے گواہ ہیں کہ فرشتوں کا وجود ضروری ہے اور ان فرشتوں کو ہم پیشتم خود دیکھ رہے ہیں۔ اب بقول آریہ صاحبان ویدان فرشتوں کا منکر ہے۔ پس اس طور سے وہ اس طبعی سلسلہ سے انکاری اور دہریہ مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے کیا یہ امر بدیہی اور مشہور و محسوس نہیں کہ ہر ایک ذرہ ذرات اجسام میں سے ایک کام میں مشغول ہے۔ یہاں تک کہ شہد کی کھیاں بھی خدا کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں۔ پس وید اگر اس سلسلہ سے منکر ہے تو پھر اس کی خیر نہیں۔ اس صورت میں وہ تو دہریہ مذہب کا حامی ہوگا۔ اگر یہی وید وڈیا کا نمونہ ہے تو شاباش خوب نمونہ پیش کیا۔

(۵) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے۔

**الجواب :** قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ لِيَعْنِي خُدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہو سکتی۔ قرآن شریف کی رو سے

﴿۹۱﴾

شفاعت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لئے دُعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جائے۔ یا کوئی بلا ٹل جائے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لئے دعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو یہی حقیقتِ شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لئے بیشک دعا کرتے ہیں کہ خدا ان کو قوت دے اور ان کی بلا دور کرے اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔ پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا اور وید کی رو سے ایک بھائی دوسرے کے لئے دُعا نہیں کر سکتا تو یہ بات وید کے لئے قابلِ تعریف نہیں بلکہ ایک

سخت عیب ہے۔ چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں اس لئے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت کو قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لئے دعا کرنے میں لگے رہو اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہو کر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لئے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لئے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو بلکہ دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔

(۶) خدا کی کوئی آواز دنیا میں سنائی نہیں دیتی۔

الجواب: تعجب کہ باوجودیکہ پنڈت لیکھرام کی موت سے تمام آریہ صاحبوں نے ۶ مارچ کے دن میں خدائے تعالیٰ کی آواز سن لی اور خدا نے دنیا میں اشتہار دے دیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائے گا وہ آواز نہ صرف ہم نے سنی بلکہ ہمارے ذریعہ سے سب آریہ صاحبوں نے سنی مگر کیا اب بھی ثابت نہ ہو کہ خدا کی آواز دنیا کو سنائی دیتی ہے۔ آپ صاحبوں میں سے کپے آریہ لالہ شرم پت اور لالہ ملا وال ساکن قادیان بہت سی خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں۔ اگر وہ انکار کریں گے اور قوم کو خدا پر مقدم رکھیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو شاید کوئی اور آواز آسمانی سن لیں گے۔

المشتر خا کسار میرزا غلام احمد قادیانی





چونکہ اس رسالہ میں انصاف کی رو سے کسی قدر

سائن و صدمہ کی مدد ہے اس لئے

اس کا نام

# سائن و صدمہ

رکھا گیا

تصنیف لطیف حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود امام الوقت

علیہ السلام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی سلمۃ اللہ علیہ

۸ رجب ۱۹۰۳ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں باہتمام حافظ

حکیم فضل الدین صاحب کے چھپ کر شائع ہوا

## غزل از مؤلف

اے آریہ سماج پھنسو مت عذاب میں  
 اے قوم آریہ ترے دل کو یہ کیا ہوا  
 کیا وہ خدا جو ہے تری جاں کا خدا نہیں  
 گر عاشقوں کی روح نہیں اس کے ہاتھ سے  
 گر وہ الگ ہے ایسا کہ چھو بھی نہیں گیا  
 جس سوز میں ہیں اس کے لئے عاشقوں کے دل  
 جامِ وصال دیتا ہے اس کو جو مر چکا  
 ملتا ہے وہ اُسی کو جو وہ خاک میں ملا  
 ہوتا ہے وہ اُسی کا جو اُس کا ہی ہو گیا  
 پھولوں کو جا کے دیکھو اسی سے وہ آب ہے  
 خوبیوں کے حسن میں بھی اُسی کا وہ نور ہے  
 اس کی طرف ہے ہاتھ ہر اک تار زلف کا  
 ہر چشم مست دیکھو اُسی کو دکھاتی ہے  
 جن مورکھوں کو کاموں پہ اس کے یقیں نہیں  
 قدرت سے اس قدر کے انکار کرتے ہیں  
 دل میں نہیں کہ دیکھیں وہ اس پاک ذات کو

ہم کو تو اے عزیز دکھا اپنا وہ جمال

کب تک وہ مونہہ رہے گا حجاب و نقاب میں

☆ اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ - خدا ہے نور زمین اور آسمان کا (آیت قرآن شریف)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهٖ الْکَرِیْمِ

## نیوگ

اگرچہ میں نے کتاب نسیم دعوت میں نیوگ کے بارے میں جہاں تک مناسب تھا کچھ ذکر کیا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایک طالب حق کے لئے بہت مفید اور کافی ہے۔ لیکن میں نے بعض لوگوں کی زبانی سنا ہے کہ پنڈت رام بھجوت صاحب پریزیڈنٹ آریہ مذہبی سبھا پنجاب آریہ سماج کے جلسہ قادیان میں میری کتاب نسیم دعوت پہنچنے کے بعد اپنی آخری تقریر میں میرا ذکر کر کے فرماتے تھے کہ اگر وہ مجھ سے اس بارے میں گفتگو کرتے تو جو کچھ نیوگ کرانے کے فائدے ہیں میں سب اُن کے پاس بیان کرتا۔

لہذا بادب گزارش ہے کہ میں نے جس قدر انسانی غیرت اور انسانی پاک کانشنس کا تقاضا ہے وہ نیک نیتی سے اپنی کتاب نسیم دعوت میں بیان کیا ہے۔ میری غرض اس سے کوئی بحث مباحثہ نہیں تھا صرف ہمدردی کی راہ سے ایک نصیحت تھی۔ اور میں اس بات میں اکیلا نہیں ہزار ہا شریف ہندو اور شریف خالصہ مذہب کے پابند سکھ اس بات کو ہرگز جائز نہیں سمجھتے کہ ایک خاوند والی اور خاندان والی عورت محض اولاد کے لالچ سے دوسرے سے مونہہ کالا کرے اور خاوند زندہ موجود ہو۔

رہے نیوگ کے فائدے اور غالباً پنڈت صاحب کا فوائد سے مطلب نیوگ کی اولاد ہوگی کہ مفت میں گیارہ لڑکے پیدا ہو جاتے ہیں اور اس طرح پر اولاد بڑھتی ہے لیکن پنڈت صاحب ناراض نہ ہوں ایسی اولاد تو شریف آدمی کے لئے ایک داغ ہے نہ جائے فخر میرے نزدیک ایک پاک دامن عورت اگر تمام عمر بے اولاد رہے تو بے اولاد مرنا اس سے بہتر

ہے کہ غیر سے ہمبستر ہو کر ایسی اولاد حاصل کرے کہ عند العقل ناجائز اولاد کہلاوے۔ اور اگر سچائی کچھ چیز ہے تو پھر کیا وجہ کہ بچوں کو اُس بد قسمت دیوٹ کی اولاد سمجھی جائے جس کے نطفہ سے وہ بچے نہیں ہیں بلکہ وہ تو اُن لوگوں کی اولاد ہیں جس کا وہ نطفہ ہیں۔ کاش اگر ایسی عورت ایسی اولاد حاصل کرنے سے پہلے ہی مر جائے تو بہتر ہے۔ پنڈت رام بھجوت صاحب کو اس قابل شرم نیوگ کے مسئلہ میں بہت ضد نہیں کرنی چاہئے بلکہ چونکہ یہ مسئلہ انسانی حیا کے مخالف ہے اس لئے مناسب ہے کہ اس مسئلہ کو آریہ سماج کے مسائل میں سے کاٹ دیا جائے۔ اور عام اشتہار دیا جائے کہ دیانند نے بوجہ مجردانہ زندگی اور نہ محسوس کرنے اُس غیرت کے کہ جو خانہ داری کی حالت میں ہر ایک شریف مرد کو اپنی بیوی کی نسبت ہوتی ہے سخت غلطی کھائی۔ اس لئے آریہ سماج اپنے اصولوں سے اس کو خارج کرتا ہے اور اس پر بہت سے دستخط ہو جانے چاہئے تا پھر کسی معترض کو دم مارنے کی جگہ نہ رہے ورنہ یاد رکھیں کہ نیوگ کا اصول ان کے مذہب کے لئے ایک روگ ہے اور میں نہیں قبول کر سکتا کہ پاکدامن عورتیں نیوگ کے لئے تیار ہو جائیں گی بلکہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ اس پر زور دینے سے کوئی عورت زہر کھا کر مر نہ جائے ☆۔ اے صاحبان اور تو ہو ا جو ہو اس بلا کو تو اپنی قوم میں سے جلد دفع کرو اور خواہ نخواہ اُس کو وید کے ذمہ مت لگاؤ۔ یہ امید مت رکھو کہ آریہ ورت کے شریف مرد اور شریف عورتیں اس کو قبول کر لیں گے بلکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مذہب میں متبہنی کی رسم نیوگ کی وجہ سے ہی پیدا ہوئی ہے یعنی جب شریف مردوں اور شریف عورتوں نے دیکھا کہ یہ ناپاک رسم ہے تو اس کی جگہ

☆ آریہ ورت کی عورتوں کو اب تک اپنے خاندانوں سے ایسا سچا تعلق رہا ہے کہ وہ ان کے لئے سستی ہوتی رہی ہیں لیکن ایسی عورت کہ خاندان پر موجود ہے اور وہ دوسروں سے ہم بستر ہوتی پھرتی ہے کیونکہ ایسی محبت خاندان سے رکھ سکتی ہے۔ منہ

متبّنی پکڑنے کی رسم جاری کر دی۔ اور مردوں کی شرافت نے نہ چاہا کہ اس قابل شرم طریق یعنی نیوگ پر اپنی عورتوں کا عمل درآمد کراویں۔ اس لئے انہوں نے اس بات کو پسند کر لیا کہ متبّنی کر لیں۔ اور اگرچہ متبّنی کرنا بھی ایک بناوٹ ہے۔ مگر تاہم اس بے حیائی اور ناپاک رسم سے تو ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ یہ تو ایسا ناپاک طریق ہے کہ اگر کسی چوہڑے یا چمار کو بھی کہا جائے کہ اپنی عورتوں سے ایسا کراوے تو وہ بھی مرنے مارنے کو طیار ہو جائے گا۔ پس ہمیں آریہ صاحبان پر کیوں افسوس نہ ہو کہ انہوں نے آنکھ بند کر کے دیانند کی باتیں قبول کر لیں۔ آخر سناتن دھرم والے بھی قوم کی رُو سے اُن کے بھائی تھے۔ کیا قدیم سے وہ وید نہیں پڑھتے تھے پھر کیوں وہ اس بے حیائی کے طریق کو پسند نہیں کرتے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جب خیر خواہی کی رُو سے آریہ صاحبوں کو کہا جائے کہ آپ لوگ اس طریق کو چھوڑ دیں اور ایسے کام اپنی عورتوں سے مت کراویں تو وہ اُلٹے غصہ کرنے لگتے ہیں۔ عجیب حالت آریہ سماج والوں کی ہے کہ ان کو اس کام میں کچھ بھی شرم نہیں آتی۔ گذشتہ دنوں میں میں نے چند آریوں کو اپنے مکان پر بلایا تھا ان میں سے ایک آریہ کشن سنگھ نام تھا جو باوانا تک صاحب کی پیروی سے ناراض ہو کر اب آریہ بنا ہوا ہے اور ایسے شخص کو چھوڑ کر جو روحانیت اور پاکیزگی اپنے اندر رکھتا تھا اور اپنے کرتار کی محبت سے اس کا دل بھرا ہوا تھا۔ پنڈت دیانند کا ہر وقت جب کرنا شروع کر دیا ہے اس کے ساتھ لالہ شرم پت اور لالہ ملاوالم قادیان بھی تھے اور پنڈت سوم راج سکریٹری آریہ سماج قادیان بھی ہمراہ تھے۔ اور چند سناتن دھرم کے ہندو تھے۔ تب ہم نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ایسے کام اپنی عورتوں سے کرانے مناسب نہیں۔ خاص کر اس گاؤں میں تب اس وقت سب چپ رہے اور سب کو شرم دامن گیر ہوئی مگر پنڈت سوم راج بول اٹھے کہ اس کام میں کچھ مضائقہ نہیں تب سناتن دھرم والے جو موجود تھے اس بات کو سن کر کہ اس شخص نے ایک بھری مجلس میں اپنی عورت کی نسبت ایسا ناپاک کام روا رکھا اور حیا سے کچھ کام نہ لیا سب نے

بے اختیار رام رام کہنا شروع کر دیا اور باقی آریہ صاحبان اپنی چادروں میں اپنا منہ چھپا کر ہنسنے لگے اور غالباً اُس وقت تین آدمی کے قریب گواہ ہوں گے جب کہ اس پنڈت نے یہ قابل شرم کلمہ اپنے منہ سے نکالا۔

سخت افسوس ہے کہ آریہ صاحبان یہ تو نہیں کرتے کہ اس رسم کو دور کر دیں بلکہ اُلٹے جوش میں آ کر کہتے ہیں کہ کیا مسلمان مُتعد نہیں کرتے یعنی منکوحہ عورتوں کو طلاق نہیں دیتے بہتیرا سمجھایا گیا کہ اے حضرات کجا طلاق دینا جو ضرورتوں کے وقت تمام دنیا میں جاری ہے اور کجا یہ کام کہ ایک مرد زندہ موجود اپنی عورت سے ایسا کام کراوے مگر یہ لوگ نہیں سمجھتے۔

سناتن دھرم کے لوگ کہ جو باحیا اور با غیرت لوگ ہیں وہ ندامت سے مرے جاتے ہیں گناہ ان کا اور ندامت ان کو۔ بارہا کہا گیا اگر ایک انسان جو نکاح کر کے کسی وقت عورت کو طلاق دے دیتا ہے اور یا طلاق کا وقت مقرر کر دیتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دے دوں گا جس کا نام بعض شیعہ کے نزدیک مُنعہ ہے۔ اس نکاح کو آپ لوگوں کے طریق سے کچھ مناسبت نہیں اور ایسا نکاح بھی جس کا وقت طلاق ٹھہرایا جائے ہمارے مذہب میں منع ہے قرآن شریف صاف اس کی ممانعت فرماتا ہے۔ عرب کے لوگوں میں اسلام سے پہلے ایک وقت تک ایسے نکاح ہوتے تھے قرآن شریف نے منع کر دیا اور قرآن شریف کے اُترنے سے وہ حرام ہو گئے صرف بعض شیعوں کے فرقے اس کے پابند ہیں مگر وہ جاہلیت کی رسم میں گرفتار ہیں کسی دانشمند کے لئے جائز نہیں کہ اپنی غلطی کی پردہ پوشی کے لئے کسی دوسرے کی غلطی کا حوالہ دیں۔ کیا ایک مجرم کسی دوسرے مجرم کے حوالہ سے رہائی پاسکتا ہے۔

خدا کے کلام میں نکاح کرنے کے بارے میں تصریح کے ساتھ ہدایت موجود ہے اس میں ایسے نکاح کا ذکر نہیں جس میں بیان کیا جاتا ہے کہ اتنی مدت کے بعد میں طلاق دے دوں گا ماسوا اس کے اس صورت میں اصل اعتراض تو طلاق پر ہوا اور دنیا میں کوئی فرقہ

نہیں جو طلاق کا مخالف ہو کسی نہ کسی ضرورت سے بعض وقت طلاق دینی پڑتی ہے۔ غرض جب آریہ صاحبوں کو ایسے قابل شرم کام سے منع کیا جاتا ہے تو کھسیانے بن کر یہی جواب دیتے ہیں کہ مسلمانوں میں بھی تو طلاق کی رسم ہے۔ اے حضرات یہ رسم کس مذہب میں نہیں۔ جب مرد و عورت میں سخت مخالفت ہوگی تو بجز طلاق اور کیا چارہ ہوگا۔ مناسب ہے کہ آپ صاحبان ایسی باتیں نہ کریں اور نیوگ کو چھوڑ دیں۔ ان باتوں سے بھی کیا فائدہ کہ نیوگ میں بڑے فائدے اور بڑے بھید ہیں۔ اے حضرات اگر زیادہ نہیں تو طاعون کے دنوں تک ہی ایسی رسم سے دست بردار رہو ایسا نہ ہو کہ ایسے کاموں سے اور بھی یہ بلا پھیلے۔ افسوس کہ باوجود اس رسم نیوگ کے جس سے شرمندہ ہونا چاہئے تھا آریہ صاحبوں میں بدزبانی بہت بڑھ گئی ہے بعض شریف آریہ صاحبان اس جلسہ قادیان کی تقریب پر خود آکر مجھے ملے ہیں اور خود انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اس جلسہ میں بہت سی گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے خاص کر ایک شخص کا اکثر آریہ صاحبوں نے ذکر کیا کہ وہ تیز اور گندہ زبان تھا۔

پس واضح ہو کہ مذہب اس بات کا نام نہیں کہ بغیر سوچے سمجھے اعتراض کر دینا اور ٹھٹھے سے جلسہ کو رونق دینا اور بہرہ پیوں کی طرح ہنسی کرنا اس طرح پر کوئی مذہب قائم نہیں ہو سکتا نیک انسانوں کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ کسی فرقہ کے شائع کردہ اصولوں پر اعتراض کریں مگر کسی قوم کی آسمانی کتاب پر اُس وقت تک اعتراض نہ کریں جب تک کہ اُن کو پوری واقفیت اور پورے دلائل سے علم نہ ہو۔ مثلاً نیوگ کا مسئلہ ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ باوجود خاوند کے زندہ ہونے کے اس کی عورت کا دوسرے سے ہم بستر ہونا نہ ایک دفعہ نہ دو دفعہ بلکہ بارہ تیرہ برس تک جب تک گیارہ بچے پیدا ہو جائیں انسانی کاشننس اس بے حیائی کو قبول نہیں کرتا اور ہر ایک نیک فطرت اس طریق سے دور بھاگتی ہے۔ اور درحقیقت اس سے زیادہ کوئی بے حیائی نہیں اور

کوئی حیا والا آدمی اس کو پسند نہیں کرے گا کہ اپنے جیتے جی اپنی عورت کی یہ حالتیں دیکھے مگر ہماری جماعت کو جو تقویٰ کے لئے قائم کی گئی ہے۔ خوب یاد رہے کہ وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ وید کی تعلیم ہے۔ میری رائے یہی ہے کہ یہ وید کی ہرگز تعلیم نہیں میں خوب جانتا ہوں کہ کبھی ایک شرتی یا ایک آیت کے بیٹے<sup>۱</sup> معنے ہو سکتے ہیں۔ پس ایسے موقعہ پر ایک گندہ آدمی گندے معنے کر لیتا ہے اور ایک پاک طبع آدمی پاک معنے کرتا ہے بعض آدمی اس قسم کے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے بعض نفسانی اغراض کے لئے قوم میں بد چلنی پھیلانی چاہتے ہیں۔ پس وہ بہانہ ڈھونڈنے کے لئے کسی ایسی کتاب میں سے جو قوم اس کو آسانی سمجھتی ہے کوئی شرتی یا آیت پیش کر دیتے ہیں اور اس طرح پر نادانوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو چاہئے کہ اس قسم کے طریقوں سے دست کش رہیں کہ یہ طریقے احتیاط اور پرہیزگاری کے برخلاف ہیں۔ ایسی مشترک باتیں جو کم و بیش تمام قوموں میں پائی جاتی ہیں ان کو اعتراض کے طور پر پیش کرنا سراسر جہالت یا تعصب ہے جس کو آریہ صاحبان دکھلا رہے ہیں۔ مثلاً بیویاں کرنا یا ضرورت کے وقت طلاق دینا یا اور ایسے امور جن کا اشتراک سب قوموں میں پایا جاتا ہے ان کو بطور اعتراض پیش کرنا کسی شریف آدمی کا کام نہیں کہ یہ باتیں ہر ایک قوم میں پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت اعتراض کے لائق دو باتیں ہیں۔ اول یہ کہ ارواح اور اجسام یعنی جیو اور پرمانو خدا سے نکلے ہوئے نہیں یعنی خدا کی مخلوق نہیں بلکہ خدا کی طرح اپنے وجود کے آپ خدا ہیں اور انادی ہیں۔ دوسری یہ قابل شرم طریق جس کا نام نیوگ ہے۔ سو یہ اعتراض وید پر نہیں بلکہ پنڈت دیانند پر ہے جس نے ایسا مذہب شائع کیا۔ ہماری جماعت خبردار رہے کہ خواہ نخواہ احتیاط سے بڑھ کر کوئی بات منہ سے نہ نکالے۔ یہ درست ہے کہ آریہ سماجیوں میں تیز زبان بہت لوگ ہیں جو اعتراض کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ کہاں تک ہمیں اس اعتراض کے بارے تحقیق ہے بلکہ جو کچھ منہ میں



﴿۶﴾

آیا کہہ دیتے ہیں غرض تو ہنسی ٹھٹھا ہے نہ تحقیق۔ بعض سرسری نظر سے خدا کی کتاب کو دیکھ کر بغیر اس کے جو پوری سمجھ سے کام لیں فی الفور اعتراض کر دیتے ہیں۔ خدا کی کلام میں کئی جگہ استعارہ ہوتا ہے کئی جگہ مجاز ہوتا ہے اور کئی جگہ حقیقت کا دکھلانا مقصود ہوتا ہے۔ پس جب پورا علم نہ ہو اور اس کے ساتھ اپنا دل صاف نہ ہو تو اعتراض کرنا جہالت ہے۔ خدا کے کلام کے صحیح معنی سمجھنے والے وہ لوگ ہوتے ہیں جو خدا سے ملتے ہیں۔ ایک شخص سر اپا دنیا کی پلیدی میں غرق آنکھیں اندھی اور دل ناپاک ہے وہ اس حالت میں خدا کے کلام پر کیا اعتراض کرے گا۔ اول چاہئے کہ اپنے دل کو پاک بناوے، نفسانی جذبات سے اپنے تئیں الگ کرے پھر اعتراض کرے۔ مثلاً قرآن شریف میں لکھا ہے۔

كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهَوِيَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى ۗ

یعنی جو اس جہان میں اندھا ہے وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ اب ایک ایسا معترض جس کو خدا کے کلام کا منشاء معلوم نہیں یہ اعتراض کرے گا کہ دیکھو مسلمانوں کے مذہب میں لکھا ہے کہ اندھوں کو نجات نہیں۔ غریب اندھے کا کیا قصور ہے۔ مگر جو تعصب دور کر کے غور سے قرآن شریف کو پڑھے گا وہ سمجھ لے گا کہ اس جگہ پر آنکھوں سے اندھے مراد نہیں ہیں بلکہ دل کے اندھے مراد ہیں۔ غرض یہ ہے کہ جن کو اسی دنیا میں خدا کا درشن نہیں ہوتا انہیں دوسرے جہاں میں بھی درشن نہیں ہوگا اسی طرح صد ہا خدا کے کلام میں مجاز اور استعارے ہوتے ہیں۔ ایک نفسانی جوش والا آدمی جلدی سے سب کو جائے اعتراض بناوے گا۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہی سچ بات ہے کہ خدا کا کلام سمجھنے کے لئے اول دل کو ایک نفسانی جوش سے پاک بنانا چاہئے تب خدا کی طرف سے دل پر روشنی اترے گی۔ بغیر اندرونی روشنی کے اصل حقیقت نظر نہیں آتی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۗ

یعنی یہ پاک کا کلام

ہے۔ جب تک کوئی پاک نہ ہو جائے وہ اس کے بھیدوں تک نہیں پہنچے گا۔ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا اور اگر لوگ چاہیں تو گواہی دے سکتے ہیں کہ میں دنیا داری کے کاموں میں نہیں پڑا اور دینی شغل میں ہمیشہ میری دلچسپی رہی۔ میں نے اس کلام کو جس کا نام قرآن ہے نہایت درجہ تک پاک اور روحانی حکمت سے بھرا ہوا پایا نہ وہ کسی انسان کو خدا بناتا اور نہ رحوں اور جسموں کو اس کی پیدائش سے باہر رکھ کر اس کی مذمت اور نندیا کرتا ہے اور وہ برکت جس کے لئے مذہب قبول کیا جاتا ہے اُس کو یہ کلام آخر انسان کے دل پر وارد کر دیتا ہے اور خدا کے فضل کا اس کو مالک بنا دیتا ہے۔ پس کیوں کر ہم روشنی پا کر پھر تاریکی میں آویں اور آنکھیں پا کر پھر اندھے بن جاویں۔

اور اس جگہ مجھے محض سچائی کی حمایت سے جو میرا فرض ہے اس قدر اور کہنا پڑا ہے کہ سناتن دھرم والے ان کی چند باتوں کو الگ کر کے آریہ سماجیوں سے ہزار ہا درجہ بہتر ہیں وہ اپنے پر میشر کی اس طرح بے حرمتی نہیں کرتے کہ ہم انادی اور غیر مخلوق ہونے کی وجہ سے اس کے برابر ہیں وہ نیوگ کے قابل شرم مسئلہ کو نہیں مانتے۔ وہ اسلام پر بیہودہ اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اسلام کی باتیں سب قوموں میں مشترک ہیں وہ اکثر ملنسار ہیں ان میں خطرناک شوخی اور تیزی نہیں ہے اور ان کے مقابل پر آریہ صاحبوں کو اس خیال سے بھی خود ستائی نہیں کرنی چاہئے کہ ہم مورتی پوجا نہیں کرتے اوتاروں کو نہیں مانتے کیونکہ سناتن دھرم کے جوگی جو مذہب کے اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں وہ بھی مورتی پوجا سے دستکش ہوتے ہیں۔ رہے اوتار سواصل میں سنسکرت کی زبان میں نبیوں اور رسولوں کو اوتار کہتے ہیں۔ جن میں پر میشر کا نور اُترتا ہے۔ سواصل مذہب سناتن دھرم کا یہ نہیں ہے کہ اوتار کی پوجا کرنی چاہئے۔ ہاں

ان کو وہ بہت مقدس جانتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں اور ان سے محبت رکھتے ہیں ☆۔ مگر میں نے آریہ سماج کے بعض رسالوں اور اخباروں میں دیکھا ہے کہ ان کے بعض شوخ دیدہ لوگوں نے اوتاروں سے ٹھٹھا کیا اور سوء ادب کے لفظ کہے ہیں۔ یہ اچھے آدمیوں کا کام نہیں۔ سچ یہی ہے کہ بعض آریہ صاحبوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے۔ یہی شوخی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جس کی جڑھ نہیں۔ روحانیت کی طرف یہ قوم متوجہ نہیں۔ دین صرف شوخیوں اور زبان کی چالاکیوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ دین تو ایک موت چاہتا ہے جس کے بعد زندہ روح دی جاتی ہے۔ افسوس کہ آریہ صاحبوں کے بعض بارود طبع ممبروں نے جلسہ قادیاں میں بغیر اس کے کہ دین کے کوچہ میں کچھ بھی دخل ہونفولوں کی طرح اسلام کو گالیاں دیں ❁۔ اگر اس میں ان کی نیت نیک ہوتی تو میری طرف لکھتے کہ

﴿۸﴾

☆ نیک انسانوں سے محبت کرنا ایماندار کا فرض ہے اور سادہ سنگ کی ضروری شرط اس سے ادا ہوتی ہے اور سناتن دھرم والے صرف گذشتہ اوتاروں سے محبت نہیں رکھتے بلکہ اس کلجگ کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے بھی منتظر ہیں جو زمین کو گناہ سے پاک کر دے گا۔ پس کیا تعجب ہے کہ کسی وقت خدا کے نشانوں کو دیکھ کر سعادت مند ان کے خدا کے اس آسمانی سلسلہ کو قبول کر لیں کیونکہ ان میں ضد اور ہٹ دھرمی بہت ہی کم ہے۔ منہ

❁ ان لوگوں نے نہ صرف اسلام کی نسبت بدزبانی کی بلکہ سناتن دھرم کے مقدس اصولوں کی بھی بہت سی نندیا کی اور سناتن دھرم کے غریب ہندوؤں کا دل دکھایا۔ عیسائی مذہب پر بھی اپنی عادت کے موافق ناجائز طور پر حملہ کیا۔ حملہ کرنے کے وقت حد سے گزر جانا یہی شیطانی عادت ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا نہیں ہے مگر وہ خدا کا ایک پیارا نبی اور رسول تو تھا اور یہ تو سچ ہے کہ راجہ رام چندر اور راجہ کرشن درحقیقت پر میشر نہیں تھے مگر اس میں کیا شک ہے کہ وہ دونوں بزرگ خدا رسیدہ اور اوتار تھے۔ خدا کی نورانی تجلی ان پر اتری تھی اس لئے وہ اوتار کہلائے۔ منہ

اسلام پر ہمارا فلاں اعتراض ہے۔ سواگر چہ میں ایسی مجلسوں میں حاضر نہیں ہو سکتا تھا تاہم میں اُن کے شبہات کا نرمی اور روشن تقریر سے جواب دے کر ان کی تسلی کر دیتا مگر اب وہ جیسے قادیان میں آئے تھے ویسے ہی واپس گئے اور شوخیوں اور بدزبانیوں کا انبار سر پر لے گئے۔ مگر پھر بھی میں نے کتاب نسیم دعوت چند روز میں تالیف کر کے اُن کی دعوت کر دی اگر ان میں سے ایک بھی سمجھ جائے تو مجھے اجر ملے گا۔

## خاتمہ

میں رسالہ نسیم دعوت میں بیان کر چکا ہوں کہ ہر ایک مذہب تین طور سے پرکھا جاتا ہے۔ اول یہ کہ اُس نے خدا کے بارے میں کیا لکھا ہے۔ سوائسوس ہے کہ آریہ سماج کے اصول پر میشر کو تمام موجود چیزوں کا سرچشمہ نہیں ٹھہراتے بلکہ ہر ایک چیز کو پر میشر کی طرح قدیم اور نادیدنی اور خود بخود مانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ نہ تو ان چیزوں کو پر میشر نے پیدا کیا اور نہ ان کی قوتوں کو۔ پس ظاہر ہے کہ آریہ سماج کا پر میشر درحقیقت پر میشر نہیں ورنہ چاہئے تھا کہ سب چیزوں کا ابتدا اُسی سے ہوتا۔ یہ کیا ہوا کہ وہ پر میشر تو کہلاوے اور دوسری چیزیں خود بخود ہوں۔ جو چیز اُس کی پیدائش نہیں وہ کیسے اُس کی ہو گئی۔ اس ناجائز قبضہ کی کوئی آریہ صاحب وجہ تو بتلاوے؟ جن چیزوں کو پر میشر نے پیدا ہی نہیں کیا اُن پر حکومت کرنا محض ظلم ہے۔ پس اگر آریہ سماج والے سناتن دھرم والوں کو مورتی پوجا کا الزام دیتے ہیں تو اُن کے اس اعتقاد کی رُو سے اُن پر الزام زیادہ ہے کیونکہ بت پرست اپنے بچوں اور دیوتاؤں کو پر میشر اور خود بخود نہیں سمجھتے۔ صرف یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اُن کے دیوتاؤں اور اوتاروں

کو پر میشر نے بڑی بڑی طاقتیں دے رکھی ہیں جن کی وجہ سے وہ لوگوں کی مراد پوری کرتے ہیں۔ سواگرچہ یہ بات غلط ہے بلکہ مرادیں دینے والا صرف ایک ہے یعنی خدا جس کو پر میشر کہتے ہیں اور دنیا اور آخرت میں وہی شخص عزت پاتا ہے اور اسی کو برکت دی جاتی ہے جو سب کو چھوڑ کر سچے دل سے اپنے خدا کا فرمانبردار ہو جاتا ہے۔ ہر ایک وقت اُس پاک پر میشر سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ بے تو میرا ہو رہے سب جگ تیرا ہو۔ اور یہی ہم نے آزمایا اور ہم اس کے گواہ ہیں۔ جو شخص اس کی محبت میں محو ہو جاتا ہے اور اس کی آتشِ محبت سے جل کر ایک نیا وجود لیتا ہے پس جب وہ اس آگ میں داخل ہو جاتا ہے تو زمین آسمان کی تمام چیزیں جن کی دوسرے لوگ پرستش کرتے ہیں اس کے چاکر اور خدمت گار ہو جاتے ہیں۔ غرض یہ تو سناتن دھرم والوں کی غلطی ہے کہ اپنے جیسی چیزوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور وہ زندہ اور چمکتا ہوا نور جو ان کے سامنے ہے اور دور نہیں ہے بلکہ خود تراشیدہ پتھروں کی نسبت بہت نزدیک ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے مگر تاہم وہ مانتے ہیں کہ ہر ایک چیز پر میشر سے نکلی ہے۔ اس کے بغیر کوئی چیز خود بخود نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی وید کی تعلیم ہوگی جس کو سناتن دھرم والے اب تک بھولے نہیں۔ اور ہمیں اُن رشیوں مُنیوں کے ان شرتیوں کو دیکھنے سے جنہوں نے بنوں میں جا کر بڑی بڑی ریاضتیں کی تھیں یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ وید کی اصل حقیقت انہیں پرکھلی تھی۔ اس لئے وہ آریہ سماجیوں کی طرح حیوان پر مانو کو نادی اور خود بخود خیال نہیں کرتے تھے بلکہ جیسا کہ ان کی تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے اُن کا یہی عقیدہ تھا کہ ہر ایک چیز پر میشر سے نکلی ہے یعنی اس کے کلمات ہیں۔ یہی مذہب اسلام کا ہے (سوسیالے اٹومت مورکھ آپواپنی) وہ لوگ آریہ صاحبوں کی طرح صرف زبان کی چالاکی پر دھرم کا مدار نہیں رکھتے تھے بلکہ ریاضت سے محنت سے جپ سے تپ سے سچے دل کے ساتھ اپنے پر میشر کو

ڈھونڈتے تھے اور بنوں میں جا کر ریاضت کشی سے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے اور روزوں سے اپنے بدنوں کو خشک کر دیتے تھے اور گوشہ گزینی کی حالت میں اپنے پر میشر سے دل لگاتے تھے تب وہ نور قدیم جس کا نام مختلف زبانوں میں پر میشر گاڈ خدا اللہ ہے ان پر ظاہر ہوتا تھا وہ ہرگز اس بات کے قائل نہ تھے کہ خدا کا الہام اور وحی و ید تک ہی محدود ہے اور آگے ہمیشہ کے لئے انسان پر خدا کے ہم کلام ہونے کے دروازے بند ہو گئے اور قفل لگ گئے بلکہ خدا ان سے باتیں کرتا تھا اور غیب کی باتیں ان پر ظاہر ہوتی تھیں۔ سچ تو یہی ہے کہ خدا کو ڈھونڈنے والے جو اس کی راہ میں مر رہے ہیں اور اس کے لئے سب کچھ تیاگ دیتے ہیں اگر خدا ان سے ایسی خشکی اور لا پرواہی کرے اور اپنے تئیں ان پر ظاہر نہ کرے اور چھپا رہے اور آواز تک سنائی نہ دے تو وہ جیتے ہی مرجائیں اور دنیا میں کوئی بھی ان جیسا بدنصیب نہ ہو کہ دنیا چھوڑی پر میشر کے لئے مگر وہ بھی نہ ملا دونوں جہاں ہاتھ سے گئے مگر کیا کوئی دوست اپنے دوست سے ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ دوستی میں دو ستی ہوں۔ ایک شخص مجازی عشق میں گرفتار ہوتا ہے اور ایک مدت تک درد اور سوزش کے ساتھ دن رات اپنے معشوق کو اندر ہی اندر اپنی طرف کھینچتا ہے۔ پس ناگاہ ایک شعلہ محبت کا بشرطیکہ یہ محبت کسی شہوت پرستی پر مبنی نہ ہو اس کے معشوق کے دل پر جو ابھی غافل اور بے خبر تھا گرتا ہے تب وہ معشوق بھی اس کے درد سے ایک حصہ لے لیتا ہے گویا اس عاشق کی دن رات کی دردیں اور آہیں اس معشوق پر سحر کا کام کرتی ہیں۔ تب اس کا دل اس کی طرف کھینچا جاتا ہے اور لا معلوم اسباب سے اس کے دل میں یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص مجھ سے پیار کرتا ہے اور نرا دل میں ہی پڑتا نہیں بلکہ آخر اس کا گرفتار ہو جاتا ہے اور دل سے مل جاتا ہے۔ گویا وہ دونوں ایک ہی ہو جاتے ہیں اور عجیب تر یہ کہ ایک عاشق گوہزار پر دوں میں اپنی محبت چھپا وے ضرور اس کے معشوق کو اس محبت کی خبر ہو جاتی ہے

اور پھر دنیا بھی جو ہر ایک کے پیچھے جاسوس کی طرح لگی ہوئی ہے سمجھ جاتی ہے کہ ان دونوں کی باہم محبت ہے اور پھر وہ محبت اگر درحقیقت پاک محبت ہے اور کوئی خباثت ناپاک شہوت کی اُس کے اندر نہیں اُس مرتبہ تک ان دونوں وجودوں کو پہنچنا چاہتی ہے کہ ایک دوسرے کا دل باہم کھینچا جاتا ہے بغیر دیکھنے کے بے آرامی رہتی ہے اور اُن کو کچھ اٹکل نہیں آتی کہ یہ کشش کہاں سے اور کیونکر پیدا ہوگئی آخر اُن کے پاک دل اس قدر ضرور حظ چاہتے ہیں کہ ایک دوسرے سے کچھ کلام کیا کریں ایک نظر دیکھ لیں۔ کم سے کم ایک کلام کے لئے اُن کا دل تڑپتا ہے خواہ پیچھے سے مرجائیں۔ سو یہ تو مجازی عشق کا انجام ہے کہ کمال اس کا باہم کلام ہے۔ پس لعنت ہے ایسے مذہب پر کہ جو پر میشر کے عاشق کو اس قدر بخڑہ دینے کا بھی وعدہ نہیں کرتا کہ وہ اُس کا ہم کلام ہو جائے گا جیسا کہ ایک انسان کا عاشق اپنے معشوق کا ہم کلام ہو جاتا ہے۔ افسوس کہ یہ لوگ تو ایسا عقیدہ ہی نہیں رکھتے۔ مگر ہم قبول نہیں کر سکتے کہ وید انسان کو اس مرتبہ ہم کلامی سے محروم رکھنا چاہتا ہے بلکہ یہ ان لوگوں کی اپنی غلطیاں ہیں وید کا قصور نہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مذہب وہی مذہب ہے جو خدا کو ملاوے اور ہم کلامی کا مزہ چکھاوے ورنہ ایک گوبر میں ہاتھ ڈالنا ہے جس میں بجز پلیدی کے اور کچھ نہیں۔

دوسرا طریق مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ سچا مذہب جیسا کہ خدا سے پیوند کراتا ہے۔ ایسا ہی قوم میں پاکیزگی پھیلاتا ہے۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ آریہ سماج خدا سے پیوند نہیں کراتا بلکہ اُس پیدائشی پیوند کا بھی انکار کرتا ہے کہ جو بوجہ مخلوق ہونے کے ہر ایک روح کو اپنے پر میشر سے ہے اور پاکیزگی کا نمونہ نیوگ کی تعلیم سے ظاہر ہے۔ شاباش اے سناتن دھرم کہ تو نے نہ تو ہر ایک ذرہ اور ہر ایک حیوان کو اپنے وجود کا انہیں کو پر میشر سمجھا اور نہ تو نے نیوگ کے گند کو اپنے اعتقاد میں داخل کیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تو اس قدر اور آگے قدم بڑھاوے جو خدا رسیدہ جو گیوں کی طرح ہو جائے جو پر میشر کی محبت سے پُر ہوتے ہیں اور ایسا

اس سے نزدیک ہو جائے کہ مورتی پوجا کو بھی اپنے دامن سے پھینک دے تو پھر آریوں کے مقابل پر تیری ہر میدان میں فتح ہے وہ ایک راہ سے تیرے مقابل پر آئیں گے اور سات راہ سے بھاگیں گے اور یہ نئی بات نہیں قدیم سے جو گیوں کا جو محبت کی آگ میں جل جاتے ہیں یہی مذہب ہے کہ بجز پر میشر اور سب ہیچ ہے۔

تیسرا طریق سچے مذہب کے پرکھنے کا یہ ہے کہ وہ کہاں تک دنیا کے گند سے چھڑاتا اور خدا تک پہنچاتا اور اُس پاک ذات کو دکھلاتا ہے۔ سو آریہ مذہب اس مرتبہ سے بگلی محروم ہے۔ اس لئے ان کے حصہ میں بجز گالیوں اور بدزبانیوں اور توہین کے اور کچھ نہیں اور خود ان کا اصول نہ پر میشر کی نسبت پاک اور نہ قومی پاکیزگی کی نسبت پوتر ہے۔ اور نہ ان میں ان برکات کا کچھ حصہ ہے جو خدا رسیدہ لوگوں کو ملتی ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ قادیان کے سناتن دھرم کے لوگ آریہ سماج کے ان دو اصولوں کے رد اور کھنڈن کے لئے جو وہ لوگ پر میشر کی کم طاقتی اور نیوگ کی نسبت رکھتے ہیں کوئی جلسہ کرنا چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک مناسب ہے کہ دوسرے شہروں کے سناتن دھرم کے لوگ ان کی مدد کریں اور اگر ہم نے موجودہ حالات کے لحاظ سے مناسب سمجھا تو ہم بھی ان کی مدد سے حصہ لیں گے۔

## والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی



## ترجمہ فارسی عبارات

صفحہ ۴۴

- اے شیخ میں تو پیرمغاں کا مرید ہوں مجھ سے مت ناراض ہو کیونکہ تو نے صرف وعدہ کیا تھا اس نے پورا کر دیا

صفحہ ۸۵

- اگرچہ نشان کسی کے اختیار میں نہیں ہوتے مگر میں خدا کی طرف سے ایک نشان کا پتہ بتاتا ہوں

- یعنی وہی خوش قسمت شخص طاعون سے نجات پائے گا جو جھپٹ کر میری چار دیواری کے اندر پناہ لے گا

- مجھے اپنے مالک کی اور اُس کی بزرگی کی قسم ہے کہ میری یہ سب باتیں خدا پاک کی وحی سے ہیں

- کسی اور بحث کی کیا ضرورت ایسے شخص کے لئے جس کا دل میرے انکار کی وجہ سے تاریک ہو چکا ہو یہی

بات کافی ہے

- جو وعدہ میں کرتا ہوں اگر وہ جھوٹا ثابت ہو تو بے شک جائز ہے کہ سب مجھ سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں

صفحہ ۹۲

- مجھے ہر لحظہ خدا کی طرف سے مدد آ رہی ہے اہل بصیرت کہاں ہیں جو اسے آنکھ کھول کر دیکھیں

صفحہ ۲۰۶

- میں نے اس ذلیل بت کے ہاتھ چومے خدا کرے کہ اس بت پر بھی اور بت پرست پر بھی خدا کی لعنت برے

صفحہ ۴۴۶

- جب تیرے دانتوں میں کیڑا لگ جائے تو وہ تیرے دانت نہیں رہے حضرت انہیں اکھاڑ پھینکیے

صفحہ ۲۶۰

- ہر قسم کی تعریف کو تیرے ساتھ پختہ تعلق ہے کوئی کسی کے دروازہ پر بھی جائے تیرے ہی دروازہ پر ہے



# انڈیکس

روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹

زیرنگرانی

سید عبدالحی

۳	آیات قرآنیہ
۶	احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
۷	الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۹	مضامین
۲۸	اسماء
۳۸	مقامات
۴۰	کتابیات





**الاحزاب**

٢١٢ ما كان محمد ابا احد من رجالكم... (٢١)

٨٥ ان الله وملائكته... (٥٤)

٢٠ وحملها الانسان (٤٣)

**فاطر**

٢٢٨ وان من امة الا اخلا فيها نذير (٢٥)

**يس**

٢١٥ والقمر قدرناه منازل (٢٠)

٣٨ انما امره اذا اراد شيئا (٨٣)

**الزمر**

٢٥٩ ليقرّبونا الى الله زلفى (٢)

**المؤمن**

٩٨، ٩٦، ٩٢ ان يك كاذباً فعليه كذبه (٢٩)

ح ٢١ ادعوني استجب لكم (٦١)

**حَمّ السَّجْدَة**

٢١٨ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر... (٣٨)

**الشورى**

٢٣٤، ٣٠ جزاء سيئة سيئة مثلها... (٢١)

**الزخرف**

١٢٩ مثلاً لبني اسرائيل (٦٠)

١٣٠، ١٢٩ انه لعلم للساعة فلا تمترن بها (٦٢)

**الجاثية**

٢٠٤ فبأى حديث بعد الله واياته يومنون (٤)

**النجم**

١٢٦ تلك اذا قسمة ضيزى (٢٣)

**القمر**

١٢٩ اقتربت الساعة وانشق القمر (٢)

من كان فى هذه اعْمى... (٤٣) ٢٤٣، ٢٥٠

**مريم**

٥٣ ولنجعلها اية للناس (٢٢)

٥٣ لقد جنت شيئا فرياً (٢٨)

٢٥ وان منكم الا واردها... (٤٢)

٨٢ تكاد السموات يتفطرن منه (٩١)

**طه**

٩٢ وقد خاب من افتراى (٦٢)

٨٥ انه من يأت ربه مجرماً (٤٥)

**الانبيا**

٢١٥ وجعلنا من الماء كل شىء حى (٣١)

٩٤ رب لا تذرني فرداً... (٩٠)

**الحج**

٤٢ اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا (٢٠)

١٣٢ الا اذا تمنى القى الشيطان (٥٣)

**المؤمنون**

١٢٤، ١٢٥، ١٢٤ اوينهما الى ربوة ذات قرار ومعين (٥١)

٦٢ كل حزب بما لديهم فرحون (٥٢)

**النور**

٢٩ الطيبات للطيبين (٢٤)

٢٢٥ قل للمؤمنين بغضوا من ابصارهم... (٣١)

٢٢٥ وقل للمؤمنات يغضضن (٣٢)

٢٦٦، ٣٨٦ الله نور السموات والارض (٣٦)

**النمل**

٢٢٥، ٢١١ قال انه صرح ممرود من قوارير (٢٥)

<p><b>التكوير</b> ١٠٨٠٨ واذا العشار عطلت (٥)</p>	<p><b>الواقعة</b> ٣٤٣،٩٥ لا يمسه الا المطهرون (٨٠)</p>
<p><b>الطارق</b> ٣١٢ والسماذات الرجع (١٢)</p>	<p><b>الحديد</b> ٣٨ له ملك السموات والارض (٣)</p>
<p><b>البينة</b> ٣٢٨ يتلوا صحفاً مطهرة فيها كتب قيمة (٣،٣)</p>	<p><b>المجادلة</b> ٨ كتب الله لاغلبين انا ورسلي (٢٢)</p>
<p><b>الكوثر</b> ٢١٣ ان شانئك هو الابتر (٢)</p>	<p><b>الصف</b> ١١٣ هو الذي ارسل رسوله بالهدى (١٠)</p>
<p><b>الكافرون</b> ٤٦ قل يا ايها الكافرون (٣،٢)</p>	<p><b>الجمعة</b> ٣٣،٣٢ يسبح لله ما في السموات وما في الارض (٢)</p>
<p><b>الاخلاص</b> ٨٣ قل هو الله.....لم يكن له كفوا احد (٢،٢)</p>	<p><b>الجن</b> ٦٣ فلا يظهر على غيبه احدا... (٢٨،٢٤)</p>



## احادیث

عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک تھے ۳۷۹	۱۲۹	بعثت انا والساعة كهاتين
کوئی ایسی مرض نہیں جس کیلئے خدا نے دوا پیدا نہیں کی ۳	۱۳۴	الفقر فخری
مسیح دو زرد چادروں میں اترے گا ۴۳۶	۲۱۶	امامکم منکم
مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا ۱۶	۸	وليترن كن القلاص فلا يسعني عليها
آنحضرتؐ نے حضرت عیسیٰ کو معراج کی رات مردوں میں دیکھا ۱۷	ح ۲۱۵	تمیں دجال آئیں گے





## الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

من اعرض عن ذکری ..... ح ۲۱۳  
 نفخنا فیہ من روحنا ۲۹  
 وکلما احببت احببت ۳۴۷  
 ولنجعلہ ایۃ للناس ورحمة ۵۱  
 ہز الیک بجذع النخلة ۲۸  
 یا احمدی انت مرادی ومعی ۳۴۷  
 یاتون من کل فج عمیق ۳۲۳  
 یاتیک من کل فج عمیق ۳۲۲  
 یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک ۲۹  
 یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة ۲۸

### اردو الہامات

اس تحریر کا جواب لکھ اور میں جواب دینے میں  
 تیرے ساتھ ہوں ۳۶۴  
 اگر چہ تو اس وقت اکیلا ہے مگر وہ وقت آتا ہے کہ  
 تیرے ساتھ ایک دنیا ہوگی ۹۷  
 ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں دور کر دی  
 جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا ۳۳۵  
 بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے ۹۷  
 تیرے گھر کی چار دیواری کے لوگ جو تکبر نہیں کرتے  
 میں ان سب کو بچاؤں گا ۳۹۱  
 تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا .....  
 وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے ۲  
 جے تو میرا ہور ہے سب جگ تیرا ہو ۲۷۷

### عربی الہامات

اخترتک لنفسی ۳۴۷  
 اردت ان استخلف فخلقت آدم ۹  
 اصنع الفلک باعیننا ووحینا..... ناسخ کشتی نوح  
 الخیر کلہ فی القرآن ۲۷  
 الیس اللہ بکاف عبده ۳۱۴، ۱۰۵، ۵۱  
 انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفردی ۳۴۸  
 انت منی بمنزلۃ لا یعلمہما الخلق ۳۴۷  
 انت وجیہ فی حضرتی ۳۴۷  
 انی احافظ کل من فی الدار ۱۰  
 انی انا الصاعقة ۳۴۷  
 انی لک هذا ۲۸  
 انی معین من اراد اعانتک ۳۴۷  
 انی مہین من اراد اہانتک ۹۸  
 تخرج الصدور الی القبور ۳۴۷  
 توبی توبی فان البلاء علی عقبک ۱۱۶  
 خسف القمر والشمس ۲۰۹  
 سرک سری وانت معی وانا معک ۳۴۷  
 فأجاءها المخاض الی جذع النخلة ۵۱  
 فاصدع بما تؤمر ۱۱۳  
 فحان ان تعان وتعرف بین الناس ۳۴۸  
 فقد سرنی فی هذه الصور صورة ۱۵۶  
 قول الحق الذی فیہ تمترن ۵۱  
 لقد جئت شیئا فریا ۵۱  
 لولا الاکرام لہلک المقام ۲۲۵  
 ماکان ابوک امرء سوء ۵۱

۴۳۸، ۳۹۱، ۳۹۰ میں طاعون کی موت سے تمہیں بچاؤں گا

میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا

جو اس گھر کی چار دیواری میں ہوگا..... ۲

وہ تیرے سلسلہ کو اور تیری جماعت کو زمین پر پھیلائیگا ۹۷

۹۷

خدا پاک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے

۴۳۵

دیکھ میں نے تجھے شفا دے دی

۲

قادیان میں سخت بربادی آگن طاعون نہیں آئے گی.....

۷۹

لوگ تمہارے ناکام رہنے کے لئے بڑی کوشش کریں گے



# کلید مضامین

۴۷۳ خدا کے کلام کو صحیح سمجھنے والے کون ہیں؟

۴۱۴ آسمان کی ظاہری ربوبیت حقیقی ربوبیت کا ایک ظل ہے

۴۷۶ خدا کے متعلق مختلف مذاہب کی تعلیم

جب سے خدا تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو بنایا کبھی ایسا

۴۰ اتفاق نہ ہوا کہ اس نے نیوں کو ہلاک و تباہ کیا ہو

۴۸۲ خدا پر ہرگز موت نہیں آسکتی

۴۸۹ انسانی آئینہ میں خدا کی صفات کا ظہور

اس کی قدرت ایجاد کو شناخت کرنا ہی اسے

۴۲۴ شناخت کرنا ہے

۴۲۳ مخلوق کے اجرام میں خدا کی طاقت کی مثال

خدا قوتوں اور خاصیتوں کو اپنی قدرت سے پیدا

۴۸۵ کرنے والا ہے

۴۱۲ نظام عالم کی وابستگی چار قسم کی ربوبیت سے ہے

اللہ تمام اندرونی کیفیتوں، قوتوں اور خاصیتوں کو

۴۹۴ جاننے والا ہے

بنانے والے اور غیر بنانے والے کا علم برابر نہیں ہوتا

۴۹۲ خدا کی تقدیس کے بارے میں قرآن اور بائبل کی تعلیم

۴۴ تا ۳۲ کا موازنہ

۲۳ تمہارا خدا کامل اور قادر خدا ہے

خدا کا فرشتوں اور انسانوں کے متعلق دو قانون اور

۴۶ انکی تشریح

۴۹ تمام لوازم بادشاہت کا بیان سورۃ فاتحہ میں ہے

۴۱ خدا زیادہ اپنی زمینی بادشاہت سے پہچانا گیا

۴۲ خدا بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے

۱

## اللہ تعالیٰ

۴۷۸ اللہ کے مختلف زبانوں میں مختلف نام

۴۶۱ خدا متغیر نہیں ہے

۴۵۹ قرآن کا پیش کردہ خدا زندہ خدا ہے

۴۵۵ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے چار مظہر

۴۵۵ خدا نے ہر ایک چیز کو اٹھا رکھا ہے

۴۵۴ خدا کا وجود زمین و آسمان پر ہر جگہ موجود ہے

۴۵۳ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے

توحید پھیلانے کے لیے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو ۱۱

۱۲ اللہ تعالیٰ کی جناب میں پاکیزہ ہی قبول ہوگا

۵۹ خدا نے ہر مدعا کے حصول کیلئے ایک راہ رکھی ہے

۱۹۰ حد سے تجاوز کرنے والوں پر خدا قہر نازل کرتا ہے

۲۲۸ اللہ تعالیٰ کامل قدرت والا ہے

۲۷۵ اللہ کے دیدار سے ہی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے

۸۲ خدا سے پیارا آسمانی گواہی سے ثابت ہوتا ہے

۴۶۳ خدا نے اپنی کامل قدرت سے ہر ایک چیز کو بنایا

خدا کی حمایت بدی کا بدی سے جواب نہ دینے

۴۶۵ والوں کے ساتھ ہے

۴۶۲ دنیا کی چیزوں کے تمام ذرات خدا کی آواز سنتے ہیں

۴۶۲ علم طبعی اور علم ہیئت کا خدا کی طرف منسوب ہونا

خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے ۴۶۱، ۴۶۰

خدا تعالیٰ جو زمین و آسمان کا خدا ہے اس کے علم اور

۲ تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں

نفس، بنی نوع، قوم کے متعلق آریوں کی تعلیم ۴۳۲  
 آریوں کا خدا روح اور ذرہ کو پیدا کرنے پر قادر نہیں ۴۵۰  
 آریوں کا پر میشر صرف معمار یا نجار ہے ۴۶۱  
 وید کا خدا تغیرات کا مالک نہیں ہے ۴۶۲  
 روح اور جسم قدیم سے ہیں تو پھر خدا کے وجود پر کوئی  
 دلیل قائم ہوئی ۳۸۳  
 آریوں کا دعویٰ کہ وید میں توحید کی تعلیم ہے ۳۹۸  
 اگر وید میں توحید کی شرتیاں ہیں تو پیش کریں ۴۰۲  
 آریہ قوم میں پرستش کی اقسام ۴۰۴  
 آریوں کو بت پرستی سے بہت محبت ہے ۴۰۸ تا ۴۰۶  
 آریوں کی شوخی حد سے بڑھ گئی ہے ۴۱۵  
 آریوں کا خدا قصوں کا خدا ہے ۴۲۸  
 آریوں کا پر میشر بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے  
 زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا ۴۶۱  
 سناٹن دھرم سے آریہ سماجی ہونے والوں میں سے  
 کتنوں نے وید پڑھے تھے ۳۶۸  
 آریوں کو اپنی وید دانی ثابت کرنے پر ۱۰۰۰ روپے  
 کا انعام ۳۷۰، ۳۶۹  
 آریہ میں پاکیزہ نیک چلنی کے لئے کیا تعلیم ہے ۴۳۸  
 قادیان کے آریوں کا طاعون کے بارے میں خیال ۳۶۷  
 سناٹن دھرم والے آریوں کے نام برہشٹ اور  
 ہلیچھ رکھتے ہیں ۳۷۲  
 مہارلو کے قائل ہیں مگر وہ پیشگوئی اب تک  
 پوری نہیں ہوئی ۴۵۱  
 اس بات کا رد کہ شبنم کے ذریعہ روح اترتی ہے ۴۴۲

اللہ کے قول ”نیا آسمان اور نئی زمین“ بنانے کی تشریح ۷  
 اس زمانہ میں اللہ کے آسمانی علوم کا ایک دریا جاری ہے ۸  
 خارق عادت تبدیلی کے وقت خارق عادت  
 قدرت کا اظہار ۲۳۱، ۱۱، ۳  
 رحمت کے نشان دکھانا خدا کی عادت ہے ۱۱  
 قادر، قیوم، خالق الکل خدا اور اس کی دوسری صفات  
 کا ذکر ۱۱، ۱۰  
 انسان جب تک خود خدا کی تجلی سے اور خدا کے وسیلہ سے  
 اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش  
 نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے ۴۳۵ ح  
 خدا تعالیٰ کی انسان کے پاتال تک نظر ہے ۱۲  
 ہمارا ہمیشہ ہمارا خدا ہے ۲۱  
 خدا ایک بیمار اخترانہ ہے ۲۲  
 سچی خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے ۲۴  
 خدا کے غضب کے مستولی ہونے پر اس کا قہر ظالموں پر  
 جوش مارتا ہے اور آنکھ خاص لوگوں کی حفاظت کرتی ہے ۳  
 انسان جب تک خود خدا کی تجلی سے اور خدا کے وسیلہ سے  
 اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی  
 پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے ۴۳۵ ح  
 آریہ ۴۷۸  
 ان کا پر میشر کامل علم نہیں رکھتا ۳۹۱  
 نیوگ کے مقابلہ میں متعہ کا جواز پیش کرنا ۴۴۲  
 نیوگ کے لیے اخبار میں مندرج ایک خط کا ذکر ۴۴۵ ح  
 ذرہ ذرہ کو خدا کی ازلیت میں شریک قرار دیتے ہیں ۳۸۲  
 خدا کی چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب  
 کرتے تھے ۴۵۹ ح

ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذریعہ روح القدس اخلاق  
کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے ۴۵  
بیٹا اپنے والدین کے اخلاق سے حصہ لیتا ہے ۳۸۹

### ازدواجی زندگی

بیوی کے معاملے میں قرآن اور وید کی تعلیم میں فرق ۴۳۶

### استغفار

استغفار کی حقیقت ۳۳

### اسلام

مذہب کے اختیار کرنے کی اصل غرض ۴۴۷

مسلمان قرآن اور خاتم الانبیاء پر ایمان لاتے ہیں ۲۸۵

ارکان اسلام کو چھوڑنے والا گمراہ ہے ۲۸۹

اسلام کا زندہ خدا دعائیں قبول کرتا ہے ۴۳۸

سلسلہ محمدیہ و سلسلہ موسویہ میں مشابہت ۲۷، ۲۸، ۲۶، ۲۷

۲۷۸، ۲۷۷، ۲۸، ۲۷

آخری زمانہ میں مثیل عیسیٰ آئیں گے ۲۷۹

حضرت عیسیٰ کی موت اسلام کے لئے بہتر ہے ۲۷۷

اس اعتراض کا جواب کہ مسلمانوں کا خدا متغیر ہے ۴۶۱

اعتراض کا جواب کہ مسلمان کئی بیویاں کر لیتے ہیں ۴۳۳

شیعوں کی مشرکانہ تعلیم کی وجہ سے اسلام پر مصیبت ہے ۱۹۴

اسلام کی حالت زار کا بیان ۲۷۳

### اشتہار

دس ہزار روپے کا اشتہار ۲۰۵، ۲۰۲

### اعتراضات

حیات مسیح کے قائلین کا رد ۲۹۸

اس اعتراض کا جواب کہ دوا ترک کرنا توکل کے

خلاف ہے ۲۲۰

آریوں کا خدا روح کو مکمل نجات نہیں دیتا ۳۹۵  
تناخ باطل ہے ۴۳۲ ح

آریوں کے لیے حضرت مسیح موعودؑ نے نیم دعوت

تصنیف فرمائی ۳۶۱

نومسلم آریوں کی قربانیوں کا ذکر ۳۷۰

آریوں کا اسلام کے خلاف گند اگلتا ۴۷۵

تمام ہندوستان کے آریوں کی حالت ۳۶۹

قادیان کے آریوں کا اسلام اور حضرت محمد ﷺ کے

خلاف غلیظ اشتہار شائع کرنا ۳۶۳

آریوں نے جلسہ کر کے اسلام پر اعتراض کئے ۴۵۲

### آسمان

آسمان پہلارب النوع ہے جس سے پانی برستا ہے ۴۱۲

کوئی آفت دوڑ نہیں ہوتی جب تک آسمان سے

رحم نازل نہ ہو ۱۳

### اجتہادی غلطی

کوئی نبی نہیں جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہ

کھائی ہو ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۵

مختلف انبیاء کا اجتہادی غلطی کرنا ۱۱۷

انبیاء کے اجتہادی غلطی کرنے کی وجہ ۱۳۶ تا ۱۳۴

سب سے زیادہ اجتہادی غلطیاں حضرت عیسیٰ

میں پائی جاتی ہیں ۱۳۶، ۱۳۵

### احسان

خدا کی ذات پر ایسا یقین کر لینا کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے ۳۰

### اخلاق

مختلف قومیں اس لیے دیے گئے تا وہ مختلف وقتوں میں

حسب تقاضا استعمال کرے ۴۳۶

اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو ۴۵، ۴۴

۴۷۴	اوتار کے کہتے ہیں	۳۰۳	اس سوال کا جواب کہ حیات مسیح کے قائل گزشتہ علماء دین کا کیا انجام ہے
۲۰۷	اہل حدیث	۲۱۵ ح	اس اعتراض کا جواب کہ امت میں تمہیں مدعی نبوت دجال آئیں گے
۲۰۸، ۲۰۷	قرآنی شہادت پر حدیث کے بیان کو مقدم سمجھتے ہیں	۱۲۰ تا ۱۱۷	مولوی ثناء اللہ کے مباحثہ مد میں پیش کردہ اعتراضات کے جواب
۲۱۲	حدیث کے مقام کے حوالے سے افراط کا شکار	۲۶۳ تا ۲۵۳	آریہ صاحبوں کے بعض اعتراضات کا جواب
۲۱۲	جماعت احمدیہ اہل قرآن کی نسبت اہل حدیث سے اقرب ہے	۸	انجمن حمایت اسلام
۱۹۴	اہل سنت والجماعت	۸	ان کا دعویٰ کہ وہ اسلام کے خیر خواہ ہیں
۱۹۴	انہوں نے لعنت بازی کا طریق شیعوں سے سیکھا ہے	۳۶	انسان
۲۱۶ تا ۲۰۶	اہل قرآن	۶۸	سہو نسیان انسانی فطرت کا خاصہ ہے
۲۱۶ تا ۲۰۶	حدیث کے مقام کے حوالے سے تفریط کا شکار	۲۶۲ ح	قاعدہ ہے کہ انسان دوسرے کے کاموں کو اپنے نفس پر قیاس کر لیتا ہے
۲۱۶ تا ۲۰۶	قرآن اور حدیث کے مقام کے حوالے سے	۶۸	انسان پاک کو تب پاتا ہے جب خود پاک ہو جاوے
۲۱۶ تا ۲۰۶	حضرت مسیح موعود کا بطور حکم ایک ریویو	۲۶۲ ح	انسان کے جسمانی تغیر کے مطابق اس کے غذا کے تغیر کی مثال
۳۱۵	ایمان	۳۶	خدا کے فرشتوں اور انسانوں کے متعلق دو قانون
۳۱۵	ایمان عمل صالح اور تقویٰ سے مکمل ہوتا ہے	۲۶۱ ح	انسان متغیر ہے لہذا خدا اس کے مطابق تبدیلیاں کرتا ہے
	ب	۲۳۶ ح	انسان کے اخلاق کا جانوروں سے تشابہ
	بادشاہت	۳۷۷	انسان کا جسم سے نکلنے ہی ایک حصہ اس کے جسم کے زوائد کا الگ کرنا پڑتا ہے
۲۱، ۲۰	زمین پر خدا کی بادشاہت کی تجلیات	۱۳۲	وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے جو بے وجہ بھونکتا ہے
	سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت بیان کئے گئے ہیں	۳۸۹	اور وہ زندگی لعتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے
۲۳ تا ۳۹	اور انکی تفصیل		اولاد والدین کے اخلاق سے حصہ لیتی ہے
۳۲	بادشاہت کے متعلق قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ		انفاق فی سبیل اللہ
۷۲ تا ۷۰	دولت مندوں کی حالت زار اور انکو نصیحت	۸۳	فضولیوں سے بچا کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں
	بت پرستی		
۲۰۷	بت پرستی کی تاریخ		
	بحث		
۳۶۵	کھیل بازی کے طور پر بحثیں مت کرو		

## بد نظری

بد نظری کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

## بدی

بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو ۱۵

## برہموساج

وید میں عناصر پرستی موجود ہے ۲۰۲، ۲۰۱

## بریت

مقدمہ قتل سے بریت کی خوشخبری ۳۸

## بنی اسرائیل

سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ کے مشابہہ ہے ۲۷۸

عیسیٰ کی بن باپ پیدائش میں حکمت ۲۹۱، ۲۹۰

عیسیٰ اور یحییٰ کی پیدائش بنی اسرائیل سے انتقال

نبوت کی علامت ہے ۲۹۱

## بنی اسماعیل

عیسیٰ اور یحییٰ کی پیدائش بنی اسرائیل سے انتقال

نبوت کی علامت ہے ۲۹۱

## بیت المقدس

عیسیٰ پر بیت المقدس کے عالموں کا فتویٰ کفر لگانا ۵۳

## پ

## پادری

پادری صاحبان کو چیلنج کہ وہ بھی میری طرح اپنے ہم

مذہب والوں کیلئے طاعون سے نجات کی بشارت

حاصل کریں اور اپنی سچائی ثابت کریں ۹

## پاکیزگی

اللہ کے دیدار سے ہی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے ۲۷۵

انسان پاک کو تباہ پاتا ہے جب خود پاک ہو جاوے ۶۸

## پردہ

یورپ میں کسی وقت اسلامی پردہ کے مشابہ کوئی

قانون جاری ہوگا ۲۳۳

پردہ نے ہی طلاق کی ضرورت کو محسوس کیا ح ۲۳۶

## پیشگوئی

شرطی پیشگوئیاں شرط کے موافق پوری ہوتی ہیں ۱۱۱

وعید کی پیشگوئیوں میں قرآن اور توریت کی رو سے

بھی تاخیر ہو سکتی ہے ۱۱۱

یونس نبی کی پیشگوئی ٹل گئی ۱۱۲

وعید کی پیشگوئی میں توبہ و رجوع سے کبھی تاخیر بھی ہو جاتی ہے ۲۵۱

محمد حسین کی ذلت کے متعلق پیشگوئی پورا ہو نیکا تفصیلی

ذکر ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۱۹، ۱۱۸، ۵۴، ۵۲

صراط الذین انعمت علیہم میں مخفی پیشگوئی ۲۸ تا ۳۶

حدیث کی پیشگوئی سچی نکلے تو حدیث کو سچا سمجھو ۶۲، ۶۳

پیشگوئی متعلق طاعون ۸۵

آہتھم کے متعلق پیشگوئی اور اس کی تفصیل ۱۰۹، ۱۰۸

آہتھم کی پیشگوئی کی میعاد شرط تھی اور اسکی تفصیل ۱۰۹، ۱۰۸

آہتھم کی پیشگوئی کا ذکر ۶

لیکھرام کے متعلق پیشگوئی اور اس کی تفصیل ۱۱۰، ۱۰۹

## ت

## تمثیل

تمثیل کا مسئلہ پولوس نے گھڑا ح ۶۵

## تدبیر

دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں مگر ان پر بھروسہ کرنے

سے ممانعت ۱۳

## تعداد و زوج

شریعت نے مختلف مصالِح کی وجہ سے تعداد و زوج

کو جائز قرار دیا ہے ۸۱

وہ مرد سخت ظالم ہے جو دو جو روئیں کر کے انصاف نہیں کرتا ۸۱  
نکاح ثانی کے لیے مضطر ہونے کا علاج شریعت نے

بیان کیا ۸۱، ۸۰

اگر عورت مرد کے نکاح ثانی سے ناراض ہو تو وہ بذریعہ

حاکم خلع کرا سکتی ہے ۸۱

## تعصب

تعصب کی وجہ سے انسان دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا ۱۰۸، ۱۰۷

## تفسیر

رب العالمین کی لطیف تفسیر ح ۴۲

اھلنا الصراط المستقیم کی دعا قبول ہوئی ۵۲

اھلنا الصراط المستقیم کی تشریح و تفسیر ۴۳، ۲۷،

۶۰، ۵۸، ۵۴، ۴۸، ۴۶

صراط الذین انعمت علیہم میں مخفی پیشگوئی ۴۸ تا ۴۶

مغضوب علیہم کی تفسیر ح ۷۲

ضالین سے مراد اور اس کی تفسیر ح ۷۲

سورۃ فاتحہ کی ایک بڑی پیشگوئی اور اس کی تفصیل ۴۶ تا ۳۸

سورۃ فاتحہ میں تمام لوازم بادشاہت موجود ہیں ۴۳ تا ۳۹

سورۃ فاتحہ میں تعلیم کے موافق گزشتہ تمام نعمتوں کا

دروازہ تم پر کھول دیا ۲۵

آیت لوتقول کی تفسیر ۹۲

لفظ اوئی کی تشریح ح ۱۷، ۱۴، ۱۲۸

اینا ذی القربی کی لطیف تشریح ۳۱

استوی علی العرش کی حقیقت ح ۴۵۶

آیت فلما توفیتنی کی رو سے اب عیسیٰ تو ہرگز

نازل نہیں ہوگا ح ۱۶، ۷۶

اوینہما الی ربوۃ میں کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ۷۵، ۱۷

آیت وان منکم الا واردھا کی تفسیر ۲۵

آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان کی تفسیر ۳۱، ۳۰

حملہا الانسان کی لطیف تشریح ح ۴۰

مہدی کی آمد کے حوالے سے مرجع عقیدہ

لا اکراہ فی الدین کے خلاف ہے ۷۴، ۷۳

انہ لعلم للساعۃ کی تفسیر ۱۳۱، ۱۲۹

## تقویٰ

کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے ۱۵

ہر ایک نیکی کی جز تقویٰ ہے ۱۵

ایمان تقویٰ سے مکمل ہوتا ہے ۳۱۵

سچی تقویٰ خدا کو راضی کر دیتی ہے ۸۲

تقویٰ اختیار کرو ۱۲

متقی کی نشانی ۴۳۱

## تناخ

طرح طرح کی جنوں میں ڈالنے سے ترجیح بلا مرجح

لازم آئے گی ۳۹۶

تناخ کا مسئلہ اپنی جڑ سے باطل ہے ۴۴۲

## توبہ

انسان کے گناہ توبہ سے بخشے جاتے ہیں ۳۶

## توحید

لفظ رحمان سے شرک کا رد ۴۱۴

## توکل

توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے ۱۳



- ۲۱۳ حدیثوں کے بارے میں درست عقیدہ رکھنے کی تلقین
- ۲۱۲ حدیثوں کے مقام کے حوالے سے جماعت کی تعلیم
- مباحثہ مد میں شامل احباب پر آسمان سے سکینت نازل
- ۱۵۱ کی گئی اور خدا مدد کر رہا تھا
- ۲۱۲ فقہ پر عمل پیرا ہونے کے حوالے سے جماعت کا موقف

## ج-چ

### چاند

- ۴۱۷، ۴۱۷ رجیمیت کا مظہر ہے
- ۴۱۲ چاند کے خواص، مادی اور روحانی چاند میں مماثلت
- چندہ
- ۸۳ ماہواری چندہ کیلئے بنیادی تحریک
- ۸۶ توسیع مکان کیلئے چندہ کی درخواست

### چیلنج

- ۴۵۳ خدا کے عرش کے حوالے سے ایک ہزار کا چیلنج
- ۱۳۶ قصیدہ اعجازیہ کے مقابل قصیدہ لکھنے پر دس ہزار کا انعام
- ۱۰۹ طاعون سے بچنے کے حوالے سے دیگر مذاہب کو چیلنج

### حج

- ۱۵ جس پر حج فرض ہو اور کوئی مانع نہیں تو حج کریں
- ۲۸۹ حج کا تارک گمراہ ہے
- ۲۱۰ قرآن کے حکم کو آنحضرتؐ نے اپنے فعل سے کھول کر دکھلایا

### حدیث

- ۲۱۰، ج ۲۶ حدیث سے مراد
- ۲۱۲ تا ۲۰۹ اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لیے تین چیزیں
- ۶۲، ۶۱، ج ۲۶ ہدایت کا تیسرا ذریعہ حدیث ہے اور اس کی تفصیل
- ۲۱۰ سنت اور حدیث میں ماہ الامتیاز
- ح ۱۱ سنت اور حدیث الگ الگ چیزیں ہیں
- ۲۱۱ حدیثیں قرآن اور سنت کیلئے گواہ کی طرح کھڑی ہیں
- ۲۱۱ حدیث جمع کرتے ہوئے احتیاط کی گئی ہے

- ۲۲۴ مناسب طریق پر اسباب کا اختیار کرنا درست ہے
- اولیاء کے بعض افعال انسانی عقول سے بالا ہوتے
- ۲۲۴ ہیں۔ اس کی مثالیں

## ج

### جبرائیل

- ۲۸۲ جبرائیل کا نام
- ۲۹۱ یہود کی طرف نزول سے روکے گئے ہیں
- جلسہ مہوتسو (جلسہ اعظم مذاہب)
- جلے کے حوالے سے محمد حسین بنالوی نے حضرت مسیح موعود
- ۲۰۲ علیہ السلام کی تقریر پر اعتراض کیا
- جہاد

- آنحضرت ﷺ کے دور میں کی گئی لڑائیوں کی حقیقت
- ۷۴ وہ وقت گزر گیا جب تلواریں چلائی جاتی تھیں
- ۱۸۶ تلوار سے پھیلنے والا مذہب خدا کی طرف سے نہیں
- ۷۵ انگریز سے مذہبی جنگ کرنا حرام ہے کیونکہ وہ مذہبی
- جہاد نہیں کرتے
- ح ۷۵
- ۵ بیشوع کو تلوار سے جہاد کرنے کا حکم ہوا

### جماعت احمدیہ

- خدا نے میرے سلسلہ کو نوح کی کشتی سے تشبیہ دی تھی
- ۴۴۹
- ۳۱۵ تا ۳۲۸ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کو تعلیم
- خدا کی توحید کو زمین میں پھیلانے کی کوشش کرو
- ۱۱
- ظاہر و باطن ایک کر کے خدا کے حضور مقبول ہونگے
- ۱۲
- جماعت کو نصائح
- ۳۶۵، ۲۰، ۱۱، ۱۱
- کب تم جماعت میں شمار کیے جاؤ گے؟
- ۱۵
- طاعون کے نتیجہ میں جماعت خارق عادت ترقی کرے گی
- ۶
- دس ہزار کے قریب طاعون کے ذریعہ جماعت
- میں داخل ہوئے
- ۱۰۲، ۱۰۱

## خ-د

### خارق عادت

- ۲۲۳ خدا اپنی قدرت سے خارق عادت امور ظاہر کرتا ہے  
۱۱ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے  
۲۲۸ کوئی بھی چیز خدا کے اذن کے بغیر مؤثر نہیں  
اولیاء اللہ کے بعض افعال انسانی عقول سے بالا  
ہوتے ہیں اس کی مثالیں  
۲۲۴

### ختم نبوت

- ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۱۳ ختم نبوت کے معنی  
۱۶ ختم نبوت کی حقیقت  
۲۱۳ نبوت شریعت والی یا نبوت مستقلہ منقطع ہو چکی ہے  
۲۱۴ آیت خاتم النبیین میں لیکن استدرک کا ہے  
۲۱۵ حضرت عیسیٰ اس امت کے امتی نہیں بن سکتے  
۲۱۵ نبی کو نبی بنانا کیا معنی رکھتا ہے  
جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا  
ہے وہ ختم نبوت میں خلل انداز نہیں  
۱۶ اب جو بھی آئے گا وہ آپ کا تابع ہوگا  
۲۱۵ آپ کی روحانی اولاد قیامت تک رہے گی  
۱۸۳

### خلع

- ۸۱، ۸۰ اگر مرد بیکار ہو تو عورت حاکم کے ذریعہ خلع لے  
اگر عورت مرد کے نکاح ثانی سے ناراض ہو تو وہ  
۸۱ بذریعہ حکم خلع کر سکتی ہے

### دجال

- تیس دجال آئیں گے (حدیث)  
ح ۲۱۵

### دعا

- جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں  
سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں  
۱۸

- تمام حدیثوں کو ردی کی طرح نہ پھینکو  
۱۳۸ قرآن کی مصدقہ حدیثیں قابل قبول ہیں  
۲۸۸، ۶۴، ۶۳  
۶۳ ہر فعل کی تائید میں حدیث ہونی چاہیے  
۶۳، ۶۲ یہ کہنا غلط ہے کہ حدیث قرآن پر قاضی ہے  
۶۳ ضعیف حدیث قرآن کے مطابق ہو تو قبول کرو  
۶۲، ۶۱ حدیث خادم قرآن اور خادم سنت ہے  
۲۰۷ مخالف قرآن حدیث رد کر دو  
۶۴، ۶۳ حدیث کی پیشگوئی سچ نکلے تو حدیث سچی ہے  
۲۰۷ فہای حدیث بعد اللہ و آیاتہ میں ایک پیشگوئی  
۶۲ حدیث کی قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کاٹ دینا ہے  
جماعت احمدیہ کو حدیثوں کے بارے میں درست

- عقیدہ رکھنے کی تلقین  
۲۱۳، ۲۱۲  
حدیث کے حوالے سے افراط و تفریط سے کام لیا گیا  
۲۱۶، ۲۰۶  
حدیث کے انکار سے ایک نئی نماز بنانی پڑی  
۲۰۷، ۲۰۶

### حکم

- بخاری میں مسیح موعود کا بطور حکم آنے کا ذکر  
۲۸۸، ۱۳۹  
۱۳۸ حکم کا فیصلہ ماننا ضروری ہے  
دارالندوۃ کو دعوت کہ صرف قرآن کو حکم بنا لیں  
۸۹

### حکمت

- ہر ایک پاک حکمت آسمان سے آتی ہے  
۲۴  
نفسانی جوشوں کا تابع حکمت سے عاری ہوتا ہے  
۳۶۵

### حیات مسیح

- اس عقیدہ کی وجہ سے کئی مسلمانوں کا مرتد ہونا  
۱۰۲  
اس سوال کا جواب کہ حیات مسیح کے قائل گزشتہ

- بزرگان کا انجام کیا ہوگا  
۳۰۳  
حیات مسیح کا ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ حسن بصری  
ماننے ہیں اس کا جواب  
۲۹۸

۱۱۶، ۱۰۹، ۶	آہٹم کا رجوع کرنے کی تفصیل	۱۸	دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے
	رعایت اسباب		دنیا اور دین کی اغراض کیلئے اصل دعا راہ نکالنے کی
۲۲	حد اعتدال تک رعایت اسباب کرو	۵۹	دعا ہے
۳۰۲	خدا بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے	ح ۵۹	سورۃ فاتحہ میں راہ راست کیلئے دعا کی گئی
۲۲	غیر قومیں بلکہ اسباب پر گر گئی ہیں	۴۴۸	دعا سے بڑی بڑی مشکلات حل ہو سکتی ہے
	رگ وید	۲۱	قبولیت دعا کے رُگ
۳۹۹	رگ وید میں عناصر پرستی کی تعلیم کی آیات	۳۲	دعا کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ
	روح	۵۳ تا ۵۲، ۳۵ تا ۳۲	انجیلی دعا کا سورۃ فاتحہ سے لطیف مقابلہ
۳۸۲	ابدیت انسانی روح کے لیے محض عطیہ الہی ہے	۳۹۰	ہماری دعاؤں کی قبولیت خدا کی رضا پر موقوف ہے
	روح القدس		دنیا
۲۴	سچا فلسفہ روح القدس سے حاصل ہوتا ہے	۲۴، ۲۳	دنیا کے امتحان کی دو قسمیں اور اس کی تشریح
۸۳	روح القدس کا انعام	۲۷۶	دنیاوی زندگی کھیل تماشا ہے
	جب تک روح القدس جو زندگی بخشتا ہے انسان میں داخل	۵۹	دنیا اور دین کی اغراض کیلئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے
۴۵	نہ ہوتے تک انسان کمزور اور تاریکی میں پڑا ہوتا ہے	۱۳	دنیا ہزاروں بلاؤں کی جگہ ہے
۸۴، ۸۳	ہمارے نبی پر روح القدس ہر ایک تجلی سے بڑھ کر ہے		دوسری قومیں خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے
	آنحضرت پر روح القدس پر کامل شکل میں نازل	۲۳	امتحان میں ڈالی گئی ہیں
۸۴	ہونے کی حکمت اور اس کی تفصیل	۱۰۸، ۱۰۷	تعصب اور دنیا پرستی ایک لعنتی روگ ہے
	ہر ایک جو آسمانی فیض سے بذر لیجے روح القدس اخلاق		دوا
۴۵	کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ میں جھوٹا ہے	۲۲۸	کوئی بھی دوا خدا کے اذن بغیر مؤثر نہیں ہوتی
	نزول قرآن و انجیل کے وقت روح القدس کے متمثل		دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں مگر ان پر بھروسہ کرنے
۲۷	ہونے میں فرق	۱۳	سے ممانعت ہے
۲۵	روح القدس کے اترنے کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا	۲۲۹	دوا تو ظن پر ہی مبنی ہوتی ہے
۶۶	تمہیں بغیر یقین کے روح القدس نہیں مل سکتا		دین
۱۴۶	حضرت مسیح موعود نے روح القدس کی تائید سے تصدیق بنایا	۵۹	دنیا اور دین کی اغراض کیلئے اصل دعا راہ نکالنے کی دعا ہے
	روزہ	۴۷۵	دین ایک موت چاہتا ہے
۲۸۹	صوم کا تارک گمراہ ہے		ر-ز
	زکوٰۃ		رجوع
۱۵	ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے	۶	آہٹم کی پیشگوئی میں رجوع شرط تھی

۶۱ دوسرا ذریعہ ہدایت اور اس کی تشریح  
سنت وہ راہ ہے جس پر آنحضرتؐ نے عملی طور پر

۶۲ صحابہ کو ڈال دیا

سنت اور حدیث ۲۱۰، ج ۶۱

سنت اور حدیث ایک چیز نہیں ۲۰۹، ج ۶۳

اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لیے تین چیزیں ۲۱۲ تا ۲۰۹

### سورج

سورج جسمانی طور پر رحمانیت کا مظہر ہے ۴۱۴، ۴۱۵

سورج کے خواص ۴۰۹، ۴۱۴

لفظ رحمان سے سورج کو دیوتا ماننے والوں کا رد ہے ۴۱۴

مادی اور روحانی سورج میں مماثلت ۴۰۹

### شراب

امیر شراب پیتا ہے تو ماتحتوں کا گناہ بھی اس کے سر پر ہے ۷۰

شراب کے نقصان ۴۳۳

شراب کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

شراب تقویٰ کو اڑاتی ہے ۴۳۳، ۴۳۴

شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی ۴۳۳

قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا ۷۱، ج ۷

### شرک

مناسب طریق پر اسباب کا اختیار کرنا درست ہے ۲۲۴

اسباب کی بیروی شرک کی اصل ہے ۲۲۳

شرک سے بگلی پر ہیز کرو ۲۸

### شیعہ

حضرت حسین کے بارے میں شیعوں کا مبالغہ کرنا ۱۸۱، ۱۹۳

متعہ کے بارے میں شیعہ مذہب کے پاس خدا کے کلام

سے کوئی سند نہیں ۴۳۳

۸۳ چاہیے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ اپنی زکوٰۃ بھیجے

۲۸۹ زکوٰۃ کو چھوڑنے والا گمراہ ہے

## س-ش

### ساعة

لفظ ساعة کی تفسیر ۱۳۰

صبح کے وقت ساعة سے مراد اور اس کا پورا ہونا ۱۲۹ تا ۱۳۱

### سج

قوم کے ڈر سے جھوٹ بولنا نجاست کھانے سے بدتر ہے ۴۴۹

بچی باتوں کو زومی کے لباس میں بتاؤ ۳۳۶۵

### سلسلہ محمدی

موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مماثلت ۵۳، ۵۲

### سنان دھرم

سنان دھرم کے عقائد ۳۶۸

پنڈت دیانند سے قبل سارے ہندو سنان دھرمی تھے ۳۶۸

سنان دھرمیوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی شاباش ۴۷۹

آریوں کا نام برہشت رکھنا ۳۷۲

سنان دھرمیوں کی مدد کا وعدہ ۴۸۰

وید میں عناصر پرستی موجود ہے ۴۰۲، ۴۰۱

سنان دھرم کے بزرگ ۳۸۸

اس کلچر کے زمانہ میں وہ ایک آخری اوتار کے منتظر ہیں ۴۷۵

آریہ سماجیوں سے سنان دھرم والے بہتر ہیں ۴۷۴

### سنت

ہدایت کا دوسرا ذریعہ سنت ہے ۲۶، ج ۲

سنت سے کیا مراد ہے ۲۱۰، ۲۰۹، ج ۲۶

سنت کی تعریف ۲۱۰، ۶۲

## ط-ظ

### طاعون

۱۳ طاعون خدا کی بلاؤں میں سے ایک ہے

۵۰۴ طاعون کے متعلق پیشگوئیاں

انجیل کی بعض کتب میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون

۵ پڑنے کا ذکر

۸۸،۸۵ پیشگوئی متعلق طاعون در نظم فارسی

۱۰۲،۱۰۱،۶ طاعون کے ذریعہ جماعت کا بڑھنا

۴۲۷ سرخ چھینٹوں کا واقعہ طاعون کے وقوع کی طرف اشارہ

۲۶۶ طاعون کے ظہور سے قبل اس کے ظہور کی خبر دی

جماعت احمدیہ کو طاعون سے محفوظ رکھنے کا وعدہ ۱۰،۹،۲

طاعون کے نتیجہ میں جماعت خارق عادت ترقی کرے گی ۶

طاعون سے شاذ و نادر موت سے نشان کم تر نہیں ہوتا ۵۰،۴

طاعون تباہی اور بربادی کا پیغام لے کر آئی ۳۰۹،۳۰۸

طاعون کا ڈیکہ ۱۰،۳

کامل متقی طاعون سے بچایا جائیگا ۸۲

قادیان کا سخت بربادی انگن طاعون سے بچے رہنے کا وعدہ ۲

گورنمنٹ کی طرف سے طاعون سے بچانے کیلئے ڈیکہ کی تجویز ۳۲۱

طاعون کا موجب زمین کا پاپ اور گناہ سے بھر جانا ہے ۳۶۶

### طلاق

طلاق کا مسئلہ بوجہ انسانی ضرورتوں کے ہر ایک مذہب

میں پایا جاتا ہے ۴۴۳

دنیا میں کوئی فرقہ نہیں جو طلاق کا مخالف ہو ۴۷۱

طلاق کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

اسلامی پردے نے ہی طلاق کی ضرورت کو محسوس کیا ۴۴۶ ح

انجیل میں طلاق کیلئے صرف زنا کی شرط تھی ۸۱

یورپ میں تجارب کے بعد طلاق کا قانون ۴۳۴

۱۸۶ حسن اور حسین کی عبادت کرنے والوں کو تشبیہ

۱۹۲ اس مذہب کا شرک نصاریٰ کی طرح خوفناک

۶۴ ان کو حدیثوں نے ہلاک کر دیا

۱۹۴ شیعوں کی وجہ سے خدا کا دین تباہ ہوا

۱۷۹ علی حاضری شیعہ کے حملے کا جواب دیا

### شفاعت

۴۶۳ قرآن کے رُوسے شفاعت کے معنی

۴۶۳ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے

۴۶۳ شفاعت کے معنی

### شہد کی مکھی

۴۶۳ خدا کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں

### شیطان

۴۵ شیطان کو ہمیشہ رات سے غرض ہے

## ص

### صحابہؓ

۱۹۵ شرک کے خلاف شاخوں کی طرح توڑے گئے

### صحبت صالحین

۳۸۶ باہمی کشش کے لئے کسی قسم کا اتحاد ضروری ہے

### صدق

۸۳ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہنچانا جاتا ہے

### صفات الہی

صفات الہی کے سمجھنے میں کس طرح مدد مل سکتی ہے ۴۱۵ ح

### صفت مریمیت

مریم کا مرتبہ ملنے کی حقیقت اور اس کی تفصیل ۵۰ تا ۴۸

دو برس تک مسیح موعود کا صفت مریمیت میں پرورش ۵۰

## عالم

عالم کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۳۰

## ظلی نبوت

ظلی نبوت کی تشریح ۱۶

## ظن

ظن جھوٹ کے احتمال سے خالی نہیں ہوتا ۲۰۹

## ع-غ

## عدالت

عدالت ایک مشکل امر ہے ۵۵

## عذاب

مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں کسی پر عذاب

نازل نہیں ہوتا بلکہ دنیا میں محض شرارتوں اور شوخیوں

اور کثرت گناہوں کی وجہ سے عذاب آتا ہے ۵

ان برے دنوں کا سبب یہ ہے کہ دلوں میں قادر

خدا کا خوف نہیں رہا ۳۶۷

## عربی

عربی زبان کو ام اللسانہ ہونے کا درجہ حاصل ہے ۴۳۱

## عرش

لفظ عرش سے مراد ۴۵۵

خدا کے عرش کے جسمانی نہ ہونے کے حوالے سے

ایک ہزار روپے کا چیلنج ۴۵۳

## علم

دہقان اور ڈاکٹر میں فرق علم کا ہے ۳۹۳

عمل اور کثرت تجربہ سے ایک خاص علم ہو جاتا ہے ۳۹۴

علم طبعی اور علم ہیئت کا خدا کی طرف منسوب ہونا ۴۶۲

علم طبعی کی رو سے تین برس تک پہلا جسم تحلیل ہونا ۳۷۷

## عمل صالح

ایمان عمل صالح سے مکمل ہوتا ہے ۳۱۵

## عفو

عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کیا گیا ہے ۴۳۸

## عناصر پرستی

عناصر پرستی کی شرتیوں سے وید بھرا پڑا ہے ۴۰۱

## عورت

عورتوں کو نصح ۸۱، ۸۰

خاندنوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہوں ۸

## عیاشی

حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے ۷۱

## عیسائی

حضرت عیسیٰ کے بارے میں عیسائیوں کا عقیدہ کہ

عیسیٰ کامل خدا ہیں ۳۷۷، ۳۷۶، ۱۸۰

کیا عیسائی مذہب سچے خدا کو دکھلاتا ہے ۴۴۷

آریوں اور عیسائیوں کا خدا قصوں کا خدا ۴۴۸

تعب ہے کہ عیسائیوں نے تجمیس کا نام تثلیث کیوں رکھا ۳۷۸

عیسائی صاحبوں کی خدا کے متعلق تعلیم ۳۷۶

انسان کو خدا بنا لیا ۴۵۰

نفس بنی نوع قوم کے متعلق عیسائیوں کی تعلیم ۴۳۲

عیسائی مذہب توحید سے تہیدست اور محروم ہے ۳۷۸

انجیل کامل شریعت نہیں ہے ۹۰، ۸

عیسائی عفو پر عمل نہیں کرتے ۴۳۷

بعض عیسائیوں محققوں کا مسیح کی قبر کشمیر میں ماننا ۱۶ ح

عیسائیوں کا یہ کہنا کہ خدا کچھ مدت تک بے کار رہا ۴۶۱

## غصہ

غصہ کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ ۲۹

قرآن کریم کے محاسن ۲۷، ۲۶

قرآن کریم ہدایت کا اول ذریعہ ہے ۲۶

تمام خیر قرآن مجید میں ہے ۸۹

قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں

نیچ ہیں ۲۷

خدا کا کلام اصل ہدایت اور ظاہر تر ہے ۱۹۹

نوع انسان کیلئے اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن ۱۳

حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں ۲۶

قرآن کی آیتوں میں فکر کرنے والوں کیلئے شفا ہے ۱۶۷

قرآن کا پیش کردہ خدا زندہ خدا ہے ۲۵۹

کیا قرآن سچے خدا کو پیش کرتا ہے ۲۳۷

شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک کلام ۲۰۹

ایسی کتاب ہے کہ باطل کو اس میں کسی طرف سے

راہ نہیں ۱۵۲

خدا کے کلام میں صدا بجا مجاز اور استعارے ہوتے ہیں ۲۷۳

قرآن کے حکم کو حضورؐ نے اپنے فعل سے کھول کر دکھلایا ۲۱۰

قرآن کی رو سے گورنمنٹ انگریزی سے

مذہبی جنگ حرام ہے ۷۷۵

قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں ۷۴

مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق محفوظ ہیں ۸۱

قرآن شریف کو مجبور کی طرح نہ چھوڑو ۱۳

جو حدیث قرآن کے مخالف ہو اسے قبول نہ کریں ۱۳۸

جو حدیث قرآن کے مطابق ہو اسے قبول کر لو ۶۴

حدیث قرآن کی ہرگز قاضی نہیں ہو سکتی ۶۲

اسلامی ہدایتوں پر قائم ہونے کے لیے تین چیزیں ۲۱۴ تا ۲۰۹

غض بصر

اسلام کی غض بصر کی تعلیم ۴۳۶

## ف-ق

فدیہ

فدیہ تم سے گناہ ترک نہیں کر سکتا ۶۶

فرشتے

خدا کی عظمت اور جبروت کے مظہر ۴۵۵

فرشتے خدا کو نیکی بڑی کی خبر دیتے ہیں ۴۶۰

خدا کے فرشتوں اور انسانوں کے متعلق دو قانون ۳۶

دنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے ۴۵۷

تین قسم کے فرشتے ۴۵۶

فرشتوں کے متعلق قضاء و قدر کا قانون ۳۴

علوم طبع کی رو سے فرشتوں کا وجود ضروری ہے ۴۶۳

چار فرشتے تخت اٹھا رہے ہیں کا جواب ۴۵۷

فقہ

فقہ پر عمل بیہا ہونے کے حوالے سے جماعت کا موقف ۲۱۲

فلسفہ

اس دنیا کے فلسفیوں کی پیروی مت کرو ۲۳

قبر مسیح

ایک اسرائیلی عالم کی شہادت دربارہ قبر مسیح ۷۸

قدرت اللہ

اللہ کی قدرت اسباب میں مقید نہیں ہوتی ۲۲۳

قرآن

قرآن خاتم الشریعہ ہے ۲۸۷

۱۹۹ تین دن سے بھی کمتر وقت میں لکھا گیا

۲۰۰ میرا قصیدہ قادر مطلق خدا کی طرف سے ہے

۱۳۹، ۱۳۶، ۱۳۵ مخالف اس قصیدہ کا جواب لکھیں

۱۵۰ اس قصیدہ کے لیے دعا کہ یہ خدا کا نشان ہو

تاریخ مقررہ گزرنے پر کسی کی بات نہیں سنی جائے گی ۱۳۷ ح

۲۰۵، ۲۰۲ قصیدہ کا جواب لکھنے کی شرائط

قصیدہ کا جواب لکھنے والے کو دس ہزار روپے کا

انعام ۲۰۵، ۲۰۲، ۱۳۷، ۱۳۶

۱۵۲ ح سہو کتابت کے بارے میں اصولی بات

### قضاء و قدر

۳۳ قضاء و قدر کے قانون دو ہیں اور ان کی تفصیل

۳۴ انسانوں کے متعلق قضاء و قدر کا قانون

۳۴ فرشتوں کے متعلق قضاء و قدر کا قانون

## ک-گ-م

### کسوف و خسوف

مہدی کی علامت کہ اس کے ظہور کے وقت

کسوف و خسوف ہوگا ۱۳۱، ۱۳۰

حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں کسوف و خسوف کا نشان

ظاہر ہوا ۳۳۱، ۹۰، ۸۹، ۹

اس نشان کا پورا ہونا اور اس کی تفصیل ۱۳۲، ۱۳۰

اس نشان پر علماء اللہ کا اعتراض کرنا اور اس کا جواب ۱۳۰

### کشف

اب میں نیا آسمان اور نئی زمین بناؤں گا (کشف الہی) ۷

۵۳، ۳۵۲ قرآن کی دعا کا انجیل سے موازنہ

۴۴۶ قرآن غیر محرم پر نظر ڈالنے سے منع کرتا ہے

۴۴۶ بیوی کے معاملے میں قرآن اور وید کی تعلیم میں فرق

۳۷۹ قرآن نے کیوں حضرت عیسیٰ کو صاحبِ معجزہ قرار دیا

ظالم کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۳۰

قسم کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

طلاق کے بارہ میں انجیل اور قرآن کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

غصہ کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

بد نظری کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

شراب کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

نیک کاموں کے بارہ میں قرآن اور بائبل میں موازنہ ۳۱

دعا کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۳۲

قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح پر بڑی تہمتیں دو تھیں ۱۲۱، ۱۲۰

اگر قرآن سے وفات مسیح ثابت نہیں تو ہم جھوٹے

تمام الہی کتب حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی میں مانع ہیں ۲۹۱

قرآن کی رو سے شفاعت کے معنی ۴۶۳

دارالندوة کو دعوت کہ صرف قرآن کو حکم بنائیں ۸۹

### قسم

قسم کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ ۲۹

خود مسیح نے بھی اور پولوس نے بھی قسم کھائی ۱۰۶

عیسائی مذہب میں قسم کا جواز ہے ۱۰۹

آہتم باوجود چار ہزار دینے کے قسم نہ کھاتا ۱۰۹

### قصیدہ اعجازیہ

قادر خدا کی مدد سے لکھا گیا ۲۰۱، ۱۵۰





### موسوی سلسلہ

۵۳، ۵۲ موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ میں مماثلت

### مہدی

۱۳۷ مہدی کے بارہ میں احادیث میں تناقض

۷۴، ۷۳ مہدی کے بارہ میں مسلمان کا عقیدہ

## ن۔و۔ی

### نبوت

۲۸۶، ۲۸۵، ۲۱۴ ختم نبوت کے معنی

۱۶ ظلی نبوت کی تشریح

### نبی/انبیاء

۱۸۳ انبیاء حسب و نسب والے ہوتے ہیں

۳۰۴ نبی کے آنے پر لوگ تین گروہ ہو جاتے ہیں

۱۱۵ انبیاء وحی کی سچائی کے ذمہ دار ہوتے ہیں

۲۱۵ پہلا نبی کس طرح اس امت کا امتی بن سکتا ہے

۲۱۶ کار تبلیغ کی تکمیل سے نبی خوش ہوتا ہے

۲۱۳ شریعت یا مستقل نبوت منقطع ہو چکی ہے

۳۱۳ ہر نبی کی آمد کے ساتھ کچھ ابتلاء کا پہلو ہوتا ہے

۲۲۴ اولیاء کے بعض افعال انسانی عقول سے بالا ہوتے ہیں

انبیاء کے اجتہادی غلطی کرنے کی وجہ اور

۱۳۶، ۱۳۴ اس کی تفصیل

۲۹۸ مرنا سنت انبیاء ہے

۳۶۷ خدا کے رسولوں کی بے ادبی کا انجام اچھا نہیں ہوتا

۱۹۳ شیعوں کے عقائد سے انبیاء کی کسر نشان ہوتی ہے

مسلمانوں کے لئے ہدایت پر قائم ہونے کے لیے

۲۱۲ تا ۲۰۹ تین چیزیں

مسلمانوں نے جن جگہوں کے نام رکھے وہ اکثر

عربی تھے ۱۵۰ ح

نوسلم آریوں کی تعلیمی حالت پر اعتراض کا جواب ۳۶۹

### معجزات

۱۱ معجزات کی جڑھ کیا ہے

### مماثلت

اس زمانے کے مخالفین اور مسیح تا صری کے زمانے کے

یہود میں مماثلت ۵۸ تا ۵۳

۵۸ تا ۵۳ پیلاطوس اور پکتان ڈگلس میں مماثلت

۵۳، ۵۲، ۱۴ موسوی سلسلہ اور محمدی سلسلہ کی مماثلت

۵۸ تا ۵۲، ۱۴ مسیح تا صری اور حضرت مسیح موعودؑ میں مماثلت

### موازنہ

۲۹ قسم کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۳۰ ظالم کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۲۹ طلاق کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۲۹ غصہ کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۲۹ بد نظری کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۲۹ شراب کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

۳۲ دعا کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ

نیک کاموں کے سرا اور علانیہ کرنے کے بارہ میں

۳۲، ۳۱ قرآن اور انجیل میں موازنہ

۲۸۹ نماز کو چھوڑنے والا گمراہ ہے  
نماز کی حدیثوں میں بھی تناقض اور اس کی مثالیں ۱۳۷

### نیکی

۴۲۸ نرے قصے انسان کو سچا پرہیزگار نہیں بنا سکتے  
نیک کاموں کے سر اعلانیہ کرنے کے بارہ میں  
۳۲،۳۱ قرآن اور بائبل میں موازنہ  
۱۵ نیکی کو سنوار کر ادا کرو

### نیوگ

۴۳۸ نہایت فحش اور قابل شرم مسئلہ ہے  
۱۴۳۹ اولاد زینہ نہ ہونے کی وجوہات  
۴۷۱ ایک آریہ عورت گیا رہ بچوں تک نیوگ کرا سکتی ہے  
۴۶۸ نیوگ انسانی حیا کے مخالف ہے  
۴۳۹ نیوگ کرانے والا اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے  
۴۶۸ پاکدامن عورتیں نیوگ کے لئے تیار نہیں ہو سکتی  
۴۶۹ ادنیٰ درجہ کا شخص بھی نیوگ کو قبول نہیں کر سکتا  
۴۴۱ نیوگ کی کثرت عورتوں کے لیے مضر  
۴۶۷ آریوں کا نیوگ کے فائدے بیان کرنے کا وعدہ  
۴۴۲ نیوگ کے مقابل پر آریوں کا متعہ کو پیش کرنا

### وحی الہی

۲۵،۲۴ وحی الہی تا قیامت جاری ہے  
۲۱۳ وحی جو اتباع کا نتیجہ ہے کبھی منقطع نہیں ہوگی  
۲۱۶ تابع نبی کو متبوع نبی کی زبان میں الہام ہوتا ہے  
۲۱۳ وحی کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے  
۴۴۷ الہام کے حاصل ہونے کی ایک راہ

### نجات

۱۴ حقیقی نجات کیا ہے؟ اس کی تشریح  
۳۹۵ آریہ مذہب میں روح کے لیے مکمل نجات نہیں  
ندوۃ العلماء  
۸ مسیح موعود کے انکار میں سرفہرست

### نزول مسیح

۲۹۳ قرآن نے نزول مسیح کے مضمون کو رد کر دیا ہے  
یہود الیاس کے آسمان سے اترنے کے عقیدہ کی وجہ  
۳۱۳ سے گمراہ ہوئے

### نصاری

۴۷۲ ضالین لفظ کے معنی

### نظام عالم

۴۳۸ نظام عالم کے جاری قوانین کو استعمال کرنا ہی عقلمندی ہے

### نفسانی جوش

۳۶۵ نفسانی جوش دبانے کے فوائد

### نکاح

۴۷۰ موقت نکاح سے اسلام نے منع کیا ہے

### نماز

۲۱۰ قرآن کے حکم کو آنحضرتؐ نے کھول کر بیان کیا  
۶۹ نماز دعا ہے  
۴۱۹ نماز میں تین چیزوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے  
۱۵ نماز اس طرح ادا کرو کہ گویا خدا کو دیکھ رہے ہو  
۷۰ تا ۶۹ نمازوں کی تفسیر انسانی زندگی کی پانچ حالتیں

## وفات مسیح

۴۷۲ ایک شرتی کے بیس معانی ہو سکتے ہیں

۴۰۸ وید کی شرتیوں کی تاویل

۴۶۲ وید کا خدا تعیرات کا مالک نہیں ہے

۴۰۲، ۴۰۱ وید میں عناصر پرستی موجود ہے اس پر تین گواہ

۴۰۴ وید میں توحید کی تعلیم کی تحریف

۴۵۹ وید نے جو خدا پیدا کیا ہے وہ خود بھی محدود ہو گیا

۴۰۵ وید پر تعیرات

۴۶۳ وید بھائی کی ہمدردی نہیں سکھلاتا

۴۴۶ بیویوں کے معاملے میں قرآن اور وید کی تعلیم میں فرق

## ہجرت

قرآن میں عیسیٰ کے کشمیر کی طرف ہجرت کا اشارہ ۱۷ ح

۱۶ عیسیٰ کا واقعہ صلیب کے بعد کشمیر ہجرت کرنا

## ہدایت

۲۶ ہدایت کے تین سرچشمے اور ان کی تفصیل

۲۱۱ تا ۲۰۹ ہدایت کے تین ذریعہ

ہدایت کے لیے خدا کی طرف سے تین چیزیں عطا

۲۶ ہوئیں اور ان کی تفصیل

## ہندو

۳۶۹ نو مسلم آریہ کی تعلیمی حالت پر اعتراض کا جواب

## یقین

۶۶ یقین ہی ہے جو سبکی کرنے کی قوت دیتا ہے

۶۶ یقین ہی ہے جو خدا کا عاشق صادق بناتا ہے

۶۶ بغیر یقین کے روح القدس نہیں مل سکتا

۶۶ گناہ اور یقین دونوں جمع نہیں ہو سکتے

۲۹۸ مرنا سنت انبیاء ہے

۲۹۷ وفات مسیح کے دلائل موجود ہیں

۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۷ وفات مسیح کا قرآن سے ثبوت

۷۶ آیت فلما تو فیتنی کی رو سے وفات مسیح کا ثبوت

اگر قرآن سے وفات مسیح ثابت نہیں تو مسیح موعودؑ

جھوٹے ہیں ۹۷

۱۷ وفات مسیح احادیث کی رو سے

۲۹۲ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ نازل نہیں ہونگے

۶۵ بخاری میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں

۷۶، ۵۸، ۱۲ عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے

آپ نے عیسیٰ اور یحییٰ کو معراج کی رات دیکھا ۲۹۸، ۲۹۷

## ولی

اولیاء کے بعض افعال انسانی عقول سے بالا ہوتے

۲۲۴ ہیں۔ اس کی مثالیں

خدا اولیاء کے وجود کی اسی طرح غیرت رکھتا ہے جس

۲۲۶ طرح اپنے وجود کی غیرت رکھتا ہے

اولیاء اللہ کے بعض افعال انسانی عقول سے بالا ہوتے

۲۲۴ ہیں اس کی مثالیں

## وہابی

۶ سید احمد بریلوی کی دوبارہ زندگی کے قائل ہیں

## وید

۴۵۵ خدا کی عظمت کے چار مظہر کو چار دیوتا قرار دیا

۴۴۷ کیا وید سچے خدا کو دکھلاتی ہے

دو شرائط کے ساتھ وید توحید کی تعلیم دیتی ہے ۴۲۷، ۴۲۶

ایک یہودی نے لکھا کہ عیسیٰ سے ایک بھی معجزہ ظہور میں نہیں آیا اور نہ کوئی پیشگوئی اس کی سچی نکلی اور اس کی تفصیل ۳۸۱،۱۳۳،۱۲۱،۱۱۱،۱۱۰	ہر مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے ۶۷ یہود عیسیٰ کی پیدائش کے وقت یہود گمراہ ہو گئے تھے ۲۸۹ یہود کا نام مغضوب علیہم رکھے جانے کی وجہ ۲۷۲ عیسیٰ کی بن باپ پیدائش میں حکمت ۲۹۱،۲۹۰ انجیل چھوڑ کر یہود طالمود پڑھتے ۲۶۳ حضرت عیسیٰ کے وقت حق پر سمجھے جانے والے یہود ۲۱۱ ایک یہودی کی گواہی کہ مسیح کی قبر یہودی طرز پر بنی ہے ۲۷۶
	۵۴،۵۳ ۲۷۷



## اسماء

۱۱۱، ۷۳، ۷۲	الیاس حضرت علیہ السلام	آ-ا-ب-پ-ث	
۳۱۱، ۶۲	یہود آپ کی آمد کا انتظار عیسیٰ سے پہلے کر رہے تھے	۹	آدم حضرت علیہ السلام
۶۰،	ایلیا کے معجزات حضرت عیسیٰ سے زیادہ ہیں	۲۲۲	خارق عادت طور پر آدم کی پیدائش
۳۷۹، ۳۷۸	الیسع حضرت علیہ السلام	ح ۱۸	آسیا (متحاصر کی بہن)
۶۰	ان کے معجزات حضرت عیسیٰ سے زیادہ تھے	۱۱۰	ابو اسحاق محمد دین
ح ۲۵۸	امام الدین جنٹ	۹۲	ایک رسالہ قطع الوتین شائع کرنا
ح ۲۵۸	امیر الدین		ابوبکرؓ حضرت رضی اللہ عنہ
۷۸	ایلیا		آپ کا آنحضرتؐ کی وفات پر تمام انبیاء کا فوت ہونا
	بڑھال لالہ	۱۲۷، ۱۲۶	ثابت کرنا
۳۷۲	سنان دھرم چھوڑ کر آریہ بن گئے	۱۹۲	آپ کے خلیفہ بننے کا دن شیعوں کو عاجز کر دیتا ہے
۱۱۰، ۱۰۴، ۱۰۳	پطرس	۱۸۷	شیعوں کا آپ کے بارے میں نامناسب رویہ
۷۷	حضرت عیسیٰ کی وفات کے حوالے سے خط لکھنا	۲۱۰	آپ نے کچھ حدیثیں جمع کیں پھر جلادیں
	پکٹ		ابو ہریرہؓ حضرت رضی اللہ عنہ
۱۴۷	ایک جھوٹا مسیح	۱۲۷	آپ درایت میں اچھے نہیں تھے
	پولوس	۱۱۱	احمد بیگ
ح ۶۵	تثلیث کا عقیدہ ایجاد کرنے والا	۱۱۶	اس کا پیشگوئی کے موافق مرجانا
	پیلاطوس		احمد علی
۳۸	اس کی عدالت میں یہودیوں نے مسیح پر مقدمہ کیا	۱۵۳	مباحثہ منڈ میں میر مجلس
۵۷	اس کی کوشش سے مسیح تا صلیب کی صلیب سے جان بچی	۱۰۹	اسد اللہ میاں
۵۸ تا ۵۳	اس کی اور کپتان ڈگلس کی مماثلت	۱۹۹، ۱۶۰	اصغر علی
۱۱۱	ثناء اللہ امرتسری		الہی بخش اکونٹ
۱۵۸	حضرت مسیح موعودؑ پر الزام لگایا		محمد حسین کا ساتھی
۱۶۰	اس جیسا کوئی فریبی نہیں دیکھا	۱۶۳	

شیعوں کا آپ کے بارے میں غلو کرنا ۱۹۳، ۱۸۱

آپ کے بارے میں شیعوں کا عقیدہ نصاریٰ سے ملتا ہے ۱۸۰

شیعہ آپ کی عبادت کرنے والے ہیں ۱۸۶

شیعہ آپ کی قبر کا طواف کرتے ہیں ۱۹۲

کوئی انسان آپ پر بدزبانی کر کے ایک رات بھی زندہ

نہیں رہ سکتا ۱۴۹

حیات ترکھان ۲۵۸ ح

حیات جٹ ۲۵۸ ح

داؤد حضرت علیہ السلام ۱۱۲، ۱۱۰، ۹۶

دیانند پنڈت ۴۷۲، ۴۰۲، ۴۰۱

پنڈت دیانند سے قبل اس ملک میں سارے ہندو

سناٹن دھرمی تھے ۳۶۸

اس کی موٹی عقل کی وجہ سے آریوں کو ندامت پہنچی ۴۴۳

دیانند ویڈی کی تاویل نہیں بلکہ دوسرا دید بنانا چاہتا تھا ۴۰۱

دیانند کے مذہب میں وہ روحانیت نہیں جس کو سناٹن

دھرم کے بزرگوں نے پایا ۳۸۷، ۳۸۸

نیوگ کی تعلیم کو بڑی جرأت سے اپنی کتاب میں تحریر کیا ۴۳۸

نیوگ کا ذکر کرنے کی وجہ اس کا تجرد ہے ۴۴۰

ڈگلس

پیلاطوس اور کپتان ڈگلس میں مماثلت ۵۶۱ تا ۵۳

اس کی عدالت میں مقدمہ قتل پیش ہوا ۳۷

اس نے کرسی عدالت پر بیٹھنے کا حق پوری طرح ادا کر دیا ۵۵

اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ ہوتا رہے گا ۵۶

رام بھجرت پنڈت ۴۶۸

پریڈیٹنٹ آریہ مذہبی سہا پنجاب ۴۶۷

رام چندر راجہ ۳۹۷

بزرگ خدار سیدہ اور اوتار تھے ۴۷۵ ح

حضرت مسیح موعود کی دعوت کی تکذیب کی ۱۵۲

حضرت مسیح موعود کی کتاب اعجاز مسیح کی تکذیب کی ۱۵۵

اعجاز احمدی کا جواب لکھنے کا چیلنج ۲۰۵ تا ۲۰۲

قادیان آنے پر اس کی طرف لکھے گئے خط کا عربی ترجمہ ۳۲۹

ان لوگوں میں رب کا خوف نہیں ہے ۱۸۵

احادیث کو اختیار کیا اور قرآن کو نکما ٹھہرایا ۱۶۶

خدا کا نشان دکھانے کا ذکر ۱۹۰

پیشگوئیوں کی پڑتال کے لیے قادیان آنے کی

دعوت ۱۳۲، ۱۳۱

اس کے ذریعے تین نشانوں کا ظہور اور اس کی تفصیل ۱۴۶

مد کے مقام پر مباحثہ ہوا ۱۰۷

مباحثہ مد میں کیے گئے اعتراضات کے جوابات ۱۲۰ تا ۱۱۷

یہ خود مد مہر یعنی ہلاک شدہ تھا ۱۵۰ ح

موضع مد کے لوگوں نے اس کو بلایا ۱۵۱، ۱۵۰

متناقض حدیثوں کو ہر ایک کے سامنے پیش کر دیتے ہیں ۱۳۶

کسوف و خسوف کے نشان کے پورا ہونے پر اعتراض کیا ۱۴۰

مقام مد پر زلت اٹھائی ۱۹۶

ثناء اللہ نے آپ پر کلمہ چینی کی ۱۵۵، ۱۵۴

ہم نے خدا کی تلوار سے اپنے دشمن ابو الوفا کو مار لیا ہے ۲۰۰

ح- د- ڈ- ر- ز

جان الین گالیز

اس کی کتاب میں یسوع مسیح کے بہن بھائیوں کا ذکر ہے ۱۸ ح

جماں کشمیری ۲۵۸ ح

جیون شاہ سید ۲۵۸ ح

حسین (امام) حضرت رضی اللہ عنہ

کربلا کے میدان میں حضرت حسین اکیلے رہ گئے تھے ۱۵۵

۳۸۸	ان پر ان کی راست بازی کی وجہ سے خدا ظاہر ہوا
۴۴۰	اپنی بیوی کی غیرت کے لئے راون کو قتل کر دیا
	<b>رام طوطی</b>
۳۶۳	حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اشتہار لکھا
	<b>راون</b>
۴۴۰	رام چندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کے لئے راون کو قتل دیا جو ایک برہمن تھا
	<b>رسل بابا امرتسری</b>
ح ۳۴۶	طاعون کی وجہ سے ہلاک ہوا
ح ۲۵۸	روڈ اکہہار
	<b>زینب حضرت رضی اللہ عنہا</b>
۴۴۳	آنحضرتؐ سے آسمان پر نکاح کی حقیقت
	<b>س - ش - ط - ظ - ع - غ</b>
ح ۲۵۸	ساون کھتری
۴۰۶	سعدی شیخ (مصلح الدین الشیرازی)
ح ۲۵۸	سلطان موچی
	<b>سلمان ابن یوسف یہودی</b>
۷۸	قبر مسیح کے بارے میں عبرانی زبان میں شہادت دینا
	<b>سوم راج پنڈت</b>
۴۶۹	سکیرٹری آریہ سماج قادیان
۴۴۰	سیتا (رام چندر کی بیوی)
ح ۲۵۸	شادی جٹ
ح ۲۵۸	شب دیال کھتری
	<b>شرمپت لالہ</b>
۴۴۹	مسیح موعود علیہ السلام کے نشانوں کا گواہ
ح ۱۸	شمعون (مسیح ناصری کا بھائی)
۴۴	شیرازی حافظ (خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی)
	<b>طیلوس رومی</b>
۱۳۱ تا ۱۲۹	اس کے ذریعے یہود پر خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا
۱۹۹، ۱۶۰	<b>ظفر الدین قاضی</b>
	<b>عبدالعزیز</b>
۱۱۵	حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کرنا
	<b>عبدالکریم سیالکوٹی حضرت رضی اللہ عنہ</b>
ح ۲۰۹	حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو خواب میں دیکھا
۴۵۱	<b>عبداللہ آتھم</b>
۱۰۸	آتھم کی موت ایک بڑا نشان تھا
۴۵۱	اس کی موت کی پیشگوئی پر اعتراض کا جواب
۱۰۹، ۶	عین جلسہ کے دوران اس نے رجوع کا اظہار کیا
	<b>عبداللہ چکڑالوی</b>
۲۰۸	حدیث کے مقام کے حوالے سے تفریط سے کام لیا
۲۱۳، ۲۱۲	ہم اس کے عقائد سے متنفر ہیں
	محمد حسین بٹالوی کے ساتھ ہونے والے مباحثہ پر
۲۱۶ تا ۲۰۶	حضرت مسیح موعودؑ کا ریویو
	<b>عبداللہ سنوری رضی اللہ عنہ</b>
۴۲۷	سرخ چھینٹوں والے نشان کے گواہ
	<b>عبداللہ غزنوی مولوی</b>
۱۰۲	قادیان میں نور نازل ہونے کا مکاشفہ دیکھا



بچی اور عیسیٰ کا ذرا ایک سورت میں آنے کی حکمت ۲۸۹

۱۳۱ تا ۱۲۹ ساعۃ سے مراد

قرآن کا احسان کہ آپ کو نبیوں میں شامل کیا ۱۲۱، ۱۲۰

آپ نے مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کی پیشگوئی کی ۵

یہود آپ کی آمد سے قبل الیاس کی آمد کے قائل تھے ۳۱۱

آپ کے مقابل پر یہودیوں کا عامل بالحدیث فرقہ ہی تھا ۲۱۱

معجزات کے حوالے سے عیسیٰ پر اعتراضات ۱۳۳، ۱۳۱، ۱۱۱

حضرت عیسیٰ امت محمدیہ کے امتی نبی نہیں ہو سکتے ۲۱۵

حیات مسیح کے قائلین کا رد ۲۹۸

عیسیٰ کی موت اسلام کے لیے بہتر ہے ۲۷۷

وفات مسیح ۲۹۲، ۱۶

معراج کی رات آنحضرتؐ نے آپ کو دیکھا ۲۹۸، ۱۷

واقعہ صلیب کے بعد طبعی موت ہوئی ۷۵

قرآن آسمان سے نزول مسیح کے مضمون کو رد کرتا ہے ۲۹۳

کسی حدیث مرفوع متصل میں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ

آسمان پر چڑھ گئے ۱۳۸

حضرت مسیح کا عدالت میں پیش ہو کر صلیب دیا جانا ۵۷ تا ۵۴

آپ کا واقعہ حضرت یونس کے واقعہ سے مشابہ ہے ۷۷

داؤد کا تخت ملنے کی پیشگوئی سمجھنے میں اجتہادی غلطی ۱۳۳

یسوع مسیح کی خدائی کی تردید ۱۰۳

مس شیطان سے پاک ہونے کا عقیدہ ۳۷۹، ۱۸۰

آپ کی خارق عادت پیدائش میں اشارہ ۳۸۰

آپ کی پیدائش کے وقت یہود گمراہ ہو چکے تھے ۲۹۰، ۲۸۹

آپ کی بن باپ پیدائش میں حکمت ۲۹۱، ۲۹۰

آپ کی پیدائش میں غیر معمولی قدرت خداوندی کا ظہور ۲۸۹

آپ کی خارق عادت طور پر پیدائش ہوئی ۲۲۲

آنحضرتؐ جیسی مصیبتیں مسیح پر نہ آئیں ۱۹۶

عبداللہ لدھیانوی

اس نے براہین کے زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر

اعتراض کیا ۱۱۵

عثمان حضرت رضی اللہ عنہ

شیعوں کے عاجز رہنے کے لیے آپ کے خلیفہ بننے

کا دن ہی گواہ ہے ۱۹۲

علی حضرت رضی اللہ عنہ

شیعوں کا عاجز ہونا اس بات سے ہی ثابت ہے کہ

آپ تین خلفاء کے بعد خلیفہ بنے ۱۹۲

علی حاضری شیعہ

اس کو قصیدہ اعجازیہ کے مقابل پر قصیدہ بنانے کی دعوت ۱۳۶

قصیدہ اعجازیہ میں اس کا ذکر ۱۹۲

اس شیعہ کے حملہ کا حضرت مسیح موعودؑ نے جواب دیا ۱۷۹

سب سے جاہل تر ہے ۱۸۶

عمر حضرت رضی اللہ عنہ

آپ کے خلیفہ بننے کا دن شیعوں کو عاجز کر دیتا ہے ۱۹۲

شیعوں کا آپ کے بارے میں نامناسب رویہ ۱۸۷

عمر اترکھان

ح ۲۵۸

عیسیٰ ابن مریم حضرت علیہ السلام

خدا کا ایک بیارا بندہ اور رسول تھا ۴۰۴، ۹۶، ۴۶

اسرائیلی سلسلہ کے خاتم الخلفاء تھے ۱۸، ۱۷

حضرت مسیح پر بڑی تہمتیں ۱۲۱، ۱۲۰

نصاریٰ آپ کا نام لے کر غلط عقائد پھیلاتے ہیں ۱۹۲

حضرت عیسیٰ کے وقت حق پر سمجھے جانے والے یہود

کے دوفرقتے ۵۴، ۵۳

۱۷۸ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تائیں مخلوق کی اصلاح کروں

۲۲۱ خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے

۲۷۷ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مسیح دیا جس طرح یہود کو مسیح دیا

۱۶ آپ کا ظنی نبی ہونا اور اس کی تشریح

۸ خدا تعالیٰ نے آپ کو عین وقت پر بھیجا

۵۱ براہین احمدیہ میں دعویٰ مسیح موعود بار بار تصریح لکھا گیا

۵۴ میں عین چودھویں صدی میں آیا ہوں

۷ اگر میں صاحب معجزہ نہیں تو میں جھوٹا ہوں

### مسیح موعود

۱۷۲ میں مسیح موعود اور امام قائم ہوں

۱۶۴ خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں

۱۰۸ مسیح موعود کے وقت کی علامات اور انکا پورا ہونا

۱۸۲ آپ کو حضرت محمد کے مال کا وارث بنایا گیا ہے

۵۰ تا ۴۸ آپ کو مریم کا مرتبہ ملنے کی حقیقت

۵۰ دو برس تک آپ کا صفت مریمیت میں پرورش پانا

۱۸۲ صلیب کا ٹوٹ جانا ہی آپ کی خوشی کا باعث ہے

اس امت میں مسیح موعود کا پیدا ہونا دعا کی قبولیت کی

وجہ سے ہے

۵۴ دوزرد چادروں کی تعبیر

۲۳۶ سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ کے مشابہہ ہے

۲۷۸ آپ اور مسیح ناصر میں مماثلت

۵۳، ۱۴ حضرت عیسیٰ امت محمدیہ کے امتی نبی نہیں بن سکتے

۲۱۵

### تعلیمات

۱۶۸ میں نے اپنے رب سے علوم صحیحہ پائے ہیں

۲۱۲ حدیثوں کے مقام کے حوالے سے آپ کی تعلیم

اپنی جماعت کے لیے تعلیم

بیت المقدس کے صد ہا الموموں کا آپ کے خلاف

۵۳ فتویٰ تکفیر لگانا

۳۸۴، ۳۸۱ آپ کے معجزات پر یہود کے اعتراضات

۳۷۹ ایلیا کے معجزات عیسیٰ کے معجزات سے زیادہ ہیں

آپ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے کوئی شخص ایک

رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا

۱۴۹ بقول عیسائی صاحبان آپ ایک کامل خدا ہیں

۳۷۸ تا ۳۷۶ آپ شراب پیا کرتے تھے

۴۳۳ پادری آپ کی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے

۴۳۶ حواریوں کے متعلق آپ کی پیشگوئی غلط نکلی

۳۸۸ آپ کی ایک پیشگوئی کا بظاہر غلط ہونا

۳۸۴، ۳۸۱ انجیر کے درخت سے پھل کھانے گئے مگر ناکام رہے

۳۸۲

۴۸۰، ۴۶۵، ۴۶۴

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام

### دعویٰ اور مقام

۱۸۱ خدا کے حضور آپ کا مقام

خدا کی قسم میں مسیح موعود ہوں

۲۷۱، ۱۶۹، ۱۶۴، ۲۰ میں مسیح موعود اور امام قائم ہوں

۱۷۲ مخلوق کے لیے خدا کا نائب ہوں

۱۸۸ میں ایک کھلانڈیر آیا ہوں

۱۵۹ آپ رسول اللہ کے ظل ہیں

۱۸۳ آپ نے پوری دنیا کو مخاطب کیا

۴۵۰، ۴۴۹ آپ حگم ہیں، حگم کے معنی اور اس کی

تفصیل

۲۸۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۳۶ آپ کا خاتم الخلفاء ہونا اور اس کی تفصیل

۱۷ چودھویں صدی میں بھیجے جانے کا مقصد

۳۶۷، ۳۶۶

۴۲۷، ۴۲۶ سرخ چھینٹوں کے نشان میں اشارہ  
 ۳۳۹ عربی زبان میں کتب تحریر کرنا ایک نشان عظیم ہے  
 اس زمانہ میں کون ہے جس نے میرے سوا ایسا  
 ۴۲۸ الہام شائع کیا  
 اعجاز احمدی ایک علمی معجزہ۔ مخالفین کو جواب لکھنے کا  
 چیلنج  
 ۲۰۵۲۲۰۲  
 طاعون سے نجات کے حوالے سے دیگر مذاہب کو چیلنج ۹  
 آپ کا طاعون کا ٹیکہ نہ کروانا اور اس کی وجہ ۳  
 السّدار کے طاعون سے محفوظ رہنے کا خدائی وعدہ ۴۲۸  
 آپ کی تائید میں طاعون کا ظہور ہوا ۲۶۶  
 میری تصدیق تو تمام آسمان والے کرتے ہیں ۱۵۷  
 آپ کے حق میں آپ کے الہامات کا پورا ہونا ۳۲۳، ۳۲۲  
 آپ کے حق میں کسوف و خسوف کا نشان ظاہر ہوا ۳۲۱، ۸  
 ستارہ ذوالسنین کا نشان

### اعتراضات

براہین احمدیہ میں عیسیٰ کے آنے کا اقرار ہے ۱۱۳، ۱۱۲  
 آسٹم اور احمد بیگ کی پیشگوئی کے متعلق اعتراض ۱۱۶  
 پیشگوئی تھی کہ لڑکا ہوگا لیکن لڑکی ہوئی، اس حوالے سے  
 ہونے والے اعتراض کا جواب ۴۵۱، ۴۵۰، ۱۱۷  
 محمد حسین اور جعفر زبلی کی پیشگوئی کے متعلق  
 اعتراض ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۱۹  
 اس اعتراض کا جواب کہ امت میں تیس مدعی نبوت  
 دجال آئیں گے ۲۱۵ ح  
 علی حارمی شیعہ کے حملے کا جواب دینا ۱۷۹  
 کسوف و خسوف کے نشان پر اعتراض ۱۴۱، ۱۴۰  
 مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات براہین  
 میں عیسیٰ کی حیات کا ذکر کرنا ۱۱۵ تا ۱۱۲

آپ قرآن اور خاتم الانبیاء پر ایمان لاتے ہیں ۲۸۵  
 خاتم النبیین کے معنی بیان کرنا ۲۱۴  
 آپ نے کبھی بھی اسباب کے اختیار کرنے کی  
 ممانعت نہیں کی ۲۲۷  
 سچائی کی حمایت میرا فرض ہے ۴۷۴  
 میں نے خدا پر توکل کیا، خدا نے مجھے خبیث چیزوں  
 کا محتاج نہیں کیا ۴۳۵

### خواب الہامات

(دیکھئے الہامات)

قرآن اور حدیث کے مقام کے حوالے سے آپ کے  
 ایک خواب کا ذکر ۲۱۲ ح  
 خسوف قمر کے حوالے سے خواب دیکھنا ۲۰۹

### پیشگوئیاں

سورۃ فاتحہ، النور اور التحریم میں آخری زمانہ میں  
 مثل مسیح کی پیشگوئی ۲۷۹  
 آپ کی ہزار ہا پیشگوئیاں نہایت صفائی سے پوری ہوئیں ۶  
 نبیوں کی پیشگوئیوں کے موافق آپ کے لئے دوزینی  
 نشان ظاہر ہوئے ان کی تفصیل ۹، ۸  
 کوئی پیشگوئی ایسی نہیں جو اپنے الفاظ کے مطابق پوری  
 نہیں ہوئی ۴۳۱  
 اسلامی پردہ کے حوالے سے آپ کی پیشگوئی ۴۳۴

### نشانات

خدا میری شان بلند کرے گا ۱۹۱  
 میری دعا ایک تلوار ہے ۱۵۸  
 ایک لاکھ تک اب تک میرے نشان ظاہر ہو چکے ہیں ۴۳۹  
 آپ کی صداقت کے نشانات ۱۰۰  
 آپ کی تائید میں ظاہر ہونے والے نشانات ۲۶۶

۱۱۰	فتح علی شاہ ڈپٹی کلکٹر محضر نامہ تیار کیا کہ لیکچرار ام کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہوگی	۲۲۰	اس اعتراض کا جواب کہ دو کو ترک کرنا توکل کے خلاف ہے
۲۲۳	فرعون دریا کو پھاڑ کر فرعون کو غرق کیا گیا	۲۱۹	صاحب اللواء کے آپ پر اعتراضات
۳۶۱، ۳۶۵، ۱۰۵	فضل الدین حکیم ٹائٹل کشتی نوح	۱۵۵، ۱۵۴	ثناء اللہ نے آپ پر کتنے چینی کی
۲۱۷	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب مواہب الرحمن آپ کے زیر اہتمام شائع ہوئی	۱۳۲	آپ کا ثناء اللہ کو تحقیق کیلئے قادیان آنے کی قسم دینا
۳۷۱	فضل حق سردار نو مسلم آریہ	۳۶۳	آریوں کا آپ کے خلاف اشتہار
۵۱	فضل شاہ سید	۴۵۲	لیکچرار ام کے حوالے سے آریوں کو چیلنج
ح ۲۵۸	قاسم شاہ سید	۲۰۵ تا ۲۰۲	مخالفین کو اعجاز احمدی کا جواب لکھنے کا چیلنج
ح ۲۵۸	کرپارام کھتری		متفرق
۳۹۷	کرشن راجہ	۴۷۴	دینی شغل ہمیشہ میری دلچسپی رہے ہیں
ح ۴۷۵	بزرگ خدارسیدہ اور اوتار تھے	۸۶	آپ کی طرف سے توسیع مکان کیلئے چندہ کی درخواست
۳۵۲	کرم الدین		ثناء اللہ امرتسری کی طرف لکھے گئے خط کا عربی ترجمہ
۴۶۹	کشن سنگھ	۳۳۶ تا ۳۳۹	سہو کتابت کے بارے میں اصولی بات بیان کی
۷۷	کوریرو ٹلم کا ایک بوڑھا راہب	ح ۱۵۲	امام حسین کے حوالے سے مبالغہ کرنے والوں کو جواب
۳۹۹	کوسیکا	۱۸۱	آپ کی بعثت سے قبل حیات مسیح کے قائل بزرگان کا کیا انجام ہوگا
ح ۲۵۸	لدھا جنٹ	۳۰۳	نبی کے آنے پر لوگ تین گروہ ہو جاتے ہیں
۱۱۰، ۷۳	لوط حضرت علیہ السلام	۱۰۹	غلام حسن شیخ
ح ۱۸	لیدیا (مسیح ناصری کی بہن)		غلام حیدر مرزا
۴۵۲، ۱۰۹	لیکچرار ام	۸۶	ان کے ترکہ کے حوالے سے ذکر
		۱۰۹	غلام نبی میاں
			ف-ق-ک-ل
		ح ۲۵۸	فتح دین جٹ



۴۴۹	حضرت مسیح موعودؑ کے نشانوں کا گواہ	۱۹۸	محمد سرور سید حضرت رضی اللہ عنہ
۴۶۴	خدا کی آوازوں کا گواہ	۱۵۲	حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو شیر سے تشبیہ دی
۲۱۵، ۹۶، ۴۳	موسیٰ حضرت علیہ السلام	۲۰۴	آپ اعجاز احمدی کتاب کو ثناء اللہ کے پاس لے کر گئے
۶۰	ان کے معجزات حضرت عیسیٰ سے زیادہ تھے	۱۵۲	مباحثہ مند میں جماعت کی طرف سے آپ پیش ہوئے
۲۲۴	انسانی عقول سے بالا افعال کیے قرآن کی مثالیں	۱۰۷	مولوی ثناء اللہ کے ساتھ مباحثہ ہوا
۲۲۲	خارق عادت طور پر سمندر کو پھاڑا گیا	۲۰۲	مباحثہ مند سے واپسی
۵	ان کو تلوار سے جہاد کرنے کا حکم ہوا	۷۸	محمد صادق
ح ۱۳۴	آپ پر بھی اجتہاد میں غلطی کرنے کا الزام	۱۰۲	محمد یعقوب میاں
ح ۲۵۸	مہر داد میرا سی		محمد یوسف حافظ پنشنر
ح ۵۱	مہر شاہ	۹۲	اس کا اشتہار دینا کہ جھوٹا بھی ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے
۱۶۱	مہر علی شاہ پیر		محمد یوسف نشی
۱۹۲ تا ۱۸۸	اس کی نسبت قصیدہ اعجازیہ میں ذکر	۱۵۴	اپنی قوم سے ڈرتا تھا
۱۸۵	ان لوگوں میں رب کا خوف نہیں ہے		محمود غزنوی
۱۸۸	اس کی بد اعمالیوں کا ذکر	۴۸	ہندوؤں کا آپ کی ذات پر اعتراض کرنا
۱۹۰	خدا کا نشان دکھلانے کا ذکر	۱۰۴	مریم حضرت علیہا السلام
۹۹، ح ۶۰	کسی کی کتاب چرا کر اپنے نام سے شائع کروادی	۳۷۹	آپ کا نام صدیقہ رکھنے سے غرض
	ناصر نواب دہلوی، میر حضرت رضی اللہ عنہ	۲۹۶، ۲۹۵	آپ قبل از نکاح حاملہ ہو گئی تھیں
۹۱	ان کی طرف سے ایک اردو نظم	۳۸۱	آپ پر تہمت کی وجہ
	میاں نبی بخش رفوگر امرتسری	۱۸	آپ کا یوسف نجار سے نکاح کر دیا گیا
ح ۲۰۹	حضرت مسیح موعودؑ نے آپ کو خواب میں دیکھا		مسلم (حضرت حسین کے بھائی)
	نذیر حسین دہلوی	۱۹۳	انہیں اور ان کی اولاد کو قید کیا گیا
۳۴۸	حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت کی اور ہلاک ہوا		مصطفیٰ کامل پاشا (صاحب جریدۃ اللواء)۔ مصر
	نصیر الدین منشی (منصف عدالت بمالہ)	۲۱۹	حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف اعتراضات شائع کیے
	اس کی کچھری میں حضرت مسیح موعودؑ ایک گواہی		ملا کی نبی
۲۰۳	کے لیے گئے		ان کے صحیفے میں الیاس نبی کے دوبارہ آنے کا ذکر
۱۱۰	ناٹھل کشتی نوح، ۱۱۰	۴۶۹	ملا وائل لالہ
ح ۴۵۹	آپ کی قوم کے چار دیوتا تھے		

ح ۱۸	یعقوب (مسیح ناصری کا بھائی)	۲۴۹	جانور جان کے خوف سے آپ کی کشتی میں سوار ہوئے
۱۱۱	یوحنا	ح ۲۵۸	نور احمد
۶۵، ۶۴	حضرت مسیح کی تاویل کہ الیاس سے مراد یوحنا یعنی یحییٰ نبی ہے اور اس کی تفصیل		یشوع
ح ۱۸	یوزس (مسیح ناصری کا بھائی)	۵	ان کو تلوار اٹھانے والوں کے مقابل پر تلوار سے جہاد کرنے کا حکم ہوا
۱۸	یوسف نجار	۱۱۱، ۷۳	یحییٰ حضرت علیہ السلام
۲۹۵	منکرین کا کہنا کہ عیسیٰ یوسف کے نطفہ سے پیدا ہوئے	۲۸۹، ۲۹۱	آپ کی پیدائش خدا کی غیر معمولی قدرت کا اظہار
۳۸۱، ۱۸	آپ سے مریم کا نکاح کیا گیا	۳۸۰	آپ کی خارق عادت پیدائش میں ایک لطیف اشارہ
۱۱۲	یونس حضرت علیہ السلام		عیسیٰ اور یحییٰ کا ذکر قرآن کی ایک سورت میں آنے
ح ۱۸	یہودا (مسیح ناصری کا بھائی)	۲۸۹	کی حکمت
	یہودا سکر پوٹی	۲۹۸	آنحضرتؐ نے آپ کو معراج کی رات دیکھا
۳۸۱، ۱۱۰	مرند ہو گیا		آپ کے والدین اس لائق نہ ٹھہرے کہ اپنے نطفہ
۱۱۲	اس کے مرند ہو جانے کا سبب	۳۸۰	سے بچ پیدا کر سکیں

# مقامات

۵۸ سری نگر  
۱۶ حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر میں ہے  
۷۷ سری نگر میں حضرت مسیح ناصری نے طبی وفات پائی

## ع-ف-ک-ق-گ

۱۰۸ عجم  
۱۰۸، ۹۹ عرب  
۴۴۵ فیروز پور  
۴۴۵ اس کے اخبار کا تذکرہ  
۱۰۳ کشمیر

عیسیٰ کا واقعہ صلیب کے بعد کشمیر ہجرت کرنا ۷۷، ۵۷، ۷۷، ۷۷  
۱۶ حضرت عیسیٰ کی قبر کشمیر میں ہے

قادیان ٹائٹل کشتی نوح ۲، ۹۵، ۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۲، ۱۳۲، ۲۸۰، ۴۷۶، ۴۷۵، ۴۶۹، ۴۶۵، ۴۵۲، ۴۴۵، ۳۶۱، ۲۱۷  
قادیان کے آریوں کو نصیحت ۴۶۷، ۳۶۷، ۳۶۶

قادیان کو دارالسلام اور ملائکہ کے نزول کی جگہ قرار دیا گیا ۲۱۷  
سخت طاعون سے بچائے جانے کا خدا کی طرف سے وعدہ ۲  
ہر ایک کو قادیان طلب حق کیلئے آنے کی دعوت ۷۹  
لالہ ملا وائل و لالہ شرمیت ساکن قادیان بہت سی

خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں ۴۶۴  
قادیان کے آریوں کی حالت ۳۶۹  
آنحضرتؐ اور مسیح موعودؑ کے خلاف قادیان کے  
آریوں کی طرف سے اشتہار ۳۶۳  
گولڑہ

مہر علی شاہ نے گولڑہ کو بدنام کیا ۱۶۱  
گولڑہ کی زمین پر لعنت ۱۸۸

## ا-ب-پ

اٹلی  
یہاں کے اخبار میں مسیح کی موت کا ذکر ۷۷

امرتسر ۱۹۱، ۱۰۹، ۱۰۷، ۹۸، ۹۴، ۷۹

مطبع چشمہ نور پریس امرتسر سے حضورؐ کے خلاف اشتہار ۳۶۳

## امریکہ

کفارہ کی وجہ سے امریکہ کی عملی زندگی میں نقصانات ۴۳۲

امریکہ میں بالآخر طلاق کا قانون پاس کرنا پڑا ۸۱

## انڈیا

بنالہ ضلع گورداسپور ۵۱

پنجاب ۳۹۱، ۱۰۱، ۱۰

## ج-ح-خ

## جگن ناتھ

جگن ناتھ کا قدیم بیت خانہ ۴۰۷

## حجاز

ارض حجاز میں ریل تیار ہو رہی ہے ۸

حدیبیہ ۱۱۲

## خانپار

سری نگر کا محلہ جہاں پر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے ۱۶

## د-ر-س

دمشق ۱۳۶، ۱۰۸

## روس

روس میں ایک ریل تیار ہو رہی ہے جو چالیس دن

میں دنیا کا چکر لگائے گی ۴۲۹



## ل

۱۰۸،۸ مدینہ

۱۰۸،۹۶،۸ مکہ

ندوہ

۸۹ دارالندوہ کو دعوت کہ صرف قرآن کو حکم بنائیں

۱۰۱ ندوہ کے علماء لہو و لعب میں مشغول ہیں

## ہ-ی

ہمالیہ

آریہ ورت کا خیال سے کہ ہمالیہ پہاڑ کے پرے

۴۲۸ کوئی آبادی نہیں

۱۰۱،۱۰ ہندوستان

۳۶۹ ہندوستان کے آریوں کی حالت

۱۰۳،۷۷ یروشلم

میمامہ

۱۱۷ آنحضرتؐ کا خیال کہ میمامہ کی طرف ہجرت ہوگی

۴۳۴ یورپ

۴۳۳ یورپ میں شراب کی کثرت کا ذکر

۴۳۲ کفار نے یورپ اور امریکہ کی عملی زندگی کو نقصان پہنچایا

۶

لاہور

آریہ سماج لاہور کی طرف سے انگریزی اخبار میں

۳۶۳ حضورؐ کے خلاف اشتہار

لاکپور (فیصل آباد)

۱۶۱ مولوی محمد حسین بٹالوی کو یہاں انگریزوں نے زمین دی

۱۱۵ لدھیانہ

۱۸ لندن

## م-ن

۱۹۱،۱۶۶ مُدِ ضلع امرتسر

ح ۱۵۰ عربی عَلم ہے

۲۰۵،۲۰۲ مباحثہ کے متعلق قصیدہ

ح ۱۵۰ یہاں کے لوگ اوہام کی وجہ سے خستہ حال تھے

۱۶۳ ثناء اللہ نے دوستوں کو رنج پہنچایا

مولوی ثناء اللہ اور مولوی سید سرور شاہ صاحب کے

۱۰۷ درمیان بمقام مد مباحثہ کا ذکر

۱۵۶ اس کی تباہی نزدیک ہے

۱۶۴ ثناء اللہ نے مُد میں قصداً مسیح موعودؑ کی بھوکی



## کتابیات

۵	انجیل	۴۳۹	آریہ دھرم تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۵	مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر	۱۳۶	ابن جریر
۴۰۴	یسوع کو انسان کہا گیا ہے اب ترجموں کے ذریعہ ان مقامات کو نکالنے کی کوشش کی جاتی ہے	۱۳۶	ابن خزیمہ صحیح
۵۳ تا ۵۲	انجیل کی روٹی مانگنے کی دعا کا اھدنا الصراط المستقیم کی دعا سے موازنہ	۱۳۶	ابن عساکر
۸۱	طلاق کے متعلق انجیل کی ناکافی تعلیم	۱۳۶	ابن ماجہ سنن
۲۹	طلاق کے بارہ میں قرآن اور انجیل کی تعلیم کا موازنہ	۱۳۶	ابوداؤد سنن
۲۹	شراب کے بارہ میں قرآن کی تعلیم سے موازنہ	۱۳۶	ابوداؤد طیالسی
۳۲	دعا کے بارہ میں قرآن کی تعلیم سے موازنہ	۱۳۶	اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ جان ایلن گابریلز
۲۹	قسم کے بارہ میں قرآن کی تعلیم سے موازنہ	۱۳۶	اس میں یسوع مسیح کے بہن بھائیوں کے نام درج ہیں ۱۸ ح
۳۰	خالم کے بارہ میں قرآن کریم اور انجیل کی تعلیم میں موازنہ	۱۳۶	احمد
ح ۶۳	انجیل کو چھوڑ کر یہود طاعون پڑھتے ہیں	۱۳۶	اخبار المہدی
۲۹۱	انجیل نے عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روک دیا	۳۲۹، ۳۲۶	اعجاز احمدی تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
	اندر ونہ بائبل از عبداللہ آتھم	۲۰۵ تا ۲۰۲	مخالفین پر اتمام حجت میں دنوں میں جواب لکھنے کا چیلنج
۱۰۸	آتھم نے اپنی اس کتاب میں آنحضرت کا نام دجال رکھا		قصیدہ متعلقہ مباحثہ کا جواب لکھنے والے کو دس ہزار روپیہ کا انعام
	بائبل	۲۰۵ تا ۲۰۲	اعجاز المسیح تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۶۱، ۹۹
	نیک کاموں کے سر اعلانیہ کرنے کے بارہ میں قرآن اور بائبل میں موازنہ	۳۲۹، ۳۲۱	اس کے معجزے کو ثابت کرنے کے لیے اعجاز احمدی لکھی گئی
	بخاری صحیح	۲۰۵ تا ۲۰۲	اکمال الدین
	اس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے	۱۴۰	اس میں بھی کسوف و خسوف والی حدیث درج ہے

۱۰۸	جنگ مقدس (مباحثہ مابین حضرت مسیح موعودؑ و عبداللہؑ) ح ۱	۳۵۰	الہدرا (اخبار)
۱۴۰	دار قطنی	۱۵۲	سہو کتابت کے بارے میں اصولی بات
۱۰۰	اس میں مسیح موعود کے وقت کسوف و خسوف کی پیشگوئی	۳۵۰	الحکم (اخبار)
۱۱۲	در منثور		المنار رسالہ مصر
۲۰۱، ۳۹۸، ۳۶۹	رگ وید	۷۵	اس کا مسیح موعود پر جہاد کی ممانعت کرنے پر اعتراض
۲۰۱	اس میں عناصر پرستی کی آیات موجود ہیں	۱۰۸، ۹۷	براہین احمدیہ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
	سبزاشہار		اس میں حیات مسیح کا رسمی عقیدہ لکھ دینا مخالفین کے لیے
۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹	ستیارتھ پرکاش	۱۱۶ تا ۱۱۲، ۵۱، ۵۰	قابل استناد نہیں
۲۳۸	نیوگ کی تعلیم	۵۲ تا ۴۸	سورۃ تحریم کی پیشگوئی سے مطابقت
۲۴۱	عورت میں روح پڑنے کا بیان	۵۱	دعویٰ مسیح موعود بار بار بتصریح لکھا گیا ہے
۱۰۴	سمتھس ڈسٹری	۱۱۳	آپ کو صاف طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا
	سنا تن دھرم تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۵۰	مسیح موعود کا نام مریم رکھنا اور اس کی لطیف تشریح
۳۶۵	اس کا نام رکھنے کی وجہ	۹۸	بائیس برس پہلے درج پیشگوئیاں سچی نکلیں
	سو پر نیچرل ریلیجن	۴	اس میں طاعون کی پیشگوئی سچی نکلی
	اس میں عیسائی محققوں کی طرف سے مسیح کی کشمیر	۲۰۶	بوستان
۱۶	میں قبر ہونے کا ذکر	۲۰۷	بھاگوت
	سیف چشتیائی	۱۳۶	بیہقی
	محمد حسن بھٹی کی کتاب جو مہر علی شاہ نے اپنی طرف	۹۰، ۸۹	تحفۃ الندوۃ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۹۹	منسوب کی	۹۰	اس رسالہ کو اپنے نمائندوں کے ہاتھ امرتسر بھیجا
۳۶۹	شام وید	۱۰۴، ۱۶	تحفہ گولڑویہ تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۱۳۶	شرح السنۃ بغوی	۱۳۶	ترمدی جامع
	طالمود	۱۸	تورات
ح ۶۴، ح ۵۴	یہود کی حدیثوں کی کتاب	۲۹۱	عیسیٰ کو دوبارہ آنے سے روکتی ہے

۱۳۶	معجم کبیر	۱۳۶	طبرانی
ح ۹۹	مقامات حریری	۹۸	فتح رحمانی از غلام دستگیر
۱۰۴	موٹی ٹیولس نیوٹیسٹمنٹ ہسٹری	۱۰۰، ۹۵ تا ۹۲	قطع الوتین از ابواسحاق محمدین
۱۰۴	ماڈرن ڈوٹ اینڈ کرچین ہیلیف	۱۳۶	کتاب الوفا ابن جوزی
	مواہب الرحمن تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام		کریئر ڈلاسیرا
۲۱۷	رحمن خدا کی قوت سے تحریر کی گئی	۷۷	اس میں پطرس کا نوے برس کی عمر میں لکھا ہوا خط شائع ہو
ح ۹۹	نزول المسیح تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام	۱۰۳، ۱	کشتی نوح تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۱۳۲، ۱۰۷، ۶	اس میں ڈیڑھ سو پیشگوئیوں کا ذکر		اللواء مصطفیٰ کامل پاشا کا رسالہ جو قاہرہ مصر سے نکلتا
۱۳۶	نسائی سنن		تھا اس رسالے کے مصنف مصطفیٰ کامل پاشا نے
	تسیم دعوت تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو	۲۱۹	حضرت مسیح موعود پر اعتراض کیا
۴۶۷	پیر مہر علی گولڑوی کی کتاب کے رد میں لکھی گئی	۱۳۶	مستدرک حاکم
۴۷۶	تالیف کے بعد آریوں کو دعوت	۱۳۶، ۶۵	مسلم صحیح
۱۳۶	نعیم ابن حماد	۱۳۶	مسند ابی یعلیٰ
۱۳۶	نوادرا اصول ترمذی	۱۳۶	مسند الفردوس
۱۰۴	نیولائف اف جیوس	۱۳۶	مسند امام احمد
۳۶۹	بیکروید		
۱۱۲	یونہ (بائبل)		

